Mumtāz Beg.

~~Shuroo~~

Shuroo - al - Harb

Translated

Futooh - al Arab

أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ

اے مسلمانو تم ایسی قوم سے کیوں نہیں بھڑ جاتے
جنھوں نے اپنے سب عہد و پیمان توڑ ڈالے اور (خواہ مخواہ تمھارے) رسول کو
شہر بدر کرنے پر تل گئے اور (علاوہ ازیں) وہ خود ہی پہل (بھی) کر بیٹھے

الحمد للہ کہ دریں ایام کہ مرام انام بہ تراجم وابستہ است و زمام عوام
بدست مراجم رفتہ است ایں پوح الطرب و روح الارب

مسمیٰ بہ

شروع الحرب

ترجمہ

فتوح العرب

از مولانا مولوی ممتاز بیگ ہیشان برائے اہل زمان و اجتناء
اہل زبان شائع و ضائع گشتہ

بار اول تعداد طبع ۱۵۰۰

بسعی تمام و اہتمام محمد عثمان مالک کتب خانہ شرفیہ دریبہ کلاں دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

(اما بعد)

یہ امر بدیہی ہے کہ مخلوقات کی ہر ایک نوع اپنے خالق کی تو سراپا محتاج ہے مگر کوئی نوع دوسری نوع کی محتاج نہیں البتہ جو چیزیں جاندار ہیں وہ ضرور آپسمیں ایک دوسرے کی بھی محتاج ہیں اور اونمیں سے انسان کی حاجت کی تو یہ حالت ہے کہ اگر حاجت کو اوسکی سرشت اور طبیعت بھی کہدیا جاوے تو بجا ہے کیونکہ عالم میں ذرہ سے لیکر پہاڑ تک کوئی ایسی چیز نہیں کہ انسان کو بالواسطہ یا بلاواسطہ اوسکی ضرورت نہ ہو اور اسکی ضرورت کسی چیز کو بھی نہیں ہے غرض یہ سب کا محتاج ہے اور اسکا کوئی محتاج نہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کل کائنات کو تو اوسکی راحت کیلئے پیدا کیا ہے اور اسکو اپنی اطاعت کیلئے جیسا کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

(رُباعی)

ابر و باد و مہ و خورشید فلک درکارند — تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ درکار تو سرگشتہ و فرمانبردار — شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

اس بنا پر شرافت کا مقتضا تو یہ تھا کہ انسان خدا کے معاملہ میں ذرا بھی نسیان سے کام نہ لیتا اور اوسکے احسان کا کم سے کم ایسا شکر گذار اور جان نثار تو ہوتا جیسا کوئی شاعر کہتا ہے

اَفَادَتْکُمُ النَّعْمَاءُ مِنِّیْ ثَلَاثَۃً — یَدِیْ وَلِسَانِیْ وَالضَّمِیْرَ الْمُحَجَّبَا

کہ تمہاری نعمتوں اور عنایتوں نے میری تین چیزوں کو تمہارا تابعدار بنا دیا ہے ایک تو ہاتھ کو اور ایک زبان کو اور ایک دل کو۔ مگر اسنے شرافت کو چھوڑ کر رذالت کو اپنا شیوہ بنالیا اور خدا کو ایسا فراموش کردیا کہ جیسا اوس سے کچھ واسطہ ہی نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہزاروں نبیوں اور رسولوں کو اپنا پیام دیکر اسکے پاس بھیجا کہ اوسپر عمل کرے سے اسکی یہ فراموشی جاتی رہے لیکن یہ جب بھی ذرا ٹس سے مس نہوا بلکہ خدا کے پیام کو تسلیم نہ کرتے ہوئے اوسکے برگزیدہ بندوں پر بھی ایسے ظلم و ستم ڈھائے کہ جنکا برداشت کرنا حد بشریت سے خارج نہیں تو قریب بخروج ضرور ہے چنانچہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ساڑھے نوسو ۹۵۰ برس تک اپنی قوم کو خدا کے پیام کی تبلیغ کرنیکے بعد اوسکی نسبت بارگاہ خداوندی میں حسب ذیل بیانات پیش کرتے ہیں۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ○ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا ○ وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ○

یعنی ای میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو تیری (دین) کی طرف رات دن بلایا مگر میری بلانے سے یہ اور دور دور بھاگنے لگے اور جب کبھی میں نے انکو تیری بخشش حاصل کرنیکیلیے بلایا تو اونھوں نے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے اوپر اپنے کپڑے لپیٹ لئے اور اپنی شرارت پر اڑے رہے اور بہت ہی تکبر کیا اور بنی اسرائیل کیطرف سے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہ سوغات ملی کہ جسکا خلاصہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مختصر سے لفظوں میں بیان فرمایا ہے فَفَرِیْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ کہ نبیوں کے ایک فریق کو تو جھٹلا دیا اور ایک فریق کو مزید برآں قتل بھی کرڈالا۔ اور اہل عرب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ جو جو سازشیں کی ہیں اونکا تو کہنا ہی کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ کہ اُنھوں نے بہت گہری سازش کی مگر وہ اونکی سازش خدا کے قابو میں رہی اگرچہ وہ ایسی زور کی سازش تھی کہ اوس سے پہاڑ بھی ٹلجائیں۔ اور فرماتے ہیں وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ کہ کافروں نے آپکی بابت یہ سازش کی کہ اوسکو یا تو قید کردو یا قتل کردو یا جلاوطن کردو۔ اب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اس مختصر سی سرگذشت سننے کے بعد ناظرین کو غور کرنا چاہیئے کہ جب حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ ایسی نرغوں میں پھنسے رہے ہیں تو آیا اونکی نسبت یہ کہنا درست ہوگا کہ اونھوں نے (دین الہی) کو لوگوں میں زبردستی سے پھیلایا ہے یا لوگوں کی بابت یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اونھوں نے اللہ کے (دین) کو اپنی زبردستی سے نہیں پھیلنے دیا بعض دفعہ عوام الناس میں اسکا چرچا ہوا کرتا ہے کہ (اسلام) کو زبردستی اور تلوار کے زور سے پھیلایا ہے اور اسمیں جہاد کی مشروعیت سے کبھی کبھی اس چرچے کے صحیح ہونیکا شبہ اور خدشہ ہونے لگتا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ چرچا کئی وجہ سے سراسر غلط ہے۔

وجہ اول۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے مکہ میں اسلام کی تبلیغ شروع کی، اور اپنی رسالت اور خدا کی وحدانیت کا اعلان کیا تو آپکی ساری قوم آپ پر ایسی خونخوار ہوگئی تھی کہ اگر اوسکا قابو چلسکتا تو وہ ایکدم کے دم میں آپکو غارت کردیتی اودہر آپکی بیکسی اور بے بسی کا یہ عالم تہا کہ آپ بالکل بے سروسامان تھے اور کوئی شخص آپکا حامی کار اور مددگار نہ تہا کہ جو اس مصیبت اور آفت کی حالت میں آپکا ہاتھ بٹاتا سو جو ایسی نازک حالت میں بھی اپنے آدمیوں سے چھپ چھپ کر آپکی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور مشرف باسلام

ہوتے تھے اونکی نسبت کون منصف مزاج کہدیگا کہ وہ اپنی خواہش اور خوشی سے مسلمان نہیں ہوئے بلکہ اُنکو زبردستی سی مسلمان کرلیا گیا تھا۔

وجہ دوم ۲۔ جو لوگ مکہ میں چھپ چھپا کر مسلمان ہوئے ہیں اور پھر اتفاق سے اونکے مسلمان ہونیکی اونکے رشتہ داروں کو بھی خبر لگ گئی ہو وہی اونکے خون کے پیاسے ہوگئے ہیں اور اونکو ایسی سخت سخت تکلیفیں دی ہیں کہ ہلاکت کی قریب ہو ہو گئے ہیں مگر پھر بھی اونھوں نے اسلام سے منہ نہیں موڑا تو کیا یہ اسلام کے زبردستی سی پھیلنے کی علامت ہے یا شرک کے زبردستی سی قائم رکھنی کی علامت ہے۔

وجہ سوم ۳۔ ہجرت سے پہلے مسلمانوں کی مشرکوں کیساتھ کوئی جنگ نہیں ہوئی جس سی یہ کہا جاسکے کہ جو لوگ اوس وقت تک مسلمان ہوئے تھے اونکو بزور شمشیر مسلمان کیا گیا تھا۔

وجہ چہارم ۴۔ ہجرت کے بعد سب سے پہلے جنگ بدر کا واقعہ ہوا ہی جسمیں ستر مشرک گرفتار ہو کر آئے تھے سو جو لوگ اونمیں سے مالدار تھے اونکو تو مال لیکر چھوڑ دیا گیا اور جو لوگ نادار تھے اونکو ویسی ہی مفت چھوڑ دیا گیا تھا لہذا اگر اسلام کو زبردستی سی پھیلانا ہوتا تو اس سی بہتر اور کونسا موقعہ تھا۔

وجہ پنجم ۵۔ اگر اسلام قبول کرانے پر زبردستی کرنا درست ہوتا تو اہل کتاب کو عرب کے جزیرے سے خارج ہو جانیکا حکم نہ دیا جاتا بلکہ یا تو زبردستی اونسے اسلام قبول کرایا جاتا اور اگر وہ اسکو نہ مانتے تو بس اونکو قتل کر دیا جاتا۔

وجہ ششم ۶۔ زبردستی لڑائی سی ہوا کرتی ہی حالانکہ جو کافر جزیہ یعنی ٹیکس دینا منظور کر لیتے ہیں اونسی لڑنا بالکل درست نہیں پھر زبردستی کہاں رہی۔

وجہ ہفتم ۷۔ بعض مسلمانوں نے اپنی اولاد کو زبردستی مسلمان کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اسکی مخالفت کر دی چنانچہ یہ آیت اسی کے بارہ میں اوتری ہی۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۔ کہ دین کے بارہ میں ہرگز کسی سی زبردستی نکرنی چاہیئے

وجہ ہشتم ۸۔ اسلام میں جہاد کا جاری ہونا اسلئے نہ تھا کہ لوگونکو زبردستی سے اسلام میں داخل کر لیا جاوی بلکہ جو لوگ ملک میں اپنی شرارتوں سی فساد پھیلاتے تھے اور امن وامان میں خلل ڈالتے تھے اونکے شور و شر کے دفع کرنے کیلئے تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی تحریک کرتے ہوئے یہی فرمایا ہے کہ جو لوگ اپنے عہد و پیمان کو توڑتے ہیں اور جو لوگ اپنی خوشی سے مسلمان ہوتے ہیں اونکو زبردستی سے روکتے ہیں تم اونکی کیوں خبر نہیں لیتی سو اس سی معلوم ہوا کہ جہاد اس بدعہدی اور زبردستی کی سزا کیلئے تھا نہ کہ زبردستی سے لوگونکو اسلام میں داخل کرنیکے لئے اسکی دلیل میں ذیل کی آیتیں ملاحظہ ہوں۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا یعنی اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنے کے لئے اور ایسے کمزور مسلمان مردوں اور عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرنے کیلئے لڑائی کیوں نہیں تمہارے پاس کیا عذر رہے کہ جو مشرکوں کی تکلیفوں سے تنگ آ کر اللہ سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں اس بستی یعنی مکہ سے باہر نکال دے کہ جس کے رہنے والے بہت سخت ظالم ہیں اور ہمارے لئے غیب سے کسی کو دوست کھڑا کر دے اور کسی کو حمایتی بنا کر بھیجدے۔ أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ۔ یعنی تم ایسی قوم سے لڑائی کیوں نہیں کرتے کہ جنھوں نے خود بخود بلا وجہ اپنی قسموں کو توڑ دیا اور اللہ کے رسول کے جلاوطن کرنے پر تل گئے اور تم سے چھیڑ چھاڑ کی ابتدا بھی اونھوں نے ہی کی ۔۔ فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید المجاہدین **امابعد** حضرت شیخ محمد بن عمرو واقدی فرماتے ہیں کہ مجھ سے (عمر بن عثمان بن عبد الرحمٰن بن سعید بن یربوع المخزومی اور موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحرث التیمی اور محمد بن عبد اللہ بن مسلم اور موسیٰ بن یعقوب بن عبد اللہ بن وہب بن زمعۃ اور عبد اللہ بن جعفر بن عبد الرحمٰن بن المسور بن مخرمہ اور ابوبکر بن عبد اللہ بن محمد بن ابی سبرۃ اور سعید بن عثمان بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ التیمی اور یونس بن محمد الظفری اور عائذ بن یحییٰ اور محمد بن عمرو اور معاذ بن محمد الانصاری اور یحییٰ بن عبد اللہ بن ابی قتادۃ اور عبد الرحمٰن بن عبد العزیز بن عبد اللہ بن عثمان بن حُنیف اور ابن ابی حبیبہ اور محمد بن یحییٰ بن سہل بن ابی حثمۃ اور عبد الحمید بن جعفر اور محمد بن صالح بن دینار اور عبد الرحمٰن بن محمد بن ابی بکر اور یعقوب بن محمد بن ابی صعصعۃ اور عبد الرحمٰن بن ابی الزناد اور ابومعشر اور مالک بن ابی الرجال اور اسمٰعیل بن ابراہیم بن عقبہ اور عبد الحمید بن عمران بن ابی انس اور عبد الحمید بن ابی عبس ان سب صاحبوں نے بیان فرمایا ہے اور ان میں بعض کی قوت یادداشت بہت بڑھی ہوئی تھی اور انکے علاوہ اور بعض صاحبوں نے بھی بیان کیا ہی لہذا میں نے ان سب صاحبوں کے بیانات کو قلمبند کر لیا تھا جسکا حاصل یہ ہے کہ سب نے بالاتفاق یہ بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول کی بارھویں تاریخ یوم جمعہ کو مدینہ شریف تشریف لائے اور بعض نے جو یہ بیان کیا ہے کہ آپ دوسری تاریخ کو تشریف لائے تھے تو یہ قول ضعیف ہے قوی یہی ہے کہ آپ بارھویں تاریخ کو تشریف لائے اور ہجرت سے ساتویں مہینہ یعنی رمضان شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جھنڈا قریش کے قافلہ سے مقابلہ کرنے کے لئے حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے لئے تیار کیا اس کے بعد آٹھویں مہینہ یعنی شوال میں حضرت عبدۃ بن الحارث کے لئے دوسرا جھنڈا تیار کیا رابغ کی طرف جانے کے لئے جو کہ موضع

قدید کو جاتے ہوئے جحفہ سے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے اس کے بعد نویں مہینہ یعنی ذیقعدہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے لئے ایک دستہ فوج کا تیار کیا موضع خرار کیطرف جانے کے لئے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس بارھویں مہینہ یعنی صفر میں حملہ کیا اور مقام ابوا تک پہونچ گئے اور وہاں سے خوش و خرم تشریف لائے پھر آپ نے پندرہ یوم آرام فرما کر تیرھویں مہینہ یعنی ربیع الاول میں قریش کے قافلہ پر (کہ جسمیں صرف امیہ بن خلف تھا اور کوئی شخص قریشی اس میں نہ تھا اور اس میں دو ہزار پانسو اونٹ تھی) یورش کرنے کے لئے مقام بواط پر جو کہ جحفہ کے قریب ہے حملہ کیا اور وہاں سے بھی خوش و خرم تشریف لائے پھر ربیع الاول ہی میں کرز بن جابر الفہری کی تلاش میں حملہ کیا یہانتک کہ آپ مقام بدر تک پہونچ گئے اور واپس تشریف لے آئے پھر آپ نے سولہویں مہینہ یعنی جمادی الآخر میں قریش کے قافلوں پر جب کہ وہ شام کی طرف جارہے تھے حملہ کیا اور یہ غزوہ ذی العشیرہ کہلاتا ہے پھر واپس تشریف لائے۔ پھر آپ نے سترھویں مہینہ یعنی رجب میں عبد اللہ بن جحش کو مقام نخلہ کی طرف روانہ کیا پھر آپ نے انیسویں مہینہ یعنی رمضان شریف میں سترھویں تاریخ کو جمعہ کے دن مبیجہ سے لڑنے کے لئے مقام بدر پر چڑھائی کی پھر آپ نے عصماء بنت مروان (کہ جس کو عُمیر بن عدی بن خرشنہ نے مار ڈالا تھا) کا بدلہ لینے کے لئے ایک فوجی دستہ روانہ کیا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور انسے محمد بن شجاع نے اور انسے محمد بن عمر نے اور ان سے عبد اللہ بن الحارث بن الفضل نے اور ان سے ان کے باپ نے یہ بیان کیا کہ عصماء بنت مروان کو عُمیر بن عدی بن خرشنہ نے انیسویں مہینہ یعنی رمضان شریف میں پچیسویں تاریخ کو قتل کیا تھا۔ اس کے بعد بیسویں مہینہ یعنی شوال میں ایک فوجی دستہ سالم عُمیرۃ (کہ جس نے ابو عفل کو مار ڈالا تھا) کی تلاش میں روانہ کیا گیا پھر بیسویں[۲۰] مہینہ یعنی شوال کے نصف میں غزوہ قینقاع واقع ہوا۔ پھر آپ نے غزوہ سُویق کے لئے بائیسویں[۲۲] مہینہ یعنی ذی الحجہ میں چڑھائی کی پھر تئیسویں[۲۳] مہینہ یعنی محرم میں مقام کُدر میں بنی سُلیم پر چڑھائی کی پھر پچیسویں مہینہ یعنی ربیع الاول میں ایک فوجی دستہ ابن الاشرف کے قتل کے لئے روانہ کیا پھر

اسی پچیسویں مہینہ یعنی ربیع الاول میں مقام غطفان سے لیکر نجد تک چڑھائی کی گئی اور یہ غزوہ غزوۂ ذوامر کہلاتا ہے پھر ایک فوجی دستہ عبد اللہ بن انیس کی سرداری میں سفیان بن خالد بن نُبیح الہذلی کی طرف روانہ ہوا حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ میں پچیسویں مہینہ یعنی محرم کی پانچ تاریخ یوم دوشنبہ کو مدینہ سے روانہ ہوا اور اٹھارہ روز تک غائب رہکر شنبہ کے روز تئیسویں تاریخ کو مدینہ شریف میں واپس آگیا پھر آپ نے ستائیسویں مہینہ یعنی جمادی الاولیٰ میں نجران پر چڑھائی کی پھر اٹھائیسویں مہینہ یعنی جمادی الآخر میں مقام قردۃ پر ایک فوجی دستہ زید بن حارثہ کی سرداری میں روانہ ہوا جس میں ابوسفیان بن حرب بھی موجود تھے پھر آپ نے بتیسویں مہینہ یعنی شوال میں مقام احد پر چڑھائی کی پھر اسی بتیسویں مہینہ یعنی شوال میں آپ نے مقام حمراالاسد پر چڑھائی کی پھر پینتیسویں مہینہ یعنی محرم میں ایک فوجی دستہ جس کے امیر ابوسلمۃ بن عبد الاسد تھے مقام اقطن کی طرف بنی اسد سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا پھر چھتیسویں ۳۶ مہینہ یعنی صفر میں حضرت منذر بن عمرو کی سرداری میں غزوہ بیر معونہ واقع ہوا پھر اسی صفر میں حضرت مرثد کی سرداری میں غزوۃ الرجیع واقع ہوا پھر سینتیسویں ۳۷ مہینہ یعنی ربیع الاول میں آپ نے بنی نضیر پر حملہ کیا پھر پینتالیسویں ۴۵ مہینہ یعنی ذیقعدہ میں مقام بدر پر چڑھائی کی وعدہ کی وجہ سے پھر چھیالیسویں مہینہ یعنی ذی الحجہ میں ایک فوجی دستہ حضرت ابن عتیک کی سرداری میں ابوالحقیق کی طرف روانہ کیا گیا پس جب سلام بن ابی الحقیق قتل ہو گیا تو یہود گھبرا کر مقام خیبر میں سلام بن مشکم کے پاس گئے اور اس سے سردار ہونے کی درخواست کی مگر اس نے منظور نہیں کیا بلکہ انکار کر دیا اس کے بعد اُسیر بن زارم اُن کی سرداری کے لئے تیار ہو گیا پھر سینتالیسویں مہینہ یعنی محرم میں غزوۂ ذات الرقاع واقع ہوا پھر اڑتالیسویں مہینہ یعنی ربیع الاول میں مقام دومۃ الجندل پر آپ نے چڑھائی کی پھر شعبان ۵ھ میں آپ نے مقام مُریسیع پر چڑھائی کی پھر ذیقعدہ ۵ھ میں غزوۂ خندق واقع ہوا۔ پھر ذیقعدہ و ذی الحجہ ۵ھ میں آپ نے بنی قریظہ پر حملہ کیا پھر محرم ۶ھ میں ایک فوجی دستہ ابن اُنیس کی سرداری میں سفیان بن خالد بن نُبیح کی طرف

روانہ کیا گیا پھر اسی محرم سنہ ۶ھ میں ایک فوجی دستہ حضرت محمد بن مسلمہ کی سرداری میں مقام قُرَیطا کی طرف روانہ ہوا پھر آپ نے ربیع الاول سنہ ۶ھ میں مقام بنی لحیان سے لیکر مقام غابہ تک حملہ کیا پھر ربیع الآخر سنہ ۶ھ میں آپ نے خاص مقام غابہ پر چڑھائی کی پھر اسی ربیع الآخر سنہ ۶ھ میں ایک فوجی دستہ عکاشہ بن محصن کی سرداری میں مقام غمرؔ کی طرف روانہ کیا گیا پھر ایک فوجی دستہ محمد بن مسلمہ کی سرداری میں اسی ربیع الآخر سنہ ۶ھ میں مقام ذوالقصہ کی طرف روانہ کیا گیا پھر اسی ربیع الآخر سنہ ۶ھ میں ایک فوجی دستہ ابوعبیدۃ بن الجراح کی سرداری میں مقام ذوالقصہ کی طرف روانہ ہوا پھر اسی ربیع الآخر سنہ ۶ھ میں ایک فوجی دستہ حضرت زید بن حارثہ کی سرداری میں بنی سُلَیم کے لئے مقام جَمُوم میں روانہ کیا گیا (مقام بطن نخل اور مقام النقرہ کے درمیانی حصہ کا نام جَمُوم ہے) پھر جمادی الاول سنہ ۶ھ میں ایک فوجی دستہ زید بن حارثہ کو مقام عِرَض پر دھاوا کرنے کو دیا گیا پھر جمادی الآخر سنہ ۶ھ میں زید بن حارثہ کو ایک فوجی دستہ مقام طَرَف پر دھاوا کرنے کو دیا گیا (اور مقام طرف مدینہ شریف سے چھتیس ۳۶ میل کے فاصلہ پر ہے) پھر جمادی الآخر سنہ ۶ھ میں زید بن حارثہ کو ایک فوجی دستہ مقام حُسْمٰی پر حملہ کرنے کے لئے دیا گیا (اور حسمٰی وادی القریٰ سے کچھ ورے ہے) پھر رجب سنہ ۶ھ میں زید بن حارثہ کو ایک فوجی دستہ مقام وادی القریٰ پر حملہ کرنے کو دیا گیا پھر شعبان سنہ ۶ھ میں ایک فوجی دستہ عبدالرحمٰن بن عوف کی سرداری میں مقام دومۃ الجندل پر چڑھائی کرنے کے لئے روانہ کیا گیا پھر شعبان سنہ ۶ھ میں حضرت علے رضی اللہ عنہ نے مقام فدک پر چڑھائی کی پھر رمضان سنہ ۶ھ میں زید بن حارثہ مقام ام قِرفہ پر چڑھائی کے لئے روانہ ہوئے (اور ام قرفہ وادی القریٰ کا ایک گوشہ ہے اس سے ملا ہوا) پھر شوال سنہ ۶ھ میں حضرت ابن رواحہ نے اُسیر بن زارم پر حملہ کیا پھر شوال سنہ ۶ھ میں کُرب بن جابر ایک فوجی دستہ لیکر عُرَنیین کی طرف روانہ ہوئے پھر ذیقعد سنہ ۶ھ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۃ الحدیبیہ ادا کیا پھر جمادی الاول سنہ ۷ھ میں آپنے مقام خیبر پر فوج کشی کی پھر خیبر سے لوٹ کر جمادی الآخر میں مقام وادی القریٰ پر پہونچے اور وہاں پر سنہ ۷ھ

میں جنگ کی پھر شعبان سنہ ۷ھ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مقام تُرَبَہ پر فوج کشی کی پھر شعبان سنہ ۷ھ میں حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ مقام نجد کی طرف فوج کشی کے لئے روانہ ہوئے پھر شعبان سنہ ۷ھ میں بشیر بن سعد کی فوج مقام فدک کی طرف روانہ ہوئی پھر رمضان سنہ ۷ھ میں غالب بن عبداللہ کی فوج مقام قیفعَۃِ کی طرف روانہ ہوئی (اور قیفقعہ ایک گوشہ نجد کا ہے) پھر شوال سنہ ۷ھ میں بشیر بن سعد کی فوج مقام جناب کی طرف روانہ ہوئی پھر ذیقعدہ سنہ ۷ھ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عُمرۃ القضیہ ادا فرمایا پھر ذی الحجہ سنہ ۷ھ میں ابن ابی العوجا السلمی کا غزوہ واقع ہوا پھر صفر سنہ ۸ھ میں غالب بن عبداللہ مقام کُدَیُد کیطرف فوج لیکر روانہ ہوئے (اور کُدَید قُدَیدٌ سے کچھ فاصلہ پر ہے) پھر ربیع الاول سنہ ۸ھ میں شجاع بن وہب نے بنی عامر بن ملوح کیطرف فوج کشی کی پھر ربیع الاول سنہ ۸ھ میں کعب بن عُمیرُ الغفاری نے مقام ذات اطلاح پر فوج کشی کی (اور ذات اطلاح شام کا ایک گوشہ ہے مقام بلقا سے ایک شب کی مسافت پر) پھر سنہ ۸ھ میں زید بن حارثہ کا مقام مؤتہ پر حملہ ہوا پھر جمادی الآخر سنہ ۸ھ میں عمرو بن العاص کی سرداری میں مقام ذات السلاسل کی طرف فوج کشی ہوئی پھر رجب سنہ ۸ھ میں غزوۃ الخبط ابوعبیدۃ بن الجراح کی سرداری میں واقع ہوا پھر شعبان سنہ ۸ھ میں ابوقتادہ کی سرداری میں مقام خُضُرَۃ پر فوج کشی ہوئی (اور خُضُرَۃ نجد کے ایک گوشہ کا نام ہے کہ جو نجد سے بیس میل کے فاصلہ پر بستان ابن عامر کے نزدیک واقع ہے) پھر رمضان سنہ ۸ھ میں ابوقتادہ کی فوج مقام بضم کیطرف روانہ ہوئی پھر عام الفتح میں رمضان سنہ ۸ھ کی ۱۳ تاریخ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود فوج کشی کی پھر رمضان سنہ ۸ھ کی ۲۵ تاریخ کو حضرت خالد بن ولید نے عُزّیٰ بت کو منہدم کر دیا۔ پھر رمضان ہی میں عمرو بن العاص نے سُواع بُت منہدم کر دیا پھر رمضان سنہ ۸ھ ہی میں سعد بن زید الاشہلی نے مناۃ بت کو ڈھایا پھر شوال سنہ ۸ھ میں خالد بن ولید نے بنی جذیمہ پر فوج کشی کی پھر شوال سنہ ۸ھ میں آپنے بنفس نفیس مقام حُنَین پر فوج کشی کی اس کے بعد شوال سنہ ۸ھ ہی میں آپ نے مقام

طائف پر حملہ آوری کی اور تمام لوگوں نے اسی سنہ میں حج ادا کیا جناب واقدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پھر آپ نے مقام تبوک پر لشکر کشی کی اور یہ سب سے آخر کی لشکر کشی تھی اور حضرت ابن اسحاق یہ فرماتے ہیں کہ آپ نے سب سے اول مقام ابواء پر لشکر کشی کی پھر مقام بواط پر پھر مقام عشیرہ پر۔ مجھسے عبد اللہ بن محمد نے اور اُن سے وہب نے اور اُن سے شعبہ نے اور اُن سے ابو اسحاق نے یہ بیان کیا کہ جب حضرت زید بن ارقم سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی نسبت سوال کیا گیا تو میں اُن کے پاس موجود تھا تو آپ نے جواب میں یہ فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس ۱۹ دفعہ لشکر کشی کی ہے پھر یہ سوال کیا گیا کہ آپ اُن میں سے کتے میں شامل تھے تو آپ نے فرمایا میں سترہ ۱۷ میں شامل تھا اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ اُن میں سب سے اول کونسا تھا تو آپ نے فرمایا کہ عشیرۃ اور عُشیر تھا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ مدینہ تشریف لانے کے بعد آپ نے سب سے اول حضرت حمزہ بن عبد المطلب کو تیس انصاری سوار وں کا ایک دستہ دیکر حملہ کے لئے روانہ کیا پس یہ لوگ مقام جُہینہ کے اس میدان میں جو کہ سیف البحر سے قریب ہے ابو جہل کے مقابل ہوئے کہ جو تین سو سوار لئے ہوئے تھا مگر چونکہ انصار کا اہل جُہینہ سے معاہدہ اور حلف ہوا تھا اس لئے مجدی بن عمرو الجہنی درمیان میں پڑ گیا اور لڑائی نہ ہونے دی سو یہ لوگ بغیر جنگ کے واپس ہو گئے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے اور بنی کنانہ کی زمین میں جو مقام رضوی ہے وہاں کو ہوتے ہوئے مقام بواط پر پہونچ گئے اور بنی ضمرہ کے بعض لوگوں سے یہ معاہدہ کیا کہ تم نہ اوروں کے ساتھ ہو کر مجھسے لڑو اور نہ میرے ساتھ ہو کر اوروں سے لڑو اور آپ نے ایک جماعت بارہ آدمیوں کی مقرر فرما کر اسپر عبیدۃ بن الحارث بن المطلب کو سردار بنایا اور ان کو ایک جھنڈا عنایت فرمایا یہ جب آپ سے رخصت ہونے کے لئے آپ کے پاس گئے تو آپ کی جدائی کی وجہ سے رونے لگے اس پر آپ نے اُن کو بٹھا لیا اور ان کی جگہ عبد اللہ بن جحش کو متعین فرما کر روانہ کیا اور ان کو ایک خط لکھکر دیا اور یہ فرمایا کہ اس کو دو رات کے بعد دیکھنا جب یہ دو رات سفر کر چکے تو اس خط کو پڑھا اس میں یہ مضمون تھا کہ تو خدا کے نام اور اوسکی برکت

سے مقام نخلہ کی طرف جاؤ اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ چلنے پر مجبور نہ کر اور تم میرے حکم کو جاری کرو صرف ان لوگوں سمیت جو تمہارے تابعدار ہیں یہاں تک کہ جب تم مقام بطن نخلہ میں پہونچ جاؤ تو قریش کے قافلونکی تاک میں لگے رہو پس جب حضرت عبداللہ خط کو ایک دفعہ پڑھ چکے تو پھر اس کو دوبارہ سہ بارہ پڑھا اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کے لئے پھر جماعت کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم میں سے جس شخص کا جی چاہے وہ میرے ساتھ چلے اور جس شخص کا جی چاہے وہ واپس چلا جائے مگر میں تو ضرور ہی آپ کا حکم بجا لاؤں گا اس اعلان کے بعد جماعت میں سے سعد بن ابی وقاص زہری اور عتبہ بن غزوان (کہ جو بنی مازن بن منصور کی ایک شاخ یعنی زہرہ کا حلیف تھا) واپس ہو گئے اور مقام بحران میں (کہ جو بنی سُلیم کی ایک جگہ ہے) جا کر ٹھہر گئے اور حضرت عبداللہ بن جحش اپنے ساتھیوں سمیت روانہ ہو گئے یہاں تک کہ مقام بطن نخلہ میں پہونچے وہاں پر عمرو بن حضرمی اور عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ اور نوفل بن عبداللہ اور حاکم بن کیسان سے مقابلہ ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عمرو بن حضرمی کو تو حضرت واقد بن عبداللہ التمیمی نے (کہ جو بنی ثعلبہ بن یربوع سے تھے) قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور حاکم بن کیسان دونوں گرفتار ہو گئے اور نوفل بن عبداللہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گیا دوسرے دن جب مکہ پہونچا تو رجب کا چاند ہو چکا تھا پس اہل مکہ کو اپنے ساتھیوں کی سرگذشت سنائی مگر وہ اسلامی جماعت کا تعاقب نہ کر سکے اور مسلمان کافروں کا مال غنیمت اور قیدی لیکر وہاں سے واپس چل دیئے یہاں تک کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تو سب سرگذشت سنائی اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم دن میں تو کافروں سے لڑے اور جب شام ہوئی تو رجب المرجب کا چاند نظر آ گیا اب یہ معلوم نہیں کہ یہ دن آیا رجب کا اول دن تھا یا جمادی الآخر کا آخر دن تھا چونکہ رجب اشہر حُرُم میں سے ہے اس لئے صحابہ کو یہ تردد ہوا اور اس کے متعلق جو آیت نازل ہوئی وہ عنقریب آنے والی ہے) اور راویوں نے بیان کیا ہے کہ قریش نے اپنے قیدیوں کا فدیہ ان مجاہدین کے آنے سے پیشتر ہی بھیج دیا تھا۔

مگر آپ نے قبول نہیں کیا اور یہ فرمایا کہ غازیوں یعنی سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کے آنے سے پہلے میں ہرگز ان کا فدیہ منظور نہ کروں گا۔ مصنف نے کہا کہ مجھسے محمد نے اور اُن سے حضرت واقدی نے اور ان سے ابو بکر بن اسمٰعیل بن محمد نے اور اُن سے اُن کے والد نے یہ بیان کیا کہ مجھ سے سعد بن ابی وقاص نے فرمایا کہ ہم عبداللہ بن جحش کے ساتھ روانہ ہوئے یہانتک کہ مقام بحران میں جا پہونچے (اور بحران معدن بنی سُلیم کا ایک گوشہ ہے) پس وہاں جاکر ہمنے اپنے اونٹ چھوڑ دیئے اور ہم کل بارہ آدمی تھے اور ایک اونٹ پر آگے پیچھے دو دو سوار ہوتے تھے اور میں عتبہ بن غزوان کا ساتھی تھا اتفاق سے ہمارا اونٹ گم ہوگیا اس لئے ہم تو اُس کی تلاش کرنے کو وہانپر دو روز تک ٹھہرے رہے اور ہمارے ساتھی چلدیئے تلاش کے بعد ہم بھی اُن کے پیچھے پیچھے چلے مگر راستہ بھول گئے اس لئے وہ ہمسے چند روز پیشتر مدینہ شریف پہونچ گئے اور ہم مقام نخلہ میں بھی نہ جا سکے آخر کار لاچار ہو کر واپس ہوئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حالانکہ ہمارے ساتھی یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید ہم اُنسے پہلے پہونچ گئے ہوں اور ہمیں اس سفر میں بھوک کی بہت سختی جھیلنی پڑی اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہم مقام مُلیحہ سے (مقام مُلیحہ اور مدینہ میں چھ روز کا اور مقام مُلیحہ اور مقام معدن بنی سُلیم میں ایک شب کی مسافت کا فاصلہ ہے) ایسے مصیبت زدہ ہو کر روانہ ہوئے کہ ہمارے پاس کوئی چیز چکھنے تک کی مدینہ شریف پہونچنے تک نہ تھی (اسی اثنا میں ایک شخص نے ابواسحاق سے دریافت کیا کہ مدینہ اور مُلیحہ میں کتنا فاصلہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ تین روز کا) اور ہماری حالت یہ تھی کہ جب بھوک کی بہت شدت ہوتی تھی تو عضاہ کھا کر اوپر سے پانی پی لیتے تھے خیر مدینہ پہونچکر ہمنے یہ دیکھا کہ قریش کا ایک وفد اپنے قیدیوں کا فدیہ دینے کے لئے آیا ہوا ہے مگر آپ نے قبول نہیں کیا اور یہ فرمایا کہ ابھی میرے دو آدمی نہیں آئے اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ شاید تمنے اُن کو قتل نہ کر دیا ہو یہ گفت و شنید ہو ہی رہی تھی کہ اچانک ہم پہونچ گئے راوی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران گفتگو میں یہ بھی

فرمایا تھا کہ اگر تم نے میرے آدمیوں کو قتل کیا ہوگا تو میں بھی تمہارے ان دونوں قیدیوں کو قتل کر دوں گا اور ان دونوں قیدیوں کا فدیہ چالیس چالیس اوقیہ چاندی۔ اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

مصنف نے کہا کہ ہمسے محمد نے اور اُن سے عبد الوہاب نے اور اُن سے محمد نے اور اُن سے واقدی نے اور اُن سے عمر بن عثمان الجحشی نے اور اُن سے اُن کے والد نے اور اُن سے محمد بن عبداللہ بن جحش نے بیان کیا کہ جاہلیت کے زمانہ میں سردار غنیمت کے مال میں سے چوتھائی لیا کرتے تھے۔ مگر جب عبداللہ بن جحش مقام نخلہ سے غنیمت کا مال لیکر واپس تشریف لائے تو آپ نے اس پرانے رواج کو بدلدیا اور چوتھائی کے بجائے آپ نے اپنے لئے پانچواں حصہ لیا اور باقی سب چیزوں کو اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا۔ اسلام کے زمانہ میں حضرت عبداللہ بن جحش ہی کے دست مبارک سے اس طریقہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس کے بعد آیت (واعلموا ان ما غنمتم من شیٍٔ فان للہ خمسہٗ الخ) نازل ہوئی جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچواں حصہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص کر دیا گویا ہر ایک فوج کا سردار آپ کو قرار دیدیا اور مصنف نے کہا کہ مجھسے محمد نے اور اُن سے واقدی نے اور اُن سے محمد بن یحییٰ بن سہل نے اور اُن سے محمد بن سہل بن ابی حثمہ نے اور اُن سے رافع بن خُدیج نے اور اُن سے ابو بُردہ بن دینار نے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نخلہ کے غنائم کو تقسیم کرنے کو ملتوی کر دیا اور آپ مقام بدر کی طرف تشریف لیگئے پھر وہاں سے واپس آکر اہل نخلہ اور اہل بدر دونوں کے غنائم کو ساتھ ساتھ تقسیم فرمایا اور ہر جماعت کو اوس کا پورا پورا حصہ عنایت کیا اور مجاہدین نخلہ کے سوال پر جو پہلے مذکور ہو چکا یہ آیت نازل ہوئی (یسئلونک عن الشھر الحرام الخ) جس میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو یہ سمجھایا کہ بیشک معظم مہینوں میں جنگ کرنا جیسا پہلے حرام تھا اب بھی ویسا ہی حرام ہے مگر اس سے زیادہ خدا کے نزدیک کافروں کے معاملات (مثلاً مسلمانوں کو خدا کے راستہ سے روکنا اور اُن کو رسول کی طرف جانے پر تکلیف دینا اور قید کرنا اور خود خدا کو نہ ماننا اور مسلمانوں کو حج اور عمرہ کے زمانہ میں مسجد حرام سے

روکنا اور اُن کو دین سے پھسلانا) حرام اور نازیبا ہیں لہذا تم اپنے دل میں ہماری ناخوشی کا تردد نہ کرو اور ایک راوی نے بیان کیا کہ (الفتنۃ اشد من القتل) میں فتنہ سے دو بُت (جنکا نام اساف اور نائلہ) تھا مراد ہیں۔

مصنّف نے کہا کہ مجھ سے محمد نے اور اُن سے عبدالوہاب نے اور اُن سے محمد نے اور اُن سے واقدی نے اور اُن سے معمر نے اور اُن سے زہری نے اور اُن سے عروہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن الحضرمی کی دِیَت ادا کی اور شہر حرام کا احترام ویسا ہی کیا جیسا کہ پہلے سے ہوتا چلا آتا تھا یہاں تک کہ قرآن میں اس کا فیصلہ نازل ہو گیا مصنّف نے کہا کہ مجھ سے محمد نے اور اُن سے عبدالوہاب نے اور اُن سے محمد نے اور اُن سے واقدی نے اور اُن سے ابوبکر بن ابی سُبرہ نے اور اُن سے عبدالمجید بن سہل نے اور اُن سے کُریب نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے دریافت کیا تھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن حضرمی کی دِیَت ادا کی تھی آپ نے جواب میں فرمایا کہ نہیں لہذا ابن واقدی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک متفق علیہ یہی بات ہے کہ آپ نے دِیَت نہیں دی اور نیز ابومعشر نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ عبداللہ بن جحش کو اس فوجی دستہ کی سپہ سالاری کے صلہ میں امیرالمؤمنین کا خطاب ملا اور جو لوگ عبداللہ بن جحش کے فوجی دستہ میں شامل تھے اون کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ عبداللہ بن جحش اور ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور عامر بن ربیعہ اور واقد بن عبداللہ التیمی اور عکاشہ بن محصن اور خالد بن ابی البُکَیر اور سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان اور یہ آخر کے دونوں حضرات عین معرکہ میں حاضر نہیں ہو سکے یہ کل آٹھ ہوئے اور بعض نے کہا ہے کہ اس دستہ میں بارہ[۱۲] آدمی شامل تھے اور بعض نے کہا ہے کہ تیرہ[۱۳] تھے غرض ان مختلف اقوال میں سے ہمارے نزدیک معتبر یہی قول ہے کہ صرف آٹھ آدمی تھے جو پہلے نام بنام مذکور ہو چکے۔

جنگ بدر

راویوں نے بیان کیا کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے قافلہ کا ملک

شام سے واپسی کا وقت معلوم ہو گیا تو آپ نے صحابہ کو قافلہ پر حملہ کرنے کی تحریک کی
اور اپنی روانگی سے دس رات پہلے طلحہ بن عُبید اللہ اور سعید بن زید کو قافلہ کی خیر وخبر
اور نگہداشت کے لئے روانہ کر دیا یہ دونوں صاحب مقام حُوراء کے نخبار نامی جگہ
میں مسمی کُشد جُہنی کے پاس جا کر اوترے (اور نخبار مقام ذی المروہ سے ورے ساحل
پر واقع ہے) اُس نے اِن صاحبوں کو وہاں پر اوترنے کی اجازت دی بلکہ نہایت
خاطر تواضع سے اوتارا قافلہ کے آنے تک یہ وہیں اوس کے خیمہ میں مقیم رہے جب
قافلہ آیا تو یہ دونوں صاحب اونچی جگہ پر چڑھکر اہلِ قافلہ اور اُن کے ساز و سامان کو
دیکھنے لگے اور قافلہ والے وہاں کو گذرتے ہوئے کُشدِ جُہنی سے دریافت کرتے تھے
کہ تونے کوئی محمد کا جاسوس تو نہیں دیکھا وہ جواب میں کہدیتا تھا کہ یہاں نخبار میں محمد
کے جاسوس کہاں رکھے ہیں خیر قافلہ تو گذر گیا اور یہ دونوں صاحب رات بھر وہیں رہکر
صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے کُشد بھی رہبری کے لئے اُن کے ساتھ ہو لئے اور مقام
ذوالمروہ تک پہنچا گئے ادھر قافلہ ساحل پر چڑھکر بہت تیز ہو گیا اور قریب قریب
شب و روز چلنے لگا کہ کہیں کوئی پیچھے سے نہ آ دبائے اور حضرت طلحہؓ اور سعیدؓ مدینہ
میں اوسی روز پہونچے کہ جس روز آپ کی مقام بدر میں قافلہ سے مٹھ بھیڑ ہوئی پس یہ فوراً
وہانسے روانہ ہوئے اور مقام تُربان میں آنحضرت کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے
(اور تربان مقام مَلَل اور مقام سِیالہ کے درمیان محجہ پر واقع ہے۔ اور یہ ابن اُذینہ
شاعر کا مکان تھا) ان کے بعد کُشد بھی وہیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اوس کے
حاضر ہونے پر حضرت طلحہ اور سعید نے آں حضرت کی خدمت اقدس میں اوس کی اجازت
اور خاطر مدارات وغیرہ کا تذکرہ کیا تو اسپر آپ نے مسرور ہو کر اوس کو بہت شاباشی دی
اور نہایت عزت افزائی کی اور بطور انعام کے فرمایا کہ لاؤ میں تمہارے نام یَنبُع کا خِطّہ لکھدوں
اُنھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں تو بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری عمر عنقریب ختم
ہونے والی ہے اس لئے آپ میرے بجائے میرے بھتیجے کے نام لکھدیجئے چنانچہ
آپ نے ایسا ہی کیا۔

راویوں نے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ترغیب دی کہ قریش کا قافلہ یہ آرہا ہے اور اس میں ان کا بہت ساز و سامان ہے تم طیار ہو جاؤ اور انپر چھاپہ مارو شاید اللہ تعالیٰ یہ ساز و سامان تمہیں عنایت کردیں اس پر مسلمانوں میں اسقدر ہلچل مچگئی کہ خاص باپ بیٹے میں بھی اس سفر کی بابت پا سے ڈالنے تک کی نوبت پہنچ گئی چنانچہ منجملہ ان لوگوں کے کہ جنھیں بدر کو جانے کے لئے قرعہ اندازی ہوئی ایک حضرت جیثمہ اور اُن کے صاحبزادے سعد بھی ہیں حضرت سعد نے اپنے والد سے عرض کیا کہ اباجی اگر جنت کے سوا کوئی اور چیز ہوتی تو میں ضرور اپنی ذات پر جناب کو مقدم کردیتا مگر چونکہ یہ جنت کا معاملہ ہے اور مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ مجھے اس سفر میں شہادت عنایت کرے گا اس لئے آپ براہ کرم مجھے ہی جانے دیجئے۔ حضرت جیثمہ نے یہ تمام تقریر سنکر بھی یہی فرمایا کہ نہیں تم مجھے ہی جانے دو۔ اور خود یہیں اپنے اہل وعیال کے پاس رہو غرضکہ ہر چند حضرت سعد کو سمجھایا مگر ایک نہ مانے آخر کار مجبور ہو کر اُن کے والد نے یہ فرمایا کہ بھائی مکانپر ایک کا رہنا ضروری ہے اور تم یوں مانتے نہیں تو لاؤ قرعہ ڈال لو جس کا قرعہ نکلیگا وہی چلا جائے گا اس پر حضرت سعد رضامند ہو گئے اور قرعہ ڈالا گیا اتفاق سے حضرت سعد ہی کا قرعہ نکلا پس یہ خوشی خوشی مجاہدین میں شامل ہو کر روانہ ہو گئے اور بدر میں جا کر حسب تمنا جام شہادت پی لیا اور آنحضرت کی یہ ترغیب چونکہ مشورہ کے درجہ میں تھی اور شرعاً مشورہ میں خلاف کرنے کی گنجائش ہے اس لئے بعض مسلمانوں نے آپ کے تشریف لیجانے کو پسند نہ کیا اور بہت اختلاف ہوا حتیٰ کہ یہ حضرات شامل بھی نہ ہو سکے مگر چونکہ یہ سفر جنگ کی غرض نہ تھا بلکہ صرف قافلہ پر یورش کرنے کے لئے تھا اس لئے شامل نہ ہونے والوں پر بھی کسی قسم کی ملامت نہ تھی۔ اور ان میں بعض آپ کے ایسے سچے جان نثار تھے کہ اگر اونکو جنگ کا ذرا سا بھی گمان ہوتا تو وہ ہرگز آپ کا ساتھ نہ چھوڑتے اُن میں سے ایک حضرت اُسید بن حُضیر بھی ہیں جن کا قصہ یہ ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے جیت کر خوش وخرم واپس تشریف لائے تو یہ حضور کی خدمت میں مبارکبادی کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ خدا کا شکر ہے جسنے

آپ کو یہ خوشی کا دن دکھایا اور آپ کو آپ کے دشمن پر غالب کر دیا اور چونکہ یہ خود شامل نہ ہوئے تھے اس لئے ساتھ ہی ساتھ یہ معذرت بھی کی کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم میرے اس سفر میں شامل نہ ہونے کی یہ وجہ نہ تھی کہ کچھ مجھے اپنی ذات آپ کی ذات مبارک سے زیادہ پسند ہے اور نہ میرا یہ گمان تھا کہ آپ کا دشمنوں سے مقابلہ ہو جاوے گا بلکہ صرف یہ خیال تھا کہ یہ سفر محض قافلہ پر چھاپہ مارنے کی غرض سے ہے کہ جو ہم لوگوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اس لئے آپ میری طرف سے افسردہ خاطر نہ ہوں جب یہ ختم کر چکے تو آپ نے فرمایا کہ تمنے جو کچھ کہا ٹھیک کہا اور مجھے تمہاری طرف سے اطمینان ہے۔ اور یہ اول جنگ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی اور مشرکوں کو ذلیل و خوار کر دیا غرضکہ جو مسلمان سفر کے لئے طیار ہوئے تھے آپ نے اُن ہمیت رمضان کی بارہ تاریخ یوم یکشنبہ کو کوچ کیا۔ اور ایک مقام پر (کہ جو نقب بنی دینار سے نامزد ہے) پہونچکر لشکر کی ترتیب دی اور سب مجاہدین آپ کے سامنے پیش کئے گئے منجملہ انکے عبد اللہ بن عمر اور اُسامہ بن زید اور رافع بن خُدَیج اور بُرَار بن عازب اور اُسَید بن ظُہَیر اور زید بن ارقم اور زید بن ثابت بھی ان صاحبوں کو آپ نے سفر کی اجازت نہیں دی اور واپس لوٹا دیا۔

مصنف کہتے ہیں کہ ہمسے محمد نے اور اُن سے عبد الوہاب نے اور اُن سے محمد نے اور انسے واقدی نے اور ان سے ابو بکر بن اسمٰعیل نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے یہ بیان فرمایا کہ جس وقت ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کئے جا رہے تھے تو میں نے اپنے بھائی عُمَیر بن ابی وقاص کو دیکھا کہ وہ اِدھر اُدھر چھپتا ہوا پھر رہا ہے میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو اسنے یہ کہا کہ مجھے یہ ڈر ہو رہا ہے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ دیکھ لیں اور چھوٹا سمجھکر واپس نہ کر دیں اور مجھے جانے کا حد درجہ شوق لگ رہا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے وہاں پر شہادت کا درجہ بخش دیں آخر ان کا داؤں نہ چل سکا اور پیش کئے گئے آپ نے ان کو صغر سنی کی وجہ سے یہی فرمایا کہ تم واپس ہو جاؤ اسپر یہ رونے

لگے ان کے رونے پر آپ نے شفقت کی وجہ سے سفر کی اجازت دیدی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعد فرماتے تھے کہ ان کی صغرسنی کی وجہ سے تلوار وغیرہ کا پرتلا بھی میں ہی باندھتا تھا غرض کہ یہ اسی صغرسنی میں کہ ان کی عمر بارہ سال کی تھی بدر میں پہنچے اور شہید ہوگئے۔

مصنف کہتے ہیں کہ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابوبکر بن عبداللہ نے اور ان سے عباش بن عبدالرحمن اشجعی نے یہ بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اسی روز بنی دینار کے کنویں سے پانی کھینچنے کی اجازت دی اور ان کے کنویں کا خود بھی پانی پیا۔

مصنف کہتے ہیں کہ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالعزیز بن محمد نے اور ان سے عمرو بن ابی عمرو نے یہ بیان کیا کہ اس روز سب سے پہلے آپ نے اُن کے کنویں کا پانی پیا۔ مصنف کہتے ہیں کہ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالعزیز بن محمد نے۔ اور ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے انکے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بیان کیا کہ پھر آپ کے لئے مقام بیوت السقیا سے شیریں پانی لایا جانے لگا تھا (اور سقیا مدینہ کے متصل ہے)

مصنف کہتے ہیں کہ ہمسے محمد نے اور انسے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ذویب نے اور ان سے مقبری نے اور ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے والد نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام بیوت السقیا کے قریب نماز پڑھی اور اسی روز اہل مدینہ کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ تیرے بندے اور دوست اور نبی حضرت ابراہیم نے تو اہل مکہ کے لئے دعا کی تھی اور میں محمد کہ جو تیرا بندہ اور نبی ہوں اہل مدینہ کے لئے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تو ان کے ناپنے کے پیمانوں اور پھلوں میں برکت دیدے اور اے اللہ مدینہ کی محبت کو ہمارے دلوں میں بسادے اور اے اللہ جو کچھ یہاں وبا وغیرہ ہو اُس کو مقام خُم میں منتقل کردے اور اے اللہ میں نے اس کو محترم قرار دیدیا جیساکہ

آپ کے دوست حضرت ابراہیم نے مکہ کو محترم قرار دیا تھا (مقام جُحفہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن ابی الزغنا اور بسبس بن عمر کے پاس (کہ جو بیوت السقیا کے رہنے والے تھے) تشریف لے گئے اور اسی روز آپ کی خدمت اقدس میں عبد اللہ بن عمرو بن حرام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ کا اس جگہ ٹھہرنا اور مجاہدین کا اس جگہ آپ کے سامنے پیش ہونا بہت پسند آیا ہے اور میں نے اس سے بہت اچھا فال لیا کیونکہ جب ہمارے اور مقام حُسیکہ کے یہودیوں میں زور شور سے جنگ بازی ہو رہی تھی تو اس جگہ کو ہمنے پناہ کے لئے بنایا تھا (حُسیکہ کو حُسیکۃ الذباب کہتے ہیں اور ذُباب ایک پہاڑ کا نام ہے کہ جو اطراف مدینہ میں واقع ہے) وہا پر یہود کی آبادی تھی) چنانچہ ہمنے بھی اسی جگہ اپنی فوج کا جائزہ لیا اور جو لوگ ہتھیار اُٹھانے کے قابل تھے ان کو سفر کی اجازت دی اور جو قابل تھے اون کو واپس کر دیا اس سے فارغ ہو کر ہم حُسَیکہ کے یہودیوں کی طرف گئے اور وہ اُسوقت کل یہودیوں سے بڑھے چڑھے تھے مگر باوجود اس امر کے ہمنے ان کا بتکلف نہس نہس کر دیا اور اس دن سے آجتک تمام یہودی ہمارے سامنے چوں نہیں کر سکتے اس لئے یا رسول اللہ مجھے اب بھی خدا کی ذات سے یہی امید ہے کہ جب ہمارا قریش سے مقابلہ ہوگا تو وہ ہمیں فتح دیکر آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دے گا۔ اور حضرت خلاد بن عمرو بن جموح فرماتے تھے کہ کچھ تھوڑا سا دن باقی تھا کہ میں اپنے گھر کیطرف (کہ جو مقام خُربا میں تھا) کسی کام کے لئے گیا تو میرے والد نے مجھے دیکھکر فرمایا کہ تم تو چلے گئے تھے اب یہاں کہاں پھر رہے ہو میں نے کہا کہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام بقعُ میں ہیں اور فوج کا جائزہ لے رہے ہیں یہ سنکر ان کے والد بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اس جگہ ٹھہرنا اور جائزہ لینا بہت اچھا فال ہے خدا کی قسم مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ تمہیں قریش کے مشرکوں پر فتح دے گا اور ان کا ساز و سامان بھی تمہیں عنایت کرے گا کیونکہ اسی جگہ سے ہم حُسَیکہ کیطرف گئے تھے اور وہاں سے حسب دلخواہ فتحمند ہو کر آئے تھے۔

حضرت خلّادؓ فرماتے ہیں کہ آپ کو جب اس مقام کا مبارک ہونا معلوم ہوا تو آپ نے اُس کے نام کو بدلدیا اور بجائے بقع کے بُیُوتُ السُّقیا اس کا نام رکھدیا اور میرے جی میں تھا کہ میں اس کو خرید لوں مگر اتفاق سے مجھسے پہلے حضرت سعد بن ابی وقاص نے اُس جگہ کو دو اونٹ دیکر اور بعض کہتے ہیں کہ ساٹھ اوقیہ کو خرید لیا اور جب حضرت سعد کے خریدنے کا ذکر آپ کے سامنے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ خوب اچھا خریدا الغرض آپ وہاں سے بارہ رمضان یکشنبہ کی شام کو مسلمانوں کو لیکر چلے اور مسلمان کل تین سو پانچ تھے جن میں سے آٹھ لوگ بعض ضروریات کی وجہ سے رہ گئے تھے مگر مال غنیمت میں سے اونکو حصہ دیا گیا اور لشکر میں اونٹ کل ستر تھے اس لئے مجاہدین اُن پر دو دو اور تین تین اور چار چار آگے پیچھے سوار ہوتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت مرثدؓ (اور بعض نے انکی جگہ زید بن حارثہ کو بیان کیا) ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور زید بن حارثہ اور ابو کبشہ اور انسہؓ (کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے) ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور عبیدہ بن حارث اور طُفَیل بن حارث اور حصین بن حارث اور مسطح بن اثاثہ عبیدہ بن حارث کے اونٹ پر (کہ جو اسنے ابن ابی داؤد مازنی سے خریدا تھا) سوار ہوتے تھے اور معاذ اور عوف اور مُعوّذ عفرا کے بیٹے اور اون کا غلام مسمیٰ ابو الحمراء ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ حضرت واقدی کا بیان ہے کہ اُبّی بن کعب اور عمارہ بن حزم اور حارثہ بن النعمان ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور خراش بن صمۃ اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ اور عبد اللہ بن عمرو بن حزام ایک اونٹ پر سوار ہوا کرتے تھے اور عتبہ بن غزوان اور طلیب بن عمیر دونوں ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور یہ اونٹ عتبہ بن غزوان کا تھا اور اس کا نام عُبَس تھا اور مصعب بن عُمیر اور سُوَیبطؓ بن حرملہ اور مسعود بن ربیع حضرت مصعب کے اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور عَمّار بن یاسر اور ابن مسعود ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور عبد اللہ بن کعب اور ابو داؤد مازنی اور سلیطا بن قیس عبد اللہ بن کعب کے اونٹ پر سوار ہوتے تھے

اورعثمان اور قدامہ اورعبداللہ مظعون کے لڑکے اورسائب بن عثمان ایک اونٹ پر بیٹھتے تھے اورحضرت ابوبکر اورحضرت عمر اورحضرت عبدالرحمٰن بن عوف ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے اورسعد بن معاذ اوران کا بھائی اوران کا بھتیجا حارث بن اوس اورحارث بن انس سعد بن معاذ کے اونٹ پر (کہ جس کا نام ذیالؔ تھا) سوار ہوتے تھے اورسعد بن زید اورسلمنہ بن سلامہ اورعباد بن بشر اور رافع بن یزید اورحارث بن خُزمہ سعد بن زید کے اونٹ پرسوار ہوتے تھے اوران پانچوں صاحبوں کے پاس توشہ میں صرف آدھ سیر کھجوریں تھیں مصنف کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد بن شجاع نے اوران سے محمد بن عمر اوران سے عبیداللہ بن یحییٰ نے اوران سے معاذ بن رفاعہ نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں بھی جنگ بدر میں آپ کے ساتھ گیا تھا سوایک ایک اونٹ پرتین تین آدمی سوار ہوتے تھے چنانچہ میں اورمیرا بھائی خلاد بن رافع اپنے اونٹ پرسوار تھے اور ہمارے ساتھ عُبیدؔ بن زید بن عامر بھی تھا آگے پیچھے بیٹھتے ہوئے چلے جارہے تھے کہ اچانک مقام روحا میں پہونچکر اونٹ ہمیں لیکر گر پڑا اور ایسا بری طرح گرا کہ پھراوٹھنے سے عاجز ہوگیا آخر میرے بھائی نے اللہ کی نذر مانی اور یہ کہا کہ اے اللہ اگر تو ہمیں اسپر مدینہ تک واپس پہونچادے گا تو ہم تیرے نام پراس کی قربانی کردیں گے ہم یہ کہہ ہی رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف لے آئے ہمنے آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ ہمارا اونٹ تو بالکل بیدم ہوگیا اب کیا کریں آپ نے کہا کہ پانی لاؤ ہم پانی لائے توآپ نے اُس سے ایک برتن میں وضو کیا پھر ہمسے کہا کہ اپنے اس اونٹ کا منہ کھولو ہمنے کھولدیا تو آپ نے اپنے وضو کا پانی اوس کے منہ میں ڈالا پھراوس کے سرپر پھراوس کی گردن پر پھر سینہ پر پھر کوہان پر پھر پیچھے پھر دُم پر پھر فرمایا کہ سوار ہوجاؤ اورآپ وہاں سے تشریف لے گئے پھر ہماری آپ سے بہت دور جاکر مقام منصرف میں ملاقات ہوئی تو ہمارے اونٹ کی یہ حالت تھی کہ تیزروی سے بے اوسان ہوجاتا تھا غرضکہ آمدورفت میں اس کی تیزی کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ جب ہم بدر سے واپس ہوتے ہوئے مقام مصلے میں پہونچے تو وہ پھر اچانک بیٹھ گیا میرے بھائی نے وہیں اوس کی قربانی کردی اور گوشت کو خیرات کردیا

مصنف کہتے ہیں کہ ہمسے محمد نے اور اُن سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد بن شجاع نے
اور ان سے محمد بن عمر نے اور اُن سے یحییٰ بن عبدالعزیز بن سعید بن سعد بن عبادہ نے اور
ان سے ان کے والد نے یہ بیان کیا کہ سعد بن عبادہ بدر کے سفر میں باری باری سے
بیس اونٹوں پر سوار ہوئے اور ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے
اور ان سے محمد بن عمر نے اور ان سے ابوبکر بن اسمٰعیل نے اور ان سے ان کے والد نے اور
ان سے سعد بن ابی وقاص نے یہ بیان کیا کہ جب ہم جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ گئے تو ہمارے پاس صرف ستّر اونٹ تھے اس لئے مسلمان ایک ایک اونٹ پر کئی کئی
سوار ہوئے دو دو بھی تین تین بھی چار چار بھی مگر چونکہ میں آپ کے صحابیوں میں سب سے
زیادہ مستعد اور جفاکش اور تیرانداز اور تیزرو تھا اس لئے میں نہ جانے وقت ایک قدم سوار
ہوا اور نہ آتے وقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام بُیُوت السُقیا سے روانہ ہوتے
ہوئے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ یہ میرے ساتھی پیدل ہیں ان کو سوار کر دے اور ننگے
ہیں ان کو کپڑے عنایت کر دے اور بھوکے ہیں ان کا پیٹ بھر دے اور تنگدست ہیں انکو
دولت دیدے چنانچہ اس دعا کی برکت سے لوٹتے ہوئے ہر ایک شخص کو سواری بھی ملگئی
اور کپڑا کھانا بھی اون کے توشوں میں سے ملگیا اور اون کے قیدیوں کے فدیہ سے ہر شخص
کی تنگدستی بھی جاتی رہی اور پیدل فوج پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیس
بن ابی صعصعہ کو (جنکا نام عمرو بن زید بن عوف بن مُبذول ہے) سردار بنادیا تھا اور جب
بُیُوت السُقیا سے کوچ ہوا تو انکو یہ فرمایا کہ تم کل مسلمانوں کو گنکر مجھے اطلاع دو چنانچہ انھوں
نے اَبُو عِنبہ کے کنویں پر فوج کو ٹھہرا کر گنا اور حضور کو اطلاع دی اور آپ بُیُوت السُقیا
سے روانہ ہو کر مقام بَطن عَقیق کو ہوتے ہوئے مقام مُکَمن کے راستہ پر ہو لئے اور مقام
بَطحاء ابن ازہر پر جاکر نکلے اور وہاں ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کیا اور حضرت ابوبکر نے
وہیں ایک مسجد بنالی کہ جسمیں آپ نے نماز پڑھی اور دوشنبہ کی صبح آپ کو اسی مقام پر
ہوئی پھر علی الصباح مقام بطن مِلَل کی طرف کوچ کیا (اور تربان مقام حفیرہ اور مقام مِلَل کے
درمیان واقع ہے حضرت سعد بن ابی وقاص کا بیان ہے کہ تربان میں آپ نے ایک ہرن

کو جاتا ہوا دیکھکر مجھے فرمایا کہ اے سعد ہرن کو دیکھ چنانچہ میں آپ کے فرماتے ہی اس کی طرف شست لگانے لگا تو آپ میرے کندھے پر ٹھوڑی رکھکر کھڑے ہو گئے اور مجھے فرمایا کہ اب تیر مار اور یہ دعا دی کہ اے اللہ اس کی شست کو ٹھیک کردے آپ کے فرماتے ہی میں نے تیر چلا دیا تو ٹھیک ہرن کے سینہ پر جا کر لگا آپ اسپر مسکرائے اور جلدی سے بھاگ کر میں اوسکے پاس گیا دیکھا تو وہ سسک رہا تھا میں نے جھٹ سے اُس کو ذبح کر دیا اور اُٹھا کر لایا جب پڑاؤ کے قریب پہونچ گئے تو آپ نے اُس کے تقسیم کرنے کا حکم دیا چنانچہ آپ کے حکم کے بموجب اُس کو تقسیم کر دیا گیا۔

ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد بن شجاع نے اوران سے محمد بن عمر نے اوران سے محمد بن بجار نے اوران سے ان کے والد نے اوران سے حضرت سعد نے یہ بیان کیا کہ اس لشکر میں دو گھوڑے بھی تھے ایک تو مرثد بن ابی مرثد غنوی کے پاس اور ایک مقداد بن عمرو بہرانی کے پاس (کہ جو بنی زہرہ کے خلیف تھے) اور بعض ایک اور گھوڑا حضرت زبیر کے پاس بھی بتلاتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں بلکہ گھوڑے صرف دو ہی تھے اور ہمارے نزدیک بالاتفاق حضرت مقداد کے پاس صرف ایک ہی گھوڑا تھا۔ ہمسے عبدالوہاب نے اوران۔سے محمد بن شجاع نے اوران سے واقدی نے اوران سے موسیٰ بن یعقوب نے اوران سے ان کی پھوپھی نے اوران سے ان کے والد نے اوران سے مسماۃ ضُباعہ بنت زبیر نے اوران سے مقداد بن عمرو نے یہ بیان کیا کہ میرے پاس جنگ بدر میں صرف ایک گھوڑا سبحہ نام کا تھا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے سعد بن ملک غنوی نے اوران سے ان کے آباؤاجداد نے یہ بیان کیا کہ مرثد بن ابی مرثد غنوی جنگ بدر کے روز اس گھوڑے پر سوار تھے جس کا نام سُبَل تھا۔ اور راویوں نے بیان کیا کہ قریش اپنا قافلہ لیکر شام کی طرف گئے اور اس قافلہ میں ایک ہزار اونٹ تھے اور اس قافلہ میں قریش کا بہت مال و دولت اور ساز و سامان تھا کیونکہ قریش کے ہر مرد و عورت نے قریب قریب اپنا کل مال اور زیور وغیرہ اس میں تجارت کے لئے بھیجدیا تھا یہاں تک کہ عورتوں نے اونٹنیوں کا زیور تک بھی اُتار کر دیدیا تھا چنانچہ اس کا تخمینہ

پچاس ہزار اشرفیاں یا اس سے کچھ کم و بیش کا ہے اور اس میں زیادہ حصہ سعید بن عاص کی اولاد کا تھا۔ شاید ان کی ذاتی تجارت کے لئے تھا یا انھوں نے اپنی قوم کو آدھوں آدھ پر قرض دیا تھا تو گویا کل قافلہ انھیں کا تھا۔ اور قافلہ میں دو سو اونٹ اور پانچ ہزار یا چار ہزار مثقال سونا بنی مخزوم کا تھا اور ایک ہزار مثقال حارث بن عامر بن نوفل کا اور دو ہزار مثقال اُمیّہ بن خلف کا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے محمد بن عمر نے اور ان سے ہشام بن عُمارۃ بن ابی حُویرث نے یہ بیان کیا کہ دس ہزار مثقال اس میں بنی عبد مناف کے تھے اور یہ قافلہ ملک شام میں مقام غزّہ کی طرف تجارت کے لئے گیا تھا اور اس بڑے قومی قافلہ میں اسا چھوٹے چھوٹے خاندانی قافلے بھی تھے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے محمد بن عمر نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے ابو عُون نے (کہ جو مسُور کے غلام تھے) اور ان سے مخرُمہ بن نوفل نے یہ بیان کیا کہ جب ہم ملک شام میں پہونچ گئے تو اتفاق سے ہمیں ایک آدمی قبیلہ جُذام کا ملگیا اور ہمسے کہنے لگا کہ جب تم آرہے تھے تو محمد تمہارے قافلہ کی تاک میں آئے تھے معلوم نہیں تم کس طرح بچکر نکل آئے اور ابھی تک تمہاری واپسی کے انتظار میں اون کی فوج کا وہیں پر پڑاؤ ہے اور عمرو بن العاص یوں بیان کرتے تھے کہ جب ہم مقام زَرقا میں تھے (زرقا ملک شام کے علاقہ میں مقام اَذرُعات سے دو منزل کے فاصلہ پر ہے) اور مکہ کی طرف کو اوتر رہے تھے تو ایک آدمی قبیلہ جذام کا اتفاقاً ہمیں ملا اور ہمسے کہنے لگا کہ دیکھو آتے وقت تمہاری تاک میں محمد اپنی فوج سمیت آئے تھے ہمنے اُس سے کہا کہ پھر ہم کیسے بچے کیا انھوں نے ہمیں پہچانا نہیں تھا اُس نے کہا کہ ہاں پھر کہنے لگا کہ ایک مہینہ ٹھہر کر مدینہ واپس گئے ہیں اور اس وقت تو تم ذرا ہلکے تھے اور اب تو سامان کی وجہ سے بہت بوجھل ہو رہے ہو اس لئے اب ضرور وہ تمہارا پیچھا کر بس گے اور وہ تمہارے لئے ایک ایک دن گن رہے ہیں لہذا تم اپنے قافلہ کی خبر مناؤ تم سب جمع ہو کر مشورہ کر لو اور ایک دل ہو جاؤ خدا کی قسم مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم میں اس کی بابت کسی قسم کی آمادگی اور تیاری نہیں تم اپنی خبر چاہو تو جلد سے جلد جمع ہو کر اس کے لئے مشورہ کر لو کہ کیا کرنا چاہئے

اس پر سب نے جمع ہوکر یہ طے کیا کہ مکہ کو خبر بھیجنا چاہیئے آخر اس کے لئے ایک شخص مسمی ضمضم کہ جو قافلہ میں موجود تھا (چونکہ قریش نے اس سے ساحل پر دو اونٹ کرایہ پر بیس مثقال کو لئے تھے) مقرر کرکے روانہ کر دیا گیا اور چلتے وقت ابوسفیان نے اوس کو یہ کہا کہ قریش سے جاکر یوں کہدینا کہ تمہارے قافلے کو گھیرنے کے واسطے محمد راستہ میں پڑا ہے جلدی سے آکر قافلہ کی خبر لو اور اس کو یہ بھی کہدیا کہ جب تو مکہ میں داخل ہونے لگے تو اپنے اونٹ کے کان کاٹ دینا اور کجاوہ کو اوندھا کر دینا اور آگے پیچھے سے اپنے کرتہ کو چیر دینا اور چیخ مار مار کر الغوث الغوث کہنا۔ اور بعض نے یہ بیان کیا کہ اس قاصد کو مقام تبوک سے بھیجا تھا اور قافلہ میں قریش کے تین سو آدمی تھے کہ جنمیں عمرو بن العاص اور مخرمہ بن نوفل بھی موجود تھے اور مسماۃ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے اس ضمضم بن عمرو کے آنے سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا جس کو دیکھکر وہ بہت گھبرا گئی تھی اور اس نے اس کو بہت دہشتناک سمجھا تھا۔ چنانچہ اُسنے اپنے بھائی عباس کے پاس کسی شخص کے ہاتھ یہ کہلا کر بھیجا کہ اے بھائی خدا کی قسم میں نے رات کو ایک ایسا خواب دیکھا ہے کہ جس سے میں بہت بیچین ہو رہی ہوں اور مجھے اندیشہ ہے کہ شاید تمہاری قوم پر عنقریب کوئی بڑی بھاری مصیبت آنے والی ہے میں جو کچھ تمہارے پاس کہلا کر بھیج رہی ہوں اس کو کسی سے ظاہر نہ کرنا میں نے یہ دیکھا ہے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہوکر آیا ہے اور مقام اَلبطحٰ میں آکر ٹھہر گیا پھر بہت زور سے چیخ مار کر کہنے لگا کہ اے غدّار لوگو نکلے بچو تم تین دن کے اندر اندر اپنے مرنے کی جگہوں کی طرف بھاگو اسی طرح اس نے تین مرتبہ کہا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ اس کے پاس کثرت سے جمع ہو گئے پھر وہ مسجد میں جا گھسا اور لوگ اس کے پیچھے ہو لئے پھر وہ اچانک اونٹ سمیت کعبہ کی پشت پر ظاہر ہوا اور اسی طرح تین مرتبہ چیخا پھر ابوقبیس پہاڑ پر اونٹ سمیت ظاہر ہوا اور اسی طرح تین مرتبہ چیخ ماری پھر ابوقبیس پر سے ایک پتھر لیکر پھینکا وہ نیچے کو اترتا ہوا جب پہاڑ کی جڑ میں آ گیا تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور مکہ کے ہر ہر مکان میں اس کا ایک ایک ٹکڑا جا پڑا حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ میں نے بھی بعینہ یہی خواب دیکھا تھا اور ابوقبیس پہاڑ کے پتھر کے ٹکڑوں میں سے جو ٹکڑا

ہمارے گھر میں آ کر گرا تھا وہ بھی مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے اور اللہ کی طرف سے ہمارے لئے یہ ایک عبرت کا موقع تھا اگر ہم سمجھتے تو اُسی وقت مسلمان ہو جاتے مگر چونکہ مقدر میں ابھی مسلمان ہونے میں دیر تھی اس لئے جب تک اللہ نے چاہا دیر ہوئی۔ اور راویوں نے بیان کیا ہے کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ کے کسی مکان میں بھی اس پتھر کا ٹکڑا جا کر نہیں گرا کہتے ہیں کہ حضرت عباس نے یہ خواب سنکر فرمایا کہ یہ تو بہت برا خواب ہے اور پھر خود کچھ مغموم سے ہو کر باہر کو تشریف لے گئے اور جا کر اپنے دوست ولید بن عُتبہ بن ربیعہ سے ملے اور اسی خواب کا قصہ بیان کیا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ کسی اور سے نہ ذکر کرنا مگر وہ کہاں چھپ سکتا تھا ذرا سی دیر میں سب لوگوں میں پھیل گیا چنانچہ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ دوسرے دن صبح کو جو میں بیت اللہ کے طواف کے واسطے گیا تو ابو جہل قریش کے ایک گروہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اس مجلس میں مسماۃ عاتکہ کے اسی خواب کا ذکر ہو رہا تھا ابو جہل نے اس کو سنکر کہا کہ عاتکہ نے ہرگز یہ خواب نہیں دیکھا یہ کیا خواب دیکھا ہے میں نے تجاہل عارفانہ سے کہا کہ کیا بات ہے مجھے تو کچھ معلوم نہیں اسپر وہ جھنجھلا کر کہنے لگا کہ اے مطلب کی اولاد کیا تم لوگوں کا اپنے خاندان کے مردوں کے نبی بننے سے جی نہیں بھرا کہ جواب تمہاری عورتیں بھی نبی بننے لگیں اور غیب کی باتیں بیان کرنے لگیں چنانچہ عاتکہ کہتی ہے کہ میں نے خواب میں ایسا ایسا دیکھا ہے سو جو کچھ اوسنے دیکھا ہے ہم تین دن اس کا انتظار کرینگے اگر یہ خواب اسکا سچا ہو گیا تو خیر ورنہ ہم یہ لکھدینگے کہ تمہارا گھرانہ عرب میں سب گھرانوں سے جھوٹا ہے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ مجھے اسپر طیش آ گیا اور میں نے اُس سے کہا او پدوڑے (یہ عرب میں گالی ہے) جھوٹ اور لعنت ملامت تو سب سے زیادہ تجھپر پھبتی ہے یہ سنکر ابو جہل بولا کہ جب ہماری تمہاری عزت اور شرافت کے کاموں میں دوڑ ہوئی تو پہلے پہل تمنے اس بات پر شیخی کی کہ ہم حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں مگر ہمنے اس کی کچھ پروا نہیں کی پھر تمنے یہ کہا کہ ہم بیت اللہ کی دربانی کرتے ہیں ہم اسپر بھی خاموش رہے پھر تم نے کہا کہ ہم لوگوں کی بہت مہمان نوازی کرتے ہیں اسپر بھی ہمنے کچھ نہیں کہا پھر تمنے یہ کہا کہ ہمارے اندر جود و سخاوت بہت زیادہ ہے ہمنے اسپر بھی کچھ چون و چرا نہیں کیا غرضکہ تم اور ہم اسیطرح لوگوں کو کھلاتے پلاتے رہے اور عزت و آبرو کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے رہے جیسے گھوڑ دوڑ میں دو گھوڑے دوڑا کرتے ہیں اور ہم تمہاری شیخی کی باتوں سے درگذر کرتے رہے جس سے تمہارا حوصلہ یہاں تک بڑھ گیا کہ

تم نے پہلے تو یہ کہا کہ ہمارے خاندان میں نبی ہے اور اب یہ کہنے لگے ہو کہ ہمارے ہیں ایک عورت بھی نبی ہے سو لات اور عزّیٰ کی قسم کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں ابوجہل کی یہ باتیں سنکر غیرت کے مارے پسینہ پسینہ ہو گیا کیونکہ میری طرف سے پہلے کوئی تیزی کی بات نہیں ہوئی تھی بلکہ میں نے تو صرف اس کے انکار کی تردید کی تھی کہ تو بلا وجہ خواب کا کیوں انکار کرتا ہے اوس نے خود بخود یہاں تک بات بڑھا دی اس قصہ کی کہیں ہمارے خاندان کی عورتوں کو بھی خبر ہو گئی شام کو جب میں گھر آیا تو سب عورتیں چڑھ آئیں اور مجھ سے کہنے لگیں کہ اس حرامزادے بدمعاش ابوجہل نے تمہارے مردوں کو چھوڑ عورتوں تک کو کیا کیا کہا اور آپ سنتے رہے آپ کو غیرت نہ آئی اور نہ آپ نے اس کو کچھ کہا میں نے انھیں سمجھایا کہ بھائی ابھی تک کچھ زیادہ بات نہیں بڑھی تھی اس لئے میں بھی حد سے زیادہ نہیں بڑھا اور خدا کی قسم کل کو پھر اوس کے پاس جاؤں گا اگر اس نے پھر اس قسم کی گفتگو کی تو تم دیکھ لینا کہ میں اوس کو کیسا مزہ چکھاؤں گا ہمارے یہاں تو شام کو یہ قصہ ہوا ادھر صبح ہوتے ہی ابوجہل نے لوگوں سے کہا کہ لو بھائی ایک دن تو یہ ہے تم اس میں دیکھ لیجو کہ عاتکہ کا خواب کیسا سچا نکلیگا جب اس دن بھی کچھ نہ ہوا تو دوسرے دن اس نے پھر لوگوں سے کہا کہ لو دو دن تو ہو چکے اب صرف تیسرا دن باقی رہ گیا ہے۔ جب تیسرا دن ہوا تو اُس نے لوگوں سے کہا کہ دیکھ لو تینوں دن گذر گئے اور کچھ بھی نہیں ہوا میں کہتا نہ تھا کہ اوسنے یہ جھوٹ موٹ اپنی طرف سے خواب گھڑ لیا ہے اور میں تیسرے دن مارے غصہ کے تمتماتا ہوا اس تاک میں پھر رہا تھا کہ کسی طرح یہ کوئی ایسی بات کہدے کہ جس سے جھڑپ ہو جاوے تو پھر اوس کو عورتوں کی مرضی کے موافق مزہ چکھا دوں خدا کی قسم میں اسی سوچ بچار میں اس کی طرف گیا (اور وہ بہت ہلکا پھلکا چھریرا اور ستے ہوئے چہرے اور تیز زبان اور تیز نظر آدمی تھا) تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہ بنی سہم کے دروازہ کی طرف بھاگتا ہوا جا رہا ہے میں نے یہ دیکھکر کہا کہ خدا اسپر لعنت کرے یہ شاید میری گالی گلوچ کے ڈر سے بھاگا ہوا جا رہا ہے مگر واقع میں یہ بات نہ تھی بلکہ اسنے ضمضم بن عمرو کی آواز سن لی تھی کہ وہ چیخ مار مار کر یہ کہہ رہا تھا کہ اے لُوی بن غالب کی اولاد تم اپنے تجارتی قافلہ کو سنبھالو اوس کو محمد نے اپنی فوج سے گھیر رکھا ہے اوسکی فریاد کو پہنچو۔ اوس کی فریاد

گو بہو پہنچو خدا کی قسم اگر تم جلدی نہیں کرنے کے تو تمہیں پھر وہاں قافلہ کی دھانس بھی نہ ملیگی اور ضمضم یہ چیخ پکار سب مقام بطن وادی میں کھڑا ہو کر رہا تھا اور ابوسفیان کی ہدایت کے موافق اپنے اونٹ کے کان کاٹ رکھے تھے اور آگے پیچھے سے اپنا کرتہ پھاڑ رکھا تھا اور کجاوہ کو اوندھا کر رکھا تھا اور یہ بھی کہتا جارہا تھا کہ میں نے مکہ میں آنے سے پہلے یہ خواب دیکھا ہے کہ گویا مکہ کے میدان میں خون کا سیلاب نیچے سے اوپر کیطرف چڑھ رہا ہے بس پھر گھبرا کر اور خوف زدہ ہو کر میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اس کو قریش کے حق میں بہت برا سمجھا کیونکہ میرے جی میں اس سے فوراً یہ بات پڑی کہ قریش پر کوئی بڑی بھاری مصیبت آنے والی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہی چیخ پکار ضمضم سے پہلے شیطان نے (سُراقہ بن جعشم کی صورت میں آکر) کی اور تمام قوم اوسی کی آواز پر قافلہ کی طرف ضمضم کے آنے سے پہلے ہی بھاگ پڑی تھی چنانچہ عُمیرؔ بن وھب فرماتے ہیں کہ میں نے ضمضم کے قصہ کے سوا کبھی کوئی زیادہ عجیب قصہ نہیں دیکھا کہ شیطان نے بعینہ اوس کی طرح چیخ پکار کی اور ہم سب کو مجبوراً قافلہ کی طرف اچھے بُرے راستہ کو بھاگنا پڑا اور نیز حکیم بن حزام یوں فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے پاس جو قافلہ کی خبر لیکر آیا تھا اور قافلہ کی طرف جس کی آواز سے ہم بھاگنے لگے تھے یقیناً وہ آدمی نہ تھا بلکہ شیطان تھا۔ کہتے ہیں کہ پھر سب آدمی اپنی اپنی تیاری میں مصروف ہو گئے اور کسی کو کسی کا دھیان تک بھی نہ رہا اور ہر شخص یا خود جاتا تھا یا اپنی جگہ کسی دوسرے شخص کو بھیجتا تھا اور قریش مسماۃ عاتکہ کے خواب کی وجہ سے پھول گئے اور نبو ہاشم نے خوش ہو کر کہا کہ دیکھا بھی تم ہمیں جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے کہ عاتکہ نے جھوٹ موٹ یہ خواب بنالیا ہے اب دیکھو کیا مزہ آرہا ہے۔ غرضکہ قریش تین دن تک اور بعض نے کہا کہ دو روز تک اسی طیاری میں مصروف رہے اور جو کچھ اون کے پاس جنگی سامان تھا اوس کو نکالکر درست کیا اور کمی بیشی کے لئے اور ہتھیار بھی خرید لئے اور جن لوگوں میں وسعت نہ تھی اونکی وسعت والوں نے امداد کی پھر سُہَیل بن عمرو نے قریش کی ایک جماعت میں کھڑے ہو کر اون کو اس طرح بھڑکایا کہ اے قریشیو! تم کیا خواب غفلت میں پڑے ہو دیکھو محمدؐ مکہ اور مدینہ کے جوانوں کو ہتھیار بند لئے ہوئے تمہارے قافلہ اور تجارتی سامان کو ملیا میٹ کرنیکو کھڑا ہوا ہی

تم کب تک سوتے رہوگے اوٹھو اور جس شخص کو سواری درکار ہو اوس کے لئے سواری موجود ہے اور جس کو سامان کی ضرورت ہو اوس کے لئے سامان بھی موجود ہے خوشی سے لے اور اپنی قوم کی حمایت کے لئے چلے ان کے بعد زمعۃ بن الاسود کھڑے ہوئے اور کہا کہ لات وعزی کی (یہ دو بتوں کے نام ہیں جن کی عرب میں پرستش ہوا کرتی تھی) قسم اے قریش تمپر اس سے بڑی مصیبت شاید کبھی نہ آئی ہوگی جو اب تمہارے سر پر کھیل رہی ہے کہ محمد مدینہ کے جوانوں کو ہتھیار بند لئے ہوئے تمہارے قافلہ کی تاک میں لوٹنے کو کھڑا ہوا ہے کہ جس میں تمہارا ہر قسم کا ساز و سامان ہے تم اپنی خیریت چاہو تو سب اکٹھے ہو کر چلو کوئی بھی اسوقت پیچھا نہ دے اور اگر کسی کے پاس سامان نہ ہو تو اس کے لئے یہ سامان بھی ہر قسم کا موجود ہے۔ خدا کی قسم اگر محمد کا داؤ تمہارے قافلہ پر چلگیا تو تمہارے اوپر چڑھائی کرنے میں اس کو ذرا بھی جھجک نہیں رہنے کی اس کے بعد طُعیمہ بن عدی کھڑا ہوا اور کہا کہ اے قریش خدا کی قسم تمپر اس سے بڑی آفت کبھی نہیں آئی جو اب آرہی ہے کہ تمہارے قافلہ اور تجارتی سامان پر کہ (جسمیں تمہارا قریب قریب کل مال و دولت لگا ہوا ہے اور اس میں ہر قسم کا قیمتی سامان ہے) یورش کی جارہی ہے اور تم ابھی تک خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہو خدا کی قسم بنی عبد مناف کے ہر ہر مرد و عورت کا اس قافلہ میں ایک ایک حبہ تک لگا ہوا ہے سو اسپر بھی اگر تم بے فکر رہو گے تو سمجھ لو کہ تمہارا کیا حشر ہوگا اور اگر کسی کو بے سرو سامانی کا عذر ہو تو وہ خوشی سے ہمسے سامان لے اور چلے چنانچہ اس سے چند آدمیوں نے سواری اور سامان کی درخواست کی تو اس نے بیس اونٹ سامان سمیت دیئے اور اُن کو روانہ کردیا اور خود اُن کے اہل و عیال کی خبرگیری کے لئے مکہ میں موجود رہا اسی طرح حنظلہ بن ابی سفیان اور عمرو بن ابی سُفیان نے بھی لوگوں کو جنگ میں جانیکی تحریک تو کی مگر پہلے تین شخصوں کی طرح انھوں نے سواری اور سامان دینے کا کچھہ تذکرہ نہ کیا لوگوں نے ان سے کہا کہ تم اپنے اور سرداروں کی طرح سواری اور سامان کا وعدہ کیوں نہیں کرتے کہ ہمیں طیاری میں آسانی ہو اور تمہاری بات اثر کرے اسپر انھوں نے خدا کی قسم کھاکر یہ عذر کیا کہ مال و دولت جو کچھہ ہے وہ سب ہمارے والد کے ہاتھ میں ہے

اس لئے ہم وعدہ کرنے سے مجبور ہیں۔ اور نوفل بن معاویہ دیلی قریش کے پاس گیا اور ان سے غربا کو سامان اور سواری وغیرہ دینے کی سفارش کی تو عبداللہ بن ربیعہ نے فوراً کہا کہ یہ پانسو اشرفیاں لو اور جس جگہ مناسب سمجھو خرچ کر دو پھر اسی طرح اس نے حویطب بن عبدالعزیٰ سے کوشش کی اور دو سو اشرفیاں لیں یا تین سو اور اس سے ہتھیار اور سواریاں خرید کر لوگوں کو تقسیم کر دیں۔ راویوں کا بیان ہے کہ کوئی شخص قریش میں ایسا نہیں رہا کہ جو نہ خود گیا ہو اور نہ اس نے اپنی جگہ کسی اور کو بھیجا ہو بلکہ ہر شخص یا خود گیا یا اپنی جگہ کسی اور کو بھیجا البتہ ابولہب کہ قریش اوس کے پاس جمع ہو کر بھی گئے اور اس کو بہتیرا نشیب و فراز جتلایا کہ تو تو ہمارے سرداروں میں سے ہے اگر تو بھی جانے میں ہچر مچر کرے گا تو عوام پر اس کا برا اثر پڑے گا کہ وہ اس خبر کو سنکر ہرگز بھی نہ جائیں گے تو تو خود چل یا کسی اور کو اپنی جگہ بھیجدے مگر اس نے ایک نہ مانی اور سب قصہ سن سنا کر یہ جواب دیا کہ لات اور عزیٰ کی قسم میں نہ تو خود جاؤں گا اور نہ کسی کو اپنی جگہ بھیجوں گا آخر کار یہ مایوس ہو کر چلے گئے اور جا کر ابوجہل کو بھیجا اوسنے آکر یہ کہا کہ اے ابو عتبہ تو کھڑا کیوں نہیں ہو جاتا خدا کی قسم ہم اپنی کسی ذاتی غرض کی وجہ سے تو نہیں جاتے تیرے اور تیرے باپ دادا کے دین کے جوش میں ہی تو جا رہے ہیں۔ کہ اس میں رخنہ پڑا جاتا ہے سو اس میں تو تجھے خود بخود جانا چاہیئے تھا بلکہ اوروں کو بھی ترغیب دینا چہ جائیکہ اُلٹی تیری خوشامد درآمد کر رہے ہیں اور تو ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ جب اس پر بھی ابولہب نے کچھ ہاں ہوں نہ کی تو ابوجہل کے دل میں اس کی طرف سے مسلمان ہونیکا خطرہ پیدا ہو گیا غرضیکہ ابولہب بالکل خاموش رہا اور نہ خود گیا نہ کسی اور کو اپنی جگہ بھیجا اور ابولہب کی یہ ساری ہچر مچر مسماۃ عاتکہ کے خواب کے دہل سے تھی کیونکہ وہ گھڑی گھڑی یہی کہتا تھا کہ عاتکہ کے خواب نے میرا ہاتھ پکڑ لیا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابولہب نے اپنے بجائے عاص بن ہشام بن مغیرہ کو (کہ جسپر اوس کا کچھ قرضہ چاہیئے تھا) اپنے قرضہ کے بدلہ میں بھیجدیا تھا چنانچہ وہ اس کی طرف سے گیا کہتے ہیں عتبہ اور شیبہ دونوں کے دونوں کہ ہم اپنی زرہوں اور ہتھیاروں کو صاف کر رہے تھے کہ اتفاق سے ان کے پاس عداس آگیا اور اس نے

انکو یہ طیاری کرتا ہوا دیکھکر پوچھا کہ یہ کاہے کے لئے کررہے ہو اونھوں نے کہا کہ تجھے وہ شخص بھی یاد ہے جس کا پتہ دیکر ہمنے تجھے اوس کے پاس طائف میں اپنے انگوروں میں بھیجا تھا اوسنے کہا کہ ہاں مجھے یاد ہے کہنے لگے کہ بس ہم اوسی سے لڑنیکو جارہے ہیں یہ سنکر وہ فوراً کہنے لگا کہ تم اُس سے لڑنے کو ہرگز نہ جاؤ اس میں تمہاری خیر ہے خدا کی قسم وہ بالکل سچا نبی ہے مگر وہ نہ مانے اور جنگ میں گئے یہ بھی اون کے ساتھ ساتھ گیا اور بدر میں جاکر تینوں کے تینوں قتل ہوگئے اور کہتے ہیں کہ قریش نے ھُبُل بُت کے پاس جمع ہوکر جنگ میں جانیکے لئے فال لی اور قرعے ڈالے چنانچہ اُمیّہ بن خلف اور عُتبہ اور شَیبہ کے لئے منع کا قرعہ نکلا تو انھوں نے فوراً ٹھہرنے کا ارادہ کرلیا ابوجہل کو خبر ہوئی تو اوسنے اونکو آکر جھڑکا کہ میں نے تو اپنے لئے قرعہ ڈالا نہیں تمہیں یہ کیا خبط سوار ہوا کہ قرعہ ڈالنے بیٹھ گئے اور ہم ہرگز اپنے قافلہ کی فریادرسی سے باز نہیں رہیں گے۔ اور زمعہ بن اسود جنگ میں جاتا ہوا جب مقام ذِی طُویٰ میں پہونچا تو اس نے بھی قرعہ سے اپنے لئے فال کھولی اس کے لئے بھی منع ہی کا قرعہ نکلا جوش میں آکر پھر دوبارہ قرعہ ڈالا پھر وہی نکلا تو اوسکو توڑکر کہنے لگا کہ کمبخت تو تو آج بڑا جھوٹا قرعہ بن گیا ہے اوسیوقت اتفاق سے وہاں کو سُہیل بن عمرو چلا آیا اور اُسکو غضبناک دیکھکر کہنے لگا کہ اے ابوحُکَیم کیا بات ہے کیوں غصّہ ہورہے ہو زمعہ نے اُس کو سارا قصّہ سنایا اوس نے سنکر کہا کہ میاں چھوڑو بھی کاہیکے قصّہ میں پڑرے ہو یہ قرعے تو کمبخت بڑے جھوٹے ہیں چنانچہ تمہاری ہی طرح عُمیر بن وہب بھی بیان کررہا تھا کہ اُس کو بھی یہی قصہ پیش ہوا یہ سب کو ایک ہی لاٹھی ہانکنے لگے بس وہ سب اسی بات پر جنگ کی طرف چلدیئے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور اُن سے محمد نے اور اُن سے واقدی نے اور ان سے موسی بن ضمرہ بن سعید نے اور ان سے ان کے والد نے یہ بیان کیا کہ ابوسفیان بن حرب نے ضمضم کو قریش کے پاس بھیجتے وقت یہ بھی کہدیا تھا کہ جب تو قریش کے پاس پہونچے تو اُن سے یہ کہدینا کہ تم جلدی سے جہاں تک ہوسکے قافلہ کی مدد کے لئے چلے آؤ کہیں وہاں قرعہ درعہ کے جھگڑے میں نہ لگجانا کہ اتنے میں یہاں قافلہ تتر بتر ہوجاوے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے

اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زُہری نے اور ان سے ابو بکر بن سلیمان بن ابی حُثمہ نے یہ بیان کیا کہ میں نے خود حکیم بن حزام کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مجھے قرعہ میں ایسی بدشگونی کبھی نہیں ہوئی تھی جیسی کہ بدر میں جاتے ہوئے ہوئی کہ جب ضمضم نے آکر کوچ کے لئے چیخ پکار کی تو میں نے قرعہ ڈالا اور ایک دفعہ نہیں بلکہ بار دیگر وہ کمبخت ہر دفعہ میری مراد کے برخلاف ہی نکلا مگر میں اس پر بھی چل ہی دیا آخر جب ہم مقام مَرّ الظہران پر جا کر اوترے تو ابن حَنظلیہ نے کچھ اونٹ ذبح کئے اون میں سے بعض میں کچھ جان باقی رہگئی جس سے وہ تڑپوں گئے اور لشکر کے تمام خیموں میں اون کا خون بہہ کر آگیا مجھے یہ کچھ بدفالی سے معلوم ہوئی اور میں نے لوٹ جانے کا ارادہ کر لیا لیکن کچھ دیر کے بعد بھول بھال گیا پھر ابن حَنظلیہ اور اوسکی بدشگونی یاد آئی تو لوٹنے کا ارادہ کر لیا مگر پھر بھول بھال گیا آخر اسی سوچ بچار میں لوٹ تو سکا نہیں لوگوں کی شرما شرمی اونکے ساتھ ہی چلدیا آگے چلکر جب ہم مقام ثَنیۃ البیضا پر پہونچے (ثنیۃ البیضا ایک مقام کا نام ہے کہ مدینہ سے آتے ہوئے وہانکو ہو کر مقام فتح میں جاتے ہیں) تو دیکھا کہ عُدّاس وہاں پر بیٹھا ہے اور لشکر کے آدمی اوس کے پاس کو گذر رہے ہیں جب ربیعہ کے دونوں بیٹے اوس کے پاس کو گذرے تو اوس نے کود کر ان دونوں کے پاؤں کو رکاب میں پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم محمد خدا کا رسول ہے اور مجھے یہ نظر آرہا ہے کہ تم دونوں اپنے قتل ہونے کی جگہ میں جا رہے ہو یہ کہتا جاتا تھا اور آنسو اُس کے کلّو نپر بہہ رہے تھے مگر اوتھوں نے اُس کی نہ مانی یہ قصہ دیکھکر میرا پھر لوٹنے کا ارادہ ہوا مگر نہ لوٹ سکا میں چلنے کو تھا ہی اور عُتبہ اور شَیبہ جا چکے تھے کہ اتفاق سے عدّاس کے پاس کو عاص بن مُنَبّہ بن حجاج کا گذر ہوا اوس نے عُدّاس کو روتا ہوا دیکھکر دریافت کیا کہ کیوں روتا ہے عُدّاس نے جواب دیا کہ روتا کیا ہوں اپنے اور اہل وادی کے ان دونوں سرداروں پر رو رہا ہوں کہ جو اپنے مقتل کی طرف خوشی خوشی دوڑے ہوئے رسول اللہ سے لڑنے کو جا رہے ہیں یہ سنکر عاص نے کہا کہ کیا واقعی محمد خدا کا رسول ہے اس پر عدّاس کانپ گیا اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے پھر رو کر کہنے لگا کہ ہاں خدا کی قسم وہ خدا کا رسول تمام لوگوں کے لئے ہے (راوی) کہتے ہیں کہ یہ

سنکر عاص بن منبہ مسلمان تو ہوگیا مگر کچھہ متردد سا رہا اور اسی تردد کی حالت میں لشکر کے ساتھ ساتھ گیا اور مشرکین ہی کے ساتھ قتل ہو گیا اور عداس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ واپس چلا آیا اور جنگ بدر میں شامل نہیں ہوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بدر میں گیا اور قتل ہو گیا مگر ہمارے نزدیک اول قول زیادہ صحیح ہے۔ کہتے ہیں کہ جنگ بدر سے پہلے سُعد بن مُعاذ حسب اتفاق مکہ کی طرف آ گیا اور اُمیَّہ بن خلف کے پاس ٹھہرا اسی اثنار میں اُمیَّہ کے یہاں ابوجہل بھی آگیا اور سعد کو وہاں دیکھکر کہنے لگا کہ کیا تو نے اپنے پاس اس ہمارے دشمن کو جگہ دے رکھی ہے کہ جس نے محمد کو اپنے گھر جگہ دیکر پناہ دی اور وہ انھیں کے بل بوتے پر ہمسے برسر بیکار ہے سعد نے کہا کہ بھائی تم جو جی چاہے کہو ہم بُرا نہیں مانتے تمہارا یہ سارا جوش وخروش اپنے قافلہ کے ڈر سے ہے سو قافلے کے تو ہم محافظ ہیں اور اوس کو راستہ دینے کے بھی ہم ذمہ دار ہیں یہ سُنکر اُمیَّہ نے ابوجہل سے کہا کہ میاں ابوالحکم کو ایسی بات نہ کہو کیونکہ یہ اہل وادی کا سردار ہے امیہ سے یہ چند کلمات حمایت آمیز سنکر سعد کا جی خوش ہوا اور اوس سے کہنے لگا کہ میں تمسے کیا کہوں کچھہ کہنے کی بات نہیں اور تمہارے ان الطاف کو دیکھکر رہا بھی نہیں جاتا خدا کی قسم محمد یہ کہہ رہا تھا کہ میں امیہ کو ضرور قتل کروں گا مجھے اُسوقت سے تم پر بہت خطرہ ہو رہا ہے اور میں اسی وجہ سے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تمہیں خبردار کردوں امیہ نے کہا کہ کیا واقعی تو نے یہ خود سنا ہے اوس نے کہا ہاں میں نے خود ہی تو سنا ہے اوس کے جی میں یہ بات بیٹھ گئی چنانچہ جب جنگ کا اعلان عام ہوا تو اُس نے بدر کے جانے سے انکار کر دیا اسپر اوس کے پاس عُتبہ بن ابی مُعیط ایک انگیٹھی میں کچھہ خوشبو ڈالے ہوے اور ابوجہل ایک سرمہ دانی اور تلدانی لئے ہوئے اوس کے پاس آئے اور عُقبہ نے انگیٹھی اوس کے نیچے رکھکر کہا کہ لے تو عورت ہے اس لئے عورتوں کی طرح اپنے آپ کو مہکا تو لے اور ابوجہل نے کہا کہ لے تو سرمہ لگالے بس پھر اچھی خاصی عورت بن جاوے گی اسپر امیہ نے شرمندہ ہوکر کہا کہ یہ کیا باتیں کر رہے ہو جاؤ تم میرے لئے ایک اونٹ بہت عمدہ خرید لو میں چلوں گا چنانچہ اوتھوں نے اس کے لئے بنی قُشیر کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بہت نفیس تیس روپیہ کا خریدا کہ جو جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ لگا اور خُبیب بن یَساف

کے حصہ میں آیا۔ کہتے ہیں کہ لشکر کے جانیوالوں میں سب سے زیادہ پشیمان حارث بن عامر تھا کہ گھڑی گھڑی یہ کہتا تھا کہ کاش قریش بدر میں جانے سے باز آجائیں چاہے میرا اور بنی عبد مناف کا سارا مال و دولت تلف ہو جائے لوگ اس سے یہ سُن کر کہتے تھے کہ تم ان کے سردار ہو ایسی لچر باتیں کیوں کرتے ہو جاکر اون کو روک کیوں نہیں دیتے اس پر یہ مایوس ہو کر یہ کہتا تھا کہ قریش نے بدر میں جانیکا پکّا ارادہ کر لیا ہے اب وہ کسی کے روکے سے رکیں گے نہیں اس لئے اُن سے کہنا ہی بیکار ہے ہاں خدا کرے قدرۃً کوئی ایسی بات پیش آجاوے کہ جس سے وہ نہ جاسکیں تو بہت ہی بہتر ہو اور میں بھی کسی بیماری جیسے عذر کے بغیر اون سے الگ رہنے کو مکروہ اور نازیبا سمجھتا ہوں پھر اس نے لوگوں سے کہا کہ میاں یہ ابن حنظلیہ بہت ہی منحوس ہے اور اوس کی نحوست تم دیکھیو کہ قوم کو اہل مدینہ کے پنجے میں پھنسا کر رہے گی اور دیکھنا میری یہ بات قریش تک نہ پہونچنے پاوے اور چلتے وقت اس نے اپنا کل مال اپنی اولاد کو بانٹ دیا تھا اور اس کے جی میں یہ بات پختہ طریقہ سے بیٹھ گئی تھی کہ میں جنگ سے واپس لوٹ کر نہیں آؤں گا اور ضمضم بن عمرو سے اوس کے بہت دوستانہ مراسم تھے اس لئے جب وہ اس کے پاس آیا تو اوس نے اوس سے کہا کہ اے ابو عامر میں نے ایک خواب نہایت وحشتناک دیکھا ہے کہ گویا میں اپنی سواری پر بیٹھا ہوا جا رہا ہوں اور تمہارے میدان میں خون کی رَو نیچے سے اوپر کیطرف چڑھ رہی ہے حارث کہتا ہے کہ میرا جی پہلے سے تو خراب ہو ہی رہا تھا یہ سنکر اور بھی زیادہ خراب ہو گیا کہ شاید ایسا کبھی بھی نہ ہوا ہو پھر ضمضم نے اُس سے کہا کہ تو ٹھہر ہی جاوے تو اچھا ہے۔ یہ مایوس ہو کر کہنے لگا کہ تو یہ قصہ مجھے چلنے سے پہلے سنا دیتا تو میں ایک قدم بھی نہ اُٹھاتا اور اب اتنی دور آکر کیا ہوتا ہے اب تو تو اس بات کو بس جانے دے کہیں قریش کو نہ معلوم ہو جاوے اور وہ تجھسے بدظن ہو جاویں جیسا کہ اور رو کنے والوں سے بدظن ہو رہے ہیں پھر آپسمیں فضول ناچاقی ہو جاوے اور ضمضم نے یہ بات حارث سے مقام بُطن یاجج میں کہی تھی۔ کہتے ہیں کہ جو لوگ قریش میں ہشیار تھے اونھوں نے اس سفر میں بہت زیادہ ڈھیل ڈھال کی اور دوسروں کو بھی سمجھایا بجھایا مگر ان کی ایک نہ چلی آخر کار بادلِ ناخواستہ قوم کا ساتھ دینا پڑا اور اس معاملہ میں

سب سے زیادہ مُدّ ہم (حارث بن عامر اور اُمیّہ بن خلف اور عُتبہ اور شیبہ ربیعہ کے بیٹے اور حکیم بن حزام اور ابو البختری اور علی بن اُمیّہ بن خلف اور عاص بن مُنبّہ) تھے یہاں تک کہ ان کو ابو جہل اور اس کے ساتھ ساتھ عُقبہ بن ابی مُعیط اور نضر بن حارث بن کلاہ بھی بزدلی کے طعنے دیتے پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ تو عورتوں کے کام کرنے لگے آخر کار یہ چلنے پر مجبور ہو گئے اور قریش میں آپسمیں یہ چرچا ہوا کہ یہاں اپنے اہل وعیال کے پاس پیچھے کسی دشمن کو نہ رہنے دینا کبھی وہ بعد میں کچھ فساد کر بیٹھے اور اوس کی روک تھام کا کوئی بندوبست نہ ہو سکے اور منجملہ ان وجوہات کے کہ جن سے حارث بن عامر اور عُتبہ اور شیبہ کی نسبت یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس سفر کو بالکل ناپسند سمجھتے تھے یہ بھی ہے کہ نہ تو انھوں نے عین وقت تک اپنے لئے سواریاں تیار کیں اور نہ کسی اور کو سواری دی اور اگر ان کے پاس امداد کی خواہش سے کوئی اپنا یا بیگانا آتا تھا اور اپنی ناداری وغیرہ کو بیان کر کے اُن سے سامان اور سواری کی درخواست کرتا تھا تو اوس کو صاف صاف جواب دیدیتے تھے کہ تیرے پاس اگر سامان ہو تو جا ورنہ نہ جا ہمارے پاس کیا رکھا ہے اور اس بات کو ایسی کھلم کھلا کہتے تھے کہ ان کی طرف سے یہ بات تمام قریش میں پھیل گئی تھی۔ اور جب قریش نے کوچ کرنے کا ارادہ کر لیا تو ان کو بنی بکر کی دشمنی یاد آگئی اور یہ خوف پیدا ہوا کہ ہمارے جانے کے بعد میدان خالی دیکھکر کہیں یہ ہماری عورتوں اور بال بچوں پر حملہ نہ کر بیٹھیں۔ عُتبہ بن ربیعہ نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر اس ڈر میں زیادہ حصہ لیا اور یہ کہتا ہوا پھرنے لگا کہ اے قریش بالفرض اگر تم جس ارادہ سے جارہے ہو اس میں کامیاب بھی ہو گئے تو ان پڑوس کے دشمنوں سے ان بے سروسامان بال بچوں اور عورتوں پر اطمینان کی کیا صورت ہے مجھے تو کھلم کھلا یہ نظر آرہا ہے کہ یہ لوگ ہمارے تمہارے پیٹھ موڑتے ہی ان کو غارت کر دیں گے دیکھو تم خوب اچھی طرح سوچ سمجھ لو یہ ذکر اذکار ہو ہی رہے تھے کہ اتنے میں شیطان سُراقہ بن جُعشم کی صورت میں آکر کہنے لگا کہ اے قریش تمہیں یہ تو معلوم ہی ہے کہ میری قوم میں میری کتنی مان تان ہے سو تم میرے کہنے سے اطمینان سے چلے جاؤ میں اس بات

کا ذمہ لیتا ہوں کہ بنی کنانہ تمہارے بعد کوئی بیہودہ حرکت نہ کریں گے یہ سنکر عُتبہ کا جی خوش ہو گیا اور ابو جہل نے خوش ہو کر عتبہ سے کہا کہ بتلا اور کیا چاہتا ہے اس سے زیادہ اور کیا اطمینان ہو گا کہ یہ بنی کنانہ سردار خود بخود ہمارے لئے اس امر کا ذمہ دار بنگیا ہے کہ اس کی قوم ہماری اہل و عیال کے ساتھ کوئی بدمعاملگی نہ کر سکے گی عُتبہ نے کہا کہ ہاں بس یہ کافی ہے اور کچھ نہیں چاہیئے اب میں خوشی سے چلتا ہوں۔ مجھسے یزید بن فراس لَیثی نے اور ان سے شُریک بن ابی نَمِر نے اور ان سے عطا بن یزید لیثی نے یہ بیان کیا کہ قریش اور بنی کنانہ میں اُس وقت یہ نزاع درپیش تھا کہ بنی مُعَیصِر بن عامر بن لُوَیّ میں سے ایک شخص مسمی حَفص بن اَخیَف کا لڑکا اپنے گم شدہ اونٹ کی تلاش میں گیا تھا اور یہ لڑکا بہت خوب صورت نوجوان تھا اس کے سر میں مینڈھیں بندھی ہوئیں تھیں اور لباس بھی عمدہ پہنے ہوئے تھا جاتے جاتے جب یہ مقام ضَجنان میں پہونچا تو اس کا گذر اتفاق سے عامر بن یزید بن عامر بن مَلُّوح بن یَعمُر کے پاس کو ہوا اوس نے اس سے دریافت کیا کہ تو کون ہے اس نے بتلا دیا کہ میں حفص بن اُخیف کا لڑکا ہوں اس کے جانے کے بعد اوس نے بنی بکر کو بلا کر کہا کہ تمہارے آدمی کو قریش نے قتل کر رکھا ہے اور ابھی تک اوسکا بدلہ نہیں لیا گیا اب بہت اچھا موقع ہے یہ لڑکا قریش کا اکیلا جا رہا ہے اس کو قتل کر دو تو قصہ برابر سرابر ہو جاوے گا اس کے اشارہ پر فوراً ایک آدمی بنی بکر میں سے اوس لڑکے کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور کہیں موقع پا کر اوس کو اپنے آدمی کے بدلے میں قتل کر ڈالا اسپر قریش نے جب بہت چیخ پکار کی تو عامر بن یزید نے ان سے کہا کہ تمنے ہمارے اس سے پہلے کئی خون کر رکھے ہیں اب اگر تمہارا جی چاہے تو یوں کر لو کہ جتنے خون تمنے ہمارے کئے ہیں اون کے عوض میں تم ہمیں مال دیدو اور جتنے ہمنے کئے ہیں اون کے بدلے میں ہم تمہیں مال دیدیں اور یا خون کا بدلہ خون سمجھ لو یا یوں کر لو کہ جو کچھ اب تک ہم سے یا تمسے ہو چکا سو ہو چکا آئندہ کو نہ تم ہمارے آدمی سے تعرُّض کرو نہ ہم تمہارے آدمی سے تعرُّض کریں چنانچہ قریش کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور اُنھوں نے اس لڑکے کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے یہ کہدیا کہ تو نے سچ کہا بس خون کا بدلہ خون ہو گیا چنانچہ وہ اس لڑکے کا

بدلہ لینے کو بھول بھال گئے مگر کچھ دنوں کے بعد اس کا بھائی مُکَرز بن حفص مقام مرّ الظہران
میں تھا کہ اچانک اس کی نظر بنی بکر کے ایک سردار مسمی عامر بن یزید پر پڑ گئی اوس نے اوسکو
دیکھتے ہی اپنے اونٹ کو بٹھا دیا اور جی میں کہنے لگا کہ اس اصلی چیز کے بعد نقلی کو کیا کروں گا اور
اس سے اچھا موقع کب ملیگا یہ سوچکر اوس پر جا چڑھا اور اُسی کی تلوار سے چھینکر اوسکو قتل کر ڈالا
پھر تلوار لے کر چلدیا اور آخر شب میں مکہ پہونچکر اس تلوار کو خانہ کعبہ کے پردوں پر لٹکا دیا جب
صبح ہوئی تو قریش نے عامر بن یزید کی تلوار کو دیکھکر پہچان لیا کہ بس مُکرز بن حفص نے اوسکو
قتل کردیا ہے وہ ہی اس کی تاک میں لگا ہوا تھا۔ جب بنُو بکر کو یہ قصہ معلوم ہوا تو اونھوں نے
اپنے سردار کے قتل ہونے پر بہت واویلا کیا اور اس پر آمادہ ہو گئے کہ قریش کے کم از کم
دو یا تین سرداروں کو قتل کر ڈالو یہ قصہ درپیش ہی تھا کہ اتنے میں جنگ بدر کا اعلان ہو گیا
چونکہ قصہ تازہ تازہ تھا اس لئے قریش کو یہ ڈر ہو گیا کہ ہمارے بعد یہ ضرور ہماری اولاد پر
دست درازی کریں گے اور اس خیال میں اون کو بہت پس و پیش ہو رہا تھا مگر جب شیطان
نے بنی کنانہ کے ایک سردار مسمی سُراقہ کی صورت میں آکر اونکو دلاسا دیا تو سب قوم کی جان
میں جان آگئی اور قریش نے بے دھڑک ہو کر ایک دم کوچ کر دیا اور لشکر بڑا سج دھج
کر نکلا کہ چند گانے والی عورتیں ساز سمیت اپنے ساتھ لیں جن میں سے ایک تو عمرو بن ہشام
بن المُطّلِب کی باندی تھی اور ایک اسود بن مطّلب کی اور ایک اُمیّہ بن خلف کی کہ جہاں
کہیں چشمہ پر لشکر کا پڑاو ہوتا تھا یہ خوب گاتی بجاتی تھیں اور اونٹ کھانے پینے کے لئے
ذبح ہوتے تھے اور ہر ہر قبیلہ میں سے بڑے بڑے بہادر جوان جو جنگی فنون میں بخوبی
ماہر تھے چھانٹ چھانٹ کر ساڑھے نوسو (۹۵۰) لئے اور فخر اور لوگوں پر رعب داب جمانے کو سو (۱۰۰)
گھوڑے سجا کر خالی لشکر کے آگے آگے کئے (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا
ہے کہ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَّرِئَاءَ النَّاسِ الخ) اور ابوجہل کہتا جاتا تھا
کہ محمد اور اوس کے ساتھیوں کو مقام نخلہ میں ہمارے چند آدمیوں پر دست درازی کر کے
یہ خیال ہو گیا ہے کہ وہ اب بھی ہمارے قافلہ پر جس طرح چاہے قابو پا لیگا سو اس کو
اب عنقریب قافلہ پر دانت رکھنے کا مزہ معلوم ہو جائے گا اور جو لوگ قریش میں سے

اہل ثروت تھے وہ اپنے گھوڑوں پر سوار تھے چنانچہ بنی مخزوم کے پاس تیس گھوڑے تھے اور لشکر میں سات سو اونٹ تھے اور گھوڑوں پر سوار صرف سو آدمی تھے اور یہ سب کے سب زرہ پوش تھے اور ان کے سوا پیدل فوج کے پاس بھی کچھ زرہیں تھیں کہتے ہیں کہ جب قافلہ مدینہ کے قریب آگیا اور ان کا قاصد مسمی ضمضم قریش کی فوج لے کر نہ پہونچ سکا تو قافلہ میں ایک پریشانی پھیلگئی اور رُکنے کو ہو گیا آخر ابوسفیان سالار قافلہ بنکر آگے آگے ہوا اور اون کو دلاسا دیتا ہوا لیچلا چلتے چلتے جب وہ رات ہوئی کہ جس کی صبح کو قافلہ بدر کے چشمہ پر اوترنے والا تھا تو وہاں اوترنے کی نیت سے قافلہ اسی طرف کو ہو لیا اور رات کے آخری حصہ میں اوس کے قریب پہونچکر سستانیکو پڑاؤ کیا اور اونٹوں کو ایک ایک دو دو رسیوں سے باندھ دیا مگر انھوں نے باوجود باندھنے کے پھر اُدھم مچانا شروع کیا اور چونکہ کل کے پانی پیئے ہوئے تھے اس لیئے پیاس کی شدت سے بدر کے چشمہ کی طرف جانے میں بہت بیچین اور سخت بیقرار ہوکر بڑبڑانے لگے قافلہ والے ان کے اس شور وشغب سے پریشان ہوکر کہنے لگے کہ ایسی آفت کبھی پیش نہ آئی تھی ادھر ان اونٹوں نے جان کھالی اور اُدھر اندھیرے کی یہ حالت کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں دکھائی دیتا کیا کریں کیا نہ کریں یہ تو یوں حیران و پریشان تھے اور مسلمانوں کے دو جاسوس بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغبار بدر کی چراگاہوں میں ان کی تاک میں گھوم رہے تھے گھومتے گھومتے جب بدر کے چشمہ پر پہونچے تو اپنی سواریوں کو چشمہ کے نزدیک ٹھہلاکر مشکیزوں میں پانی بھرنے لگے اسی اثناء میں ان کے کان میں قبیلۂ جہینہ کی دو باندیوں کی (جنیں سے ایک کا نام برزہ تھا) تکرار کی آواز آئی تکرار یہ تھی کہ مسماۃ برزہ کا ایک روپیہ دوسری باندی پر چاہنا تھا یہ اوس سے مانگتی تھی اور وہ یہ کہہ رہی تھی کہ کل گویا پرسوں کو مقام روحا میں قافلہ اُترے گا میں تجھے وہاں سے کماکر دیدوں گی اس گفتگو کو ایک شخص مجدی بن عمرو بھی سن رہا تھا اوس نے کہا کہ سچ تو کہتی ہے چھوڑ دے دیدیگی غرض بسبس اور عدی یہ سارا ماجرا سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس چلدیئے اور مقام عرق ظُبیہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا قصہ بیان کر دیا۔

ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے حضرت واقدی نے اوران سے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی نے اوران سے اُن کے والد نے اوران سے ان کے دادا نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی اسرائیل کے ستر ہزار آدمیوں کا لشکر لے کر مقام روحا رکے راستہ کو گذرے اور مقام عرق ظُبیہ کی مسجد میں نماز پڑھی (عرق ظُبیہ روحا رسے مدینہ کی طرف بائیں ہاتھ کو نکلتے ہوئے دو میل کے فاصلہ پر ہے) پس ابو سفیان مسلمانوں کی تاک سے ڈرتا ہوا صبح کے وقت قافلہ کو لئے ہوئے مقام بدر میں پہونچا اور وہاں پر مسمی مجدی کو دیکھ کر اوس سے پوچھنے لگا کہ اے مجدی تو نے کسی کو یہاں ہماری تاک جھانک میں تو نہیں دیکھا اور خدا کی قسم قریش کے ہر ہر مرد و عورت کا اس قافلہ میں ایک ایک حبہ لگا ہوا ہے سو تو سچ سچ بتلا تا اگر تو نے ہمارے دشمن کا ذرا سا بھید بھی ہمسے چھپا لیا تو پھر قریش کے دوستانہ مراسم تیرے سے مرتے دم تک بھی نہ ہونے پائیں گے اسپر مجدی نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے یہاں پر کسی غیر شخص کو تو نہیں دیکھا اور نہ تمہارے اور اہل مدینہ کے بیچ میں کوئی غیر آدمی دشمن ہے تمہاری آپس کی جھڑپ ہے تم جانو وہ جانیں کسی اور کو کیا کام ہے اور اگر بیچ میں کوئی اور ہوتا تو وہ ہمسے ہرگز چھپا نہ رہتا اور نہ ظاہر ہونے پر میں اوس کو تمسے چھپا سکتا البتہ یہاں پر دو سوار آئے تھے اور اُنھوں نے اس جگہ سواریاں بٹھلا کر اپنے مشکیزوں میں پانی بھرا اور واپس چلے گئے بس اتنا تو میں نے ضرور دیکھا ہے اب یہ معلوم نہیں کہ وہ کون تھے اور کون نہیں یہ سنکر ابو سفیان فوراً اُس جگہ گیا اور وہاں سے چند مینگنیاں اُٹھا کر ان کو توڑا تو ان میں کھجور کی گٹھلیاں تھیں یہ دیکھکر کہنے لگا کہ خدا کی قسم یہ تو مدینہ کا چارہ ہے اور یہ لوگ ضرور محمدؐ کے جاسوس تھے اور وہ یقیناً کہیں آس پاس آگئے ہیں مجدی سے یہ باتیں کر کرا کے اپنے قافلہ میں آیا اور فوراً کوچ کا حکم دیا اور بدر کو بائیں طرف چھوڑ کر دریا کے کنارے کنارے بہت تیزی سے چلدیا۔ ادھر قریش مکہ سے اس شان و شوکت کے ساتھ چلے کہ جہاں کہیں چشمہ پر پڑاؤ ہوتا تھا وہاں پر اونٹ ذبح کرتے تھے اور آنے جانے والے لوگوں کو خوب کھلاتے پلاتے تھے اسی طرح ہر ہر مقام پر خوشیاں مناتے

چلے جارہے تھے کہ اچانک کسی مقام پر عُتبہ اور شُیبہ دونوں کے دونوں کہیں عاتکہ کے خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہ بھائی اوسنے بہت برا خواب دیکھا ہے مجھے تو اوس کیوجہ سے بہت دہشت لگ رہی ہے کہ دیکھئے اوس کا کیا خمیازہ بھگتنا پڑے گا دوسرے نے کہا کہ ہاں بات تو ایسی ہی ہے) کچھ پیچھے رہ گئے ابو جہل کو جو معلوم ہوا تو وہ ان کے دیکھنے کو واپس ہوا تھوڑے فاصلہ پر یہ ملگئے تو ان کو باتیں کرتے ہوئے دیکھکر پوچھنے لگا کہ صاحب کیا باتیں ہو رہی ہیں اونھوں نے کہا کہ باتیں کیا ہوتیں عاتکہ کے خواب کا ذکر فکر کر رہے ہیں ابو جہل یہ سنکر جلگیا اور کہنے لگا کہ بنی عبد المطلب پر زوف ہے کہ وہ ایک لچر خواب کو اتنا بڑھائے چلے جارہے ہیں تم سب یاد رکھو اور بلکہ اپنی عورتوں کو بھی سنادو کہ خدا کی قسم اگر ہم مکہ کو بخیرو خوبی واپس ہو گئے تو پھر تم لوگوں کا حشر اچھا نہ ہوگا عُتبہ نے کہا کہ اول تو خواب ہی رونے کے لئے کافی ہے علاوہ اس کے ہماری رشتہ داری بھی اون سے بہت قریب کی ہے اس لئے جو جی چاہے تو بکے جا ہم تو جاتے ہیں اور آپسمیں کہنے لگے کہ چلو بھی اس کو بکنے دو جب وہ واپسی پر بالکل آمادہ ہو گئے تو ابو جہل نے ان سے کہا کہ تمہیں کچھ شرم بھی آتی ہے یا نہیں کہ تم قوم کو ذلیل کرنے کو اتنی دور آکر پھر واپس جارہے ہو اور جب بدلہ لینے کا وقت قریب آگیا تو تم قوم سے منہ موڑتے ہو اور کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ محمد اور اُس کے ساتھی اب بھی ہمارے سامنے آجائیں گے خدا کی قسم ان کی اب ذرا بھی مجال نہیں کہ وہ اپنے لشکر کے ہوتے ہوئے ہمارے سامنے آجائیں اور خدا کی قسم میرے خاص گھر کے میرے ساتھ ایک سوا سی آدمی ایسے ہیں جو میرے پسینہ پر اپنا خون بہانے کو طیار رہیں سو تم دو کو تو دونوں اگر سب بھی واپس ہو جائیں تو میں ہرگز بدر میں جائے بغیر نہ مانوں گا عُتبہ نے کہا کہ ہاں تو تو قوم کو ہلاک کرنے کو پھر رہا ہے پھر عُتبہ اپنے بھائی شُیبہ سے کہنے لگا کہ بھائی یہ تو ایک منحوس آدمی ہے کہ اپنے آدمیوں کے گھمنڈ میں رشتہ داری کو بھی بھول گیا نیز اس کی رشتہ داری بھی محمد سے ہمسے زیادہ قریب کی نہیں اور اوس کے ساتھ بھی ہمارے ہی آدمی ہیں اگر لڑائی ہوگی تو دونوں طرف سے اپنی ہی قوم کا نقصان ہوگا سو تم تو واپس ہی چلو اور اس احمق کی بات کی ذرا پروانہ کرو شُیبہ مایوس سا ہو کر کہنے لگا کہ اے

ابو الولید اگر اب اتنی دور آکر پھر واپس جائیں گے تو ہمپر بہت بُرا دھبہ لگ جائے گا اور ہماری بڑی سبکی ہوگی جو کچھ ہوا سو ہوا اب تو چلے ہی چلو آخر چلدیئے اور جب شام کو مقام جُحفہ میں پہونچے تو وہاں لشکر کا پڑاؤ ہوا سب نے آرام کیا صبح کو جُہیم بن صَلت بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مُناف کہنے لگا کہ میں نے رات کو ایک خواب دیکھا ہے کہ گویا میں کچھ سوتا جاگتا سا ہوں اور میری نظر ایک آدمی پر پڑی جو گھوڑے پر سوار ایک اونٹ ساتھ لئے میری طرف کو آیا اور میرے پاس کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ میاں کچھ خبر بھی ہے عُتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور زمعہ بن اسود اور امیّہ بن خلف اور ابو البختری اور ابو الحکم اور نوفل بن خویلد تو اشراف قریش میں سے اور چند آدمیوں کے ساتھ قتل ہوگئے اور سُہیل بن عمرو گرفتار ہوگیا اور حارث بن ہشام اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے لشکر میں سے نکال کر یہ کہا کہ خدا کی قسم مجھے تو یہ نظر آرہا ہے کہ تم اپنے مقتل میں جارہے ہو پھر اپنے اونٹ کے سینہ پر نیزہ مارکر لشکر میں چھوڑدیا تو لشکر میں کوئی ایسا خیمہ نہ بچا کہ جسمیں اوس کا خون نہ پہونچا ہو پھر جب اس خواب کا تذکرہ ابو جہل کے سامنے ہوا اور سارے لشکر میں بھی اس کا چرچا پھیل گیا تو ابو جہل لوگوں سے ہنسکر کہنے لگا کہ بھائی یہ جُہیم بنی عبد المطلب کا آخری نبی ہو جو کچھ یہ کہے اس کی بھی سُن لو کل کو معلوم ہوجاوے گا کہ ہم قتل ہونگے یا محمد اور اوس کے ساتھی اس کے مذاق کی وجہ سے قریش سب کے سب اوس کی پھبتیاں اوڑانے لگے کہ میاں یہ تو نیند میں تمہارے ساتھ شیطان کھیل کود کرتا ہے چنانچہ کل کو دیکھ لیجئے کہ ہمارے بجائے خود محمد کے سردار قتل ہونگے اور گرفتار کئے جاویں گے کہتے ہیں کہ یہ سارا قصہ سنکر عُتبہ پھر اپنے بھائی کو الگ لیجاکر کہنے لگا کہ بولو واپس چلتے ہو دیکھو یہ خواب بھی عاتکہ کے خواب اور عداس کی بات جیسا ہے اور خدا کی قسم عداس ٹھیک ہی کہتا تھا اور اپنی قسم اگر جھوٹا ہوگا تو اوس کی خبر لینے کو ہمارے تمہارے سوا اور بہت سے آدمی عرب میں موجود ہیں پھر ہم ہی تم فضول کیوں اوس کے خون میں ہاتھ بھریں اور اگر سچا ہوگا تو پھر رشتہ داری کی وجہ سے ہمیں سب عرب سے زیادہ اوس کا پشت پناہ ہونا چاہیئے یہ سنکر اوس کے بھائی شیبہ نے کہا کہ واقعی بات تو یوں ہی ہے جس طرح تو کہتا ہے مگر اب بتلا کہ لشکر میں سے

کیسے واپس ہو جاویں یہ تو بہت ہی سبکی کی بات ہے دونوں الگ باتیں کر رہی رہے تھے کہ اتنے میں ان کے پاس ابو جہل آگیا اور کہنے لگا کہ کیا ارادہ ہے انھوں نے کہا کہ بھائی ہم تو واپس جا رہے ہیں کیا تجھے دکھائی نہیں دیتا کہ عاتکہ کا خواب اور جہیم بن صلت کا خواب اور عداس کی بات کیسے کیسے خطرناک ہیں ابو جہل نے کہا کہ بس ہمیں معلوم ہو گیا خدا کی قسم تم ضرور اپنی قوم کو ذلیل وخوار اور غارت کروگے انھوں نے جھنجلا کر کہا کہ ہم نہیں بلکہ خدا کی قسم تو خود بھی غارت ہوگا اور قوم کا بھی ستیاناس کرے گا آخر یہ کہتے ہوئے شرماشرمی پھر قافلہ کے ساتھ چل دیئے۔ اودھر جب ابو سفیان قافلہ کو لے کر دور نکل گیا اور اسے سمجھ لیا کہ بس اب قافلہ بچ گیا تو ایک شخص مسمّی قیس بن امرئ القیس کو (کہ جو قافلہ کے ساتھ مکہ سے چلا آیا تھا) قریش کی طرف یہ پیام دیکر بھیجا کہ قافلہ تو دشمنوں کے پنجے سے بچ گیا۔ بس اب تم واپس لوٹ جاؤ اور اپنے آپ کو خواہ مخواہ مدینہ والوں کے ہاتھ میں نہ پھنساؤ کیونکہ غرض صرف قافلے کے بچانے سے تھی سو وہ حاصل ہو گئی اور اللہ نے تمہارے قافلہ کو بال بال بچا دیا اور اگر وہ واپسی سے انکار کریں تو خیر کم از کم گانے والی عورتوں کو تو ضرور واپس کر دیں کیونکہ لڑائی جب گھمسان کی ہونے لگتی ہے تو ہتھیار سب کھنڈے اور بہادر سب حواس باختہ ہو جاتے ہیں بس قریش سے یہ کہکر اولٹے پاؤں چلا آ چنانچہ اس نے جا کر قریش سے سارا قصہ سنایا اونھوں نے لشکر کی واپسی سے تو انکار کر دیا اور گانیوالیوں کی نسبت کہا کہ ان کو ہم لوٹا دیں گے آخر مقام جُحفہ سے اُنکو واپس کر دیا اور خود آگے چل پڑے اور قاصد ان سے روانہ ہو کر مقام ہَدّہ میں جا کر ابو سفیان سے ملا (اور ھدّہ مقام عُقبۂ عسفان سے سات میل کے فاصلہ پر ہے اور عقبۂ عسفان مکہ سے انتالیس ۳۹ میل کے فاصلہ پر ہے) اور قریش کے آگے جانے کی خبر دی یہ سنکر اوس کو بہت افسوس ہوا اور کہنے لگا کہ یہ ساری بدمعاشی ابو جہل کی ہے کہ اوسنے اپنی سرداری اور لوگو پر ظلم و ستم کی تمنا میں قریش کو واپس نہیں ہونے دیا حالانکہ بوجہ ظلم و ستم بڑے نقصان اور شامت کی بات ہے علاوہ ازیں اگر محمد اور اوسکی فوج کو اس کوچ کی خبر ہو گئی تو وہ ضرور ہمارا پیچھا کر کے مکہ کے داخلہ سے پہلے ہمیں آلیں گے اور گانیوالیاں یہ تھیں ایک مسماۃ سارہ عمرو بن ہشام کی باندی اور

اُمیّہ بن خلف کی باندی اور ایک مسماۃ عزہ اسود بن مطلب کی باندی اور ابو جہل نے قاصد سے یہ کہدیا تھا کہ خدا کی قسم ہم بدر میں جائے بغیر ہرگز واپس نہیں ہونے کے اور جاہلیت کے زمانہ میں بدر میں نمایش ہوا کرتی تھی کہ جس میں عرب کا بہت شاندار اژدحام ہوتا تھا اور بازار وغیرہ بھی لگتے تھے اس بنا پر ابو جہل نے کہا کہ ہم وہاں جاکر تین دن تک پڑاؤ کریں گے اور لوگوں کو خوب کھلاویں پلاویں گے شراب کے دور اڑیں گے اور گانا بجانا بھی خوب ہوگا تاکہ تمام عرب پر ہماری شان و شوکت ظاہر ہو جاوے اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اونپر قریش کا رعب جم جاوے اور قریش نے مکہ سے کوچ کرتے وقت فُرات بن حَیّان عِجلی کو ابو سفیان کے پاس روانہ کر دیا تھا کہ اوس کی تسلی کے لئے اس شاندار لشکر کے کوچ کی اوس کو خبر کردے مگر چونکہ ابو سفیان ساحل کے وسطی راستہ کو ہولیا تھا اور یہ دوسرے راستہ کو گیا اس لئے اس سے نہ ملسکا اور رہ پھر کے مقام جُحفہ میں پھر قریش کے پاس آگیا اور وہاں پر ابو جہل کو یہ کہتے ہوئے (کہ ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے) سنکر اس کی تائید میں کہنے لگا کہ پھر لشکر بھی تیرے قدم بقدم ہے اور اپنے پھنسے ہوئے شکار کو کون چھوڑ کر واپس جایا کرتا ہے بس وہ ابو سفیان کو چھوڑ کر قریش ہی کے ساتھ ہو لیا اور بدر میں جاکر لڑائی میں شریک ہوا جب زخموں سے چُور چُور ہو گیا تو اولٹے پاؤں یہ کہتا ہوا کہ آج جیسا سخت مصیبت کا دن تو میں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور واقعی ابن حُنظَلِیَّہ بہت ہی منحوس آدمی ہے) بھاگا۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبد الملک بن جعفر نے اور ان سے اُمّ بَکر بنت مِسوَر نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مسمیٰ اَخنَس بن شُرَیق اعرابی کے بنی زُہرہ سے دوستانہ مراسم تھے اس لئے اوس نے اونکو یہ مشورہ دیا کہ جب خدا نے تمہارے قافلہ اور مال و دولت اور تمہارے آدمی مخرمہ بن نوفل کو بچا دیا اور تم اسی لئے آئے تھے تو اب فضول کیوں جاتے ہو علاوہ ازیں محمد تمہارا رشتہ دار ہے سو اگر وہ نبی ہونے میں سچا ہے تو بجائے دشمنی کے اوس سے تمہیں دوستی کرنی چاہیئے اور اوس کی حمایت کرنی چاہیئے اور اگر بالفرض وہ اس دعوے میں جھوٹا ہے تو تمہارے سوا کوئی اور اوسکا کام تمام کر دے گا تم کیوں اپنے

رشتہ دار کے خون میں ہاتھ بھرتے ہو سو میری رائے تو قطعی یہی ہے کہ تم واپس ہی چلے چلو اور اگر واپسی میں کچھ بزدلی کا شبہ ہو تو وہ ساری میرے ذمہ سہی کوئی ضرورت، ہوتی تو کچھ مضائقہ نہ تھا مگر اب بلاوجہ اتنی دوڑ دھوپ سے کیا فائدہ۔ رہا ابوجہل سو وہ تو احمق ہے اور اپنی حماقت سے قوم کو ہلاکت میں ڈالنا اور غارت کرنا چاہ رہا ہے اوس کی بات کو ہرگز نہ سنو چنانچہ بنی زُہرہ نے اوس کا کہنا مان لیا اور اون کے یہاں پہلے سے بھی اوسکی آن تان تھی اور اوس کو بہت مبارک سمجھتے تھے پھر اس سے کہنے لگے کہ واپسی کا حیلہ کیا کریں اوسنے کہا کہ جب کل کو کوچ ہوگا تو میں شام کے وقت اپنے اونٹ سے گر پڑوں گا اسپر لشکر میں یہ بات پھیل ہی جاوے گی کہ اَخنَسُ مر گیا اَخنَس مر گیا بس تم میری خبر خبر کے لئے ٹھہر جانا اور اگر وہ چلنے کو کہیں گے تو کہدینا کہ ہم تو اپنے آدمی کے پاس رہیں گے۔ اگر یہ زندہ رہ گیا تو فبہا ورنہ اس کی تجہیز و تکفین وغیرہ سے فارغ ہو کر آویں گے یہ سنکر جب آگے چلے جاویں گے تو ہم تم واپس ہو لیں گے چنانچہ بنی زہرہ نے ایسا ہی کیا (اور لوٹتے ہوئے جب مقام اَبوا میں پہونچے تو اسوقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ بنی زُہرہ واپس چلے گئے) اور ان میں سے ایک آدمی بھی لشکر میں نہ رہا۔ اور یہ سَو یا اس سے کچھ کم آدمی تھے کمی کی روایت زیادہ قابل اطمینان ہے اور بعض نے تین سَو بھی کہا ہے مگر یہ بالکل بے سروپا ہے۔ اور بدر سے مدینہ کی طرف آتے وقت ایک ٹیلہ سے اترتے ہوئے عَدِی بن ابی الزغبا وغیرہ کی (جو مسلمانوں کے جاسوس تھے) سواریاں بِدَک گئیں تو انھوں نے اپنے ساتھی مسمی بسبس کو مخاطب کر کے یہ رباعی پڑھی (رُباعی)

اَقِمْ لَهَا صُدُورَهَا يَا بَسْبَسُ ... اِنَّ مَطَايَا الْقَوْمِ لَا تُحَبَّسُ
وَحَمْلُهَا عَلَى الطَّرِيقِ اَكْيَسُ ... قَدْ نَصَرَ اللّٰهُ وَفَرَّ الْاَخْنَسُ

ترجمہ۔ اے بسبس ذرا ان سواریوں کو سیدھا کر دے۔ ہماری قوم کی سواریاں تو رکا نہیں کرتیں انکو کیا ہو گیا اور اے تجربہ کار سواروں کو ذرا سیدھے راستہ پر ڈالدے۔ دیکھ خدا کی مدد آگئی کہ اَخنَسُ بھاگ گیا۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد

بن عمرو واقدی نے اور ان سے ابو بکر بن عبداللہ نے اور ان سے ابو بکر بن عمر بن عبد الرحمن
بن عبداللہ بن عمر بن خطاب نے بیان کیا کہ بنو عدی لشکر کے ساتھ گئے تھے مگر مقام
ثنیہ سے واپس لوٹ آئے اور مکہ کی طرف لوٹتے ہوئے صبح کے وقت دریا کے کنارے
پہ کو ہو لئے راستہ میں ابوسفیان سے ملاقات ہوگئی وہ دریافت کرنے لگا کہ اے
بنو عدی تم کہاں سے آرہے ہو نہ تو تم لشکر میں گئے اور نہ قافلہ میں انھوں نے جواب
دیا کہ ہم تو لشکر میں گئے تھے مگر جب تو نے لشکر کی واپسی کو کہلا بھیجا تو جس کا جی چاہا
وہ واپس ہوگیا اور جس کا جی چاہا وہ آگے کو چلا گیا ہم تو تیرے کہنے کی وجہ سے سب
واپس ہی چلے آئے۔ راوی کہتا ہے کہ ان کی ملاقات ابوسفیان سے بمقام مرّ الظہران میں
ہوئی اور وہیں یہ گفت وشنید ہوئی۔ حضرت محمد بن عمرو واقدی فرماتے ہیں کہ بنی زُہرہ
تو مقام جحفہ سے واپس ہوئے تھے اور بنو عدی تو ورے ہی سے راستہ سے لوٹ آئے
تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بمقام مرّ الظہران سے لوٹے اور رمضان کی ۱۴ تاریخ کی صبح
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام عرق ظبیہ میں پہونچے وہاں پر اتفاق سے تہامہ کی
طرف سے ایک بدّو آگیا صحابہ نے اوس سے دریافت کیا کہ تجھے کچھ ابوسفیان بن
حرب کی بھی خبر ہے اوس نے کہا مجھے تو اوس کا کچھ پتہ نہیں صحابہ نے کہا کہ اچھا چل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیجیو اوس نے کہا کہ کیا تم میں کوئی رسول
بھی ہے صحابہ نے کہا کہ ہاں پھر کہنے لگا کہ اچھا کونسا ہے صحابہ نے آپ کی طرف اشارہ
کرکے کہا کہ یہ ہیں اس پر وہ آپ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ کیا آپ ہی رسول ہیں آپ نے
جواب دیا کہ ہاں میں ہی ہوں اُس نے کہا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو یہ بتلائیے کہ
میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے سلمہ بن سلامہ بن وقش
نے جفتی کی ہے (اور یہ اُسی سائل کا نام ہے) سو یہ تجھسے حاملہ ہے۔ اور آپ نے اس بات
کو کئی مرتبہ دوہرایا اور اس سے خفا ہوکر الگ ہو گئے پھر آپ نے وہاں سے کوچ کیا
اور نصف رمضان میں چہارشنبہ کی رات کو مقام رُوحا میں پہونچے اور رُوحا کے
کنوئیں کے پاس نماز پڑھی۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد

بن شجاع ثلجی نے اور اُن سے محمد بن عمرو واقدی نے اور ان سے عبدالملک بن عبدالعزیز نے اور ان سے ابان بن صالح نے اور سعید بن مُسیّب نے بیان کیا کہ جب آپ نے آخری رکعت سے سر اوٹھایا تو کفار کے لئے بد دعا کی کہ اے اللہ تو ابو جہل کو (جو اس امت کا فرعون ہے) آزاد نہ چھوڑ۔ اے اللہ زمعہ بن اسود کو آزاد نہ چھوڑ اور اے اللہ ابو زمعہ کی آنکھ کو دہشت سے گرم رکھ اور اے اللہ ابو زمعہ کو اندھا کر دے اور اے اللہ سُہیل کو آزاد نہ چھوڑ اور ساتھ ہی مسلمانوں کے واسطے یہ دعا کی کہ اے اللہ سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ربیعہ کو اور دیگر کمزور بے دست و پا مسلمانوں کو ظالموں کے پنجے سے نجات دیدے اور ولید بن ولید کے لئے آپ نے اُس وقت تو کچھ دعا نہیں کی چنانچہ وہ بدر میں گرفتار ہوا اور جب رہا ہو کر بدر کے بعد مکہ واپس گیا تو مسلمان ہو گیا اور مدینہ آنے کا ارادہ کر لیا مگر کسی طرح اس کا علم کفار کو ہو گیا تو اوِنھوں نے اوسکو قید کر دیا اس لئے نہ آسکا پھر آپ نے اوس کے واسطے بھی دعا فرمائی اور آپ نے مقام روحا کے میدان کو بہت پسند فرمایا اور صحابہ سے کہا کہ روحا کا میدان عرب کے سب میدانوں سے عمدہ ہے اور خُبیب بن یساف بہت بہادر آدمی تھا مسلمان تو نہ ہوتا تھا مگر جب آپ نے بدر کی طرف کوچ کیا تو وہ اور قیس بن محرث بھی اپنے دین پر ہوتے ہوئے روانہ ہوئے اور مقام عقیق میں جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا اگرچہ خبیب نے خود وزرہ وغیرہ سے اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا مگر پھر بھی آپ نے اس کو پہچان لیا اور سعد بن معاذ (جو آپ کے پہلو بہ پہلو چلے جا رہے تھے) سے خبیب بن یساف کی طرف اشارہ فرما کر کہا کہ یہ خبیب بن یساف ہی تو ہے اوِنھوں نے کہا کہ ہاں وہی ہے اتنے میں خبیب بھی آگیا اور آکر اوس نے آپ کی اونٹنی کا تنگ پکڑ لیا آپ نے اوس کو اور قیس بن محرث کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ کیوں چلے آئے انھوں نے کہا آپ ہمارے رشتہ دار بھی ہیں اور پڑوسی بھی اس لئے ہم بھی چلے آئے کہ اپنی قوم میں شامل ہو کر ہمارے ہاتھ بھی کچھ مال غنیمت میں سے لگ جاوے آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے دین پر نہیں ہم اوس کو ساتھ لیجانے پر رضامند نہیں خبیب نے کہا کہ

میری نسبت ساری قوم کو معلوم ہے کہ میں بہت بہادر اور جنگی آدمی ہوں سو اگر آپ صرف اس مہارت کی وجہ سے بغیر مسلمان ہوئے اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ چلکر مال غنیمت کے لئے لڑوں ورنہ خیر آپ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ تو مسلمان بھی نہ ہو اور ہمارے ساتھ بھی چلے ہاں البتہ مسلمان ہو کر چل آخر اس نے اس بات کو نہ مانا اور آپ نے بغیر اس کے اجازت نہ دی وہ وہاں سے تو چلا گیا مگر مقام روحا میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا آپ اوس کے اسلام سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ بس اب ہمارے ساتھ چلو چنانچہ بدر میں گئے اور مال غنیمت میں سے بہت بڑا حصہ لیا اور بدر کے علاوہ دوسرے مقامات میں بھی انکو بڑے بڑے حصے ملتے رہے اور قیس بن محرث ان کے ساتھ اسوقت تو مسلمان ہونے سے انکار کر کے مدینہ کو واپس چلے گئے لیکن جب آپ جنگ بدر میں فتح پاکر تشریف لے گئے تو وہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا پھر جنگ احد میں شریک ہو کر شہادت کا درجہ پایا۔

کہتے ہیں کہ جب کوچ ہوا تو آپ نے ایک یا دو روز تک روزہ رکھا مگر پھر افطار کر دیا اور لوگوں سے بھی افطار کرنے کو کہدیا مگر احترام رمضان کی وجہ سے لوگوں نے اس طرف کچھ توجہ نہ کی اور بدستور روزہ رکھا آپ کو اس خلاف ورزی کی اطلاع ہوئی تو آپ خفا ہو گئے اور دوبارہ لشکر میں اس عنوان سے منادی کرائی کہ لے نافرمانوں کی جماعت میں نے روزہ افطار کر دیا ہے تم بھی افطار کر دو یہ سنکر سب نے روزہ افطار کر دیا۔

ہمیں شیخ ابوبکر محمد بن عبد الباقی بن محمد بزاز نے اور ان سے شیخ ابو محمد حسن بن علی بن محمد جوہری نے اور ان سے ابو عمر محمد بن عباس بن محمد زکریا بن حیویہ خزاز نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے ابو عبد اللہ محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے شیخ محمد بن عمر و واقدی نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑاو کرتے ہوئے بدر کے قریب پہونچے تو آپ کو قریش کے لشکر کی خبر

پہونچی کہ ایسے زور شور کا لشکر ایسی دھوم دھام سے آرہا ہے اسپر آپ نے اپنے لوگوں کی
لائے دریافت کی تو سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ نے کھڑے ہو کر بہت عمدہ تقریر کی انکے
بعد حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور بہت عمدہ تقریر کی پھر فرمانے لگے کہ یا رسول اللہؐ خدا
کی قسم قریش کو جب سے خدا نے عزت دی ہے آجتک وہ ذلیل نہیں ہوئے اور جب سے
وہ کافر ہوئے ہیں آج تک ایمان نہیں لائے۔ غرضیکہ اسی شان و شوکت میں انکو عرصہ
دراز گذر گیا جس سے وہ خدا کی گرفت کو بھول گئے مگر یہ بات ہمیشہ نہیں رہنے کی
اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اون کا وقت قریب آگیا ہے اور وہ آپ سے ضرور لڑیں گے
اس میں ذرا دریغ نہیں کریں گے سو آپ بھی لڑائی کے لئے پوری پوری طیاری کر لیجئے
اور جنگی سامان بہم پہونچا لیجئے۔ ان کے بعد حضرت مقدادؓ کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ یا رسول
اللہؐ آپ بیدھڑک خدا کے حکم کی تعمیل کیجئے اور اس میں ذرا پس و پیش نہ کیجئے ہم جان
و مال سے آپ کے ساتھ ہیں کہ آپ کے پسینہ پر اپنا خون چھڑک دیں گے اور خدا کی قسم
ہم آپ سے بنی اسرائیل جیسی بات نہیں کہنے کے کہ جیسے اونھوں نے اپنے نبی سے
ڈر کے مارے یہ کہدیا تھا کہ ہم سے تو لڑائی میں جایا نہیں جاتا سو اگر تیرے جی میں لڑنے
ہی کی ہے تو بس تو اور تیرا رب ہی جاکر لڑ لو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بلکہ بجائے اس کے
یہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کے رب پیش رُو ہو کر لڑائی میں چلیں اور ہم سب کے سب
سر بکف آپ کے ساتھ جان پر کھیلنے کو طیار ہیں اور اوس ذات پاک کی قسم کہ جس نے
آپ کو دین حق دیکر بھیجا ہے اگر آپ ہمیں مقام بَرکِ غِماد میں بھی لیجانا چاہیں تو ہم خوشی
خوشی آپ کے ساتھ جانے کو طیار ہیں (اور بَرک غماد مکہ سے پرے ساحل سے پانچ رات
کے فاصلہ پر ہے اور ساحل مکہ سے یمن کی طرف آٹھ رات کے فاصلہ پر ہے) یہ سنکر آپ نے
اون کو شاباشی دی اور فرمایا کہ خوب کہا اور پھر ان کو دعاء خیر دی اس کے بعد آپ نے
انصار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم بھی کہو تمہاری کیا رائے ہے اور ان کی نسبت آپکا
یہ گمان تھا کہ مدینہ سے دور جاکر یہ میری مدد کے لئے شاید آمادہ نہ ہوں گے کیونکہ
اُنھوں نے پہلے ہی آپ سے یہ شرط کر لی تھی کہ ہم آپ کی اتنی مدد کریں گے کہ جسمیں

ہمیں اور ہماری اولاد کو کوئی معتد بہ نقصان نہ پہونچے اس لئے آپ نے ان کی رائے مستقل طور سے دریافت کی۔اس پر سعد بن معاذ نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ میں انصار کی طرف سے جواب دیتا ہوں کیا یا رسول اللہ آپ ہماری طرف اشارہ کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں تمہیں سے دریافت کرنا چاہ رہا ہوں اس کے بعد سعد نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ امر تو ایسا ہے کہ جس میں آپ بحکم خداوندی تشریف لیجا رہے ہیں اس میں تو ہم کیوں نہ جاویں گے اگر آپ محض اپنی رائے سے بھی کسی امر کو فرمائیں تو (جب ہم آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کی تصدیق کر چکے اور اس امر کی گواہی دے چکے کہ جو کچھ آپ فرمایا کرتے ہیں وہ سب حق ہے اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری پر عہد کر چکے اور قسم کھا چکے) اوس کو بھی بسر و چشم قبول کریں گے اور اپنا سب جان و مال اوسپر قربان کردیں گے اے خدا کے نبی آپ ہماری طرف سے ذرا بھی کسی قسم کا وہم نہ کیجئے اور جس بات کو آپ کا جی چاہے اوس کو بے تامل کیجئے ہم آپ سے ہرگز کسی حالت میں دریغ نہ کریں گے اوس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا ہے اگر بالفرض آپ اس دریا پر جا کر اس میں کود پڑیں تو ہمارا بچہ بچہ آپ کے ساتھ اسمیں کود پڑے گا اور جس سے چاہے دشمنی کیجئے اور جس سے چاہے دوستی اور ہمارے مال و دولت ہر وقت آپ کے لئے حاضر ہیں اس میں سے جتنا چاہے لیلیجئے اور جتنا آپ لیتے ہیں وہ ہمیں اوس سے زیادہ پسند ہے جس کو آپ چھوڑ دیتے ہیں اور اُس ذات پاک کی قسم کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں آج تک جنگ میں کبھی نہیں گیا اور نہ اوسکے داؤگھات سے واقف ہوں مگر باوجود اس کے ہمیں شمہ برابر اس کا خطرہ نہیں کہ کل کو دشمن سے ہماری مڈبھیڑ ہوگی انشاءاللہ آپ ہمیں لڑائی کے وقت بہت زیادہ ثابت قدم اور سچے جان نثار پائیں گے اور مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ آپ کو ہماری طرف سے ایسی چیز دکھلاوے گا جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاویں گی۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد بن شجاع نے اور اُن سے واقدی نے اور ان سے محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور

ان سے محمود بن لبید نے بیان کیا کہ حضرت سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے جو لوگ مدینہ میں رہ گئے ہیں وہ بہ نسبت ہمارے آپ کے زیادہ جان نثار اور فرمانبردار ہیں اور جہاد کا شوق و ذوق اون کو ہم سے کہیں زائد ہے. چنانچہ اون کو اگر یہ گمان ہوتا کہ آپ کی دشمن سے مٹھ بھیڑ ہوگی تو وہ ہرگز پیچھے نہ رہتے لیکن اون کا گمان تو صرف یہ تھا کہ آپ قافلہ کے لئے جا رہے ہیں اور اوس کے لئے مزید اہتمام کی ضرورت نہیں مگر اب چونکہ موقع اس کے خلاف ہوگیا اس لئے احتیاطاً ہماری یہ خواہش ہے کہ ایک عمدہ سی پالکی آپ کے لئے طیار کردیں اور آپ اس میں تشریف فرما رہیں اور اس کے آس پاس سواریاں موجود رہیں پھر ہم دشمن پر دھاوا کریں سو اگر اللہ نے ہمیں عزت دی اور دشمن پر فتح ہوگئی تو کیا کہنا دلی تمنا بر آئے گی اور اگر خدا نخواستہ معاملہ برعکس ہوگیا تو آپ سہولت سے اون سواریوں پر سوار ہوکر اپنے دوستوں میں (جو مدینہ میں رہ گئے ہیں) تو پہونچ جائیں گے آپ نے حضرت سعد کی اس رائے کو پسند فرمایا اور اس انتظام کی اجازت دیدی پھر آپ نے فرمایا کہ اے سعد انشاء اللہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی بہتر انتظام کردیں گے تم گھبراؤ نہیں اور جو کچھ تم سے ہوسکے وہ بھی کرلو جب سعد مشورہ کرچکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کا کوچ بولدیا اور فرمایا کہ تم اللہ کی برکت پر چلو کہ اللہ نے مجھ سے دونوں جماعتوں (یعنی قافلہ اور لشکر) میں سے ایک جماعت پر فتح دینے کا وعدہ کرلیا ہے اور خدا کی قسم گویا میں اُن کے مقتلوں کو دیکھ رہا ہوں حضرت سعد فرماتے ہیں کہ جنگ سے پہلے آپ نے ان کے مقتل ہمیں بھی دکھلائے اور بتلائے کہ یہ فلاں شخص کا مقتل ہے اور یہ فلاں شخص کا چنانچہ جنگ کے وقت ہر شخص وہیں پچھڑا جہاں آپ نے اوسکا مقتل بتلا دیا تھا ایک بھی ذرا ادھر اودھر نہ ہوسکا جب آپ نے یہ بالتفصیل بیان کیا تو اوسوقت لشکر کو جنگ کا یقین ہوگیا اور اس کا بھی کہ قافلہ ہاتھ سے نکل چکا ہے بس اس سے سب کو یکسوئی اور آپ کے فرمانے کے بموجب فتح کی امید ہوگئی ہے

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد بن شجاع نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابو اسمٰعیل بن عبداللہ بن عطیہ بن عبداللہ انیس نے اور ان سے اُن کے

والد نے بیان کیا کہ اُس روز آپ نے تین جھنڈے طیار کئے اور اپنے جسم مبارک پر ہتھیار بھی باندھے اور مدینہ سے کوچ کے وقت جھنڈے طیار نہ تھے اور آپ مقام رُوحا سے روانہ ہو کر مُفیق کے راستہ کو ہو لئے پھر خُبیر تَین میں پہونچ کر اون کے درمیان میں نماز پڑھی پھر میدان میں پہونچکر پہلے داہنے ہاتھ کو چلے پھر بائیں ہاتھ کو ہو کر خبیت مُعترضہ کے راستہ کو ہو لئے پھر ثنیۃ مُعترضہ کے راستہ کو قطع فرما کر تیاؔ کے راستہ پر پڑ لئے وہاں اتفاق سے آپ کے سامنے سُفیان ضُمری آگیا اوس کو دیکھکر آپ نے دریافت کیا کہ کون ہے اوس نے کہا آپ ہی بتلایئے آپ کون ہیں آپ نے اوس سے کہا تو ہمیں اپنا پتہ بتلادے ہم تجھے اپنا پتہ بتلادیں گے اوسنے کہا کہ کیا یوں ادلا بدلا ہوگا آپ نے فرمایا کہ ہاں ضُمری نے کہا کہ اچھا اب پوچھو کیا پوچھتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے قریش کی کچھہ خبر ہو تو بتلادے ضُمری نے کہا کہ ہاں مجھے ان کی نسبت یہ خبر پہونچی ہے کہ وہ فلاں فُلاں روز مکہ سے کوچ کر چکے ہیں سو اگر یہ خبر سچی ہوگی تو وہ یقیناً اس میدان کے دوسرے کنارے پر آگئے ہوں گے پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا محمد اور اوس کے ساتھیوں کی بھی کچھہ خبر دے اوسنے کہا کہ اُن کی نسبت مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ فلاں فُلاں روز مدینہ سے چل چکے ہیں چنانچہ یہ خبر اگر سچی ہوگی تو وہ بھی ضرور اس میدان کے دوسرے کنارے پر ہوں گے جب یہ بیان کر چکا تو پھر اُسنے آپ سے دریافت کیا کہ اب آپ بتلایئے کہ آپ کون ہیں آپ نے عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ہم اُدھر کے ہیں اوس نے کہا کہ اچھا عراق کے پھر آپ لشکر کی طرف کو ہو لئے اور اب تک ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی چونکہ بیچ میں ایک ریگستان آگیا تھا آپ نے مقام دَبہ میں نماز پڑھی پھر مقام سَیَرّہ میں پھر مقام ذَاتِ اَجدل میں پھر مقام خَبیف عینُ عَلا میں پھر مقام خُبیر تَین میں پھر آپ نے دو پہاڑوں کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ان دونوں پہاڑوں کا کیا نام ہے صَحابہ نے کہا کہ ان کا نام مُسلِح اور مُخرِی ہے پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ اِن میں کون لوگ رہتے ہیں صَحابہ نے کہا کہ بنو نار اور بنو حُراق رہتے ہیں یہ سُنکر آپ خُبیر تَین کے پاس سے ہٹکر چلدیئے اور مقام خُیُوف کو قطع کرتے ہوئے اوسکو بائیں طرف

چھوڑکر مُعتَرِضَہ کے راستہ کو ہو لئے اور اسی راستہ میں آپ سے بَسبَس اور عَدِیؓ بن ابی الزّغبا ملے اور قافلہ کا سارا قصّہ سنایا اور آپ بدر کے میدان میں رمضان کی سترہ تاریخ کو جمعہ کی شب میں عشاء کے وقت اُترے اور حضرت علی اور زُبیرؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ اور بَسبَس بن عمرو کو بدر کے چشمہ پر جاسوسی کے لئے بھیجا اور آپنے ظُرَیب کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ظُرَیب کے قریب جو قلیب ہے مجھے اوس کے نزدیک خبر ملنے کی امید ہے تم وہاں جاؤ (ظُرَیب ایک چھوٹے سے پہاڑ کا نام ہے اور اوس کی جڑ میں ایک کنواں ہے اس کو قَلِیب کہتے ہیں) چنانچہ وہ ظُرَیب کی طرف ادھر ادھر سے چلدیئے اور وہاں کنوئیں پر جاکر دیکھا تو قریش کی پکھالیں اور مشکیں پڑی ہیں سب نے ملکر اُن کو اُٹھالیا اور چلدیئے اونکو لیجاتے ہوئے ایک شخص مسمیٰ عَجبَیرُ نے پہچان لیا اور سب سے پہلے قُریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صَحابہ کی خبر دی اور پکار کر کہا کہ اے آلِ غالِب دیکھو تو یہ ابن ابی کبشہ اور اس کے ساتھی تمہاری پکھالیں اور مشکیں لئے جارہے ہیں یہ سنکر لشکر میں ایک پریشانی پھیل گئی اور اس خبر کو اونھوں نے بہت منحوس سمجھا۔ حُکَیم بن حزام کہتے ہیں کہ ہم خیموں میں بیٹھے ہوئے اطمینان سے اونٹوں کے گوشت بھون رہے تھے کہ اچانک یہ آواز ہمارے کان میں پہونچی اور اِس کا کچھہ ایسا اثر ہوا کہ پھر ہمسے کھانا نہ کھایا گیا اور پریشانی کی وجہ سے سب کاروبار چھوڑکر ایکدوسرے کے پاس آنے جانے لگے چنانچہ میرے پاس عُتبہ بن ربیعہ آیا اور کہنے لگا کہ اے اَبُو خالِدُ مجھے ہمارے اس سفر سے زیادہ کسی شخص کا سفر عجیب نہیں معلوم ہوتا بلکہ کیسی بیہودہ بات ہے کہ جب قافلہ بچ گیا پھر بھی ہم ایک قوم پر بغاوت کی نیت سے آئے اور وہ بھی اون کے ملک میں کہ جہاں وہ ہر قسم کے داؤگھات کر سکتے ہیں اور ہمیں اپنے آپ کو بچانا بھی مشکل ہے کیا کہیں کچھہ عجب تقدیر کی گردش میں پھنسے ہیں اور جب ہماری چلتی نہیں تو ہماری رائے ہی کیا ہے مجھے تو کھلم کھلا نظر آرہا ہے کہ یہ سب ابن حَنظَلِیَّہ کی نحوست ہے پھر کہنے لگا کہ اے ابو خالِد کہیں یہ ہمپر رات کو تو چھاپہ نہیں ماریں گے میں نے کہا ہاں کیا مضائقہ ہے ایسا کریں تو کیا تعجب ہے پھر عُتبہ نے کہا کہ اے

ابو خالد تو اب کیا کرنا چاہیئے میں نے کہا رات کو نمبروار پہرہ دو اوس نے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے چنانچہ ہمنے رات بھر نمبروار پہرہ دیا جب صبح ہوئی تو ابوجہل کو بھی یہ قصہ معلوم ہوا اوس نے سنکر کہا کہ یہ رات بھر کیا قصہ رہا یہ سب کارروائی عُتبہ کی معلوم ہوتی ہے وہی سب سے زیادہ ڈرپوک ہو رہا ہے مجھے تمہاری طرف سے رہ رہکر تعجب ہوتا ہے کیا تمہیں اب تک بھی گمان ہے کہ محمد اور اوس کے ساتھی تمہارے اتنے بڑے لشکر پر بھی کوئی داؤ کھیل جائیں گے مجھے تو اس کا ذرا وہم بھی نہیں ہوتا چنانچہ میں اپنے قبیلہ کو لیکر تم سب سے الگ ایک گوشہ میں پڑاؤ کرتا ہوں اور ہمارا کوئی پہرہ نہ دے دیکھیں وہ کیا کرتے ہیں یہ کہکر وہ اپنے قبیلہ سمیت ایک گوشہ میں ہمسے الگ کو چلا گیا اور بارش بہت زور شور کی ہونے لگی عُتبہ کہنے لگا کہ لو یہ اور آفت آگئی اور انھوں نے تمہاری مشکیں وغیرہ چھین لیں وہ رہی جدا۔ اور اسی رات میں تین غلام (ایک مسمی یسیار عُبَید بن سعید بن عاص کا غلام اور ایک مُنَبِّہ بن حجاج کا غلام اور ایک مسمی ابو رافع اُمیّہ بن خلف کا غلام) گرفتار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے آپ تو نماز میں مشغول تھے صحابہ نے ان سے دریافت کیا کہ بتلاؤ تم کون ہو انھوں نے کہا کہ صاحب ہم لشکر کے سقّے ہیں قریش نے ہمیں پانی لانے کے لئے بھیجا تھا چونکہ صحابہ کا گمان یہ تھا کہ یہ ابوسفیان اور قافلہ کے آدمی ہیں اونکو یہ بات غلط معلوم ہوئی اور سمجھے کہ یہ ہمیں دھوکہ دیتے ہیں اس لئے ان کو مارنا شروع کیا جب وہ پٹتے پٹتے بیدم ہوگئے تو لاچار ہو کر کہنے لگے اچھا صاحب ہم قافلہ میں کے ہیں اور ابوسفیان کے آدمی ہیں اور ایک میدان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے کہ قافلہ اس میدان میں ہے اس پر مسلمان اون کو مارنے سے رک گئے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا اور فرمانے لگے کہ تم بھی عجیب آدمی ہو جب اون بیچاروں نے سچ بولا تو تمنے اونکو مارنا شروع کر دیا اور جب جھوٹ بولدیا تو چھوڑ دیا مسلمانوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو قریش کے آنے کی خبر دیتے ہیں حالانکہ ابھی تک اُن کا کہیں نام و نشان بھی نہیں آپ نے فرمایا کہ سچ تو کہتے ہیں واقعی قریش تمہارے ڈر

کی وجہ سے اپنے قافلہ کی حمایت اور حفاظت کے لئے آگئے ہیں پھر آپ اون سقوں کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کرنے لگے کہ قریش کہاں ہیں انھوں نے کہا کہ یہ ٹیلہ جو آپ کو نظر آرہا ہے اس کے پیچھے پڑے ہیں آپ نے فرمایا کتنے ہیں انھوں نے کہا کہ بہت ہیں آپ نے فرمایا کہ گنتی سے بتلاؤ انھوں نے کہا کہ یہ ہمیں معلوم نہیں آپ نے فرمایا کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ لشکر میں کتنے اونٹ روزمرہ ذبح کرتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ کبھی دس کبھی نو آپ نے فرمایا کہ بس تو لشکر ہزار اور نو سو کے بیچ بیچ میں ہے پھر آپ نے سقوں سے کہا کہ اچھا مکہ سے کون کون آئے ہیں انھوں نے کہا کہ جس شخص کے پاس بھی کھانے کو تھا وہ مکہ میں نہیں رہا یہ سنکر آپ مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ مکہ کی خوبی دیکھو کہ اوسنے اپنی ساری کھان نکالکر پھینکدی پھر اونھیں سقوں سے دریافت کیا کہ اون میں سے کوئی واپس بھی گیا ہے یا نہیں اُنھوں نے کہا کہ اُبی بن شریق بنی زُہرہ کو لیکر لوٹ گیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ خود تو بے راہ ہے مگر خیر اونکو راہ پر ڈالدیا اور اگر وہ موجود بھی رہتا تو بیں اوس کو اللہ کا دشمن نہ جانتا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ان کے سوا کوئی اور بھی لوٹا ہے انھوں نے کہا کہ ہاں بنو عدی بن کعب اور لوٹ گئے ہیں پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ پڑاؤ کی جگہ تجویز کرو اس پر حُباب بن مُنذِر نے جواب دیا کہ یارسول اللہ دیکھئے تو یہی اس سے اور کونسی جگہ بہتر ہوگی جسمیں اللہ نے آپ کو اُتارا ہے میرے خیال میں تو ہمیں نہ اس سے آگے جانا چاہیئے اور نہ پیچھے کیونکہ یہ خوشنما بھی ہے اور جنگی میدان بھی اور اس میں داؤگھات بھی خوب ہو سکیں گے آپ نے فرمایا کہ یہ جگہ پڑاؤ کے قابل نہیں تو مجھے قریش کے لشکر کی طرف لے چل وہاں ایک جگہ بہت عمدہ ہے میں اوس سے خوب واقف ہوں اوس میں کئی کنویں ہیں اور ایک کنواں اس میں شیریں پانی کا ایسا گہرا ہے کہ اُس کا پانی ٹوٹ نہیں سکتا ہم اس کے پاس ایک حوض بنالیں گے اور حوض میں چند برتن ڈالدیں گے کہ پھر لڑائی کے وقت گھڑی گھڑی کھینچنے کی دِقّت نہ ہو لشکر اوسی سے پانی پیتا رہے گا اور لڑتا رہیگا اور اس کے علاوہ سب کنویں پاٹ دیں گے۔

ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد بن شجاع نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابن ابی حبیبہ نے اوران سے داؤد بن حصین نے اوران سے عکرمہ بن عباس نے بیان کیا کہ حُباب کی اس گفتگو کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر فرمایا کہ حُباب کی رائے بہت ٹھیک ہے اسپر عمل کیجیے اسپر آپ نے حباب سے خوش ہوکر فرمایا کہ میاں حُباب تمہاری رائے تو بہت صحیح نکلی چنانچہ آپ اسی پر آمادہ ہو گئے اور سب کام اسی طرح کئے جس طرح حُباب کی رائے تھی۔

ہمسے محمد نے اوراُن سے عبدالوہاب نے اوراُن سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عُبَید بن یحیٰی نے اوران سے معاذ بن رفاعہ نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ پڑاؤ کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے بارش برسادی اور میدان کے دو حصے تھے ایک تو صاف اس میں تو ہمارا پڑاؤ تھا چنانچہ ہم اس میں بے تکلف چلتے پھرتے تھے اور ایک حصہ ریتیلا تھا اسمیں قریش کا لشکر تھا سووہ اس میں نہ تو چل پھر سکتے تھے اور نہ دوسری جگہ منتقل ہو سکتے تھے اس لئے بڑی تنگی میں تھے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اوس روز مسلمانوں پر نیند کو مسلّط کر دیا تھا کہ وہ رات بھر خوب آرام سے سوتے رہے اور مسلمانوں پر بارش بھی کچھہ تکلیف دہ نہ ہوئی۔ زُبیر بن عوّام فرماتے ہیں کہ اوس رات کو نیند کا بہت زور سے غلبہ ہوا خود میری یہ حالت تھی کہ ہر چند بار بار سنبھل سنبھلکر بیٹھتا تھا مگر نیند کے غلبہ سے پھر زمین پر گر گر پڑتا تھا آخر کار مجبور ہوکر لیٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کل صحابہ قریب قریب اسی حالت میں تھے اور سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ میری تو یہ حالت تھی کہ میری ٹھوڑی نیند کے غلبہ سے چھاتی پر لگ جاتی تھی پھر مجھے کچھہ خبر نہیں رہتی تھی کہ میں کہاں ہوں جب اپنے پہلو پر گرتا تھا تو جب ذرا کچھہ ہوش آتا تھا اور حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک فرماتے ہیں کہ مجھے نیند کے غلبہ میں احتلام ہو گیا تو آخر شب میں اُٹھکر غسل کیا۔ اوراسی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنویں پر سے واپس آکر عمّار بن یاسر اور ابن مسعود کو قریش کا لشکر دیکھنے کو بھیجا وہ دیکھکر واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ یارسول اللہ وہ تو بہت گھبرا رہے ہیں اور دہل رہے ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی گھوڑا بھی

ہنہنانا چاہتا ہے تو اوس کے منہ کو پیٹ کر چپکا کر دیتے ہیں اور اوسپر ابر بھی خوب ٹوٹ کر برس رہا ہے۔ قریش جب صبح کو اوٹھے تو انمیں سے ایک شخص مسمی نبیہ بن حجاج (اور یہ بیر کو بہت پہچانتا تھا) عمار اور ابن مسعود کی بیر کو دیکھکر کہنے لگا کہ یہ تو ابن سمیہ اور ابن ام عبد کی بیر ہے بس معلوم ہوتا ہے کہ محمدؐ ہمارے اور مدینہ کے بیوقوفوں کو لیکر آگیا ہے یہ کہکر پھر یہ شعر پڑھا۔

شعر

لَمْ يَتْرُكِ الْجُوعُ لَنَا مَبِيتًا لَابُدَّ اَنْ نَمُوتَ اَوْ نُمِيتَا

ترجمہ:۔ ہمیں تو رات بھر بھوک نے سونے بھی نہیں دیا۔ بس اب یہی ہوگا کہ یا ہم خود مرجاوینگے یا دشمن کو مار ڈالیں گے۔

ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحیی بن سہل بن ابی حثمہ کے سامنے ذکر کیا کہ نبیہ بن حجاج کیطرف یہ مذکورہ بالا شعر منسوب کیا جاتا ہے کیا واقع میں قریش رات کو ایسے ہی بھوکے مررہے تھے جیسا کہ اس میں مذکور ہے اوتھوں نے اپنی جان کی قسم کھا کر کہا کہ بالکل غلط ہے قریش تو خوب اچھی طرح سیر تھے چنانچہ میرے والد نے مجھسے بیان کیا کہ میں نے نوفل بن معاویہ سے سنا کہ ہمنے اوس رات کو دس اونٹ ذبح کئے تھے اور ایک خیمہ میں بیٹھے ہوئے کوہان اور جگر اور اور عمدہ عمدہ ٹکڑے رات بھر بھون بھون کر کھاتے رہے چونکہ چھاپہ مارنے کا اندیشہ تھا اس لئے ہم رات بھر جاگتے رہے اور پہرہ دیتے رہے جب صبح ہوئی تو میں نے خود نبیہ کو ذرا چاندنا ہوجانیکے بعد کہتے ہوئے سنا کہ یہ تو ابن سمیہ اور ابن مسعود کی بیر معلوم ہوتی ہے پھر اوسنے یہ شعر اس طرح پڑھا اور میں خود سن رہا تھا۔

شعر

لَمْ يَتْرُكِ الْخَوْفُ لَنَا مَبِيتًا لَابُدَّ اَنْ نَمُوتَ اَوْ نُمِيتَا

ترجمہ:۔ ہمیں رات بھر خوف نے چین نہیں لینے دی بس اب ہمیں یا خود مر جانا چاہیئے یا دشمن ہی کو مار ڈالنا چاہیئے۔

پھر قریش سے ہوش میں آکر کہا کہ دیکھو اگر کل کو محمد اور اوس کے لشکر سے مقابلہ ہوگیا تو تم جوان جوان آدمی ان کو ضرور گھیر لینا اور اہل مدینہ کو بھی پھر اون کو مکہ میں لیجا کر

اپنے آبائی دین کو چھوڑنے کا اور بد دینی کا مزہ چکھا دیں گے۔
ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد بن شجاع نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن صالح نے اور اُن سے عاصم بن عمر نے اور ان سے محمود بن لبید نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیب کنویں پر پہونچے تو آپ کے لئے ایک بالکل کھجور کی ٹہنیوں کی بنائی گئی اور سعد بن معاذ اوس کے دروازہ کے سامنے ہتھیار بند ہو کر کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اوس میں داخل ہوئے۔
ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یحیی بن عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے بیان کیا کہ جنگ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے آنے سے پہلے اپنے لشکر کو صف بصف کھڑا کیا اور جب قریش آئے تو آپ فوج کی صف بندی میں مشغول تھے اور مسلمانوں نے صبح سے کوشش کر کے ایک حوض طیار کر لیا تھا اور اس میں پانی بھر کے برتن ڈالدیئے گئے تھے اور آپ نے مُصعب بن عُمیر کو اپنا جھنڈا دیدیا تھا اونھوں نے اوس کو لیکر جہاں آپ کی خواہش تھی وہاں گاڑ دیا پھر آپ نے صفوں کو دیکھا اور مغرب کی طرف کو منہ کیا اور مشرق کی طرف کو لپشت پھر جب مشرکین آئے تو لامحالہ اونکو اپنا منہ مشرق کی طرف کرنا پڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جھنڈا میدان کے شامی کنارہ پر نصب کیا اور قریش نے میدان کے یمانی کنارہ پر۔ پھر ایک صحابی آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ نے اس کنارہ پر وحی سے جھنڈا نصب فرمایا ہے تو فبہا ورنہ میری رائے میں میدان کے بلند حصہ پر جھنڈے کا نصب ہونا زیادہ مناسب ہے کیونکہ ادھر سے ہوا چلی ہے اور میرے خیال میں اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ ہی کی امداد کے لئے چلایا ہے آپ نے ان کی رائے سے موافقت نہ کی اور یہ فرمایا کہ بس اب تو میں لشکر کی صف بندی کر چکا ہوں اور جھنڈا بھی نصب کر چکا ہوں اب یہاں سے ہٹانا مناسب نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے اللہ سے دعا کی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ پر یہ وحی لے کر آئے اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي

مُمِدُّكُم بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ) ترجمہ (تم جو خدا سے فریاد کر رہے تھے سو اُسنے
تمہاری فریاد کو سُن لیا چنانچہ وہ اب تمہاری مدد کے لئے ایک ہزار فرشتوں کی قطار بنا کر
بھیجیگا) ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی
نے اور ان سے مُعَاوِیَہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے یزید بن رُومان نے اور انسے
عُرْوَہ بن زُبَیر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے روز صفوں کو
بالکل سیدھا اور برابر کر دیا تھا اتفاق سے سَوَاد بن غَزِیَّہ صف سے کچھ آگے ہو گئے
تو آپ نے اُن کے پیٹ میں تیر کا کچو کا مار کر فرمایا کہ اے سَوَاد برابر ہو یہ کیا کر رہا ہے
سَوَاد نے کہا آہ یا رسول اللہ خدا کی قسم آپ نے تو میرے درد کر دیا ذرا اسے جھاڑ تو دیجئے
اسپر آپنے اپن کا پیٹ کھولا اور کہا کہاں ہے لاؤ جھاڑوں سَوَاد نے جھٹ آپ کی کولی بھر
لی اور آپ کو چومنے لگا آپ نے فرمایا تجھے یہ کیا ہوا سَوَاد نے کہا یا رسول اللہ یہ تو آپ کو
معلوم ہے کہ تقدیر سے جنگ کا کیا سماں بندھ گیا سو اس میں مجھے اپنے قتل ہونے کا خوف ہے
اس لئے میرا جی چاہا کہ کم از کم آخری وقت میں میں آپ سے مل تو لوں اور تو جو کچھ ہوگا
سو ہوگا کہتے ہیں کہ جنگ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوج کی صفوں کو ایسا برابر
کر رہے تھے کہ اوس سے تیر بھی سیدھا کرنا چاہو تو ہو سکے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے
عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن یعقوب
نے اور ان سے ابو حُوَیرِث نے اور ان سے محمد بن جُبَیر بن مُطْعِم نے اور ان سے بنی اَوْد
کے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی کو کوفہ میں خُطبہ پڑھتے وقت یہ
کہتے ہوئے سنا کہ جب میں بدر کے کنوئیں پر ڈول کھینچ رہا تھا تو ایک آندھی سی ایسے زور
شور سے آئی کہ اوس جیسی میں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی جب یہ ختم ہو گئی تو ایک اور
ایسے ہی زور شور سے آئی پھر جب یہ بھی ختم ہو گئی تو ایک اور ایسے ہی زور شور سے
آئی سو اول حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آنے کی تھی کہ وہ ایک ہزار فرشتوں کی فوج
لیکر آپ کی مدد کے لئے آئے تھے اور دوسری حضرت میکائیل کی آمد سے تھی کہ وہ
بھی ایک ہزار فرشتوں کو لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کے دائیں بازو پر

مدد کے لئے آئے تھے اور تیسری حضرت اسرافیل علیہ السلام کی وجہ سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں بازو پر ایک ہزار فرشتوں کو لئے ہوئے آئے تھے اور میں خود بھی لشکر کے بائیں پہلو میں متعین تھا۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں کو شکست دیدی تو آپ نے مجھے اپنے گھوڑے پر سوار کر دیا تو وہ ذرا تھم گیا پھر جب بھاگا تو میں اوس کی گردن پر گر پڑا اوسی حالت میں میں نے اللہ سے دعا کی تو اوسنے مجھے جمائے رکھا کچھہ دیر کے بعد میں سنبھلکر سیدھا ہوگیا اور اوسوقت مجھے اور گھوڑے کو کیا لیجے دبیجے تھا جب تو میرے پاس صرف بجریاں تھیں خیر جب میں سیدھا ہوکر بیٹھ گیا تو میں نے دشمن کے ایک نیزہ مارا کہ جس سے میری بغل تک اوس کے خون سے رنگین ہوگئی۔ کہتے ہیں کہ جنگ کے روز مسلمانوں کے لشکر کے دائیں بازو پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مقرر تھے اور مشرکین کی فوج پر زمعہ بن اسود مقرر تھا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے یحیٰی بن مغیرہ بن عبدالرحمن نے اوران سے اون کے والد نے بیان کیا کہ مشرکین کے لشکر کا حارث بن ہشام سردار تھا اور لشکر کے دائیں بازو پر ہُبَیرہ بن ابی وَہب مقرر تھا اور بائیں پر زُمعہ بن اَسوَد اور بعض نے یہ کہا کہ دائیں حصہ پر حارث بن عامر تھا اور بائیں حصہ پر عمرو بن عبد تھا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے حضرت واقدی نے اوران سے محمد بن صالح نے اوران سے یزید بن رُومان اور ابن ابی حَبیبہ نے داؤد بن حُصَین سے یہ بیان کیا کہ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے دائیں اور بائیں بازو پر کوئی خاص شخص مقرر نہ تھا اور علی ہذا القیاس مشرکین کے لشکر پر بھی کوئی خاص شخص متعین نہ تھا چنانچہ اس کی نسبت ہمسے کسی ایک راوی نے بھی تذکرہ نہیں کیا۔ ابن واقد کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بھی یہی قابل اعتبار ہے۔ ہمسے محمد نے اوراون سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن قُدامہ نے اوران سے عمر بن حُسین نے بیان کیا کہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بہت بڑا

تھا مُہاجرین کا جھنڈا حضرت مُصعَب بن عُمیر کے ہاتھ میں تھا اور قبیلہ خزرج کا حضرت حُباب بن مُنذر کے ہاتھ میں اور قبیلہ اوس کا حضرت سعد بن مُعاذ کے ہاتھ میں اسیطرح قریش کے پاس بھی تین جھنڈے تھے ایک ابوعُزیر کے ہاتھ میں اور ایک نضر بن حارث کے پاس اور ایک طلحہ بن ابی طلحہ کے پاس۔ کہتے ہیں کہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تقریر کی جس میں پہلے تو آپنے اللہ کی تعریف وتوصیف کی اور پھر صحابہ کو جنگ کا حکم دیا اور جنگ پر بہت جوش دلایا اور اسپر آخرت کے اجر کی ترغیب دی چنانچہ آپ نے فرمایا کہ خدا کی حمد وثنا کے بعد میں تم کو اے مسلمانوں ایسی بات پر جوش دلاتا ہوں جس پر جوش دلانے کا خدا نے حکم کیا ہے اور ایسی بات سے روکتا ہوں جس سے خدا نے روکا ہے خدا کی شان بہت بڑی ہے وہ ہمیشہ حق بات کا حکم دیتا ہے اور سچائی کو پسند کرتا ہے اور نیکوں کو نیکی کا بدلہ اون کی حیثیت کے موافق (جو اوس کے نزدیک مقرر ہے) دیتا ہے اور صرف بھلائی کی وجہ سے اوس کے یہاں لوگوں کی پوچھ ہے اور اوسی کی وجہ سے وہاں کی بڑائی چھوٹائی ہے تم آج حق کے موقعوں میں سے ایسے موقع میں کھڑے ہو کہ جس میں اللہ تعالی صرف اوس شخص کے کام کو پسند کرے گا جو محض اس کے خوش کرنے کے واسطے کرے گا اور اگر خدا کی رضامندی کے سوا اس کام میں ذرا سی بھی کوئی اور غرض ہوگی تو ہرگز اس کے یہاں قبول نہ ہوگا اور سختی کے موقعوں میں خوب جم کر کام کرنے سے اللہ تعالی تمام آفتوں اور مصیبتوں کو دور کر دیتا ہے مزید برآں یہ کہ آخرت میں ہر قسم کی پریشانی سے آزاد کر دیتا ہے۔ دیکھو تم میں خدا کا نبی موجود ہے جو دنیا اور آخرت کے نشیب وفراز سے تمہیں ڈراتا ہے اور اس بات کا حکم کرتا ہے کہ آج تم ذرا خدا سے شرماتے رہنا کوئی کام تم سے ایسا نہ ہونے پاوے جس سے خدا کو تم سے کراہت ہو جاوے کیونکہ خدا کی کراہت آدمیوں کی کراہت سے بہت زبردست ہے کہ اوس کا برداشت کرنا غیر ممکن ہے بس تم اپنی نظر صرف ان چیزوں پر رکھو جن کا حکم خدا نے اپنی کتاب میں دیا ہے اور دیکھو خدا نے مدت کے بعد اب تمہیں ذلت سے نجات دے کر عزت کی صورت دکھائی ہے سو تم اوس کی کتاب کو نہایت مستعدی سے پکڑ لو اوسی پر

اوس کی خوشی کا دارومدار ہے اور دیکھو آج خدا کے امتحان کا موقع ہے سو تم ایسا خوبی سے امتحان دو جس سے پاس ہو جاؤ اور اوس رحمت و مغفرت و انعام کے مستحق بن جاؤ بیشک اوس کا وعدہ حق ہے اور اوس کا قول سچا ہے اور اوس کا عذاب سخت ہے بس اب میں اور تم سب اللہ کا سہارا لیتے ہیں اور اوسی کو اپنا پشت پناہ بناتے ہیں اور اوسی کا دامن پکڑتے ہیں اور اوسی پر بھروسہ کرتے ہیں کہ وہی اس زبردست نرغہ سے نجات دے گا ہماری بھاگ دوڑ صرف اوسی کی طرف ہے وہی مجھے اور تمہیں اپنی رحمت اور مغفرت کے دامن میں ڈھکیگا۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زُہری نے اور اون سے عُروہ بن زُبیر اور محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمر اور یزید بن رُومان نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو میدان میں نیچے اوترتے ہوئے دیکھا (اوسب سے پہلے زمعہ بن اسود اس شان و شوکت سے ظاہر ہوا کہ گھوڑے پر سوار ہے اور پیچھے پیچھے اوس کا بیٹا ہے اور گھوڑے کو نچاتا ہوا آگے آگے پڑاؤ کی جگہ تجویز کرنے کے لئے آرہا ہے) تو اللہ سے یہ دعا کی کہ اے اللہ بیشک تو نے میرے پاس کتاب بھیجی ہے اور تو نے مجھے کافروں کے مقابلہ کا حکم دیا ہے اور قریش کی دو جماعتوں میں سے ایک جماعت پر غلبہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور تو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اے اللہ یہ قریش اکڑتے ہوئے اور اتراتے ہوئے آگئے ہیں۔ تجھسے دشمنی باندھتے ہیں اور تیرے رسول کو جھوٹا بتلاتے ہیں، سو اے اللہ آپ اپنی اس مدد کو بھیج دیجئے جس کا آپ نے مجھ سے وعدہ کر رکھا ہے اور اے اللہ ان میں صبح ہی صبح رونا پیٹنا ڈالدیجئے۔ اس کے بعد عُتبہ بن رَبیعہ سرخ اونٹ پر بیٹھا ہوا ظاہر ہوا اوس کو دیکھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر قریش میں ذراسی بھی حِس ہو تو وہ اس سرخ اونٹ والے کے تابعدار ہو جاویں اور بھلائی کے راستہ پر پڑ جاویں۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی

نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زُہری نے اور ان سے عبداللہ بن مالک نے بیان کیا کہ مسمیٰ ایما بن رُحضہ نے قریش کے لئے دس اونٹ طیار کر رکھے تھے چنانچہ جب قریش کا گذر اوس کے پاس کو ہوا تو اوس نے وہ اونٹ اپنے لڑکے کے ہاتھ قریش کے پاس بطور رَسد کے بھیجے اور یہ پیام بھی بھیجا کہ اگر اسکے سوا آپ کو ہتھیاروں اور آدمیوں کی ضرورت ہو تو میرے پاس وہ بھی طیار ہیں آپ لوگ کہیں تو میں بھیجدوں۔ قریش نے اُس کے اونٹ تو قبول کر لئے اور پیام کے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ تیری صلۂ رُحمی کی قسم بس تو نے حق رشتہ داری کو بخوبی ادا کر دیا ہمیں زیادہ شرمندہ نہ کر ہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہمیں اپنی جان کی قسم اگر ہمارا مقابلہ آدمیوں سے ہوتا تو ہمیں ذرا بھی ہراس نہ ہوتا مگر دہل تو ساری اس بات کی ہو رہی ہے کہ محمد کے گمان کے مطابق ہم خدا سے لڑنے جارہے ہیں جس سے مقابلہ کرنے کی کسی کو بھی تاب نہیں۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن حارث نے اور ان سے ان کے دادا عُبید بن ابی عُبیدہ نے اور ان سے خفاف بن ایما بن رُحضہ نے بیان کیا کہ میرے والد کو لوگوں میں صلح کرانے کا بہت شوق تھا گویا کہ وہ خود اس کے شیدائی تھے چنانچہ جب قریش کے لشکر کا ہمارے یہاں کو گذر ہوا تو میرے والد نے دس اونٹ بطور ہدیہ کے مجھے دیکر قریش کے پاس روانہ کیا میں ان کو ہانک کر قریش کے پاس لے گیا اور آپ بھی میرے پیچھے پیچھے لشکر میں پہنچ گئے اونھوں نے اونٹوں کو لے کر ذبح کر لیا اور سب قبائل میں گوشت تقسیم کر دیا اور میرے والد گھومتے ہوئے عُتبہ بن رَبیعہ کے پاس جو اسوقت سردار تھا پہونچے اور اس سے کہنے لگے کہ اے ابو ولید تم ہوشیار ہو کر یہ کیسا بیوقوفی کا سفر کر رہے ہو اوس نے کہا کہ مجھے کچھ خبر نہیں تقدیر میں گیا لکھا ہے خدا کی قسم میں تو ان کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا ہوں میری بات کوئی نہیں مانتا میرے والد نے کہا کہ بھائی تم تو قبیلہ کے سردار ہو اور بڑے آدمی ہو تم ایسا کیوں نہیں کر لیتے کہ اپنے حلیف عامر بن حضرمی کے بھائی کی اور جو لوگ مقام نخلہ میں ضائع ہو گئے

ان کی دیت اپنے ذمہ لے لو پھر اپنی قوم سے حصہ رسد لیکر ادا کردیجو اور لوگوں کو
سمجھا بجھاکر لوٹا دو وہ محمد سے یہی تو چاہتے ہیں اور کیا چاہتے ہیں اور اے ابو ولید خدا کی
قسم محمد اور اوس کے ساتھی تمہارے ہی رشتہ دار ہیں سوا ون سے لڑنے میں دونو نطرف
تمہارا ہی نقصان ہوگا تم اس کو خوب سمجھ لو۔ ہمسے محمد نے اور اون سے عبدالوہاب نے اور انسے
نے اوران سے واقدی نے اور انسے ابن ابی زناد نے اور انسے ان کے والدنے
بیان کیا کہ ہمنے بغیر مال و دولت کے سردار ہوتا ہوا سوائے عُتبہ بن ربیعہ کے اور کسی کو
نہیں دیکھا یہی ایک شخص تھا کہ جو بغیر ثروت کے اپنی قوم کا سردار اور ہر دلعزیز تھا۔ ہمسے محمد
نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے
موسیٰ بن یعقوب نے اوران سے ابوحُوَیرث نے اوران سے محمد بن جُبیر بن مُطعم نے
بیان کیا کہ جب قریش میدان میں آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب
کو اون کے پاس یہ پیام دیکر بھیجا کہ تم واپس چلے جاؤ تو بہتر ہے میرا جی یہ چاہتا ہے کہ میرا
مقابلہ تمہارے سوا کسی اور سے ہو تو اچھا ہے اور علیٰ ہذا القیاس تمہارا مقابلہ میرے سوا
کسی اور سے ہو تو بہتر ہے غرضکہ میرا تمہارا باہمی مقابلہ آپس داری کی وجہ سے کچھ خوشنما
اور خوشگوار نہیں ہے۔ حُکیم بن حزام نے یہ پیام سنکر قریش سے کہا کہ بس اب محمد انصاف
پر آگیا ہے لہٰذا تم اوس کی بات کو قبول کرلو اور اوس سے مقابلہ نہ کرو اور خدا کی قسم اگر اوسکے
انصاف پر آجانے کے بعد بھی تم اوس سے جنگ کروگے تو ہرگز فتح نہ پاسکوگے اس پر
ابوجہل نے غصہ ہو کر کہا کہ خدا کی قسم جب خدا نے ہمارے لئے اُن سے بدلہ لینے کا سامان
پیدا کردیا ہے تو ہم ہرگز بغیر بدلہ لئے واپس نہیں ہونے کے اور ہم ایسے بیوقوف نہیں
ہیں کہ جال میں پھنسے ہوئے شکار کو چھوڑ کر پھر اوسکو تلاش کرتے پھریں اور اوسکا حوصلہ
ایسا پست کردیں گے کہ پھر کبھی اوس کو ہمارے قافلہ پر دست درازی کی جرأت نہ ہو۔
کہتے ہیں کہ قریش کی ایک جماعت پیاس کی شدت سے مسلمانوں کے حوض پر ٹوٹ پڑی
(اس جماعت میں حُکیم بن حزام بھی تھے) مسلمانوں نے انکو روک دینا چاہا مگر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو روک دیا اور فرمایا کہ آنے دو چنانچہ وہ سب کے سب

حوض پر آئے اور خوب پانی پیا لیکن جس جس نے پانی پیا تھا وہ مر گیا صرف ایک حُکیم بن حزام بچے کہ انھوں نے پانی بھی پی لیا اور پھر صحیح سالم رہے۔ ہمسے محمد نے اور انسے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور اُن سے ابو اسحاق نے اور ان سے عبد الرحمٰن بن محمد بن عبد نے اور ان سے سعید بن مُسیَّب نے بیان کیا کہ حُکیم بن حزام پر چونکہ اللہ مہربان تھا اس لئے یہ دو مرتبہ موت کے پنجے سے نکل گئے چنانچہ ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاک میں بیٹھی تھی جس میں یہ حُکیم بھی شامل تھے جب آپ کا اس جماعت کے پاس کو گزر ہوا تو آپ نے سورہ یٰسین پڑھکر ذرا سی مٹی پر دَم کیا اور اوس کو اون کی طرف پھینکدیا اس سے وہ سب کے سب مر گئے صرف حُکیم بچ گئے اور زندہ رہے اور دوسری دفعہ بدر کے روز کہ اس روز جس کافر نے مسلمانوں کے حوض سے پانی پی لیا وہی مر گیا لیکن یہ باوجود پانی پینے کے زندہ رہے۔ کہتے ہیں کہ جب قریش نے میدان جنگ میں پڑاؤ کر لیا اور مطمئن ہو گئے تو اونھوں نے عُمیر بن وہب جُمحی کو جو قریش کا خاص شہسوار تھا جاسوسی پر مامور کیا اور کہا کہ ذرا محمد اور اوس کے لشکر کی خبر لاؤ چنانچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر گیا اور مسلمانوں کے لشکر کے ارد گرد گھوما اور میدان کے اونچے نیچے حصّوں میں اوترا چڑھا کہ شاید یہاں ان کی مدد کے لئے کوئی ہماری تاک میں بیٹھا ہو پھر قریش کے پاس آکر انکو خبر دی کہ اون کا اور کوئی یار و مددگار کمک کے لئے نہیں اور یہ کل تین سو یا کچھ کم و بیش آدمی ہیں اور سارے لشکر میں صرف ستّر اونٹ اور دو گھوڑے ہیں پھر قریش کو نصیحت کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اے قریش دیکھو مصیبت اور موت کا دامن چولی کا ساتھ ہے سو بالفرضِ اگر ہم موت سے بچ بھی گئے تو مصیبت کی خورد و برد سے رہائی بہت مشکل ہے بلکہ مجھے تو یہ نظر آرہا ہے کہ مدینہ والوں کی سواریاں خالص موت سے لدی لدائی پھر رہی ہیں۔ یہ لوگ بالکل سر بکف ہیں اور ان کا یار و مددگار صرف تلوار و ہتھیار رہے۔ تم دیکھتے نہیں کہ یہ سانپوں کی طرح ساکت و صامت اور چپ چاپ بیٹھے ہیں کیسے چپ چپ کرتے ہیں گویا کہ بس اب ڈسنے والے ہیں خدا کی قسم انمیں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو ایک آدھ کو مارے بغیر مر جاوے سو اگر ہم مرے بھی تو تمہیں ضرور

ساتھ ساتھ لیکر مر بیں گے اور جب تم بھی ان کے ساتھ لقمۂ اجل ہو گئے تو اس میں خوبی کیا ہوئی غرضکہ مجھے جو کچھ کہنا تھا میں کہہ چکا اب تم سب سوچ لو کہ کیا کرنا چاہیئے۔
ہمسے محمد نے اور اُن سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یونس بن محمد ظُفری نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جب عُمیر بن وہب اپنی تقریر ختم کر چکا تو قریش نے پھر ابو اُسامہ جُشمی شہسوار کو اسی جاسوسی کے لئے روانہ کیا چنانچہ وہ بھی مسلمانوں کو خوب دیکھ بھال کر آیا اور کہنے لگا کہ اے قریش خدا کی قسم نہ تو ان کے پاس کچھ آدمی زیادہ ہیں اور نہ سواریاں اور نہ اون کے پاس اور جنگی سامان ہی عجب بے سرو سامان ہیں البستہ اتنی بات ضرور ہے کہ ان میں سے ہر شخص کی یہ آرزو ہے کہ وہ کسی طرح اسی میدان کارزار میں کام آجاوے اور اوس کو گھر جانا نصیب نہ ہو۔ یہ قوم ارادہ کی بہت پکی ہے اور ان کی پناہ صرف ان کی تلواریں ہیں۔ ان کی آنکھیں نیلگون ہیں اور ایسی چمکتی ہیں جیسے تھوڑے پانی میں سنگریزے چمکا کرتے ہیں۔ پھر کہنے لگا کہ دیکھو شاید ان کا کوئی اور حمایتی کمک کے لئے گھات میں نہ لگا بیٹھا ہو غرض دو بارہ میدان میں خوب اوپر نیچے اُترا چڑھا پھر واپس آکر قوم سے کہا کہ بس یہی ہیں اور کوئی اون کا حامی کار نہیں ہے اور ان کی حالت یہ ہے جو میں نے تمسے بیان کر دی۔ اب تم خوب اچھی طرح سوچ سمجھ لو۔
ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبد اللہ نے اور ان سے عبد اللہ نے اور ان سے زُہری نے اور ان سے عُروہ اور محمد بن صالح نے اور ان دونوں سے عاصم بن عمر اور ابن رُومان نے بیان کیا کہ جب حکیم بن حزام نے عُمیر بن وہب کی گفتگو (جو اوسنے سب لوگوں کے سامنے کی) سُنی تو وہ فوراً عُتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو ولید تو قریش کے بڑے آدمیوں میں سے ہے اور ان کا سردار ہے اور ان میں تیری بات بھی چلتی ہے۔ سو کیا ایسی چلتی میں بھی تو اون کے لئے ایسی بات نہیں کرنا چاہتا کہ جس سے ہمیشہ ہمیشہ کو ان میں تیرا نام باقی رہے۔ جنگ عُکاظ میں تو نے بیشک ان کی دستگیری کی تھی مگر

اب اُس سے زیادہ نازک وقت ہے سو اب بھی تو ان کی نگہداشت کر اور اس زغہ سے ان کی جان کو بچا اور خود دوہری نام آوری کا مستحق ہو جا (حکیم نے یہ سب عُتبہ کے اس لئے گوش گذار کیا کہ اوسوقت وہی سردار تھا) عُتبہ نے کہا کہ پھر کیا چاہتے ہو جیسے تم کہو میں ویسے کرنے کے لئے طیار ہوں اوس نے کہا کہ یہ سارا فتنہ مقام نخلہ کے قصہ پر برپا ہو رہا ہے سو میری رائے یہ ہے کہ اگر آپ عامر بن حضرمی کے بھائی اور اور دوسرے لوگوں کی (جو مقام نَخلہ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو گئے ہیں) دِیت قریش کے پاس جا کر اپنے ذمہ لے لیں تو قریش ضرور واپس ہو جاویں گے۔ اور یہ فتنہ فرو ہو جائے گا کیونکہ قریش اسی قتل کے خونبہا اور قافلہ کی حفاظت کے لئے یہاں آئے ہیں جس میں سے قافلہ تو صحیح سالم نکل گیا اب صرف مقام نخلہ کا قصہ رہ گیا ہے سو اوسکا یوں پاپ کٹ جائے گا تو یہ سب شور و شر رفع دفع ہو جائے گا عُتبہ نے کہا مجھے منظور ہے اور تم اس کام میں میرے حامی کار رہو بس پھر عُتبہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر قریش کے لشکر میں گھوما اور جگہ جگہ یہ تقریر کی کہ اے قوم تم میرا کہنا مانو اور اس شخص سے مت لڑو۔ اور اگر بغیر لڑے لوٹنے میں تمہیں کچھہ بدنامی یا بزدلی کا خوف ہو تو یہ سب میرے ذمہ رکھدو بہر صورت تمہارا ان سے لڑنا منحوس ہے اور اس کے نتایج بہت بُرے ہوں گے کیونکہ یہ تمہارے رشتہ دار ہیں اور ان کے ساتھ تمہارے ہی بھائی بند ہیں سو جب ان سے لڑائی ہوگی تو تم خود ایک دوسرے کے بھائی باپ کو مارو گے اور ہر شخص ایک دوسرے کے ہاتھ سے اپنے بھائی باپ کو قتل ہوتے ہوئے دیکھے گا آخر اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خود تم میں آپسمیں عداوت کی آگ بھڑک جاوے گی اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاؤ گے اور آپسمیں لڑ مر کر غارت ہو جاؤ گے علاوہ ازیں یہ بھی تمہارے بھائی ہیں تم سے کچھہ کم نہیں جیسے تم بہادر اور لڑاکا ہو یہ بھی ایسے ہی ہیں اس لئے اگر لڑائی ہوئی اور یہ قتل بھی ہوئے تو کم از کم اتنے ہی ہمارے آدمی قتل ہو جاویں گے تو اس میں خوبی کیا ہوئی اور بدلہ کیا اوترا یہ تو اور نیا وبال ہو گیا اور اگر خدا نخواستہ جنگ کا نقشہ کچھہ الٹ پلٹ ہو گیا تو مجھے یہ خطرہ ہے کہ شاید سارا تمہارا

ہی چکنا چور نہ ہو جائے اور یہ تو بے سروسامان زندگی سے تنگ ہو کر جان سے ہاتھ دھوئے ہوئے پھرتے ہیں جیت گئے تب واہ وا اور ہار گئے تب واہ وا ان کا کیا بگڑنا ہے۔ نقصان تو جو کچھ بھی ہے وہ تمہارا ہے۔ رہا مقام نخلہ کا قصہ جس کے مطالبہ کے لئے تم یہاں آئے ہو سو اوس کا خونبہا میں اپنے ذمہ لیتا ہوں کچھ بڑی بات نہیں ہیں ادا کردوں گا اور اگر اس کی نبوت پر جوشش ہو تو اس کی نسبت یہ ہے کہ اگر اسمیں یہ جھوٹا ہوگا تو اس کے لئے یہ عرب کے بدو اور ڈاکو کافی ہیں تم فضول کیوں اوس کے خون میں ہاتھ بھرتے ہو اور اگر اس کے ذریعہ سے یہ ملک گیری کرنا چاہتا ہے تو تم اپنے بھائی کے ملک میں کیوں خلل انداز ہوتے ہو تمہارے کیا ہاتھ آوے گا اور اگر واقع میں یہ سچا نبی ہے تو اے قوم تمہیں اوس سے دشمنی کے بجائے دوستی کرنی چاہئے اور اوس کا یار و مددگار بننا چاہیئے کیونکہ یہ تمہارا بھائی ہے اور سچائی میں بھائی کا ہاتھ بٹانا تمہارا قدیمی شعار ہے سواے قوم مجھے جو کچھ کہنا تھا میں کہہ چکا اب تم بس اس کو مان ہی لو اور رد نہ کرو اور مجھے بیوقوف نہ بناؤ اس میں تمہاری بھلائی ہے ورنہ یاد رکھو کہ سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ابوجہل عتبہ کی یہ تقریر سنکر جل گیا اور اس نے اپنے دل میں یہ منصوبہ گانٹھا کہ اگر قریش کو کسی طرح اشتعال دے کر اس کی تقریر سے بدگمان کر دیا جائے تو اس کی سرداری جاتی رہے گی اور بجائے اس کے مجھے ملجاوے گی (چونکہ عتبہ اوس وقت سردار تھا اور سب سے زیادہ مقرر تھا اور سب سے زیادہ خوب صورت تھا) اس لئے ابوجہل نے اس کے لئے یہ جال طیار کیا۔ آخر میں عتبہ نے یہ کہکر (کہ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم اپنے ان چراغوں جیسے چمکتے ہوئے چہروں کو ان سانپوں جیسے چہروں کے سامنے نہ کرو) اپنی تقریر ختم کردی اور اس کے ختم کرتے ہی فوراً ابوجہل نے اس کی کاٹ کی اور کہا کہ اے قریش تمہیں معلوم بھی ہے کہ عتبہ تمہاری امیدوں پر کیوں پانی پھیرنا چاہتا ہے اور تمہیں کیوں ذلت کا سبق دے رہا ہے میں بتلاتا ہوں اس کی ساری وجہ یہ ہے کہ محمد کے ساتھ ایک تو اس کا بیٹا ہے اور دوسرے محمد اوس کا چچازاد بھائی ہے تو بھلا یہ اپنے بیٹے

اور بھائی کو کیوں قتل کرنے لگا ہے اور دوسروں کے ہاتھ سے قتل ہوتے کیوں دیکھنے لگا ہے پھر عتبہ کو خطاب کر کے کہنے لگا کہ خدا کی قسم اے عتبہ تیرا چھلکہ خوب رہا ان جلّادوں نے تو ہمارے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ساری جہان کی نظروں میں ہمیں ذلیل کر دیا اور جب ان سے بدلہ لینے کا وقت آیا اور اون کے سر پر موت منڈلانے لگی تو تو رشتہ داری کی وجہ سے ہمّت ہار بیٹھا اور اسی پر بس نہیں بلکہ اور ہمیں بھی یہی سبق پڑھانے لگا کہ جو کچھہ تھوڑی بہت عزت رہگئی ہے وہ بھی خاک میں ملجاوے اور پھر منہ دکھلانے کو ہمیں کہیں جگہ باقی نہ رہے اے عتبہ خدا کی قسم جبتک خدا ہمارے اور محمد کے درمیان کچھہ فیصلہ نہیں کرنے کا ہم ہرگز واپس نہیں جانے کے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر عتبہ بہت غضبناک ہوگیا اور ابو جہل کو کہنے لگا کہ او بدبو دار (یہ لفظ عربی میں گالی ہے) تجھے عنقریب معلوم ہو جاوے گا کہ بزدل زیادہ کون ہے اور کون زیادہ لعنت ملامت کے لائق ہے اور قریش کو معلوم ہو جائے گا کہ بزدل کون ہے اور کون قوم کے غارت اور ستیاناس کرنے کے درپے ہے میری رائے کے جو کچھہ پھل پھول تھے وہ میں نے سب تمہارے سامنے چن دیئے اور جو کچھہ میرے خیال میں مناسب تھا اور جس میں تمہاری فلاح و بہبودی تھی وہ سب میں نے تمہارے سامنے پیش کر دیا سو اگر یہ تمہیں قبول نہیں تو بس تم سر پکڑ کر رونے پیٹنے کے لئے طیار ہو جاؤ کہ اس کا انجام یہی ہوگا پھر ابو جہل عامر بن حضرمی کے پاس (جس کا بھائی مقام نخلہ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوگیا تھا) بھاگا ہوا گیا اور اس کو یہ اشتعالک دی کہ دیکھا بھی یہ تیرا یار عتبہ تیرے ساتھہ کیا سلوک کر رہا ہے جب تیرا قاتل تیرے پنجے میں پھنسنے لگا اور اوس کی موت اوس کے سر پر کھیلنے لگی تو اب یہ لوگوں کو واپس ہونے کی ترغیب دے رہا ہے اور سب لوگوں کی نظروں میں ہمیں ذلیل کرنا چاہتا ہے اور تیرے مقتول بھائی کا خونبہا اپنے ذمہ لے کر اوسپہ تجھے رضامند کرنا چاہتا ہے سو کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اپنے بھائی کے پھنسے پھنسائے قاتل کو چھوڑ کر اسکے خونبہا کو قبول کرے اور ذلیل ہو تو بھی لوگوں کے سامنے جا اور اپنی فریاد کر کہ صاحبو دیکھو یہ عتبہ مجھ سے دوستی کا عہد کر کے کیا سلوک

کررہا ہے چنانچہ عامر بن حضرمی اس کی اشتعالک میں آگیا اور ننگا ہو کر اپنے سر پر مٹی ڈالکر چیخ چیخ کر کہنے لگا کہ (یہ عرب میں فریاد کا دستور تھا) ہائے الحے میری تقدیر پھوٹ گئی دیکھو تو سہی یہ عتبہ قریشی مجھسے دوستی کا عہد باندھ کر اب میرے اڑے وقت میں میرے ساتھ کیا سلوک کررہا ہے آپ تو میری مدد کرنے سے رہا تھا جو اور کرنا چاہتے ہیں ان کو بھی بہکا اور بچلا رہا ہے خدا کے واسطے تم میری دستگیری کرو ورنہ میں تو کسی کام کا نہ رہونگا جب لوگوں کے کان میں عامر کی فریاد کی دردناک آواز پڑی تو وہ فوراً عتبہ کی رائے سے برگشتہ ہو گئے اور مزید تاکید کے لئے عامر نے قسم کھالی کہ میں محمد کے ساتھیوں کو قتل کئے بغیر ہرگز واپس نہیں جانیکا بس اُس کی اس کرتوت سے سب آدمیوں کی آنکھوں میں خون اُتر آیا اور خونخوار ہو کر عمیر بن وہب کو کہنے لگے کہ لوگوں کو بھڑکا دو چنانچہ وہ سب سے پہلے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا اور اون کی صف کو توڑنا چاہا مگر وہ سب اپنی اپنی جگہ ڈٹے رہے اور اوس کے وار کو روکتے رہے پھر عامر بڑھا اور مسلمانوں پر بہت زور شور کا حملہ کیا چنانچہ اس کے حملہ کرتے ہی طرفین سے میدان کارزار گرم ہو گیا۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عائذ بن یحیی نے اور ان سے ابوحویرث نے اور ان سے نافع بن جبیر نے اور ان سے حکیم بن حزام نے بیان کیا کہ جب ابوجہل نے اپنی چال سے لوگوں کے خیالات کو خراب کر دیا اور عامر نے مسلمانوں پر اپنا گھوڑا بڑھا کر لڑائی کی آگ بھڑکا دی تو مسلمانوں میں سے اول اس کے مقابلہ کے لئے حضرت عمر کا ایک غلام مسمی مُہجع بڑھا اور اس سے عہدہ برآنہ ہو کر اس کے ہاتھ سے شہید ہو گیا۔ اور قبیلہ انصار میں سے سب سے پہلے حضرت حارثہ بن سُراقہ حبّان بن عرقہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور عمیر بن حمام خالد بن اعلم عقیلی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے یہ بیان کیا کہ میں نے تمام مکہ والوں سے یہی سنا ہے کہ حارثہ بن سُراقہ کے قاتل کا نام حبّان بن عرقہ ہی ہے کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ

میں عُمیر بن وَہب سے فرمایا کہ اے عُمیر بدر کے روز مشرکوں کے جاسوس آپ ہی تو تھے اور آپ ہی میدان جنگ میں اوپر نیچے اُترتے چڑھتے پھر رہے تھے کافروں کو خبر دینے کے لئے کہ مسلمان اکیلے ہیں ان کا اور کوئی یار و مددگار کمک کے لئے نہیں (گویا کہ میں گھوڑے کو تیرے نیچے ہنہناتے ہوئے دیکھ رہا ہوں) یعنی گویا کہ یہ آج کی بات ہے۔ عُمیر نے کہا کہ ہاں اے امیر المومنین خدا کی قسم میں نے ضرور ایسا کیا اور آپ کیا کہتے ہیں میں تو خود ہی اس پر پشیمان اور شرمندہ ہوں۔ اور خدا کی قسم میں نے ہی اس روز لوگوں میں لڑائی کی آگ بھڑکائی تھی لیکن اب تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اوس نے ہمیں مشرف باسلام کر دیا اور اس کی طرف اپنی قدرت سے کھینچ بلا لیا ورنہ ہم میں تو اس سے بھی کہیں زیادہ شرکیات و کفریات تھے۔ اس پر حضرت عمر نے ان کی تصدیق کی اور فرمایا کہ ہاں واقعی تم نے سچ کہا۔ کہتے ہیں کہ جب قریش عُتبہ سے برگشتہ ہو کر ابوجہل کی بات پر آمادہ ہو گئے تو اوس نے آخری بار پھر کوشش کی کہ کسی طرح یہ اس حرکت سے باز آجاویں چنانچہ اوس نے پھر حکیم سے گفتگو کی کہ قریش میں اور تو کوئی مانتا نظر نہیں آتا تم ابن حَنظَلیَّہ کے پاس جاؤ شاید وہ مان جاوے اور اوس کی وجہ سے اور بھی مانجاویں اور اوس سے کہو کہ جو لوگ مقام نخلہ میں قتل ہو گئے ہیں اون کا خونبہا عُتبہ اپنے ذمہ لیتا ہے اور ہم سب اُنھیں کے مطالبہ کی وجہ سے یہاں تک آئے تھے سو جب ہمارا مقصد پورا ہو گیا تو اب فضول خونریزی سے کیا فائدہ۔ حکیم کہتے ہیں کہ میں اوس کے بجائے پہلے ابوجہل ہی کے پاس چلا گیا (کہ شاید اس کا نشہ کچھ ڈھیلا ہو گیا ہو اور اب یہ سیدھا ہو جاوے) دیکھوں تو وہ اپنی زرہ کو آگے رکھے ہوئے اوس کی کڑیاں درست کر رہا ہے میں نے اوس سے کہا کہ عُتبہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے بس میں اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ وہ جھنجلا کر میری چھاتی پر چڑھ گیا اور کہنے لگا کہ کیا میرے پاس بھیجنے کے لئے عتبہ کو تو ہی ملا تھا۔ میں نے اوس سے کہا کہ تو اتنا کیوں اکڑتا ہے تجھے تو میری عادت معلوم ہے کہ میں ایسے ویسے آدمی کے کہنے سننے سے کوشش کرنے کے لئے کہیں نہیں آیا جایا کرتا اور نہ کسی ایسے ویسے قصہ میں پڑا کرتا ہوں یہ تو عُتبہ کی سرداری کے لحاظ سے اور لوگوں میں صلح خیر کی کوشش کی وجہ سے میں

یہان تک نہ معلوم کسطرح آگیا ہوں اب آگے تجھے اختیار ہے چاہے مان یا نہ مان۔ اسپر ابوجہل دوبارہ اور بھی زیادہ بھبک گیا اور حُکیم سے کہنے لگا کہ تو اب بھی عُتبہ کو سردار سردار کہے جاتا ہے حالانکہ میں نے اور کل قریش نے اوس کی سرداری کو توڑ دیا ہے۔ اور اوسیوقت عامر کو کہا کہ تو دستور کے موافق ننگا ہوکر اپنے دوستی کے عہد کی قوم سے خوب چیخ چیخ کر فریاد کر اور قریش کی طرف مخاطب ہوکر عُتبہ کا مذاق اوڑانے کو کہنے لگا کہ اے قوم دیکھو یہ تمہارا عتبہ بھوکا مرا جاتا ہے ذرا اس کی توخبر لو اور ذرا سا ستّو پڑا ہو تو اس بیچارے کو گھولکر پلا دو۔ پھر کیا تھا سب بڑے چھوٹے اوس کا اسی طرح مذاق اڑانے لگے اور یہی کہہ کہہ کر اوس کو چڑانے لگے اور جوں جوں قریش عتبہ کی پھبتیاں اُڑاتے تھے ابوجہل اور زیادہ خوش ہوتا تھا اور پھولتا تھا۔ حکیم کہتے ہیں کہ میں یہاں سے ناکام ہوکر پھر مُنبّہ بن حجاج کی طرف گیا کہ شاید اوسی سے کچھ امید پوری ہوجاوے سو اوسکو ابوجہل سے بہت اچھا پایا کہ اوسنے سارا قصہ سنکر مجھے اور عُتبہ کو شاباشی دی اور کہنے لگا کہ تم نے بہت اچھی کوشش کی اور عُتبہ نے قوم کے لئے بہت اچھی تجویز سوچی غرضکہ مُنبّہ سے یہ چند کلمات خیر سنکر میں عُتبہ کی طرف واپس آیا تو اوس کو دیکھا کہ اوس نے قریش کے لشکر میں بہتیرے چکّر لگائے اور ان کو جنگبازی سے منع کیا مگر کسی نے اوس کی بات کو سر نہ دھرا بلکہ اور اولٹے ابوجہل کی طرح اوس کی پھبتیاں اڑانے لگے اس لئے وہ دونوں باتوں سے جھلا کر اونٹ سے نیچے اتر پڑا اور اپنی زرہ پہنے لگا آخر یہ دیکھکر مایوس ہوکر میں بھی خاموش ہوگیا۔ پھر جب وہ زرہ پہن چکا تو اوس کے لئے ایک خُود کی جستجو ہوئی مگر چونکہ اوس کا سر بہت بڑا تھا اس لئے سارے لشکر میں کوئی خُود ایسی نہ نکلی جو اوس کے سر پر آجاتی آخر مجبور ہوکر اسنے اپنے سر پر عمامہ باندھ لیا اور اپنے بھائی شَیبہ اور بیٹے ولید کو لیکر میدان جنگ میں جا اوترا ابوجہل بھی اپنی گھوڑی پر سوار لشکر میں موجود تھا اتفاق سے وہ عُتبہ کے برابر آیا تو عُتبہ نے فوراً اپنی تلوار میان سے نکالی (لوگوں نے یہ دیکھکر کہا کہ لو خدا کی قسم بس اب عتبہ اسکو قتل کرے گا مگر خیر وہ تو بچ گیا) اور اوسکی گھوڑی کی ایڑیوں پر اس زور سے ماری کہ وہ دُم دبا کر گر پڑی (میں نے اپنے جی میں کہا کہ ایسا منحوس دن

تو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ اس میں ہر ایک کام اولٹا ہی ہوتا چلا جارہا ہے) کہتے ہیں کہ پھر عُتبہ نے ابوجہل کو ڈانٹ کر کہا کہ نیچے اُتر یہ دن سوار ہونے کا نہیں ہے تجھے نظر نہیں آتا کہ ساری قوم سوار نہیں ہے ابوجہل نیچے اُتر گیا اور عُتبہ اس سے کہنے لگا کہ تجھے کل معلوم ہو جاوے گا کہ ہم میں سے کون منحوس ہے آیا تو یا میں۔ پھر عُتبہ نے للکار کر مسلمانوں کو کہا کہ میدان میں آؤ اور یہ کہتا ہوا آگے کو بڑھا۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پالکی میں تشریف فرما تھے اور صحابہ سب صف بستہ میدان میں کھڑے ہوئے تھے کہ آپ پر کچھہ نیند کا غلبہ ہو گیا چنانچہ آپ لیٹ گئے اور لیٹتے وقت صحابہ سے یہ فرمادیا کہ جب تک میں اجازت نہ دوں اُسوقت تک تم حملہ نہ کرنا اور اگر کافر چڑھ آویں تو اُنپر تیر اندازی کرنا تلوار نہ نکالنا جب تک وہ بالکل تمپر نہ آپڑیں چنانچہ جب کافر بالکل چڑھ آئے ہیں اور کچھہ مسلمان شہید بھی ہو گئے تب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ دشمن چڑھ آئے ہیں اور ہمارے کچھہ آدمی شہید بھی ہو گئے ہیں یہ سنکر آپ کی آنکھ کھل گئی (اور اللہ نے خواب میں آپکو قریش کا لشکر چھوٹا سا کر کے دکھلا دیا تھا اور ایسے ہی قریش کی نظروں میں مسلمانوں کا لشکر تھوڑا سا کر دیا تھا) اور آپ نے گھبرا کر ہاتھ اوٹھائے اور خدا سے یاددہانی کے طور پر عرض کرنے لگے کہ جس مدد کا آپ نے مجھہ سے وعدہ کر رکھا ہے اس کو اپنے فضل و کرم سے اب بھیجدیجیے کہ بہت نرغہ کا وقت ہے اور اے اللہ اگر آپ ان کافروں اور مشرکوں کو اس چھوٹی سی جماعت پر غلبہ دیدیں گے تو سارے عالم میں شرک ہی شرک پھیل جاوے گا اور آپ کا دین رائج نہ ہو سکیگا اسپر حضرت ابوبکر نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ بس کیجیے اور آپ گھبرائیے نہیں خدا کی قسم خدا آپ کی ضرور مدد کرے گا اور مسرت سے آپ کے دل کو ٹھنڈا اور چہرہ کو روشن کر دے گا اسیطرح آپ کے عجز و الحاح سے جوش میں آکر ابن رواحہ نے آپ کی خدمت میں گذارش کی کہ یا رسول اللہ آپ ذرا تشریف تو لائیے میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی نسبت بتلاتا ہوں۔ (حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ کی باتوں کو کون جان سکتا ہے

مگر جوش میں اونکی زبان سے نکل گیا) کہ اوس کی ذات بہت بڑی ہے وہ اس لائق نہیں کہ اوس کو اس کے وعدے یاد دلائے جائیں سو آپ ایسا نہ کیجیے آپ نے فرمایا کہ اے ابن رواحہ بیشک اوس کی ذات بہت بڑی ہے مگر میں اپنی ضرورت وحاجت کی وجہ سے یاد دلاتا ہوں نہ اس وجہ سے کہ اس کو یاد دلانے کی ضرورت ہے بلکہ اسکی ذات تو ایسی ہے کہ وہ کبھی اپنے وعدوں کے خلاف کرتا ہی نہیں یہ تمہاری کوتاہ اندیشی ہے کہ تمنے ایسا سمجھا۔

کہتے ہیں کہ بدر کے روز عُتبہ حملہ کرنے پر تُلا ہوا کھڑا تھا کہ حکیم نے اس کو ٹوکا اور کہا کہ ٹھہر ٹھہر ایسی کیا جلدی ہے اور اے ابو ولید تو بھی عجیب آدمی ہے جس کام سے اون کو روک رہا تھا اب خود اسی پر پیش قدمی کر رہا ہے خُفاف بن ایما کہتے ہیں کہ میں نے بدر کے روز عجب تماشا دیکھا کہ قریش کی صفوں میں تو بہت بد نظمی پھیل رہی تھی کوئی ادھر جاتا تھا کوئی اُدھر اور سب نے تلواریں بھی سونت رکھی تھیں مگر مسلمانوں کی صفیں نہایت با قاعدہ اور قرینہ سے قریب قریب لگی ہوئی تھیں اور وہ سب نہایت متانت سے تلواروں کو میان میں ڈالے اور کمانوں کو کھینچے اپنی اپنی صف میں کھڑے تھے اور اون کی صفوں میں ایسی گھچ پچ ہو رہی تھی کہ درمیان میں ذرہ برابر بھی گنجائش نہ تھی۔ مجھے یہ دیکھکر بڑی حیرت ہوئی چنانچہ میں نے مہاجرین میں سے ایک شخص سے دریافت کیا کہ بھائی اس میں کیا راز تھا کہ تمنے ایسے خطرہ کے وقت اپنی تلواریں میان میں ڈال رکھی تھیں یہ بات تو بہت ہی خلاف قیاس سی معلوم ہوتی ہے اونھوں نے جواب دیا کہ ہاں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دے دیا تھا کہ جب تک قریش تمپر بالکل نہ چڑھ آویں اُسوقت تک ہرگز تلوار نہ کھینچنا اس لئے ہم اول اول تلوار نہ کھینچ سکے کہتے ہیں جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے بالکل قریب ہو گئے تو اَسوَد بن عبد مخزومی نے مسلمانوں کے حوض کے قریب جاکر یہ کہا کہ خدا کی قسم یا تو میں اون کے حوض میں سے پانی پیوں گا اور یا اسکو ڈھا نہ دوں گا اور یا اس سے قریب قتل ہو جاؤنگا یہ کہکر اُس نے مسلمانوں کی فوج پر حملہ کیا اور اندر گھستا ہوا چلا گیا یہاں تک کہ حوض کے

قریب پہونچ گیا جب بالکل قریب ہوگیا تو حضرت حمزہ بن عبد المطلب نے اسکے سامنے ہوکر اس پر وار کیا جس سے اس کا پاؤں بیکار ہوگیا مگر یہ پھر بھی گھسٹکر حوض میں گر ہی پڑا اور دوسرے صحیح سالم پاؤں سے حوض کو ڈھانے لگا اور پانی پینے لگا یہ دیکھکر حضرت حمزہ بھی اوس کے پیچھے پیچھے حوض میں کو دپڑے اور وہیں اس پر وار کیا اور اوس کو مار ڈالا اور قریش اپنی اپنی جگہ کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے اور وہ اس خیال میں مست تھے کہ غالب ہم ہی رہیں گے اس کے بعد عتبہ اور شیبہ اور ولید تینوں صف میں سے نکلکر ایک دم میدان جنگ میں آئے اور مسلمانوں سے للکار کر کہا کہ آؤ کون آتا ہے چنانچہ مسلمانوں میں سے انصار کے تین نوجوان ان کے مقابلہ کے لئے نکلے (اور یہ تینوں ایک شخص مسمّی عفراء کے بیٹے تھے جو بنی حارث میں سے تھا اور ان میں سے ایک کا نام معاذ اور دوسرے کا معوذ اور تیسرے کا عوف تھا) راوی کہتا ہے کہ بعض نے تیسرا عبد اللہ بن رواحہ کو کہا ہے مگر ہمارے نزدیک یہی بات ٹھیک ہے کہ یہ تینوں عفراء ہی کے بیٹے تھے۔ ان کے نکلنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرم دامنگیر ہوئی اور آپ نے اس کو ناگوار سمجھا کہ پہلے پہل لڑائی میں انصار کو کچھ نقصان پہونچے علاوہ ازیں آپ کو یہ امر پسند آیا کہ شان وشوکت اور وجاہت وہیبت سب آپ کی قوم کے لئے رہے چنانچہ اسی بنا پر آپ نے انکو واپس ہونے کا حکم دیا اور ان کو بہت شاباشی دی یہ دیکھکر قریش نے پھر آواز دی کہ اے محمد ہمارے مقابلہ میں ہماری قوم کے آدمیوں میں سے ہماری برابر اور ہماری جوڑ کے آدمی بھیجو اس پر آپ نے بنی ہاشم کو خطاب کر کے فرمایا کہ اے بنی ہاشم جب یہ باطل کی حمایت میں تم سے لڑنے کو آئے ہیں اور اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں تو تم بھی اٹھو (اور اون سے اپنے اوس حق کی حمایت میں جس کو تمہارا نبی لیکر آیا ہے) اور لڑو چنانچہ حمزہ بن عبد المطلب اور علی بن ابی طالب اور عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب بن عبد مناف اوٹھے اور انکی طرف چلے جب ان کے پاس پہونچے تو (چونکہ اون کے سر اور چہرے خود اور زرہ وغیرہ سے ڈھکے ہوئے تھے اس لئے وہ انکو پہچان نہ سکے) عتبہ نے اُن سے

ہا ذرا بولو تا کہ ہم تمہیں پہچان لیں اگر تم ہمارے برابر کے ہو گے تو ہم تم سے لڑیں گے ر نہ نہیں اس پر حضرت حمزہ نے فرمایا کہ میں ہوں خدا اور خدا کے رسول کا شیر عتبہ نے ن کو آواز سے پہچان لیا اور کہا کہ ہاں بہت اچھی جوڑ ہے پھر اپنے آپ کو کہنے لگا کہ میں ھی اپنے بے ہتھیار ساتھیوں کا شیر ہوں اس کے بعد کہا کہ اچھا یہ اور دو شخص تمہارے ساتھ کون ہیں حضرت حمزہ نے فرمایا کہ ایک علی بن ابی طالب ہے اور دوسرا عُبَیدہ بن حارث ہے اس پر بھی اُس نے کہا کہ یہ بھی دونوں بہت اچھی جوڑ ہیں۔ ابن ابی زِنَاد سے اُن کے والد نے بیان کیا کہ عُتبہ کے منہ سے ایسی کمزور اور لچر بات کبھی نہیں سنی گئی تھی جیسی کہ اُس نے حضرت حمزہ کے جواب میں کہی۔ کہ میں اپنے فریادی ساتھیوں کا شیر ہوں۔ پھر عُتبہ نے اپنے لڑکے ولید کو کہا کہ اے وَلید پہلے تو میدان میں اوتر چنانچہ وہ اوترا اور اوس کے مقابلہ میں مسلمانوں میں سے حضرت علی گئے (اور یہ اپنے دونوں ساتھیوں سے چھوٹے تھے) دونوں نے ایک دوسرے پر دمادم وار کرنے شروع کئے آخر کو حضرت علی ولید پر غالب آگئے اور اوس کو قتل کر ڈالا اس کے بعد عُتبہ میدان میں اوترا اور ادھر سے اوس کے مقابلہ میں حضرت حمزہ اوترے انھوں نے بھی ایک دوسرے پر چوٹ کی مگر آخر کار حضرت حمزہ عتبہ پر غالب آگئے اور اوسکو قتل کر دیا پھر شیبہ آیا اور ادھر سے حضرت عُبیدہ بن حارث گئے (اور یہ اس وقت عمر میں سب صحابہ سے زیادہ تھے) دونوں کے دو دو ہاتھ ہوئے مگر شیبہ نے پینترا بدلکر ان کے پاؤں پر تلوار ماری جس سے ان کی پنڈلی کٹ گئی یہ دیکھکر حضرت حمزہ اور حضرت علی نے دوبارہ شیبہ پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ کو اُٹھاکر لشکر میں لے آئے اور اون کی پنڈلی میں سے خون کی دھار بندھی ہوئی تھی اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ میرا شمار شہیدوں میں بھی ہو گیا یا نہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں تم بھی شہید ہو۔ اس کے بعد اونھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر اسوقت آپ کے چچا ابو طالب زندہ ہوتے اور میری یہ حالت جو ہو رہی ہے وہ دیکھتے تو یقیناً وہ اس امر کا اقرار کرتے کہ اون کے اس ذیل کے شعر

کا ہیں زیادہ مستحق ہوں اور یہ بہ نسبت اون کے میرے اوپر زیادہ چسپاں ہے گو آپ کی جوش حمایت میں اُنھوں نے کہا ہے۔

شعر

كَذَبْتُمْ وَبَيْتُ اللهِ نُخْلِي مُحَمَّدًا ۔۔۔ وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُوْنَهُ وَنُنَاضِلِ
وَنُسْلِمُهُ حَتَّى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ ۔۔۔ وَنَذْهَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

ترجمہ۔ اے قریش خدا کے گھر کی قسم تم یہ بات جھوٹ کہتے ہو کہ محمد کو اکیلا چھوڑ دیں گے اور اوس کی حمایت میں نیزہ بازی اور تیر بازی نہیں کریں گے۔ بلکہ ہم تو اس کی ایسے زور کی حمایت کریں گے کہ اگر اوس کی طرف کوئی آنکھ بھر کر بھی دیکھے گا تو اوس کے ارد گرد ہماری لاشیں پڑ جاویں گی اور اوس کی حمایت میں ہم اپنے بال بچوں اور عورتوں کو بھی بھول جاویں گے۔

پھر انھیں کے بارہ میں یہ آیت اوتری هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِي رَبِّهِمْ ترجمہ۔ یہ دو دشمن اپنے رب کے بارہ میں لڑتے ہیں۔ جس میں اللہ نے ان کے لڑنے کو اللہ کے لئے لڑنا کہکر اس کی اطلاع کر دی کہ تمہارا یہ کام ہمارے یہاں قبول ہو گیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ آپ کے چچا حضرت حمزہ اور حضرت عبّاس دونوں کے دونوں آپ سے عمر میں کچھ زیادہ بڑے نہ تھے بلکہ حضرت حمزہ تو صرف چار سال بڑے تھے اور حضرت عباس تین سال۔ کہتے ہیں کہ جسوقت عُتْبَہ بن رَبِیعہ نے میدان میں اُتر کر مسلمانوں کو مقابلہ کے لیے آواز دی تو اوس کا بیٹا مسمّٰی ابو حُذَیفہ (جو مسلمان ہو چکا تھا) اس کے مقابلہ میں آنے لگا مگر اوس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا اور فرمایا کہ تم بیٹھے رہو اور بجائے اسکے دوسرے صحابہ کو جن کا پہلے ذکر آچکا ہے اوس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا مگر باوجود اس کے یہ پھر بھی اونکے ساتھ ہو لیا اور ان کی اعانت میں اپنے باپ پر ایک وار کیا۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی زناد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ شَیبہ عُتْبہ سے تین سال بڑا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور انسے

محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے مَعمَر بن راشد نے اوران سے زُہری نے اوران سے عبداللہ بن ثعلبہ نے بیان کیا کہ بدر کے روز ابوجہل نے بھی خدا سے فیصلہ کی دعا مانگی اور کہا کہ اے اللہ اس محمد نے ہمارے تمام رشتوں اور قرابتوں کو توڑ پھوڑ کر ستیاناس کر دیا ہے اور سب کو اپنے اپنے عزیزوں سے الگ الگ کر دیا ہے اور ہمارے پاس یہ ایسی ایسی نئی باتیں لیکر آیا ہے کہ جن کو خود بھی نہیں جانتا اور یہ سب باتیں یقیناً تیری مرضی کے خلاف ہیں) تو بس تو اس پر اپنا وبال بھیجدے کہ صبح ہی صبح اسپیر رو نا پیٹنا پڑ جاوے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے جب قریش کے ستر آدمی قتل ہوگئے اور ستر گرفتار ہو گئے تو یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ ترجمہ۔ اے قریش اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو فیصلہ تو یہ ہے جو تم نے دیکھ لیا اور اگر اب بھی تم اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ تو تمہارے لئے نہایت بہتر ہے۔

ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوراُن سے عُمر بن عقبہ نے اوران سے شُعبہ نے (جو حضرت عبداللہ بن عباس کے غلام تھے) یہ بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عباس سے سنا ہی وہ یہ فرماتے تھے کہ جب ذرا لڑائی تھم ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ذراسی دیر کے لئے بیہوشی سی طاری ہوگئی جب وہ جاتی رہی تو آپ نے مسلمانوں کو یہ خوشخبری سنائی کہ تمہارے لشکر کے داہنے بازو پر مدد کے لئے حضرت جبریل فرشتوں کا لشکر لئے ہوئے کھڑے ہیں اور بائیں بازو پر حضرت میکائیل دوسرا لشکر لئے ہوئے کھڑے ہیں اور حضرت اسرافیل ایک تیسرا لشکر ایک ہزار فرشتوں کا لئے ہوئے ہیں۔ اور شیطان نے اس روز سُراقہ بن جعشم کی صورت (جو ایک سردار تھا) بنا رکھی تھی اور مشرکوں کے لشکر کا سپہ سالار بنکر ان کو ڈانٹ ڈانٹ کر بھبڑ کا رہا تھا اور یہ اشتعالک دے رہا تھا کہ تم گھبراؤ نہیں بڑھتے چلے جاؤ آج تمسے کوئی جیت نہیں سکتا بالا تمہارے ہی ہاتھ رہے گا مگر جب کمبخت نے فرشتوں کو دیکھا تو اولٹے پاؤں بھاگ لیا اور بھاگتا بھاگتا یہ کہتا جاتا تھا کہ بھائی میرا تمہارا کچھ واسطہ نہیں میں تو تم سے بالکل الگ تھلگ ہوں تم تو اندھے ہو دیکھتے نہیں یہ کون

کھڑے ہیں مجھے تو خدا نے آنکھیں دی ہیں پھر دیکھہ بھال کر اپنے آپ کو کیوں وبال میں ڈالوں جب حارث بن ہشام نے اوس کی یہ آواز سنی اور اس کو بھاگتا ہوا دیکھا تو اس نے سُراقہ سمجھکر دوڑکر اوس کا دامن پکڑ لیا کہ یہاں ایسے نرغہ کے وقت میں تو ہمیں چھوڑکر کہاں جاتا ہے شیطان نے اوس کے سینہ میں ایک مکا مارا جس سے وہ گر پڑا اور شیطان غائب ہو گیا اور دریا میں جاکر کود پڑا اور ہاتھ اوٹھا کر اللہ سے کہنے لگا کہ اے اللہ واقعی تیرا وعدہ (جو تو نے مجھ سے کیا تھا کہ تیرا بس نیک آدمیوں پر کچھ نہیں چلنے کا) بالکل سچا ہے میں نے اپنی آنکھہ سے دیکھہ لیا۔ اس کے بعد چونکہ لوگوں میں ایک گونہ سستی اور ضعف پیدا ہو گیا تھا اس لئے ابوجہل پھر قریش کی طرف متوجہ ہوا اور ان کو جنگ کی اشتعالک دی کہ اے لوگو دیکھو تم (سُراقہ بن جعشم کی اس حرکت کو کہ اوس نے تمہیں جنگ سے بھاگ کر ذلیل کر دیا) گھبرانہ جانا کیونکہ وہ تو پہلے سے محمد سے ساز کئے ہوئے تھا اس لئے بھاگ گیا اور وہ اس نالائق حرکت کی پاداش عنقریب معلوم کر لے گا اور جب ہم مقام قُدَید میں پہونچیں گے تو وہ دیکھہ لیگا کہ ہم اوس کی اس حرکت کے بدلے میں اوس کی قوم کے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ اور دیکھو تم عُتبہ اور شیبہ اور ولید کے قتل سے بھی کچھ گھبراہٹ میں نہ پڑ جاتا کیونکہ وہ کچھ مسلمانوں کی کارروائی کی وجہ سے قتل نہیں ہوئے بلکہ محض اپنی جلد بازی اور بل کے گھمنڈ میں بے پرواہی سے وار کرنے میں قتل ہو گئے ہیں سو تم سب سنبھل سنبھل کر کام کرو پھر دیکھو کیا کایا پلٹ ہوتی ہے اور یاد رکھو خدا کی قسم آج ہم اس میدان سے جب ہی ٹلینگے جب محمد اور اوس کے ساتھیوں کو رسیّوں میں جکڑ لیں گے لہذا تم میں سے کوئی شخص بھی (جو اونپر قابو پا جاوے) اونکو قتل نہ کرے بلکہ گرفتار کرکے باندھ لے پھر مکہ میں لیجا کر اون کو اپنے دین کے چھوڑنے اور اُس سے نفرت کرنے کا خوب مزہ چکھا دیں گے اور اونکو بخوبی دکھلا دیں گے کہ اپنے قدیمی دین کے چھوڑنے والوں کا یہ حشر ہوا کرتا ہے اور وہ اس طرح ذلیل و خوار ہوا کرتے ہیں۔

ہمسے محمد نے اور اُن سے عبدالوہاب نے اور اون سے محمد نے اور اون سے واقدی نے اور اون سے ابن ابی حبیبہ نے اور اون سے داؤد بن حُصَین نے اور اون سے

عُروہ نے اوران سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بدر کے روز مُہاجرین
کا جھنڈا عبدالرحمٰن کے دونوں لڑکوں کے پاس تھا اور قبیلہ خزرج کا جھنڈا عبداللہ
کے لڑکوں کے ہاتھ میں تھا اور قبیلہ اُوس کا جھنڈا عبداللہ کے دونوں لڑکوں کے
سپرد تھا۔ ہمسے محمد نے اوراون سے عبدالوہاب نے اوراون سے محمد نے اوران سے
واقدی نے اوران سے عبداللہ بن محمد بن عُمر بن علی نے اوران سے اسحاق بن سالم نے
اوران سے زید بن علی نے بیان کیا کہ بدر کے روز آپ کے جھنڈے پر (یا مُصَوِّرُ اَمِت)
(ترجمہ اے پیدا کرنیوالے ان دشمنوں کو ناپید کردے) لکھا ہوا تھا۔
کہتے ہیں کہ قریش میں سے سات لڑکے نوعمر مسلمان ہو گئے تھے مگر ابھی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کیخدمت میں حاضر نہ ہونے پائے تھے کہ اونکے بزرگوں کو خبر ہو گئی اونھوں نے
اس خیال سے (کہ کہیں یہ خفیہ خفیہ مدینہ کو نہ بھاگ جائیں) اون سب کو گرفتار کرکے قید کردیا
تو اون کا اسلام کچھ ادھورا ہی سا رہ گیا اسی اثنا میں بدر کا قصہ پیش آگیا اور وہ اسی ادھورے پن
مین قریش کے لشکر کے ساتھ جنگ بدر میں گئے (اون میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ قیس بن
ولید بن مُغیرہ اور ابو قیس بن فاکہہ بن مُغیرہ اور حارث بن زُمعہ اور علی بن اُمیّہ بن خَلَف
اور عاص بن مُنبّہ بن حجّاج) وہاں جاکر جب مسلمانوں کے لشکر کو تھوڑا سا دیکھا تو اسلام
سے بالکل برگشتہ ہو گئے اور اوس کی توہین کرنے لگے اور آپس میں کہنے لگے (غَرَّ ہٰؤُلَاءِ
دِینُهُم) ترجمہ۔ مسلمانوں کو اون کے دین نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے) یعنی اون کا دین
دین کچھ نہیں ہے بلکہ یہ تو دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں اگر یہ دین خدائی ہوتا تو وہ ضرور
ان کی مدد کرتا پھر یہ ایسے بے سروسامان اور گنے چُنے کیوں ہوستے چنانچہ پھر قریش
کے ساتھ شامل ہوکر مسلمانوں سے لڑے اور قتل ہو گئے اللہ تعالیٰ اسے اس آیت میں
(اِذْ یَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِینَ فِی قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هٰؤُلَاءِ دِینُهُم الآیۃ) ترجمہ۔ جب منافق
اور مذبذب آدمی یوں کہہ رہے تھے کہ مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے
یعنی اے مسلمانوں دیکھو تو سہی ہمنے تمہارے ساتھ کیسا اچھا سلوک کیا اور تمہاری کیسے
نازک وقت میں دستگیری کی کہ جب مُنافق اور (جن لوگوں کے دل شک وشبہ کی

وجہ سے ڈانواں ڈول ہو رہے تھے) وہ تمہیں تھوڑا اور بے سروسامان دیکھکر تمہاری پھبتیاں اُڑا رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ ان کو توان کے دین نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے چنانچہ ہم نے اُن کا سر توڑ دیا اور اونکو دکھلا دیا کہ جو لوگ اللہ کے بھروسہ پر بے سروسامانی کی حالت میں بھی کھڑے ہو اکرتے ہیں اللہ انکو اس طرح سنبھال لیا کرتا ہے اور اپنے دشمنوں کو باوجود اتنے آدمیوں اور اسقدر ساز و سامان کے اس طرح غارت کر دیا کرتا ہے) انھیں لوگوں کا ذکر فرمایا ہے اس کے بعد تین آیتوں میں اون کافروں کا ذکر کیا ہے جو پکے اور کھلم کھلا کافر تھے چنانچہ فرماتے ہیں (۱) اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِندَ اللّٰہِ الَّذِینَ کَفَرُوا فَھُمْ لَا یُؤْمِنُونَ الَّذِینَ عَاھَدتَّ مِنْھُمْ ثُمَّ یَنقُضُونَ عَھْدَھُمْ فِی کُلِّ مَرَّۃٍ وَّھُمْ لَا یَتَّقُونَ اِلٰی قَوْلِہٖ فَشَرِّدْ بِھِم مَّنْ خَلْفَھُمْ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُونَ ۝ ترجمہ۔ خدا کے نزدیک سب جانداروں سے بدتر وہ لوگ ہیں جو خدا کو نہیں مانتے اور تجھسے گھڑی گھڑی عہد و پیمان کر کے اوس کو بیدھڑک توڑتے رہتے ہیں سو اگر تو لڑائی میں کہیں ان پر قابو پا جائے تو ان کا ایسا حال بنا دینا کہ یہ عرب کے باقی لوگوں اور اپنی آئندہ نسلوں کے لیئے درس عبرت بنجاویں شاید وہی ان کی حالت سے کچھ اچھا سبق لے لیں۔

(۲) وَاِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیعُ الْعَلِیمُ ۝ ترجمہ۔ اور اگر یہ کچھ صلح خیر کی طرف جھکیں تو تو بھی اس کی طرف جھک جا اور اس سے انکار نہ کر اور اس میں اللہ کے اوپر بھروسہ رکھ کہ وہ خوب سنتا اور جانتا ہے۔ (یعنی اگر یہ ظاہراً بھی مسلمان ہوں تو آپ ان کا اسلام قبول کر لیجئے اور اسمیں ان کی مکاری اور دغابازی کا خوف نہ کیجئے اس سے ہم خود نمٹ لیں گے)

(۳) وَاِن یُّرِیدُوا اَن یَّخْدَعُوکَ فَاِنَّ حَسْبَکَ اللّٰہُ ھُوَ الَّذِی اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ وَبِالْمُؤْمِنِینَ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوبِھِمْ لَوْ اَنفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیعًا مَّا اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوبِھِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَھُمْ اِنَّہٗ عَزِیزٌ حَکِیمٌ (ترجمہ) اور اگر یہ لوگ اسلام کی آڑ میں تجھسے کچھ چال بازی کرینگے اور نقصان پہونچانا چاہیں گے تو اللہ تمہارا حامی کار اور مددگار ہے وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہونچنے دے گا اور وہ تو پہلے سے تمہارا پشت و پناہ ہے دیکھو کیسے نرغہ کے وقت

اوس نے اپنی خاص فوج (یعنی فرشتوں) اور مسلمانوں کے ذریعہ سے تمہاری مدد کی اور تمہاری آسانی کے لئے اپنی عجیب اور غریب قدرت وحکمت سے بآسانی ان سب کے دلوں میں اسلام کو رچا دیا (یہ ہمارا ہی کام تھا) اگر تو بغیر ہمارے سارے جہان کے خزانے بھی خرچ کر کے ان کے دلوں میں اسلام کو رجانا چاہتا تو تب بھی نہ رچا سکتا لیکن چونکہ اللہ کو تمہاری حمایت کرنی تھی اس لئے ان کے دلمیں تمہارے دین (یعنی اسلام) کو رچا دیا اور اللہ بڑی قدرت اور حکمت والا ہے کہ کوئی چیز اوس کی قدرت وحکمت کے سامنے اٹک نہیں سکتی چاہے کیسی ہی مشکل سے مشکل ہو۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالرحمان بن محمد بن ابی الرحال نے اور ان سے عمرو بن عبداللہ نے اور ان سے محمد بن کعب قرظی نے بیان کیا کہ اللہ نے بدر کے روز مسلمانوں کو اسقدر قوت دیدی تھی کہ بیس ۲۰ مستقل مزاج آدمی دو دو سو مشرکوں پر غالب آسکتے تھے اور یہ حکم دیا کہ بیس ۲۰ مسلمان دو سو کافروں سے لڑیں نیز بدر کے روز مسلمانوں کی امداد کے واسطے اللہ تعالیٰ نے دو ہزار فرشتے بھیجے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں کچھ ضعف دیکھا تو اس حکم کو بدلدیا اور بجائے اس کے یہ فرمایا کہ سو مسلمان دو سو مشرکوں کا مقابلہ کریں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے واپس تشریف لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک آیت ان لوگوں کی نسبت کہ جو تنگ کی وجہ سے کچے مسلمان تھے اور بدر کے روز مشرکوں کے ساتھ شامل ہو کر قتل ہو گئے تھے (اور یہ وہ ہی سات شخص ہیں کہ جن کو اون کے بزرگوں نے مسلمان ہونے کی وجہ سے قید کر دیا تھا جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے اور ولید بن عُتبہ بن ربیعہ بھی انھیں میں تھا) دوسرے اُن لوگوں کی نسبت جو مسلمان ہو چکے تھے مگر مکہ سے ہجرت کرنے کی اون کو قدرت نہ تھی) یہ حکم بھیجا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ = تین آیتوں تک (ترجمہ) جن لوگوں کی جان فرشتے کفر و شرک کی حالت میں کھینچتے ہیں (تو اون سے یہ کہتے ہیں کہ تم یہ کیا حرکتیں کر رہے تھے اس پر وہ مشرک جواب دیتے ہیں کہ صاحب ہم تو خود نہیں کر رہے تھے بلکہ ہماری کمزوری کی وجہ سے دوسرے لوگ

زبردستی ہمسے کرا لیتے تھے اس پر فرشتے پھر سوال کرتے ہیں کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ خدا کی زمین تو بہت بڑی تھی تم وہاں سے نکلکر دوسری جگہ کیوں نہیں چلے گئے تھے آخر وہ یہاں آ کر لاجواب ہو جاتے ہیں) تو بیشک ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہی مگر ایسے کمزور مرد اور عورتیں اور بچے کہ جو گھر سے بھی نہیں نکل سکتے وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کہ قریب قریب اللہ ان کو معاف ہی کر دے گا اور یہ اللہ کی قدیمی عادت ہے کہ وہ ایسے معذور لوگوں سے کچھ مواخذہ نہیں کیا کرتا اور جو لوگ اللہ کے راستہ میں اپنے گھروں سے نکلیں گے اون کو دوسری جگہ بہت گنجائش اور آسائش ملیگی۔ اور جو شخص اللہ اور رسول کے واسطے اپنے گھر سے نکلے (مگر وہاں تک پہونچ نہ سکے) اور راستہ میں اوس کو موت گھیر لے تو اوس کا بدلہ اور انعام بھی خدا کے ذمہ لازم ہو گیا۔

راوی کہتا ہے کہ مہاجرین نے یہ آیت اطلاع کے لئے اون لوگوں کے پاس جو مسلمان ہو گئے تھے مگر ابھی تک مکہ ہی میں مقیم تھے بھیجی چنانچہ جندب بن ضمرہ جندعی نے اسکو دیکھکر اپنے جی میں کہا کہ میرے لئے تو مکہ میں رہنے کا کوئی عذر معلوم نہیں ہوتا یہ سوچکر انھوں نے اپنے آدمیوں سے کہا (اور یہ اوسوقت مریض تھے) کہ تبدیل آب و ہوا کیلئے مجھے کہیں باہر لے چلو شاید اسی سے کچھ افاقہ ہو جاوے اوںھوں نے کہا بہت اچھا کس طرف چلنے کو جی چاہتا ہے انھوں نے کہا کہ مقام تنعیم کی طرف لے چلو چنانچہ وہ ان کو تنعیم کی طرف لے گئے (اور تنعیم اور مکہ کے درمیان مدینہ کے راستہ سے چار میل کا فاصلہ ہے) وہاں جاکر اوںھوں نے اللہ سے درخواست کی کہ اے اللہ میں تیرے راستہ میں گھر سے نکل آیا ہوں تو اس کو قبول کر لے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اونکی درخواست منظور کر لی اور انھیں کے بارہ میں یہ آیت بھیجی۔ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ الخ ترجمہ۔ کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے پاس جانے کے لئے اپنے گھر سے نکلگیا مگر وہاں تک پہونچ نہ سکا کہ موت نے اُس کو گھیر لیا تو ایسے شخص کا انعام و اکرام بھی خدا کے ذمہ لازم ہو گیا۔

چنانچہ مکہ میں جو مسلمان ایسے تھے کہ اون کو وہاں سے نکلنے کی قدرت تھی اس خبر کے

پہونچتے ہی فوراً وہاں سے نکل کھڑے ہوئے ابوسفیان کو اس کی اطلاع ہوئی تو اوسنے
چند آدمیوں کو لیکر ان کا پیچھا کیا اور گرفتار کر کے ان کو مکہ میں لایا اور قید کر دیا اور بڑی
سخت سزائیں دیں اس پر یہ لوگ عاجز ہو کر اپنے ارادہ سے باز آگئے تو اللہ تعالیٰ
نے ان کے بارہ میں پھر یہ آیت نازل کی۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ فَاِذَآ اُوْذِیَ
فِی اللّٰہِ جَعَلَ فِتْنَۃَ النَّاسِ کَعَذَابِ اللّٰہِ۔ تین آیتوں تک (ترجمہ) بعض لوگ خدا پر ایمان
تو لے آتے ہیں مگر جب اونکو اس پر آدمیوں کی طرف سے کچھ تکلیف پہونچتی ہے تو وہ اوس
تکلیف کو خدا کی تکلیف کے برابر سمجھ لیتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ خدا کی تکلیف اس سے
بدرجہا بڑی ہے۔ صحابہ نے اس کو پھر مکہ کے مسلمانوں کے پاس لکھا کہ دیکھو تمہاری بابت
خدا کا یہ حکم آیا ہے اس پر وہ لوگ بہت گھبرائے اور خدا سے توبہ کی اور کہا کہ اے اللہ ہم
آپ سے اس امر کا عہد کرتے ہیں کہ اگر آپ کی بابت ہمیں کوئی تکلیف پہونچاوے گا تو ہم
اوسے ہرگز ہرگز آپکی تکلیف کے برابر نہ سمجھیں گے چنانچہ یہ عہد کر کے وہ لوگ پھر دوبارہ مکہ سے
فرار ہوئے اور ابوسفیان اور مشرکوں نے بھی ان کا پھر پیچھا کیا مگر یہ لوگ پہاڑوں میں کو ہولئے
اور اون کے ہاتھ نہ آسکے۔ آخر وہ عاجز ہو کر لوٹ آئے اور اس جھنجل میں جو مسلمان باقی رہگئے
تھے اون پر بڑی آفت اتاری چنانچہ اونکو بیحد مارا اور قسم قسم کی تکلیفیں پہونچائیں اور اسلام
کے چھوڑنے پر اونکو ہر طرح سے مجبور کیا۔ اور ابن ابی سرح مُرتد ہو کر مکہ واپس چلا آیا اور
قریش سے کہا کہ محمد کے پاس وحی وغیرہ کچھہ نہیں آتی بلکہ اُس کو ایک عیسائی غلام
مسمّٰی ابن قُتطہ سکھاتا ہے چنانچہ اوس سے جو کچھہ سیکھہ کر آتے تھے وہ مجھ سے لکھواتے
تھے اور میں اوس کو لکھکر جیسے جی چاہے بدل سدل دیتا تھا سو اگر یہ خدا کا کلام ہوتا تو اس
میں ایسے ردو بدل کی کہاں گنجایش ہوتی اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت بھیجی اور اوس کا جواب
دیا۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُہٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْہِ اَعْجَمِیٌّ وَّھٰذَا
لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ (ترجمہ) قریش جو کہتے ہیں کہ محمد کو یہ کلام کوئی آدمی سکھاتا ہے سو
ان کی اس بات چیت کا ہمیں بھی خوب پتہ ہے ہم عنقریب ان کی خبر لے لیں گے اور
تعجب ہے کہ ان ہیئے کے اندھوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ جس شخص کو یہ آپ کا استاد بتلاتے

ہیں اوسکی زبان تو عجمی ہے اور یہ کلام پاک تو سراسر عربی ہے پھر وہ کیسے سکھلاتا ہے۔
اور جن لوگوں کو ابو سفیان وغیرہ نے قید کر کے تنگ کر رکھا تھا اور جبر و تشدد سے اُن سے کلمات کفریہ کہلواتے تھے ان کی نسبت اللہ نے یہ حکم بھیجا۔ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ۔ تین آیتوں تک (ترجمہ) جن لوگوں کے دل میں تو ایمان رچا ہوا ہے مگر وہ کسی دوسرے کی زبردستی سے کفر کے کلمات کہتے ہیں تو ایسے معذور لوگوں سے خدا بالکل ناراض نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایسے لوگوں سے ناخوش ہے جو خود بخود دل کھولکر کفر کرتے ہیں سو انھیں پر خدا کا قہر و غضب ہوگا اور انھیں کے لئے خدا کی سخت سزا طیار رہے۔ راوی کہتا ہے کہ ابن ابی سرح بھی اُنھیں لوگوں میں سے تھا جنھوں نے خود بخود دل کھول کر کفر کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی نسبت جو ابو سفیان کے ہاتھ سے نکلکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فرار ہو گئے تھے یہ آیت نازل فرمائی ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا الخ۔ ترجمہ۔ جو مسلمان کافروں کی آفت ناگہانی جھیل جھیل کر بھی اپنے گھروں سے بھاگ آئے اور پھر آپ کے ساتھ بڑے صبر و استقلال سے لڑائیوں میں کام کیا تو ایسے لوگوں سے تیرا رب بڑا خوش اور ان پر حد سے زیادہ مہربان ہے۔

ہمسے شیخ ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد بزاز نے اور ان سے ابو محمد حسن بن علی بن محمد جوہری نے اور اون سے محمد بن حَبُّوْیَہ اور ان سے عبد الوہاب بن ابی حبۃ نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمرو واقدی نے اور ان سے ابو اسحاق بن محمد نے اور ان سے اسحاق بن عبد اللہ نے اور ان سے عمر بن حکم نے بیان کیا کہ بدر کے روز خُویلد بن عَدَوِیَہ نے قریش کو للکار کر یہ کہا کہ اے قریش دیکھو تم سُراقہ کی بات پر نہ جانا کیونکہ سُراقہ کچھ آدمیوں میں آدمی نہیں ہے علاوہ ازیں تمہیں اس کی قوم کی نسبت بھی معلوم ہے کہ وہ ہمیشہ ہر موقعہ میں ہمیں ذلیل ہی کرتے رہے ہیں لہذا تم اس کے بیہودہ پن کی وجہ سے ڈھیلے نہ پڑجاؤ بلکہ خوب ڈٹ کر اپنی قوم کے لئے جانبازی کرو اور دشمنوں پر کاری ضربیں لگاؤ اور جلد بازی کر کے کام کو خراب

نہ کرو کہ اس کا برا نتیجہ ہوگا مجھے عُتبہ اور شیبہ کی طرف سے یہی یقین ہے کہ اونھوں نے
جلدبازی میں اپنا برا حشر کرلیا ورنہ وہ کسی کے قابو کے کاہیکو تھے۔ ہمسے محمد نے اوراون
سے عبد الوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عُبید بن
یحیٰی نے اوران سے معاذ بن رفاعہ بن رافع نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ
بدر کے روز ہمنے شیطان کو اپنے کانوں سے (چیختا چلاتا اور دہائی دیتا) سنا اور اوس نے اس
روز اپنی صورت سُراقہ کی سی بنا رکھی تھی۔ فرشتوں کو دیکھکر بھاگ گیا اور جاکر دریا میں کود پڑا
پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ سے کہنے لگا کہ اے اللہ تیرا وعدہ بالکل سچا ہے جو کچھ تو نے مجھسے وعدہ
کیا تھا وہ کر دکھایا اور میں نے خوب اوسکو اپنی آنکھوں سے دیکھہ لیا غرضکہ اسطرح بھاگ کر
اور خوشامد درآمد سے اپنی جان بچائی اور ساری لعنت ملامت سُراقہ کے سر تھوپ دی چنانچہ
اس کے بعد قریش سُراقہ ہی کو لعنت ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بدر کے روز تو نے ہی بھاگ
کر ہمارا ستیاناس کیا ہے اور ہمیشہ کے لئے ہمارا منہ کالا کر دیا ہے اور وہ بیچارہ قسمیں کھا کھا کر
کہتا تھا کہ بھائی جو کچھہ تم بتلا رہے ہو میں نے اس میں سے ایک کام بھی نہیں کیا مگر اس کی کون
مانتا تھا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبد الوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی
نے اوران سے ابو اسحاق اسلمی نے اوران سے (بنی عباس کے ایک غلام) حسن بن
عبید اللہ حُنین نے اوران سے عُمارہ بن اُکیمہ لیثی نے بیان کیا کہ ایک بزرگ (ماہی گیر) مجھ
سے کہتے تھے کہ بدر کے روز میں دریا کے کنارے ایک ٹیلہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے
کان میں ایک چیخنے والے کی آواز آئی کہ وہ بڑی وحشتناک آواز سے چیخیں مار مار کر یہ کہہ
رہا ہے ہائے رے ہم تو غارت ہوگئے دیکھو ہمارے خون سے میدان تک بھر گیا ہائے
افسوس اب ہم کیا کریں اور کدھر جائیں یہ سنکر میں نے ادھر اودھر جو دیکھا تو وہ سُراقہ معلوم ہوا
میں جلدی سے اس کے پاس گیا اور کہا کہ میرے ماں باپ تجھپر قربان ہو جاویں تو اب
کیوں گھبرا رہا ہے کیا بات ہے اوس نے مجھے تو کچھہ جواب نہ دیا اور دریا میں گھس گیا پھر آسمان
کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہنے لگا کہ اے میرے رب جو کچھہ تو نے وعدہ کیا تھا وہ بالکل
سچ کر دکھایا تو بیشک سچا ہے۔ یہ دیکھکر میں نے اپنے جی میں کہا کہ خدا کی قسم سُراقہ تو کچھہ

باؤلا سا ہو گیا ہے اور یہ سارا قصہ بدر کے روز شام کے وقت کافروں کے مسلمانوں سے شکست کھانے کے بعد ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ جنگ بدر میں فرشتوں کی یہ علامت تھی کہ اونکے سروں پر سبز اور سرخ اور زرد عمامے بہت خوشنما چمکدار بندھے ہوئے تھے اور شملے پشت پر لٹکے ہوئے تھے اور اون کے گھوڑوں کی پیشانیوں پر بال لگے ہوئے تھے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمر نے اور ان سے محمود بن لبید نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہ فرمایا کہ دیکھو فرشتوں نے نشان لگا رکھے ہیں تم بھی کچھ نشان لگاؤ صحابہ نے فوراً اپنی اپنی ٹوپیوں اور خودوں میں بال لگا لئے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن محمد نے اور انسے ان کے والد نے بیان کیا کہ صحابہ میں سے چار شخص لڑائی کے وقت نشان لگایا کرتے تھے۔ چنانچہ بدر کے روز حضرت حمزہ کا نشان یہ تھا کہ ان کے سر پر نُعامہ (جانور) کا پر لگا ہوا تھا اور حضرت علی کے سر پر سفید بال لگے ہوئے تھے اور حضرت زبیر کا یہ نشان تھا کہ اون کے سر پر ایک زرد رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی اور حضرت زبیر یہ فرمایا کرتے تھے کہ بدر کے روز فرشتے چت کبرے گھوڑوں پر سوار ہو کر اور زرد عمامے باندھکر آئے تھے چنانچہ حضرت زبیر نے بھی اون کی مشابہت کی وجہ سے اوس روز زرد پٹی کو نشان بنایا تھا اور حضرت ابُودجانہ نے اپنا نشان سرخ پٹی کو بنا رکھا تھا ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن موسیٰ بن اُمیہ بن عبداللہ بن ابی اُمیہ نے اور انسے مُصعب بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت سُہَیل کے ایک غلام نے بیان کیا کہ سُہَیل بن عمرو یہ فرماتے تھے کہ میں نے بدر کے روز خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ بہت سے سُرخ و سفید اور خوب صورت آدمی چت کبرے گھوڑوں پر سوار نشان لگائے ہوئے زمین و آسمان کے درمیان بھرے ہوئے تھے اور کافروں کو قتل بھی کرتے تھے اور گرفتار بھی کرتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ ابو اُسَید ساعدی نابینا ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اسوقت بینا ہوتا اور میں اور تم بدر میں ہوتے تو تمہیں وہ گھاٹی

(یہ بہت تنگ و تاریک ہی) جس میں سے فرشتے نکل رہے تھے دکھلاتا مجھے خوب اچھی طرح سے یاد ہے اوس کو ابتک ذرا بھی نہیں بھولا۔ اور یہی حضرت سُہیل کے غلام بنی غفار کے کسی شخص سے روایت کیا کرتے تھے کہ وہ یوں کہتا تھا کہ میں اور ایک میرا چچازاد بھائی بدر کے روز ایک پہاڑ پر چڑھکر (جو شام کی طرف تھا) بیٹھ گئے اور ہم اوسوقت تک مشرک تھے اور ہم اوسوقت تک مشرک تھے اور ہمارا یہ خیال تھا کہ جو لشکر ہاریگا ہم بھی اوس کی خوب لوٹ مچائیں گے اسی اثنا میں ہمیں ایک بادل آتا ہوا دکھائی دیا اور جب آتا آتا بالکل ہمارے قریب آگیا تو اوسمیں سے ہمیں گھوڑوں کے ہنہنانے اور ہتھیاروں کی جھنکار کی آواز سنائی دی اور یہ بھی سنائی دیا کہ ایک شخص (اے حَیزُوم تجھے کیا ہو گیا جلدی جلدی آگے کو چل بھی) کہہ رہا ہے اُس سے ہمیں ایسی دہشت لگی کہ میرے چچازاد بھائی کا تو دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ اسیوقت مر گیا اور میں بھی مرنے کے قریب ہو گیا تھا لیکن پھر تھوڑی دیر میں ذرا سنبھل سا گیا جو بچ گیا جب ذرا ہوش و حواس درست ہوئے تو میں نے اوس کو دیکھنا شروع کیا کہ دیکھوں کدھر جاتا ہی چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی طرف گیا۔ جب وہ اُدھر سے واپس آیا تو میں وہیں موجود تھا۔ پھر اوسمیں سے وہ پہلی سی باتیں سنائی نہیں دیں۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے خارجہ بن ابراہیم بن محمد بن ثابت بن قیس بن شَمّاس نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ بدر کے روز فرشتوں میں سے یہ (اے حَیزُوم تجھے کیا ہو گیا جلدی جلدی آگے کو چل) کون کہہ رہا تھا۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ یارسول اللہ مجھے تو معلوم نہیں اور میں سارے فرشتوں کو جانتا بھی نہیں ہوں۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالرحمن بن حارث نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا مسمّی عُبَید بن ابی عُبَید نے اور اُن سے ابو رُہم غفاری نے اور ان سے ان کے ایک چچازاد بھائی نے بیان کیا کہ میں اور ایک میرا چچازاد بھائی بدر کے چشمہ پر کھڑے اور مسلمانوں کے لشکر کو کم اور قریش کے لشکر کو زیادہ دیکھکر آپسمیں

یہ مشورہ کر رہے تھے کہ ابھی تو الگ ہی کھڑے رہو جب لڑائی شروع ہو جاویگی تب مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو جاویں گے اسی خیال میں گھومتے گھامتے اور بات چیت کرتے کراتے ہم رسول اللہ کے لشکر کی بائیں جانب جا نکلے اور لشکر کو دیکھ بھال کر ہم آپس میں کہنے لگے کہ یہ تو قریش کے لشکر سے اندازاً چوتھائی معلوم ہوتا ہے اسی اثنار میں اچانک ایک بادل آگیا اور سارے میں چھا گیا ہمنے جو اوس کی طرف کو دیکھا تو اوسمیں سے مردوں اور ہتھیاروں کی آواز آنے لگی اور یہ بھی سنائی دیا کہ ایک شخص اپنے گھوڑے کو (اے حیزوم آگے کو کیوں نہیں چلتا تجھے کیا ہو گیا) یہ کہہ رہا ہے اور بعض یہ کہہ رہے ہیں کہ بھائی ذرا آہستہ آہستہ چلو تاکہ پچھلے بھی آجاویں۔ آخر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی دائیں جانب جاکر اوترے پھر ایسی ہی ایک اور جماعت آئی وہ خاص آپ کے ساتھ رہی اس قصہ کے بعد جو ہمنے مسلمانوں کے لشکر کی طرف دیکھا تو اب وہ قریش کے لشکر سے دوگنا معلوم ہونے لگا مگر میرا چچازاد بھائی اس واقعہ کو دیکھکر ہول گیا اور اسی ہول میں مر گیا اور دہشت سے ہوش و حواس تو میرے بھی خراب ہو گئے تھے مگر میں ذرا کچھ سنبھلا رہا اس لئے بچ گیا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو پسند کر لیا اور آپ ہی کے ساتھ ہو گیا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ یہ مسلمان ہو گئے تھے اور اچھے مسلمان ہوئے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان جتنا عرفہ کے دن زیادہ ذلیل اور حقیر اور ٹھیکارا مارا اور طیش میں بھرا ہوا ہوتا ہے اتنا کسی اور دن نہیں ہوتا اور یہ محض اس وجہ سے کہ اوس روز خدا کی رحمت اور (آدمیوں کے بڑے بڑے گناہوں کی) مغفرت بہت زیادہ اوترتی ہے اور یہ اوس کو دیکھ دیکھ کر عداوت کی وجہ سے چڑتا ہے مگر جو چیز اس نے بدر کے روز دیکھی ہے وہ اس کے لئے عرفہ کے دن کی رحمت اور مغفرت سے بھی زیادہ سم قاتل ہو گئی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بدر کے روز اس نے اور ایسی کیا چیز دیکھی آپ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام کو اور دوسرے فرشتوں کو مشرکوں سے لڑنے کے لئے ترغیب دیتا اور تیز کرتا ہوا دیکھا جس سے اوسکی بالکل مٹی پلید ہو گئی اور یہ بیحد ذلیل و خوار ہوا۔ نیز آپ نے بدر کے روز یہ فرمایا کہ دیکھو یہ حضرت جبرئیل دحیہ کلبی کی صورت میں ہوا کو چلا رہے ہیں اور اللہ نے

مجھے پچھوا ہوا سے فتح دی ہے اور قوم عاد کو پروا ہوا سے غارت کر دیا تھا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابو اسحاق بن ابی عُبَید اللہ نے اوران سے عبدالواحد بن ابی عَون نے اوران سے صالح بن ابراہیم نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عَوف فرمایا کرتے تھے کہ بدر کے روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں دو آدمی دیکھے جو بہت زور شور سے دشمنوں پر حملہ کر رہے تھے۔ پھر ایک تیسرا آدمی آپکی پشت پر آگیا اس کے بعد ایک چوتھا آدمی آپ کے آگے آگیا اور حملہ کرنے میں مشغول ہو گیا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابو اسحاق بن ابی عبداللہ نے اوران سے عبدالواحد بن ابی عون نے اوران سے حضرت زیاد (حضرت سعد کے غلام) نے اوران سے حضرت سعد نے بیان کیا کہ میں نے بدر کے روز دو آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں کھڑے اور آپ کی طرف سے لڑتے ہوئے دیکھا اور میں آپ کو دیکھ رہا تھا کہ آپ اللہ کی مدد کی جوش مسرت میں کبھی اس کو خوش ہو کر دیکھتے تھے اور کبھی اوسکو۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے اسحاق بن یحییٰ نے اوران سے حمزہ بن صُہَیب نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ معلوم نہیں میں نے بدر کے روز کتنے ہاتھ کٹے ہوئے اور کتنے کاری زخم (جنکا خون بند ہی نہیں ہونے پایا) دیکھے ہیں۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن یحییٰ نے اوران سے ابو عُفَیر نے اوران سے رافع بن خُدَیج نے اوران سے ابو بُردہ بن دینار نے بیان کیا کہ میں بدر کے روز تین سر لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور اُن کو آپ کے سامنے رکھکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان میں سے دو سر تو میں نے کاٹے ہیں باقی تیسرے سر کا یہ قصہ ہوا کہ میرے آگے اس کو ایک سرخ و سفید لانبے شخص نے مارا اور یہ اوس کے سامنے گر کر لڑھکنے لگا تو میں اس کو اُٹھا کر لے آیا یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ یہ مارنے والا فلاں فرشتہ تھا اور حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے تھے کہ جنگ بدر

کے سوا فرشتے کہیں نہیں لڑے۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابن ابی حُبَیبہ نے اوران سے داؤد بن حُصَین نے اوران سے عِکرِمہ نے اوران سے عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ بدر کے روز فرشتے (اپنے) آدمیوں کی صورت میں آکر مسلمانوں کی دلجمعی کرتے تھے چنانچہ میں نے اونکے قریب جاکر سنا تو وہ لوگوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ تم خاطر جمع رکھو یہ مشرک تمہارے آگے کچھ بھی نہیں۔ اللہ کے اس کلام میں (اِذْ یُوحِی رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَةِ اَنِّی مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِینَ اٰمَنُوا۔ الخ) ترجمہ۔ بدر کے روز تیرا رب فرشتوں کو یہ کہہ رہا تھا کہ دیکھو میں تمہارے ہی ساتھ ہوں سو تم مسلمانوں کی بیدھڑک ہوکر دلجمعی کرتے رہو) اسی کا تذکرہ ہے۔

ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن محمد نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں سائب بن اَبی حُبَیش اَسدی اپنے گرفتار ہونے کی نسبت بیان کیا کرتے تھے کہ خدا کی قسم مجھے کسی آدمی نے گرفتار نہیں کیا اس پر اون سے کسی نے دریافت کیا کہ پھر اور کس نے کیا تو اونھوں نے یہ فرمایا کہ جب قریش شکست کھاکر بھاگنے لگے تو میں بھی اون کے ساتھ بھاگنے لگا اسی اثنا میں ایک شخص نے (جو سرخ و سفید نہایت خوبصورت دراز قد چیت کبرے ہوا پر چلنے والے گھوڑے پر سوار تھا) مجھے گھیر لیا اور رسیوں سے جکڑ دیا اتنے میں عبدالرحمن بن عَوف آگئے اور مجھے بندھا ہوا دیکھکر اونھوں نے لشکر میں پکار کر کہا کہ اس کو کس نے قید کیا ہے جب کسی نے کچھہ جواب نہ دیا تو وہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے ابن ابی حُبَیش تجھے کس نے گرفتار کیا ہے سو مجھے اصلی قصہ تو بتلانا برا معلوم ہوا اس لئے میں نے یہ کہدیا کہ صاحب مجھے تو خبر نہیں اسپر آپ نے فرمایا کہ اسکو ایک بہت خوب صورت فرشتہ نے گرفتار کیا ہے اور لے ابن عَوف بس یہ تیرا ہی قیدی ہے جا تو ہی اس کو لیجا چنانچہ وہ مجھے لے گئے اس کے بعد حضرت سائب فرمانے لگے کہ یہ بات مجھے ابتک یاد ہے اور مجھے مسلمان ہونے میں دیر ہی لگتی رہی آخر کار جب تقدیر جاگی تو اسلام لے ہی آیا۔ ہمسے محمد نے

اور اُن سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عائذ بن یحییٰ نے اور ان سے ابو حُویرث نے اور ان سے عُمارہ بن اُکیمہ لیثی نے اور ان سے حکیم بن حزام نے بیان کیا کہ بدر کے روز ہمیں خواب میں ایسا معلوم ہوا کہ گویا خلص کے میدان میں (اور یہ مقام رُویثہ کا ایک گوشہ ہے) آسمان سے ایک بڑی لمبی چوڑی دھاریوں دار چادر (کہ جس نے آسمان کے کنارے تک ڈھک لئے) گری ہے اور اوس سے اسقدر چیونٹیوں کی رَو نکلی کہ میدان میں سیلاب کی طرح پھیل گئی سو اس سے فوراً میرے جی میں یہ بات آئی کہ ضرور یہ کوئی نہ کوئی چیز آسمان سے محمد کی مدد کے لئے اوتری ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہم ہی لوگوں کو شکست ہوئی۔ اور یہ چیونٹیوں کی رو فرشتوں کی صورت مثالیہ تھی۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ابوالبختری مشرک کے قتل کرنے سے روک دیا تھا وجہ یہ تھی کہ جب آپ مکہ میں تھے تو قریش روزانہ آپ کو قسم قسم کی تکلیفیں پہونچاتے تھے ایک روز اتفاق سے اس کو جو معلوم ہوا تو یہ آپ کی جوش حمایت میں فوراً ہتھیار باندھکر قریش کے پاس گیا اور اون کو ڈانٹا اور یہ کہا کہ یاد رکھو جو شخص محمد کو کسی قسم کی اذیت پہونچائے گا اوس کی خبر ان ہتھیاروں سے لوں گا سو آپ کو اوس کی یہ بات یاد آگئی اور اس کے شکریہ میں آپ نے اُس کے قتل کی ممانعت کردی، ابوداؤد مازنی فرماتے ہیں کہ پھر لڑائی میں میری اور اوسکی مٹھ بھیڑ ہوگئی تو میں نے اوس سے کہا کہ دیکھ تو سہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے کہ تمام صحابہ کو تیرے قتل کرنے سے روک دیا ہے سو اب تو تو آپ کا تابعدار بن جا اوس نے کہا پھر یہ کونسا اچنبھا ہوا اونھوں نے اگر اب میرے قتل سے روکدیا ہے تو میں بھی پہلے اون کے قتل سے لوگوں کو روک چکا ہوں۔ باقی رہا تابعدار ہونا سو اوسکی نسبت یہ ہے کہ اگر میں خود بخود تابعدار بنجاؤں گا تو لات۔ اور عزّیٰ کی (یہ دو بتوں کے نام ہیں جن کی قریش پوجا کیا کرتے تھے) قسم کہ مکہ کی عورتیں مجھے ہنسیں گی اور یہ کہیں گی کہ دیکھو کیسا بزدل تھا کہ خود بخود ہی تابعدار ہوگیا سو یہ تو مجھ سے ہو نہیں سکتا اور یہ بھی مجھے معلوم ہو گیا کہ تو مجھے چھوڑنے کا نہیں بس اب آخر یہی ہے کہ جو تیرا جی چاہے سو کر یہ سنکر ابوداؤد نے اس کے ایک تیر رسید کیا اور اللہ سے یہ دعا کی کہ اے اللہ تیر بھی تیرا ہے اور یہ بندہ بھی تیرا

ہے سواس تیر کو اس کے ایسی جگہ پہونچادے کہ جس سے یہ پھر جاں بر نہ ہو سکے اور اوس وقت ابوالبختری زرہ پہنے ہوئے تھا چنانچہ وہ تیر زرہ کو توڑ کر اوس کے اندر گھس گیا اور اوسکو ہلاک کر دیا۔ اور بعض نے یہ کہا ہے۔ کہ ابوالبختری کو مُجذّر بن زیاد نے انجان پنہ میں قتل کر دیا تھا چنانچہ اس کے بارہ میں مجذّر نے ایک شعر بھی کہا ہے جو اس بات کی صریح علامت ہے کہ اس کا قاتل وہی ہے۔ اور جناب سرور کائنات نے حارث بن عامر بن نوفل کے قتل کی بھی ممانعت فرمادی تھی اور یہ فرمادیا تھا کہ اگر وہ تمہیں ملجاوے تو اوس کو گرفتار کر لینا قتل مت کرنا ان کی رعایت اس وجہ سے کی گئی کہ یہ بدر میں محض دوسرے لوگوں کی زبردستی سے آئے تھے اور وہ بھی بہت کراہت کے ساتھ مگر یہ بھی ابوالبختری کی طرح نوشتۂ تقدیر سے نہ بچ سکے اور خبیب بن یَساف کے ہاتھ سے انجان پن میں لقمۂ اجل ہو گئے بعد میں جب آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے افسوس کیا اور یہ فرمایا کہ اگر وہ مجھے قتل ہونے سے پہلے ملجاتا تو میں اوس کو ضرور اوس کی عورتوں کے لئے چھوڑ دیتا۔ اسی طرح آپ نے زَمعہ بن اسود کے قتل کی ممانعت کر دی تھی مگر ان کا حشر بھی ایسا ہی ہوا کہ انجان پن میں ثابت بن اسود یا ثابت بن جَذَع کے ہاتھ سے راہی ملک بقا ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ جب جنگ کی آگ بہت بھڑک گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوٹھا کر اللہ سے مدد مانگنی شروع کی اور کہا کہ اے اللہ اگر یہ جماعت میرے اوپر غالب ہو جاوے گی تو پھر تمام جہان میں شرک ہی شرک پھیل جاوے گا اور آپ کا دین بالکل قائم نہیں ہو سکیگا اسپر حضرت ابوبکر نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ گھبرایئے نہیں خدا کی قسم اللہ آپ کی ضرور مدد کریں گے اور وہ بھی ایسی کہ جس سے آپ کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہو جاوے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتے قطار در قطار آپ کی امداد کے لئے دشمن کی پشت پر بھیج دیئے اور آپ نے فوراً حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ لو ابوبکر خوشخبری سُن لو دیکھو یہ حضرت جبرئیل زرد عمامہ باندھے اور اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوا میں کھڑے ہیں شروع میں یہ میری نظروں سے غائب ہو گئے تھے پھر مقام نَقَعْ کے ٹیلو نپر یہ کہتے ہوئے ظاہر ہوئے کہ تم جو خدا سے مدد مانگ رہے تھے لو یہ آگئی ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے خدا کے حکم سے ایک مٹھی سنگریزے اوٹھا کر قریش کے لشکر کی طرف

پھینکدے اور اون کے آگے کھڑے ہو کر یہ دعا، فرمائی کہ اے اللہ ان کے دلوں میں رُعب ڈالدے اور ان کے قدموں کو ڈگمگا دے اس دعا کی برکت سے قریش شکست کھا کر ایسے بے اوسان ہو کر بھاگے کہ پیچھے کو مڑ کر بھی نہ دیکھا جب اُن میں بھاگڑ پڑ گئی تو مسلمانوں نے پیچھا کیا اور حسب موقع قتل بھی کیا اور گرفتار بھی کر لیا خدا کی قدرت سے اون تھوڑے سے سنگریزوں سے سب کافروں کے منہ اور آنکھیں بھر گئیں جس سے اُنکو راستہ بھی ملنا دشوار ہو گیا اور فرشتوں اور مسلمانوں کو ان کا قتل کرنا آسان ہو گیا پھر تو اونھوں نے اپنے ہاتھ خوب دکھلائے۔ چنانچہ ایک اسلامی شاعر مسمّٰی عَدِی بن ابی الزغبار نے بدر کے روز اپنا کارنامہ ظاہر کرتے ہوئے یہ شعر کہا۔ شعر

اَنَا عَدِیٌّ وَالسَّحَلُ　　اَمْشِی بِهَا مَشْیَ الْفَحَلُ

ترجمہ۔ میرا نام عَدِی ہے اور یہ میری جھول ہے۔ جس کو پہنکر میں مست اونٹ کی طرح جھومتا ہوا چلتا ہوں۔

آپ نے اس شعر کو سنکر لشکر میں دریافت کیا کہ عَدِی کس کا نام ہے۔ ایک شخص نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ میرا ہے پھر آپ نے اوس کے باپ کا نام پوچھا اوس نے بتلایا کہ فلاں نام ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ تو تمہیں نہیں پوچھتا پھر عدی بن ابی الزُّغبار نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نام عدی ہے آپ نے فرمایا کہ تم نے وہ کیا شعر کہا ہے اُنھوں نے پڑھا تو آپ نے کہا کہ سحل کیا چیز ہے اس نے عرض کیا کہ اس سے زرہ مراد ہے پس آپ ان سے بہت خوش ہوئے اور شاباشی دیتے ہوئے فرمایا کہ عَدِی بن ابی الزُّغبار بھی کیا اچھا عَدِی ہے اور جب آپ ہجرت فرما کر مدینہ کو تشریف لے گئے تو عُقبَہ بن ابی مُعیط کافر نے مکہ میں فاخرانہ مسلمانوں کی دھمکی کے لئے یہ شعر پڑھے۔

(رُباعی)

یَا رَاکِبَ النَّاقَةِ الْقَصْوَاءِ هَاجَرَنَا　　عَمَّا قَلِیلٍ تَرَانِی رَاکِبَ الْفَرَسِ
اُعِلُّ رُمْحِی فِیکُمْ ثُمَّ اَنْهَلُهُ　　وَالسَّیْفُ یَاخُذُ مِنْکُمْ کُلَّ مُلْتَبِسِ

(ترجمہ)

اے بُچّی اونٹنی کے سوار جو ہمارے پاس سے نکلکر بھاگ گیا ہے تو اس سے یہ مت سمجھ

کہ لیس اب ہمارے ہاتھ سے نکلگیا) بلکہ تو عنقریب مجھے گھوڑے پر سوار اپنے سر پر کھڑا ہوا دیکھیگا۔ میں اپنے نیزہ کو تمہارا خون ایک ایک گھونٹ پلاکر سیراب کروں گا۔ اور میری تلوار تمہارے میں سے دھوکہ کی ایک ایک بات کو چُن چُن کر نکالیگی۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے بیان کیا کہ یہ رباعی مجھے ابن ابی الزناد نے سنائی تھی۔ آخر یہ رباعی مشہور ہوکر آپ تک بھی پہنچی تو آپنے اس کے حق میں بد دعا کی اور فرمایا کہ اے اللہ اس کو اوندھے منہ ناک کے بل گرا کر پچھاڑ دے چنانچہ بدر کے روز اوس کا گھوڑا بدک گیا اور یہ اسی طرح نیچے گر پڑا عبد اللہ بن سلمہ عُجلانی نے یہ دیکھکر فوڑا اس کو آدابا اور گرفتار کرکے آپ کی خدمت میں حاضر کیا آپنے اس کو عاصم بن ثابت بن ابی اَفلَح کے سپرد کردیا اوھوں نے چند دنوں قید کرکے قتل کردیا۔ عبد الرحمٰن بن عوف فرماتے تھے کہ بدر کے روز جب کافر بھاگ گئے تو میں زرہوں کو جمع کررہا تھا اچانک اُمَیَّہ بن خَلَفُ وہاں آگیا اور یہ میرا پرانا دوست تھا (اور میرا نام کفر کی حالت میں عبد عمرو تھا پھر اللہ نے جب مجھے مسلمان کردیا تو میرا نام عبد الرحمٰن رکھا گیا) تو اس کی یہ عادت تھی کہ جب مجھے ملتا تھا عبد عمرو کہکر پکارتا تھا اور میں اس نام سے جواب نہیں دیتا تھا آخر مجبور ہوکر یہ کہا کرتا تھا کہ میں تو تجھے عبد الرحمٰن ہرگز نہیں کہنے کا کیونکہ مقام یمامہ میں مُسیلمہ (یہ ایک شخص کا نام ہے جس نے جھوٹ موٹ نبی ہونے کا دعوے کیا تھا) نے اپنا نام رحمٰن رکھ رکھا ہے سو میں تو تجھے اوس کی طرف منسوب نہیں کرنے کا البتہ اگر تجھے عبد عمرو سے ایسی ہی ضد ہے تو خیر میں اس کے بجائے عَبدُ الاِلٰہ کہہ لیا کروں گا۔ باقی عبد الرحمٰن تو ہرگز نہیں کہنے کا اسی اثناء میں بدر کا دن ہوگیا اور اوس روز قریب قریب ہر کافر کی حالت خراب تھی ان کو جو دیکھا تو یہ بھی اپنے لڑکے مسمی علی کو ساتھ لئے بری حالت میں مٹیالے اونٹ کی طرح پھر رہے ہیں مجھے دیکھکر اپنی قدیمی عادت کےموافق عبد عمرو کہکر پکارا مگر میں نے جواب نہیں دیا پھر عبد الالہ کہکر پکارا تو میں نے جواب دیا جب بات چیت ہونے لگی تو اوسنے کہا کہ چل ان کو چھوڑ بھی ان میں کیا رکھا ہے دودھ ہیں گے میں نے کہا اچھا چلو چنانچہ میں نے ان کو آگے آگے لے لیا اور چلدیئے جب ذرا امن کی جگہ

پہونچ گئے اور امیہ نے سمجھ لیا کہ اب کوئی خطرہ نہیں رہا تو مجھ سے پوچھنے لگا کہ میں نے آج تمہارے میں سے ایک آدمی دیکھا تھا کہ اس کے سینہ پر نعامہ (پرندہ) کا پر بطور نشان کے لگا ہوا تھا وہ کون شخص تھا میں نے کہا کہ وہ حمزہ بن عبد المطلب تھے یہ سنکر افسردہ سا ہوکر کہنے لگا کہ آج اس نے ہی ہمارا ستیاناس کیا ہے پھر کہنے لگا کہ ایک اور شخص پستہ قد سرخ پٹی کا نشان لگائے ہوئے تھا وہ کون تھا میں نے کہا وہ انصار میں سے تھا اور اس کا نام سماک بن خرشہ ہے کہنے لگا کہ اے عبد الالٰہ آج اس کی وجہ سے بھی ہم تمہارے سامنے عاجز اور بید ست و پا ہو گئے غرضکہ میں اوس کو آگے آگے لئے جارہا تھا اور اوس کا بیٹا بھی ساتھ ساتھ تھا کہ اچانک اس پر بلال کی نظر پڑگئی وہ اس وقت اپنا آٹا گوندھ رہے تھے آٹے کو تو چھوڑ دیا اور ہاتھ جھاڑتے ہوئے انصار کو آواز دی کہ اے انصار کی جماعت دیکھو تو یہ امیہ بن خلف کفر کا سردار جارہا ہے اس کو پکڑو پکڑو اب یہ ہاتھ سے نکل جاوے گا تو پھر ہاتھ نہیں آنے کا عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ انصار یہ سنکر ایسے بھاگے ہوئے آئے جیسے نئی بیاہی ہوئی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف بھاگا کرتی ہیں اور آتے ہی اُمیّہ کو سیدھا گرالیا میں بچانے کے لئے اوس کے اوپر پڑ گیا مگر حباب بن منذر نے تلوار اندر دیکر اوسکی ناک کاٹ لی جب اُمیّہ نے دیکھا کہ ناک کٹ گئی تو زندگی سے بیزار ہو کر مجھسے کہنے لگا میں تو الگ ہو جا اب مر ہی جانا بہتر ہے عبد الرحمٰن فرماتے ہیں کہ مجھے اوسکی یہ بیزاری دیکھکر حضرت حسان کا قول (جو اونھوں نے کسی نکٹے کو طعنہ دیتے ہوئے کہا تھا۔ مصرع۔ اَدَعَنْ ذٰلِكَ الْاُنُفِ الجادع " ترجمہ۔ کیا تو اس نکٹی ناک کو بھی لیکر بولتا ہے۔ یاد آگیا کہ واقعی یہ بات ہے مر ہی جانے کی۔ اس کے بعد خُبَیب بن یساف اوسپر دوڑ کر آیا اور ایسا مارا کہ وہ مر ہی گیا۔ اُمیّہ نے پہلے کسی وقت خبیب بن یساف کا ہاتھ کاٹ دیا تھا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہاتھ کو اپنی جگہ رکھکر دعا فرمائی آپ کی دعا کی برکت سے وہ جڑ گیا اور اچھا ہو گیا تھا اس لئے ...... وہ بھی جوش میں تھم نہ سکے اور اُس کو موت کے گھاٹ اوتار ہی دیا جب یہ مر چکا تو حضرت خُبَیب نے اُس کی لڑکی سے نکاح کر لیا اور اس نے اتفاق سی

وہ تلوار کا نشان ان کے ہاتھ پر دیکھکر مارنیوالیکو بددعا دی کہ اللہ اس مارنیوالے کے ہاتھ کو غارت کرے خُبَیب نے سنکر کہا کہ خدا کی قسم اوس کو تو میں لقمۂ اجل بنا بھی چکا چنانچہ خُبَیب اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اُمیّہ کے مونڈھے پر تلوار ماری اور نیچے تک چیرتا ہوا چلا گیا اگرچہ وہ زرہ پہنے ہوئے تھا مگر تلوار اس زور سے پڑی کہ اوس کی ساری کروٹ چیرتی ہوئی چلی گئی پھر میں نے اوس سے کہا کہ یہ لے بھی اور میں خُبَیب بن یَساف ہوں اور میں نے اوس کے سب ہتھیار لے لئے آخر اوس کا بیٹا علی مجھے اس بے دردی سے حملہ کرتے ہوئے دیکھکر مجھپر وار کرنے لگا تو حضرت حباب نے اوس کا آگا روکا اور اوس کے پاؤں پر ایک ایسی کاری ضرب لگائی کہ جس سے وہ کٹ گیا اور علی بچیبی سے ایسے زور سے چیخا کہ شاید ایسا کبھی نہ چیخا ہو پھر عمّار نے اوسکو بالکل قتل کر دیا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ عمّار اور علی کی لڑائی علی کے پاؤں کٹنے سے پہلے ہوئی تھی جس میں حضرت عمّار غالب رہے اور اوس کو قتل کر دیا مگر پہلی روایت کہ عمّار نے پاؤں کٹنے کے بعد اوس کو قتل کیا ہے۔ ہمارے نزدیک زیادہ قابل اعتبار ہے علاوہ ازیں اسکے بارہ میں اور بھی روایتیں ہیں۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عُبَید بن یحییٰ نے اور اُن سے معاذ بن رِفاعہ بن رافع نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ بدر کے روز جب ہماری نظر اُمیہ بن خَلف پر پڑی (اور وہ کفّار میں بڑا نشانداز تھا) تو وہ اپنا نیزہ لئے ہوئے تھا اور میرے پاس میرا نیزہ تھا غرضکہ میں اوس کے مقابلہ میں گیا اور ہماری دونوں کی ایسی نیزہ بازی ہوئی کہ نیزے بالکل بیکار ہو گئے پھر ہمنے تلواریں پکڑیں اور اون سے لڑے آخر کو اون کی بھی دھاریں گر گئیں اسی اثنا میں مجھے اوس کی زرہ کے اندر کو اوس کی بغل کے نیچے ایک زخم نظر پڑ گیا بس میں نے جانچ کر تلوار اسی زخم میں جھونک دی جس سے وہ بیدم ہو کر گر پڑا اور مر گیا اور تلوار راد وغیرہ سے بھری ہوئی نکلی۔ اس واقعہ کو بعض نے اور طریقہ سے بھی بیان کیا ہے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن قدامہ بن موسیٰ نے اور ان سے ان کے

والد نے اوران سے عائشہ قُدامہ کی بیٹی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ صفوان میں امیہ بن خلف
نے قُدامہ بن مظعون سے کہا کہ کیا بدر کے روز تو ہی میرے باپ کے قتل پر لوگوں کو اُکسا رہا
تھا قدامہ نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ نہیں میں نے تو ایسا نہیں کیا اور اگر میں ایسا کرتا تو (مجھے
مشرک کے قتل سے) کیا انکار تھا مگر میں نے تو کیا ہی نہیں اسپر صفوان نے کہا کہ اچھا پھر اور
کون اُکسا رہا تھا اوس نے کہا کہ دراصل میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ قبیلہ انصار کے چند نوجوان
اوسپر منڈھر رہے تھے اور اون کے ساتھ معمر بن حُبیب بن عُبَید بن حارث بھی اپنی تلوار دمادم
چلا رہے تھے یہ سنکر صفوان معمر سے جلگیا اور کہا کہ وہ تو بندر کا بچہ ہے۔ (اور معمر تھے بھی بدصورت)
اس گفتگو کی خبر کسی طرح حارث بن حاطب کو بھی پہونچ گئی تو وہ غصہ میں بھرے فوراً صفوان
کی ماں کے پاس گئے (اور یہ مُعمر بن حُبیب کی بیٹی مسماۃ کریمہ تھی) اور اوس سے کہا کہ دیکھہ لے
تو اسے اپنے بیٹے کو روک لے یہ کفر کے زمانہ میں تو ہمارے پیچھے لگا ہی رہتا تھا اب اسلام کے
زمانہ میں بھی باز نہیں آتا۔ اوس نے کہا کیوں خیر تو ہے کیا بات ہوئی انھوں نے صفوان کا سارا
قصہ سنایا اوس نے بہت افسوس ظاہر کیا اور جب صفوان گھر میں آیا تو اوس کی ماں نے
ڈانٹ کر کہا کہ اے صفوان کیا تو مُعمر بن حُبیب کی مذمت کرتا پھرتا ہے حالانکہ وہ بدر کے
مجاہدین میں سے ہیں اور پھر بوڑھے تجھے شرم نہیں آتی خدا کی قسم تو تو ان کی جوتیوں کے
برابر بھی نہیں صفوان نے ماں سے کہا کہ اے ماں خدا کی قسم میں پھر کبھی ایسی بات نہیں کہنے کا
اور میں نے تو یہ معمولی بات سمجھکر کہدی تھی۔ ہمسے محمد نے اور اون سے عبدالوہاب نے اور اُن
سے محمد نے اور اُن سے واقدی نے اور ان سے محمد بن قدامہ نے اور ان سے ان کے
والد نے اور اون سے عائشہ قُدامہ کی بیٹی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ صفوان بن اُمیّہ کی ماں
کے سامنے حُباب بن مُنذر مکہ میں موجود تھے اوس سے کسی نے کہا کہ دیکھہ اسی نے تو تیرے
بیٹے علی کا پاؤں بدر کے روز کاٹا تھا صفوان کی ماں نے ناراض ہو کر کہا کہ میرے آگے
ایسے کمبخت آدمیوں کا ذکر نہ کر جو شرک و کفر کی حالت میں قتل ہو گئے ہیں۔ اللہ نے علی کو
حباب بن منذر کے کاٹنے سے ذلیل کر دیا اور حُباب بن مُنذر کو اسپر وار کرنے سے عزت دی
پھر اسمیں کسی کا کیا چارہ جس نے جیسا کیا اوسکو ویسا ہی پھل ملا اور وہ کمبخت یہاں سے جاتے

وقت تو مسلمان تھا نہ معلوم وہاں جاکر کیا ہوگیا جو مشرک ہوکر قتل ہوا۔ کہتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عَوَام فرماتے تھے کہ بدر کے روز عُبَیدہ بن سَعِید بن عاص اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور سر سے پاؤں تک زرہ میں ڈھکا ہوا تھا صرف آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ایک چھوٹی لڑکی کو ساتھ لئے ہوئے تھا جس کا بیماری کی وجہ سے پیٹ بڑھ گیا تھا۔ اور محبت میں یوں کہتا ہوا پھر رہا تھا کہ میں اس چھوٹی سی پیٹیل لڑکی کا باپ ہوں اسی اثنا میں میری اور اوس کی مٹھ بھیڑ ہوگئی اور میرے ہاتھ میں نیزہ تھا چنانچہ میں نے تاک کر اوس کی آنکھ میں مارا تو وہ گھوڑے سے گر پڑا نیزہ ویسے تو نکل نہ سکا اس لئے میں نے اس کے کلّے پر پاؤں رکھکر زور سے کھینچا تو وہ اندر سے مڑا ہوا نکلا اور ساتھ ہی ساتھ اوس کی آنکھ کا ڈھیلا بھی نکل پڑا۔ پھر میرا یہ نیزہ آپ نے لے لیا اور آپ اُسکو لڑائی میں اپنے آگے آگے رکھتے تھے آپ کے بعد حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس رہا اور یہ صاحبان بھی اس کے ساتھ یہی معاملہ کرتے رہے۔ اور بدر کے روز جب مسلمانوں نے ایک دم مشرکوں کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اور دونوں لشکر گڈ مڈ ہوگئے تو ایک شخص عاصم بن ابی عوف بن صُبَیرہ سہمی بھیڑیے کی طرح دوڑا ہوا قریش کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ اے قریش دیکھو آج یہ (قوم میں تفرقہ ڈالنے والا اور اجنبی اجنبی باتیں لانیوالے) محمد نہ کہیں ہاتھ سے نکلجاوے۔ بس اگر آج یہ ہاتھ سے نکل گیا تو پھر اس کا ہاتھ آنا دشوار ہوگا بس اس کا تو آج ضرور ہی تلوار سے کام تمام کر دو یہ اسی داؤ میں پھر رہا تھا کہ اچانک حضرت ابو دُجانہ کے آگے آگیا اور دونوں کی لڑائی ہوگئی دونوں نے ایک دوسرے پر خوب تن دہی سے وار کئے مگر آخر میں حضرت ابو دجانہ غالب آگئے اور اوسکو قتل کر دیا پھر گھوڑے سے نیچے ڈالکر اس کا سامان اور ہتھیار وغیرہ اُتارنے لگے اتنے میں حضرت عمر کا وہاں کو گذر ہوا اُنھوں نے کہا یہ کیا کر رہے ہو اس کا ابھی وقت نہیں جب مشرکوں کا لشکر بھاگ جاوے گا تب اُتار لینا اور میں اس بات کا گواہ ہوں کہ یہ تمہارا ہی مقتول ہے سو تم بے فکر رہو یہ تمہیں ہی ملیگا چنانچہ وہ اوس کو ویسے ہی چھوڑ کر لشکر کی طرف متوجہ ہوئے تو انپر مَعْبَد بن وَہْب آگرا اور تلوار سے ایسا وار کیا کہ جس سے یہ اونٹ کی طرح بے ٹیکے پن سے گر پڑے تھوڑی دیر کے بعد یہ سنبھل کر اوٹھے اور مَعْبَد پر ایسے کاری وار کئے کہ وہ بے

ادسان ہوکر ایک گڑھے میں جو اُس کے آگے ہی تھا گر پڑا بعد میں ابو دُجانہ بھی وہیں کود پڑے اور اوس کو بری طرح سے ذبح کر دیا پھر اوس کا سب سامان وہتھیار وغیرہ اتار لیا کہتے ہیں کہ بدر کے روز بنو مخزوم نے جب قتل کی ایسی گرم بازاری دیکھی تو ان کو ابو جہل پر سخت خطرہ ہو گیا کہ کہیں اس کا بھی کوئی کام تمام نہ کر بیٹھے اس لئے اوہنوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس کو اکیلا بالکل نہ چھوڑو دیکھو عُتبہ اور شَیبَہ کا محض اپنی جلد بازی اور اکڑ اور گھنبہ کی بے پروائی سے کیا حشر ہوا سو تم اس کی اپنی جانوں سے زیادہ حفاظت کرو ذرا بے پرواہی مت کرو تا کہ یہ ہر قسم کی آفت سے بچا رہے چنانچہ اس مشورہ کے بعد کل بنو مخزوم نے اوس کا گھیر ادے لیا اور اوس کو ایسا محفوظ کر دیا جیسا درختوں کے جھنڈ میں آدمی محفوظ ہو جاتا ہے پھر سب کا یہ مشورہ ہوا کہ اس کی زرہ اپنے میں سے کسی اور کو پہنا کر میدان جنگ میں بھیجو شاید وہ زرہ ہی کی ہیبت سے کامیاب ہو جاوے چنانچہ وہ پہلے پہل عبداللہ بن مُنذِر بن ابی رِفاعہ کو پہنائی گئی یہ پہنکر میدان میں اُترے مسلمانوں کی طرف سے اون کے مقابلہ کے لئے حضرت علی تشریف لے گئے دونوں نے ایک دوسرے پر چوٹ کی حضرت علی کے وار تیز رہے کہ کچھہ دیر کے بعد اس پر غالب آگئے اور اوس کو ابو جہل کو دکھا دکھا کر قتل کر دیا اور جب چلنے لگے تو ابو جہل سے کہنے لگے کہ یہ لے اپنی زرہ اور دیکھہ یاد رکھنا میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں اس کے بعد ابو قیس بن فاکہ بن مُغیرہ کو وہ زرہ پہنائی گئی اور یہ میدان میں اُترا تو اوسپر حضرت حمزہ (ابو جہل کو دیکھتے ہوئے) پہونچے اور وار کیا آخر یہ بھی غالب آئے اور اوسکو قتل کر دیا جب فارغ ہو کر چلنے لگے تو اوہنوں نے بھی ابو جہل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ لے اپنی زرہ کو سنبھال اور ذرا یاد رکھنا کہ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں اس کے بعد تیسری مرتبہ اوہنوں نے وہ زرہ حرملہ بن عمرو کو پہنائی جب وہ میدان میں اُترا تو اوسپر پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ پہونچے اور دو چار وار میں اوس کا بھی کام تمام کر دیا اور ابو جہل آدمیوں میں دم بخود بیٹھا ہوا دیکھتا رہا پھر بنی مخزوم نے وہ زرہ خالد بن اَعلم کو پہنانا چاہی مگر اوس نے اوس روز پہننے سے بالکل انکار کر دیا آخر وہ اپنا سا منہ لیکر رہ گئے۔ حضرت مُعاذ بن عمرو بن جموح فرماتے ہیں کہ جب بنی مخزوم ابو جہل کو گھیر ادیئے آپس میں یہ کہہ رہے تھے کہ دیکھو اس کو اکیلا چھوڑنا

تو میری نظر ابوجہل پر جا پڑی دیکھوں تو وہ درختوں کے سے جھنڈ میں بیٹھا ہوا ہے۔ جب میں نے خوب اچھی طرح اوس کو تاک لیا تو اپنے جی میں کہا کہ خدا کی قسم آج یا تو میں ہی اسکے اوپر مرا اور یا میں نے اسی کو مارا اسی ارادہ سے میں اس کی تاک میں لگا پھرتا رہا آخر ایک دفعہ بیخبری میں موقع لگ گیا بس فوراً میں نے اوس کے اوپر حملہ کیا اور اس زور سے پاؤں پر تلوار ماری کہ وہ پنڈلی سے کٹکر الگ جا گرا جیسے کبھی پتھر مارتے وقت گٹھلی اوس کے نیچے سے نکل پڑا کرتی ہے یہ حال دیکھکر اس کے بیٹے عِکرِمہ نے مجھپر حملہ کیا اور میرے کندھے پر تلوار ماری جس سے میرا ہاتھ مونڈھے پر سے کٹ کر گر گیا مگر اُس کی کچھ کھال لٹکتی ہوئی رہگئی اس لئے بالکل الگ نہ ہو سکا چنانچہ میں نے اوس کو کمر کی طرف ڈالدیا اور وہ پیچھے لٹکتا ہوا پھرتا رہا آخر جب اوس سے ذرا تکلیف ہونے لگی تو میں نے اوسپر پاؤں رکھکر کھینچکر توڑ دیا اس کے بعد جو میں نے عِکرِمہ کو دیکھا تو وہ چھپتا ہوا پھر رہا تھا کہ کسی طرح آج جان بچ جاوے مگر میں ہاتھ سے مجبور ہو چکا تھا اس لئے اوس پر کچھ قابو نہ چل سکا حضرت مُعاذ کی وفات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ہوئی ہے۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور اُن سے واقدی نے اور ان سے ابومروان نے اور ان سے اسحاق بن عبداللہ نے اور ان سے عامر بن عثمان نے اور ان سے جابر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ مجھسے عبدالرحمن بن عوف تذکرہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کی تلوار مُعاذ بن عمرو بن جمُوح کو عنایت فرمادی تھی اور وہ آج تک مُعاذ بن عمرو کے خاندان میں موجود ہے اور کہیں کہیں سے جھڑ رہی ہے۔ اور ان کو دینے کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ نے اوس کے بیٹے عِکرِمہ سے دریافت کرایا کہ تیرے والد کو کس نے قتل کیا تھا اس پر اوس نے یہ کہلا کر بھیجا کہ جس کا میں نے ہاتھ کاٹا تھا اوس نے قتل کیا ہے، یہ سنکر آپ نے حضرت مُعاذ کو دیدی تھی اور بدر کے روز عِکرِمہ کا بھی ہاتھ کٹ گیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ثابت بن قیس نے بیان کیا کہ میں نے نافع بن مُطعِم سے سنا ہے کہ وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوجہل کی تلوار کے معاذ بن عمرو بن جمُوح کے حصّہ

میں لگ جانے سے بنو مغیرہ کو کچھ گلہ شکوہ نہ تھا کیونکہ ابو جہل انھیں کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا
ہمسے محمد نے اوران سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اوران سے واقدی نے اور
ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے یونس بن یوسف نے اوران سے ایک شخص نے (جس نے
خود حضرت معاذ سے سنا تھا) بیان کیا کہ حضرت معاذ یہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابو جہل کا سب ساز وسامان میرے حصہ میں لگادیا تھا چنانچہ میں نے اوس کی
زرہ اور تلوار وغیرہ سب چیزیں لیں اور اپنے پاس رکھیں مگر کچھہ دنوں کے بعد اوسکی تلوار کو
فروخت کردیا۔ واقدی فرماتے ہیں کہ ابو جہل کے قتل کی اور اُس کے سامان وغیرہ کی
نسبت میں نے اس کے علاوہ اور روایتیں بھی سُنی ہیں۔
ہمسے محمد نے اوران سے عبد الوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اور
ان سے عبد الحمید بن جعفر نے اوران سے عمر بن حکم بن ثوبان نے اوران سے عبد الرحمن
بن عوف نے بیان کیا کہ جس روز صبح کو جنگ ہونے والی تھی اوس روز رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رات ہی سے طیار کردیا تھا اور ہم سب صف بستہ ہو گئے تھے
چنانچہ جب صبح ہوئی تو ہم سب اپنی اپنی صفوں میں تھے اسی اثنا میں اچانک دو لڑکے
(جن کی گردنوں میں تلوار پڑی ہوئی تھی) آئے اور ایک لڑکا اُن میں سے مجھسے مخاطب ہوکر
کہنے لگا کہ اے چچا ذرا یہ تو بتلایئے کہ ان میں سے ابو جہل کونسا شخص ہے میں نے تعجب سے
کہا بھتیجے تم پوچھکر کیا کروگے اوس نے جواب دیا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ ہمارے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا ہے سو میں نے اوس کے لئے یہ تہیا کرلیا ہے
اور قسم کھالی ہے کہ اگر میں اوس کو دیکھہ لوں گا تو یا میں اوس کو قتل کر ڈالوں گا اور یا خود قتل
ہو جاؤں گا میں نے یہ سُنکر اوس کو اشارہ سے بتلادیا کہ ابو جہل وہ ہے اس کے بعد دوسرا
لڑکا میرے پاس آیا اور اوس نے بھی پہلے کی طرح سوال وجواب کیا میں نے اوس کو بھی
اشارہ سے بتلادیا پھر میں نے اون سے دریافت کیا کہ تم کس کے لڑکے ہو انھوں نے کہا
کہ ہم حارث کے بیٹے ہیں اس کے بعد بس وہ ابو جہل ہی کی تاک جھانک میں لگے رہے
اور اوس کو نظروں سے نہ نکلنے دیا غرضکہ جب لڑائی شروع ہوگئی تو وہ موقع پاکر فوراً ابو جہل

پر جا گرے اور اوس کو قتل کر دیا اور اوس نے اونکو قتل کر دیا اللہ اُن دونوں پر رحم کرے
ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے
اور ان سے محمد بن عوف نے اور ان سے مُعَوِّذ بن عفراء کے قبیلے کے ایک لڑکے نے
اور ان سے ابراہیم بن یحییٰ بن زید بن ثابت نے بیان کیا کہ بدر کے روز عبدالرحمٰن بن عوف
نے اپنے دائیں بائیں حارث کے دونوں لڑکوں کو دیکھکر اپنے دلمیں کہا کہ کاش میرے
پہلو میں کوئی سن رسیدہ اور تجربہ کار آدمی ہوتا تو بہت اچھا ہوتا کہ وہ کسی وقت اڑی بھیڑ
میں کچھہ کام تو آجاتا عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ اسی سوچ بچار میں کسی وجہ سے میری نظر اون
دونوں لڑکوں میں سے عوف پر پڑگئی تو اس نے قریش کی طرف اشارہ کر کے مجھسے دریافت
کیا کہ جناب ان میں سے ابوجہل کونسا ہے میں نے کہا دیکھو وہ نظر آرہا ہے بس وہ دیکھتے
ہی فوراً اس کی طرف درندہ کی طرح بھاگا اور اوس کے پیچھے پیچھے اوسکا بھائی بھی پہونچگیا
اور دونوں ابوجہل پر منڈھ گئے میں دیکھہ رہا تھا کہ وہ خوب لچک لچک کر تلوار چلارہے
تھے۔ پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ لاشوں میں گھوم رہے
ہیں اور وہ دونوں لڑکے ابوجہل کے پہلو میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمسے محمد نے اور انسے
عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن رِفَاعہ
بن ثعلبہ بن ابی مالک نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابوجہل کے قتل کی نسبت
جو عفراء کے لڑکوں کی طرف کی جاتی ہے یہ محض غلط افواہ ہے کیونکہ وہ جنگ بدر کے وقت
بہت زیادہ صغیر السّن تھے علاوہ ازیں بدر میں کم ازکم پینتیس ۳۵ پینتیس ۳۵ سال کی عمر کے صحابہ شامل
ہوئے تھے اور اوسوقت دستور بھی یہی تھا کہ کم ازکم اتنی ہی عمر کے آدمی گلے میں تلوار ڈالا
کرتے تھے ہر کس و ناکس نہیں ڈال سکتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ پائدار اول ہی روایت ہے
ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے
اور ان سے عبدالحمید بن جعفر اور عبداللہ بن ابی عُبَیدہ نے اور ان سے ابوعُبَیدہ بن محمد
بن عمّار بن یاسر نے اور ان سے مُعَوِّذ کی لڑکی مسمّاۃ رُبَیّع نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں
حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں قبیلہ انصار کی چند عورتوں کے ساتھ ابوجہل کی ماں

(مسمّاۃ اُسماء بنت مُخَرِبہ) کے پاس چلی گئی اور اس کا بیٹا (عبداللہ بن ابی رَبیعہ) یمن سے اس کے پاس عطر بھیجا کرتا تھا اور یہ اس کو یہاں پر بڑے لوگوں میں فروخت کردیا کرتی تھی۔ ہم بھی اسی کے یہاں سے خرید اکرتے تھے اس لئے عطر لینے کی غرض سے میرا بھی جانا ہو گیا اور ہم سب نے اوس کو اپنی اپنی شیشی دیدی اور اس نے ہماری حسب خواہش ویں عطر بھر کر وزن کردیا پھر کہا کہ اس کے دام تمہارے نام پر لکھے دیتی ہوں میں نے اپنا نام (رُبَیِّع بنت مُعَوّذ) بتلا کر کہا کہ میرا عطر اس نام پر لکھدو۔ اسماء میرا نام سنکر چونک گئی اور کہنے لگی کہ ہائے آفت کی بھری تو تو اپنے سردار کو قتل کرنیوالے کی بیٹی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں تو اپنے غلام کو قتل کرنیوالے کی بیٹی ہوں اس پروہ اور زیادہ جل گئی اور کہا کہ خدا کی قسم اب تو تیرے ہاتھ کبھی ذرا سی بھی چیز نہیں بیچنے کی میں نے کہا کہ تو کیا نہیں بیچنے کی خدا کی قسم میں خود ہی تجھسے کبھی کچھ نہیں خریدنے کی اور خدا کی قسم جس عطر پر تو اتراتی ہے یہ تو بالکل نکمّا ہے اور اس میں ذرا بھی خوشبو نہیں۔ حضرت ربیّع فرماتی ہیں کہ یہ میں نے محض غصّہ کی وجہ سے اوس کے جلانے کو کہدیا تھا ورنہ اوس کا عطر بہت نفیس اور بڑھیا ہوتا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب لڑائی ختم ہوچکی تو آپ نے حکم دیا کہ ابو جہل کو دیکھو کہاں پڑا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں جو اس کو اِدھر اُدھر دیکھتا بھالتا جارہا تھا تو وہ اچانک ایک طرف کو نظر پڑا میں جھپٹ اوس کے پاس گیا اور دیکھا تو بالکل لب دم ہو رہا تھا پھر اوس کی گردن پر پاؤں رکھکر میں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے تجھے ذلیل و خوار کردیا ہے وہ اوسی دم چلتے ہوئے میں بولا کہ خدا نے مجھے تو ذلیل نہیں کیا بلکہ تجھے ذلیل کردیا ہے اور تو میرے ساتھ ایسی گستاخی سے پیش نہ آ ورنہ تیرے حق میں اچھا نہ ہوگا پھر ذرا دم لے کر کہنے لگا کہ او ریوڑ کے بچے تجھے خبر بھی ہے کہ آج پالا کس کے ہاتھ رہا ہے ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے کہا خدا اور خدا کے رسول کے ہاتھ رہا ہے اس کے بعد اس نے اپنی گدّی پر سے ذرا خود کو سرکایا میں نے کہا او ابو جہل تجھے خبر بھی ہے میں تجھے اب قتل کروں گا اوس نے کہا پھر کیا ڈر ہے تجھسے پہلے اور بہت سے غلام اپنے آقاؤں کو قتل کر چکے ہیں سو تو ہی اگر اپنے آقا کو قتل کردیگا تو کیا تعجب ہے مجھے اپنے قتل ہونے کا تو کچھ افسوس نہیں ہاں اس بات کا افسوس ہے

کہ میں تجھ جیسے کمینہ آدمی کے ہاتھ سے قتل ہوں گا کاش مجھے کوئی میری جوڑ کا آدمی قتل
کرتا تو یہ حسرت نہ ہوتی حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ اتنی بات چیت ہونے کے بعد میں نے
اس کے ایک تلوار رسید کی جس سے اوس کا سر اوس کے سامنے آگر گرا پھر اوس کا سب
ساز و سامان اوتار لیا اور اوس کی کوکھ پر جو نظر پڑی تو وہ تلواروں سے بالکل چکنا چور ہو رہی
تھی پھر میں خود ہی اوسکے ہتھیار اور زرہ اور خود وغیرہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوا اور سب سامان کو آپ کے سامنے رکھکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو مبارک
ہو خدا کا دشمن ابوجہل قتل ہو گیا ہے آپ نے جوش مسرت میں فرمایا کہ اے عبداللہ کیا
واقعی یہ سچ بات ہے خدا کی قسم مجھے اوس کا قتل ہونا اصیل اونٹوں سے بھی زیادہ پسند ہے
آپ نے یہ کلمہ یا اور کوئی ایسا ہی کلمہ فرمایا کہ جس سے نہایت مسرت ٹپکتی تھی۔ عبداللہ بن مسعود
فرماتے ہیں کہ پھر میں نے آپ کی خدمت میں اوس کے نشانات کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا
کہ وہ فرشتوں کی تلواروں کے نشانات تھے۔ اور آپ نے فرمایا کہ ابن جدعان کے ولیمہ میں
اس کے ایک بچھیرے نے بدک کر لات ماردی تھی جس سے اوسکا گھٹنا زخمی ہو گیا تھا آپ کے
فرمانے پر صحابہ نے اوسے دیکھا تو واقعی وہ نشان اس کے گھٹنے پر موجود تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جب
عبداللہ بن مسعود نے آپ کو اوس کے قتل کی خبر دی اور اوس کے قتل کو اپنی طرف منسوب
کیا تو اوس وقت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی بھی وہاں پر موجود تھے اون کو اس میں کچھ شبہ
ہوا اور وہ عبداللہ بن مسعود سے مخاطب ہو کر دریافت کرنے لگے کہ کیا تو نے ابوجہل کو
قتل کیا ہے عبداللہ نے کہا ہاں میں تو کس قابل ہوں اللہ نے قتل کیا ہے ابوسلمہ
نے پھر ذرا انکار کے لہجہ میں کہا کیا آپ ہی نے اس کا کام تمام کیا ہے حضرت عبداللہ نے
کہا کہ ہاں میں نے ہی کیا ہے اور کون کرتا ابوسلمہ نے کہا میاں بس رہنے بھی دو تم اُسے
کیا قتل کر سکتے تھے تمہیں تو اگر یہ چاہتا تو اپنی آستین میں رکھ لیتا اس پر عبداللہ نے قسم
کھا کر کہا کہ خدا کی قسم میں کچھ مذاق سے نہیں کہتا واقعی میں نے ہی اوسکو قتل کیا ہے اور اوسکے
کپڑے بھی میں نے ہی اتارے ہیں ابوسلمہ نے کہا اچھا اسکی کوئی نشانی بتاؤ حضرت عبداللہ
نے فرمایا کہ اس کی دائیں ران میں اندر کی طرف ایک کالا داغ ہے اس پر ابوسلمہ پہچان کر

خاموش ہو گئے۔ عبد اللہ فرماتے ہیں کہ بدر کے روز کسی قریشی کو ننگا نہیں کیا گیا صرف ابو جہل کو میں نے ننگا کیا تھا پھر حضرت عبد اللہ نے ابو سلمہ سے کہا کہ خدا کی قسم قریش اور اون کے ساتھیوں میں کوئی شخص اس سے زیادہ خدا اور خدا کے رسول کا دشمن نہیں تھا اور میں نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا ہے اس سے مجھے ذرا بھی جھجک نہیں ابو سلمہ یہ سنکر بالکل خاموش رہے اس کے بعد معلوم ہوا کہ ابو سلمہ نے جو کچھ ابو جہل کی نسبت گفتگو کی تھی وہ اوسپر بہت پشیمان ہوئے اور اللہ سے توبہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو جہل کے قتل پر بہت خوش ہوئے اور اللہ سے بطور شکریہ کے عرض کیا کہ اے اللہ آپ نے جو کچھ مجھ سے وعدہ کیا تھا اوس کو ہو بہو پورا کر دکھایا اور آپ نے مجھ پر بہت پورا پورا انعام کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کی اولاد ذکر کرتی تھی کہ ابو جہل کی تلوار ہمارے پاس موجود ہے اور اوس میں چاندی جڑی ہوئی ہے بدر کے روز ہمارے بزرگوار حضرت عبد اللہ کو غنیمت میں ملی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ ہمارے اساتذہ کا یہ خیال ہے کہ ابو جہل کو گھائل تو معاذ بن عمرو اور عفراء کے دونوں لڑکوں نے کر دیا تھا۔ باقی آخری وقت میں اوس کی گردن حضرت عبد اللہ بن مسعود ہی نے ماری تھی اسوجہ سے یہ بھی اوس کے قتل میں شریک شمار کئے گئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عفراء کے بیٹوں کے مقتل میں کچھ دیر ٹھہرے اور اون کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ عفراء کے دونوں بیٹوں کے حال پر رحم کرے اونھوں نے بڑی بہادری کا کام کیا کہ اس امت کے فرعون اور کفر کے اماموں کے امام کے قتل میں شریک ہوئے کسی نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان دونوں کے ساتھ اور کون اوس کے قتل میں شریک تھا آپ نے فرمایا کہ فرشتے اور آخر میں ابن مسعود نے اوسکو کاری وار سے رخصت کیا تو یہ بھی انھیں میں شامل ہو گیا۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے معمر نے اور ان سے زہری نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز نوفل بن خویلد کی نسبت یہ عرض کیا کہ اے اللہ ہمیں خویلد کے شر سے بچا دے اور خویلد بدر کے روز شروع شروع میں تو خوب اچھلتا کودتا پھرتا تھا اور تمام لشکر میں یہ اور

ایک شخص اس کی منادی کرتے پھر رہے تھے کہ دیکھو اے قریش بس آج ہی کا دن عزت اور بلندی حاصل کرنے کا ہے جس شخص نے آج عزت حاصل نہ کی وہ بہت بدنصیب اور بدقسمت رہے گا اور جب قریش کی جماعت کو ڈھیلا ہوتے ہوئے دیکھا تو دہشت زدہ ہو کر صلح کی آرزو میں مسلمانوں کی خوشامد کرتا پھرنے لگا کہ اے انصار بھلا ہمارا خون کرنے سے تمہارے کیا ہاتھ آوے گا اور بندۂ خدا ذرا تم دیکھو تو سہی کہ تم کن لوگوں کو قتل کر رہے ہو یہ تو سب تمہارے ہی بھائی بند ہیں کیا تم دودھ کے ناتے رشتوں کو بھی بھول گئے آخر اسی چیخ پکار میں یہ حضرت جبّار بن صخر کے دھتے چڑھ گیا اونھوں نے اوس کو گرفتار کر لیا اور باندھ جوڑ کر آگے آگے لیکر چلدیئے اُدھر سے حضرت علی جھپٹے ہوئے آرہے تھے اتفاق سے نوفل کی نظر اونپر جا پڑی اونکو بہت تیزی سے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھکر حضرت جبّار سے کہنے لگا کہ اے انصار کے بھائی یہ ایسا تیز جھپٹا ہوا کون شخص آرہا ہے۔ لات اور عُزّٰی (یہ دو بتوں کے نام ہیں جن کی زمانہ جاہلیت میں پرستش ہوا کرتی تھی) کی قسم مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ میرے قتل کرنے کو آرہا ہے۔ حضرت جبار نے فرمایا کہ نہیں یہ کوئی غیر آدمی نہیں ہے حضرت علی ہیں نوفل نے کہا کہ بھائی ہونہو کچھ نہ کچھ بات ضرور ہے میں نے تو آج تک ان کے قبیلہ میں سے کسی آدمی کو ایسا تیز جھپٹتا ہوا نہیں دیکھا سو ان کا جھپٹنا خطرہ سے خالی نہیں چنانچہ اسی اثنار میں حضرت علی اوس کے قتل کرنے کی غرض سے اس کے پاس آگئے اور اپنی تلوار اوس کی ڈھال پر ایسے زور سے ماری کہ وہ اس میں اندر گھس گئی اور مشکل سے دیر کے بعد نکلی پھر اوس کو نکالکر دوبارہ اوس کی پنڈلی اور زانو پر ماری کہ جس سے وہ دونوں کی دونوں کٹ گئیں پھر اوس پر ایسا کاری وار کیا کہ لوٹ پوٹ ہو کر اس کا قصہ تمام ہو گیا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا بھی ہے کہ جس کو نوفل بن خُوَیلد کا کچھ علم ہو اسپر حضرت علی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اوس کو تو میں نے قتل کر ڈالا ہے آپ اسپر بہت خوش ہوئے اور جوش مسرت میں تکبیر کا نعرہ لگایا اور اللہ کا شکر یہ ادا کیا کہ اے اللہ تیرا شکر ہے تو نے میری دعا اوس کے بارہ میں قبول کر لی۔

کہتے ہیں کہ عاص بن سعید بدر کے روز جنگ کے لئے لوگوں کو اکساتے پھر رہے تھے کہ اتنے میں اون کی حضرت علی سے مٹھ بھیڑ ہوگئی دونوں کی نیزہ بازی ہوئی آخر حضرت علی غالب آ گئے اور اوس کو قتل کر ڈالا۔ ان کے صاحبزادے سعید بن عاص حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں ذرا اون سے علیحدہ علیحدہ رہتے تھے اس پر حضرت عمر کو کچھہ ان کی کشیدگی کا شبہ ہوگیا اس لئے آپ نے ایک دفعہ ان سے فرمایا کہ اے سعید شاید تو مجھ سے اس لئے کشیدہ رہتا ہے کہ تیرے باپ کو میں نے قتل کیا ہے سو اگر تیرا یہ خیال ہے تو بالکل غلط ہے کیونکہ میں نے (عاص بن سعید) تیرے باپ کو قتل نہیں کیا بلکہ (عاص بن ہشام بن مُغیرہ) اپنے ماموں کو قتل کیا تھا۔ سو تیرا شبہ محض دونوں کے ہمنام ہونے کی وجہ سے ہوا جو بالکل لغو ہے باقی اگر میں اوس مشرک کو قتل کر دیتا تو اوس کے شرک کی وجہ سے کوئی عیب کی بات نہ تھی اور نہ میں اوس سے عذر و معذرت کرتا لیکن ایسا ہوا نہیں یہ سنکر سعید نے عرض کیا کہ حضرت آپ یہ کیا فرما رہے ہیں میں نہ تو کشیدہ ہوں اور نہ آپ کی طرف سے مجھے کچھ شبہ جس کے رفع کی ضرورت ہو اور شبہ تو کیا چیز ہے اگر واقعہ بھی ہوتا تو جب آپ حق پر اور وہ باطل پر ہوتے تب بھی میرے لئے کوئی رنجیدگی کا موقع نہ تھا۔ قریش عاص بن سعید کے بہت مداح تھے اور اُس کی مدح سرائی کرتے ہوئے یہ کہا کرتے تھے کہ یہ شخص بڑا عقلمند اور ہوشیار اور امانت دار تھا اور کبھی کسی پر کسی قسم کی زیادتی نہ کرتا تھا مگر معلوم نہیں اللہ نے کس بات پر اوس کی گرفت کی اور اوس کو ذلیل و خوار کر دیا۔ حضرت علی فرمایا کرتے تھے کہ بدر کے روز جب ذرا دن چڑھ گیا اور دونوں لشکروں میں ہلچل مچگئی تو میں نے ایک مشرک کا پیچھا کیا اسی اثنا میں میری نظر دفعۃً ایک ریت کے ٹیلہ پر جا پڑی دیکھوں تو وہاں سعد بن خُثیمہ کی ایک مشرک کے ساتھ لڑائی ہو رہی ہے اور اوس مشرک نے قابو پاکر سعد کو قتل کر دیا ہے اور وہ مشرک لوہے میں ڈوبا ہوا تھا اور گھوڑے پر سوار تھا۔ اور اپنے اوپر اوس نے کچھہ نشان بھی لگا رکھا تھا۔ جب ان کے قتل سے فارغ ہوگیا تو گھوڑے سے کود پڑا اور مجھے پہچان لیا (وہ مجھسے واقف تھا اور میں اس سے واقف نہ تھا) پھر مجھے آواز دے کر کہنے لگا کہ اے ابن ابی طالب اِدھر آ بھی ذرا تجھے بھی مزہ چکھا دوں اُدھر کہاں جا رہا ہے

میں اُس کی آواز پر لوٹا اور ٹیلہ پر چڑھنے لگا وہ مجھے دیکھکر میری طرف نیچے کو آنے لگا پھر مجھے اپنے پستہ قد اور نیچے میں ہونے اور اوس کے بلند قد اور اونچائی میں ہونے کی وجہ سے وہ ٹیلہ کا موقع کچھ پسند نہ آیا اس لئے میں اولٹے پاؤں نیچے کو اوترنے لگا اوس نے یہ دیکھکر مجھے چڑایا اور کہنے لگا کہ بس ابو طالب بہادر کے بیٹے بھاگ لئے اور بہادری ختم ہو لی میں نے کہا او ہونٹ کٹی کے بیٹے ذرا یہاں میدان میں تو آ چنانچہ وہ جھنجھلا نیچے کو میری طرف آیا اور میرے قریب آ کر بڑے زور سے میرے اوپر تلوار کا وار کیا میں نے اوس کے وار کو ڈھال پر روک لیا اوس کی تلوار ڈھال میں پھنسکر رہگئی پھر میں نے اوسکے کندھے پر تلوار ماری جس سے وہ کانپنے لگا اور اوس کی زرہ کٹ گئی اس سے مجھے امید ہوگئی کہ بس اب ایک دو وار میں اسے قتل کئے دیتا ہوں اتنے ہی میں میرے پیچھے سے ایک اوز تلوار چمکی میں نے تو اپنا سر نیچے کو کر لیا اور بچ گیا آخر وہ تلوار بھی اسی کے سر پر جا پڑی اور اس زور سے پڑی کہ اوس کی خود کو کھوپڑی میں گھسادیا پھر وہ مارنے والا کہنے لگا کہ (یہ لے بھی) دیکھہ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے جو پیچھے پھر کر دیکھا تو وہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب تھے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عمر بن عثمان جحشی نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کی پھوپھی نے بیان کیا کہ حضرت عُکاشہ بن مِحصَن یہ فرماتے تھے کہ بدر کے روز میری تلوار ٹوٹ گئی تھی میں نے حضور سے عرض کیا تو آپ نے مجھے ایک لکڑی عنایت فرمائی جو دفعۃً چمکتی دمکتی لمبی تلوار ہوگئی بس میں اوس کو لیکر کفار کے لشکر پر منڈھ گیا اور اون کی خوب دھجیاں بکھیریں یہاں تک کہ وہ شکست کھا کر بھاگ گئے راوی کہتا ہے کہ یہ تلوار پھر اون کے پاس ان کی وفات تک رہی۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور انسے واقدی نے اور ان سے اُسامہ بن زید نے اور ان سے داؤد بن حُصَین نے اور انسے بنی عبد اشہل کے بہت سارے آدمیوں نے بیان کیا کہ بدر کے روز سَلَمہ بن اَسلَم بن حُرَیش کی تلوار ٹوٹ گئی اور وہ بالکل خالی ہاتھ رہ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے ذکر آیا تو آپ نے ایک سبز ٹہنی (جو اس وقت ہاتھ میں لئے ہوئے تھے) انکو عنایت فرمادی اور فرمادیا کہ جاؤ اس سے لڑو چنانچہ وہ اسیوقت نہایت عمدہ تلوار ہوگئی اور ابو عُبیدہ کی چڑھائی کے وقت تک انھیں کے پاس رہی راوی کہتا ہے۔
کہ حارثہ بن سُراقہ حوض کی نگہبانی پر مامور تھے آپ کھڑے ہوئے اوس کا پہرہ دے رہے تھے کہ اچانک ان کے سینہ میں ایک تیر آکر لگا جس سے وہ ہلاک ہوگئے اور شام تک لوگوں نے وہی خون ملا ہوا پانی پیا ان کی ماں اور بہن مدینہ میں تھیں جب اون کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو انھوں نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لانے کے میں ہرگز اوس کے اوپر نہیں رونے کی۔ جب آپ تشریف لائینگے تو آپ سے دریافت کروں گی سو اگر وہ جنت میں ہوگا تو رونے کی کچھ ضرورت نہیں اور اگر وہ دوزخ میں ہوگا تو اپنی جان کی قسم پھر اوسپر ضرور روؤں گی اور بیان کروں گی کہ وہ یہاں سے بھی مصیبت سے گیا اور وہاں بھی مصیبت میں گرفتار ہے۔ چنانچہ جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے تشریف لائے تو اون کی والدہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو تو معلوم ہے کہ مجھے حارثہ سے کسقدر محبت تھی اسی محبت کے جوش میں جب اوس کے قتل کی خبر آئی تو میرا ارادہ اوسپر رونے پیٹنے کا ہوا مگر پھر میرے جی میں یہ بات آئی کہ ابھی آپ کے تشریف لانے سے پہلے یہ بات غیر مناسب ہے جب آپ تشریف لے آویں تو آپ سے اوس کا حال دریافت کریں کہ وہ جنت میں ہے یا دوزخ میں اگر آپ جنت میں فرماویں گے تو پھر رونے کی کیا ضرورت ہے ہاں البتہ اگر آپ دوزخ میں فرماویں گے تو پھر ضرور اوس پر رونا پیٹنا کروں گی لہذا اب جناب اوس کے حال کی مجھ اطلاع فرمادیجئے آپ نے فرمایا کہ تو نے یہ کیا بیوقوفی کی بات کہی۔ جنت کوئی ایک جنت نہیں ہے اوس کے بہت سے درجے ہیں اور حارثہ کسی معمولی درجے میں نہیں ہے خدا کی قسم وہ تو سب سے اعلیٰ درجہ (یعنی فردوس) میں ہے۔ یہ سنکر فرمانے لگیں کہ بس اب تو میں اوسپر کبھی بھی نہیں رونے کی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پانی منگایا اور اوس میں سے ایک چلّو لیکر کلّی کی اور کلّی کا پانی اوس میں ڈالدیا پھر وہ پانی

آپ نے حارثہ کی ماں کو عنایت فرمایا کہ تھوڑا سا پیلو۔ جب اونھوں نے پی لیا تو پھر حارثہ کی بہن کو دیا اوس نے بھی پی لیا تو آپ نے فرمایا کہ باقی کو اپنے سینوں پر چھڑک لو چنانچہ اونھوں نے چھڑک لیا اس کی برکت سے وہ اون کا حزن وغم سب دور ہوگیا اور آپ کے پاس سے واپس ہوتے وقت اون کو ایسی خوشی اور مسرت حاصل تھی کہ مدینہ میں کسی عورت کو بھی ایسی خوشی نصیب نہ ہوگی۔

کہتے ہیں کہ ہُبَیرہ بن ابی وہب نے بدر کے روز جنگ کا نقشہ بگڑا ہوا دیکھا اور قریش کو شکست ہوگئی تو اوس کے ہوش وحواس بالکل خراب ہو گئے اور دہشت کے مارے اوسکے ہاتھ پاؤں پھول گئے آخر بیدم ہو کر زمین پر گر پڑا اور ایسی بری طرح گرا کہ بہت زخمی ہوگیا اور اوٹھنے کی طاقت وہمت نہ رہی اسی اثنار میں اتفاق سے اوس کا دوست ابو اُسامہ جشمی اودھر کو آگیا اور اُس کی حالت دگرگوں دیکھکر فوراً اوس کی زرہ اتار دی کہ اوس کا جی ذرا ہلکا ہو جائے۔ پھر اوس کو لاد کر لشکر میں لے گیا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ابو داؤد مازنی نے اسپر تلوار سے وار کیا تھا جس سے اس کی زرہ ترچھی کٹ گئی تھی۔ اور یہ خود زمین پر اوندھے منہ گر گیا تھا ابو داؤد اس کی ایسی ابتر حالت دیکھکر آگے کو تشریف لے گئے اور اُن کے بعد زُہَیر کے دو نوں بیٹے ابو اُسامہ اور مالک جشمی نے جو اوس کے پکے اور سچے دوست تھے اس کی خبر خبر لی اور اس کو میدان میں سے الگ اوٹھا کر لے گئے چنانچہ ابو اسامہ نے اس کو اپنی کمر پر لاد کر بحفاظت تمام کسی تنہائی کے موقع میں لے گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ابو اُسامہ لنبو اور مالک دو کتّے کے بچوں نے ہُبَیرہ بن وہب کی حفاظت کی اور اوس کو میدان میں سے بچا کر لے گئے خدا انکو غارت کرے۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن یعقوب نے اور ان سے ان کے چچا نے اور ان سے ابو بکر بن سلیمان بن ابی حَثْمہ نے بیان کیا کہ مروان بن حُکَیم بن حِزام سے جنگ بدر کے واقعات دریافت فرمایا کرتے تھے اور حُکَیم بن حِزام کو اس قسم کے تذکرے ذرا ناگوار ہوا کرتے تھے اس لئے اکثر اُن کو ٹالدیا کرتے تھے آخر جب مروان اون کے بہت ہی پیچھے لگے اور خوشامد درآمد

کرنے لگے تو ایک روز اوھوں نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ جب ہمارا اور مسلمانوں کا لشکر خلط ملط
ہو گیا اور لڑائی کی آگ بہت زور شور سے بھڑک اوٹھی تو میں نے ایک آواز آسمان سے
اوترتی ہوئی سنی جس کی جھنکار ایسی تھی جیسی طشت میں کنکریاں گرنے کی ہوا کرتی ہے سو
اس میں واقعی آسمان سے کچھ کنکریاں گریں اور آپ نے اُس میں سے ایک مٹھی بھر کر
ہمارے لشکر کیطرف پھینکدی جس سے ہمارے پاؤں اُکھڑ گئے اور بدحواس ہو کر ہمیں
میدان سے بھاگنا پڑا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے
اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابواسحاق بن محمد نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن
محمد بن عبد نے اور انسے عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعَیر نے بیان کیا کہ میں نے نوفل بن معاویہ
دُیلی سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ بدر کے روز جب ہم میدان سے شکست کھا کر بھاگ
نکلے تو بھاگتے بھاگتے بھی ہمیں اپنے آگے پیچھے ایسی جھنکار سی معلوم ہوتی تھی جیسی طشت
میں کنکریاں گرنے کے وقت ہوا کرتی ہے۔ اور اس آواز سے ہم ایسے دہشت زدہ ہو
رہے تھے کہ پائخانہ خطا ہوا جاتا تھا۔ حُکیم بن حزام فرماتے تھے کہ بدر کے روز جب ہم شکست
کھا کر بھاگے تو میں بہت بے اوسان ہو کر بھاگ رہا تھا اور بھاگتا بھاگتا ابن حَنظَلِیَّہ کو بددعا
دیتا جاتا تھا کہ اس ابن حَنظَلِیَّہ کا خدا ستیاناس کرے ہمیں تو اس کمبخت نے تباہ کر دیا اب تک
یونہی کہہ رہا کہ بس اب تو دن ختم ہونے والا ہے اب کون آتا ہے حالانکہ ابھی تک بہتیرا دن
باقی ہے اور دشمن سر پر چڑھا چلا آرہا ہے بس آج اس کے دھوکہ میں مارے گئے
حُکیم فرماتے ہیں کہ مجھے رات کے آنے کی اس لئے جلدی ہو رہی تھی کہ کسی طرح رات
آجاوے تو ان دشمنوں سے پنڈ چھوٹ جاوے آخر اسی بھاگ دوڑ میں ان کو عوام کے
دو بیٹے عُبَیداللہ اور عبدالرحمٰن راستہ میں ملگئے وہ دونوں ایک اونٹ پر سوار تھے حُکیم
کو دیکھکر عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی عُبَیداللہ سے کہا کہ ہم تو اُتر لیں اور ہماری جگہ
حُکیم بیٹھ لیگا عُبَیداللہ لنگڑا تھا اور پیدل نہ چل سکتا تھا اس لئے اُس نے کہا کہ بھائی
تو تو جانتا ہے کہ میں بالکل اپاہج ہوں اور پیدل مجھہ سے بالکل نہیں چلا جاتا۔ پھر بھلا میں
کیسے اتر جاؤں۔ اس پر عبدالرحمٰن نے کہا کہ بھائی یہ تو خدا کی قسم کرنا ہی پڑے گا اور بھلا

ایسے آدمی سے کیسے آنکھ چرائی جاوے۔ جو ہمپر اس قدر مہربان ہو کہ اگر ہم مرجاویں تو وہ ہمارے پیچھے ہماری اہل وعیال کی پرورش اور نگہداشت کرے اور زندگی میں ہم سب پر اپنا جان ومال قربان کرے آخر یہ کہکر عبد الرحمن اونٹ سے کود پڑا اور اوس کی وجہ سے اس کے بھائی عُبَیدُ اللہ لنگڑے کو بھی بادل ناخواستہ کودنا پڑا اور جب حُکَیم اُن کے نزدیک آگیا تو اوس کو نہایت احترام سے اپنے اونٹ پر سوار کردیا اور خود پیدل چلنے لگے مگر تھکنے کے وقت باری باری سے سوار بھی ہو لیتے تھے اسی طرح اترتے چڑھتے جب مکہ کے قریب پہونچکر مقام مَرُّ الظَّہران میں گذر ہوا تو حکیم نے اون سے مخاطب ہو کر کہا کہ خدا کی قسم میں نے اس جگہ میں ایسی نحس بات دیکھی تھی کہ جس کو دیکھکر کوئی سنجیدہ اور ہوشیار آدمی تو ہرگز سفر نہیں کرسکتا اور وہ ابن حَنظَلِیَّہ کی نحوست تھی کہ اس خدا کے بندے نے یہاں پر اونٹ ایسی بُری طرح سے ذبح کئے تھے کہ اون کا خون سب خیموں میں بہتا ہوا پھرتا تھا جو بدقسمتی کی صریح نشانی تھی یہ سنکر وہ دونوں بھائی کہنے لگے کہ جناب ہم تو اس قصہ کو دیکھکر خود ہی سب سے پہلے دہشت زدہ ہو گئے تھے لیکن جب آپ جیسے بزرگوار اور آپ کی سب قوم کو جاتے ہوئے دیکھا تو آپ لوگوں کی تابعداری کی وجہ سے ہمیں بھی مجبورًا جانا ہی پڑا ورنہ ہماری ذاتی رائے تو اس کے بالکل خلاف تھی۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبد الرحمن بن حارث نے اور انسے مُخلد بن خفاف نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ بدر کے روز قریش کے پاس زرہیں بہت تھیں اور جبوقت جنگ کا نقشہ اون کے خلاف ہوگیا اور وہ شکست کھاکر بھاگنے لگے تو ہلکے ہونے کے لئے زرہوں کو راستہ میں پھینکتے جاتے تھے اور مسلمان ان کا تعاقب بھی کررہے تھے اور جو جو سامان وہ ڈالتے جاتے تھے اوس کو بھی اٹھا لیتے تھے چنانچہ منجملہ ان کے میں نے بھی تین زرہیں اٹھالیں اور اون کو لیکر گھر چلا آیا پھر وہ مدت تک میرے پاس رہیں اسی اثنا میں ایک قریشی شخص میرے یہاں مہمان ہوا اتفاق سے اس کی نظر اُن زرہوں پر بھی پڑگئی اوس نے اونکو پہچان لیا اور ایک زرہ کی نسبت کہنے لگا یہ زرہ تو حارث بن ہشام کی ہے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے

(قریش کا بھاگتے وقت زرہیں ڈال دینا)

اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن حُمید نے اوران سے عبداللہ بن عمرو بن امیہ نے بیان کیا کہ جو لوگ بدر کے روز شکست کھاکر بھاگے تھے اون کا بیان ہے کہ اس روز ہم پر اس قدر دہشت سوار تھی کہ ہم بھاگتے بھاگتے اپنے جی میں یہ کہہ رہے تھے کہ بس آج جیسا دن مصیبت و آفت کا کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ جس سے سب عام و خاص عورتوں کے سوا بھاگ نکلے۔ کہتے ہیں کہ قبَاث بن اَشیم کنانی اپنا واقعہ بیان کرتے تھے کہ بدر کے روز میں بھی قریش کے ساتھ تھا جنگ شروع ہونے سے پہلے مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مسلمان ہیں ہی کیا بس مٹھی بھر تو ہیں ہی اور اپنا لشکر مقدار سے بھی کہیں زائد معلوم ہو رہا تھا اور رسائد و سامان کا انبار نظر آتا تھا اور جب شکست کھاکر ہماری فوج میں بھگی پڑی ہے تو الامان الحفیظ خدا کی پناہ ہم لوگوں پر اسقدر وحشت برستی تھی کہ میں ششدر ہو ہوکر ہر شخص کے منہ کو باؤلوں کی طرح تکتا تھا اور بھاگتا بھاگتا اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ ایسی جنگ کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی کہ جس میں عورتوں کے سوا سب کو بھاگتے ہی بن پڑ رہا ہے اسی سرگردانی کے عالم میں ایک اور شخص میرے ساتھ ہو لیا تھا ہم دونوں چلے جارہے تھے کہ اتنے میں اور آدمی بھی پیچھے ہمارے ساتھ آملے میں نے ان سے آگے نکلنے کے خیال سے اپنے ساتھی سے کہا کہ کچھ سکت بھی ہے اوس نے کہا خدا کی قسم میں تو بھاگتے بھاگتے تھکن سے چکنا چور ہو گیا ہوں مجھ میں تو اب بالکل ہمت نہیں رہی اور اتنا چلنا بھی دشوار ہو رہا ہے آخر یہ کہکر وہ تو پیچھے رہ گیا اور میں ان سے جدا ہوکر آگے نکلگیا اور صبح کو سورج نکلنے سے ذرا پہلے مقام غُبَیقہ میں (جو مقام سُقیا کے بائیں جانب واقع ہے اور مقام فُرع اس سے ایک رات کے فاصلہ پر ہے اور مدینہ آٹھ منزل کے فاصلہ پر ہے) پہونچگیا اگرچہ میں راستہ سے بخوبی واقف تھا مگر چونکہ پیچھے سے دشمن کے آجانے کا اندیشہ تھا اس لئے میں نے اصلی راستہ کو ترک کردیا تھا اور ادھر اُدھر سے نکلکر یہاں تک بڑی مشکل سے آیا تھا مگر خیر خدا کا شکر ہے کہ یہاں پر ایک شخص میری قوم کا مل گیا اور مجھ سے دریافت کرنے لگا کہو پیچھے کی کچھ خبر خبر ہے میں نے اوس سے کہا کہ بس کچھ نہ پوچھ تفصیل تو تجھے کیا بتلاؤں خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا تو بالکل ناس ہو گیا قتل کے قتل ہو گئے اور بہت سے گرفتار ہو گئے اور جو کچھ باقی بچے تھے وہ شکست

کھاکر سب تتر بتر ہو گئے اب تو یہ بتا کہ تیرے پاس کوئی سواری بھی ہے یا نہیں اوس نے کہا ہاں ہے کیوں نہیں غرضکہ وہ میرے واسطے ایک سواری لایا اور کچھہ زاد راہ بھی میں اسپر سوار ہو کر مقام جُحفہ سے سیدھی سڑک پر پڑ لیا اور جوں توں کر کے مکہ پہونچا اتنا راہ میں مجھے مقام غُلَیم کے بیں نے حَیْسُمان بن حابس خُزاعی کو دیکھا تھا اگر میں چاہتا تو اس سے پہلے مکہ میں پہونچ جاتا مگر صرف اس مصلحت سے (کہ اچھا ہے مکہ میں جاکر قریش کی شکست وغیرہ کی خبر مجھ سے پہلے ہی پہونچادے) اوس سے ذرا الگ ہو کر پیچھے رہ گیا چنانچہ وہ ذرا سے دن چلکتے ہوئے مجھ سے پہلے مکہ میں داخل ہو گیا اور اون کو قریش کی سب خبریں پہونچادیں کہ اون کا یہ حشر ہوا ہے اس پر وہ سب بگڑ گئے اور اس کو لعنت ملامت کرنے لگے کہ جا کمبخت اچھی خبر لیکر آیا ہے سب ہی کے پاؤں اُکھاڑ دیئے یہ قصہ درپیش ہی تھا کہ اتنے میں میں پہونچ گیا اور مدت تک وہیں رہا کیا۔ جب غزوہ خندق ہو چکا تو اوس وقت میرے جی میں اسلام کی ذرا سی جھلک معلوم ہوئی اور یہ بات پیدا ہوئی کہ چلو ذرا مدینہ میں چلکر دیکھو تو سہی محمد کیا کہتا ہے چنانچہ میں مدینہ پہونچا اور آپ کی نسبت دریافت کیا کہ رسول اللہ کہاں ہیں لوگوں نے کہا کہ دیکھو یہ مسجد کے نیچے سایہ میں چند صحابہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ خیر میں اُس طرف گیا اور مجمع کے قریب جاکر سلام کیا میں آپ سے واقف نہ تھا اور علیٰ ہذا القیاس آپ بھی مجھ سے واقف نہ تھے مگر باوجود اس کے آپ نے میرے سلام کرتے ہی فرمایا کہ اے قُبَاثِ بن اَشیم کیا تو ہی بدر کے روز یہ کہہ رہا تھا کہ آج جیسا منحوس دن کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ عورتوں کے سوا سب بھاگے ہی چلے جا رہے ہیں۔ قباث بن اشیم فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سنتے ہی کلمہ پڑھا۔ اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ واقعی آپ خدا کے سچے نبی ہیں اور میرے پاس آپ کی سچائی کی یہ علامت ہے کہ جس بات کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کا میں نے کسی سے تذکرہ تک نہیں کیا صرف میرے جی میں یہ بات گذری تھی سو اگر آپ خدا کے سچے نبی نہ ہوتے تو وہ آپ کو اسکی اطلاع ہرگز نہ دیتا بس اب آپ تشریف لائیے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں چنانچہ آپ نے میری درخواست منظور فرمالی اور میں مسلمان ہو گیا۔ قباث بن اشیم کا اسلام

کہتے ہیں کہ جب بدر کے روز دونوں لشکر صف بستہ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر میں یہ اعلان کر دیا کہ جو شخص کسی مشرک کو قتل کر دے گا اوس کو اوس کی فلاں فلاں چیز ملے گی اور جو شخص گرفتار کرے گا اوس کو فلاں فلاں اس کے بعد جب لڑائی شروع ہوئی اور مشرک شکست کھا کر بھاگ گئے تو مسلمانوں کی تین قسم کی جماعتیں ہو گئیں ایک جماعت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کے لئے آپ کے خیمے کے پاس (جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے) تعینات رہی اور ایک جماعت نے مشرکوں کے ساز و سامان کو لوٹنا شروع کر دیا اور ایک جماعت ان کے تعاقب میں نکل کھڑی ہوئی اور اثنار تعاقب میں ان کو گرفتار بھی کرتے رہے اور حسب موقع جو چیز ہاتھ لگی اوس کو اٹھاتے بھی گئے جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کے لئے آپ کے خیمہ پر پہرہ دیتے رہے تھے ان میں سے ایک حضرت سعد بن معاذ بھی تھے انھوں نے رسول اللہ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ مشرکوں کی شکست کے وقت ہم جو آپ کے خیمہ کا پہرہ دیتے رہے اور دشمن کے تعاقب میں نہیں گئے کچھ اس کی وجہ یہ تو تھی نہیں کہ خدانخواستہ ہمیں آخرت کے انعام و اکرام کی خواہش نہیں ہے اور نہ یہ کہ ہم بزدل ہیں بلکہ اس کی ساری وجہ یہ تھی کہ ہمیں اس بات کا خوف تھا کہ اگر آپ کا خیمہ خالی رہ جاوے تو خدانخواستہ کہیں مشرکوں کی کوئی جماعت یا چند آدمی موقع پا کر آپ پر حملہ نہ کر دیں اور اس جماعت میں کوئی ایک یا دو معمولی آدمی نہ تھے بلکہ انصار اور مہاجرین کے بہت سے اور بڑے بڑے آدمی تھے اور علیٰ ہذا القیاس دشمنوں کا تعاقب کرنے والے بھی بہت ہیں سو یا رسول اللہ اگر آپ مال غنیمت کو اسی قاعدہ سے جو آپ نے بیان فرمایا ہے تقسیم کریں گے تو آپ کے خیمۂ مبارک کے نگہبانوں کو تو کچھ بھی نہیں بچے گا کیونکہ قیدی اور مقتول گو زیادہ ہیں لیکن جو ساز و سامان ہاتھ آیا ہے وہ تو بہ نسبت ان کے بہت کچھ کم ہے یہ سنکر بعض نے ان کے برخلاف رائے پیش کی غرضکہ ہوتے ہوتے صحابہ میں اختلاف ہو گیا کوئی کچھ کہنے لگا اور کوئی کچھ اس لئے اللہ تعالے نے فیصلہ کے لئے یہ آیت نازل فرمائی (یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ) ترجمہ۔ اے رسول یہ لوگ جو آپ سے غنیمتوں کی

یابت پوچھ گچھ کر رہے ہیں (کہ ان میں کس کس کا حصہ ہے) تو آپ ان سے یہ فرمادیجیو کہ (ان میں کسی کا بھی حصہ نہیں بلکہ) یہ تو صرف اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے ہیں۔ چنانچہ اس فیصلہ کے نازل ہوتے ہی سب اختلاف رفع ہوگیا اور سب لوگ چپ چاپ خالی ہاتھ اپنے اپنے مقام پر واپس ہو گئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی اور اس حکم کو بالکل ہلکا کر دیا (وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ) ترجمہ۔ تم سب آدمی اس بات سے آگاہ ہو جاؤ کہ غنیمتوں میں سے اللہ اور اوس کے رسول کے لئے صرف پانچواں حصہ ہے) آپ نے سب کو یہ حکم سنا کر مال غنیمت کو حصہ رسد سب پر تقسیم کر دیا۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یعقوب بن مُجاہد ابو جَرزہ نے اور ان سے عُبادہ بن ولید بن عُبادہ نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا عُبادہ بن صامت نے بیان کیا کہ ہمنے سب غنیمتیں اللہ اور اللہ کے رسول کے سپرد کر دیں تھیں اور جنگ بدر میں رسول اللہ صلعم نے پانچ حصّے نہیں کئے تھے اس کے بعد جسوقت یہ آیت (واعلموا انّ ما) اُتری اس وقت سے آپ نے پانچ حصّے کرنے شروع کئے تھے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبد المُہیمن بن عباس بن سَہل نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو اُسَید ساعِدی نے گذشتہ جیسی روایت بیان کی۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد بن ابی سَبرہ نے اور ان سے سلیمان بن سُحَیم نے اور ان سے عِکرمہ نے بیان کیا کہ بدر کے روز غنیمت کے بارہ میں لوگوں کا اختلاف ہو گیا تو آپ نے یہ حکم دیا کہ غنیمت کی سب چیزوں کو ایک جگہ جمع کر دیا جاوے چنانچہ آپ کے حکم کے موجب سب چیزیں ایک ایک کر کے جمع کر دی گئیں اس پر مسلمانوں میں سے بہادر اور مستعد لوگوں کا یہ گمان ہوا کہ آپ ہم لوگوں کو بہ نسبت کمزور اور ناتواں آدمیوں کے

کچھ زیادہ حصہ عنایت فرمائیں گے مگر جب آپ تقسیم کرنے لگے تو اس کے برخلاف آپ نے سب کو برابر برابر حصہ دینے کا حکم فرمایا حضرت سعد نے یہ ارشاد سنکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ جوانوں اور بوڑھوں کو یکساں حصہ دیں گے آپ نے فرمایا کہ تجھے خدا سمجھے جوانوں کو انھیں کمزور اور بے بس لوگوں کی برکت سے کامیابی نصیب ہوتی ہے پھر انھیں کیوں کم دیا جاوے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور انسے واقدی نے اور ان سے عبد الحمید بن جعفر نے بیان کیا کہ میں نے موسیٰ بن سعد بن زید بن ثابت سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز قیدیوں اور ہتھیاروں وغیرہ اور دیگر اشیاء کے لئے کیا قاعدہ رکھا تھا حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ آپ نے لشکر میں یہ منادی کرادی تھی کہ جو شخص کسی کو قتل کرے گا اوس کا سب مال و سامان وغیرہ اس قاتل ہی کو ملیگا اور جو کسی کو قید کرے گا وہ قیدی اسی کی ملک ہو جائیگا۔ چنانچہ اسی قانون کے موافق ہر ایک قاتل کو اوس کے مقتول کا ساز و سامان ملا باقی جو سامان لشکر میں سے ہاتھ لگا یا وہ سامان جو بغیر لڑائی کے ملا وہ سیکو برابر برابر تقسیم کر دیا گیا اس کے بعد میں نے عبد الحمید بن جعفر کو ابو جہل کے سامان کی نسبت دریافت کیا کہ اوس کا سامان کس کو ملا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے متعلق ہمارے نزدیک کوئی بات متعین نہیں ہے۔ بعض کا قول تو یہ ہے کہ اوس کا سب سامان معاذ بن عمرو بن جموح نے لیا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ آپ نے عبد اللہ بن مسعود کو عنایت فرمادیا تھا اس پر میں نے عبد الحمید سے دریافت کیا کہ وہ کون کون صاحب ہیں ذرا اون کے نام تو بتلا دیجئے اونھوں نے فرمایا کہ پہلا تو خارجہ بن عبد اللہ بن کعب سے منقول ہے اور دوسرا سعید بن خالد قارظی سے۔ کہتے ہیں کہ ولید بن عتبہ کی زرہ اور خود وغیرہ حضرت علی نے لے لی تھی اور عتبہ کے ہتھیار حضرت حمزہ نے اور شیبہ بن ربیعہ کے ہتھیار اور زرہ وغیرہ حضرت عبیدہ بن حارث نے حتیٰ کہ اون کے بعد ان کے وارثوں کی طرف منتقل ہو گئے۔

ہمسے شیخ ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد بزاز نے اور اُن سے ابو محمد حسن بن علی بن محمد جوہری نے محرم سنہ ۴۴۴ھ میں اور اُن سے محمد بن حیویہ نے اور اُن سے عبد الوہاب بن ابی حبیہ

نے اوران سے محمد بن شجاع ثلجی نے اوران سے محمد بن عمرو واقدی نے اوران سے مجدّ بن یحیی بن سہل نے اوران سے ان کے چچا محمد بن سہل بن ابی حَثمہ نے بیان کیا کہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان دیا کہ قریش کے قیدی اور ہتھیار اور تمام سازو سامان وغیرہ ہمارے سامنے حاضر کیا جاوے چنانچہ آپ کے فرمان کے موافق جب سب چیزیں آپکے سامنے حاضر کردی گئیں تو آپ نے قیدیوں کو تو قرعہ ڈال کر تقسیم فرمایا کہ جو قیدی جس مسلمان کے قرعہ میں نکل آیا اوسی کو ملگیا۔ اور مقتول مشرکوں کے سامان کی نسبت یہ حکم نافذ فرمایا کہ ہر مسلمان قاتل اپنے اپنے مقتول مشرک کا سامان لے لے اور جو چیزیں مشرک بڑاؤ میں چھوڑکر بھاگ گئے تھے وہ سب مسلمانونکو برابر برابر تقسیم فرمادیں۔ راوی کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک قابل اعتبار یہی بات ہے کہ لڑائی سے پہلے جو چیز آپ نے کسی کے لئے مقرر فرمادی وہ تو اوسی کو عنایت کردی اور جو چیزیں غیر مقرر تھیں ان کو سب پر برابر برابر تقسیم کردیا اور غنیمت کے سامان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن کعب بن عمرو مازنی کو پہرہ دار مقرر فرمادیا تھا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن یحیی بن سہل بن ابی حَثمہ نے اوران سے ان کے والد نے اوران سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ یہ تقسیم آپ نے مقام سیبر (جو مقام صفراکی گھاٹی کی شاخ ہے) میں فرمائی تھی اور پہریدار خُباب بن اَرَت کو فرمایا تھا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابن ابی سُبرہ نے اوران سے مسوّر بن رفاعہ نے اوران سے عبداللہ بن مُکنِف حارثی نے اوران سے حارثہ انصاری نے بیان کیا کہ جب غنیمت کی سب چیزیں جمع ہوچکیں تو ان میں اونٹ اور پالان اور ہتھیار اور کپڑے وغیرہ ہر قسم کا سامان تھا آپ نے سب کو حصہ رسد دیدیا چنانچہ کسی کے حصہ میں ایک اونٹ سامان سمیت آیا اور کسی کے حصہ میں دو اونٹ اور کسی کے حصہ میں صرف ایک کھال آئی چونکہ لشکر میں تین سو تیرہ آدمی تھے اور دو گھوڑے اس لئے آپ نے کل سامان وغیرہ کے تین سو سترہ حصے کئے تھے جس میں سے ہر آدمی کو ایک ایک حصہ دیا اور گھوڑوں کے دو دو اور آٹھ آدمی عذر کی وجہ سے لشکر میں حاضر نہ

نہ ہو سکے تھے اس لئے آپ نے ان کے حصے بھی نکالے جن میں سے تین تو بالاتفاق مُہاجرین میں سے ہیں ایک تو عثمان بن عفان (جن کو حضور نے اپنی صاحبزادی رقیہ کی تیمار داری پر تعینات کر دیا تھا) مگر آپ کی تشریف آوری سے پہلے (جس روز حضرت زید بن حارثہ واپس آئے ہیں) یہ انتقال فرما چکی تھیں۔ دوسرے طلحہ بن عبداللہ تیسرے زید بن عمرو بن نفیل جن کو حضور نے قافلہ کی جاسوسی کے لئے مقام حوار کے جنگل میں بھیجا تھا (مقام حوار دریا کے کنارہ پر مقام ذی المروہ سے ورے ہے اور دونوں کے درمیان دو رات کا فاصلہ ہے اور مدینہ ذی المروہ سے آٹھ (یا کچھ کم) منزل کے فاصلہ پر ہے) اور پانچ قبیلہ انصار سے ایک تو ابولُبابہ بن عبدالمُنذر جن کو آپ نے مدینہ میں نائب بنا دیا تھا اور دوسرے عاصم بن عَدی جن کو آپ نے مقام قبا اور اہل عالیہ پر نائب مقرر فرمایا تھا تیسرے حارث بن حاطب جن کو بنی عمرو بن عوف پر مامور کر دیا تھا چوتھے خوات بن جُبیر جن کی مقام رَوحار میں پہونچکر کوئی ہڈی وغیرہ ٹوٹ گئی تھی پانچویں حارث بن صمہ (ان کی بھی اسی مقام پر کوئی ہڈی ٹوٹ گئی تھی) راوی کہتا ہے کہ یہ آٹھ شخص ہمارے نزدیک بالاجماع ایسے ہیں جن کے حصے باوجود غیر حاضر ہونے کے نکالے گئے اور چار شخص ایسے ہیں جن میں اختلاف ہے منجملہ ان کے ایک تو سعد بن عبادہ ہیں جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے ان کا حصہ نکالا اور جنگ سے فارغ ہونے کے بعد ان کی نسبت یہ فرمایا کہ اگرچہ سعد جنگ میں حاضر نہیں ہو سکا مگر اس کو جنگ میں آنے کی رغبت ضرور تھی۔ حضور کے اس فرمان کی یہ وجہ تھی کہ جس وقت آپ جنگ بدر کی طیاری کر رہے تھے تو یہ اپنے قبیلہ انصار کے گھروں پر جا جا کر ان کو جہاد میں شریک ہونے کی زحد ترغیب دیتے تھے مگر اتفاق سے وہیں کسی موقع پر گر پڑے اور چوٹ زیادہ آنے کی وجہ سے لشکر میں شامل نہ ہو سکے اس لئے آپ نے ان کا حصہ نکالا اور دوسرے سعد بن مالک ساعدی ہیں جو باوجود تیاری کے مرض کیوجہ سے مدینہ میں رہ گئے اور آپ کے واپس ہونے سے پہلے آپ کے لئے کچھ وصیت فرما کر وفات پا چکے تھے تیسرے ایک اور شخص انصار ہی میں سے ہیں اور چوتھے بھی انھیں میں سے ہیں جن کے لئے آپ نے باوجود جہاد میں شریک نہ ہونے کے حصے نکالے ہیں مگر

ان چار پر سب کا اتفاق نہیں ہے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سُبرہ نے اور ان سے یعقوب بن زید نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جو بارہ آدمی بدر میں شہید ہو گئے تھے آپ نے غنیمت میں سے ان کے حصے بھی نکالے تھے چنانچہ زید بن طلحہؓ سے عبداللہ بن سعد بن خیثمہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد کا جو شہید ہو گئے تھے تقسیم کے وقت حصہ نکالا تھا اور اوس کو ہمارے پاس عُویم بن ساعدہ لیکر آئے تھے ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سُبرہ نے اور ان سے مسور بن رفاعہ نے اور ان سے عبداللہ بن مُکنف نے اور ان سے سائب بن ابی لُبابہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُنذر بن عبدالمُنذر کے لئے بھی مال غنیمت سے حصہ نکالا تھا اور اوس حصہ کو ہمارے پاس مَعن بن عدی لیکر آیا تھا اور بدر کے روز غنیمت میں ایک سو پچاس اونٹ ہاتھ لگے تھے نیز قریش کے پاس بہت سا سامان چمڑے کا بھی تھا جو قریش تجارت کے لئے اپنے ساتھ لائے تھے اوس کو بھی مسلمانوں نے لوٹ لیا تھا اس سامان میں ایک سرخ چادر بھی تھی جو کسی شخص نے چرائی تھی مگر بعض ناہنجار لوگوں نے اس کو آپ کی طرف منسوب کر دیا اور کہنے لگے کہ بس آپ کے سوا اور کسی نے نہیں لی اس پر آپ کی برأت کے لئے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی (وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ الخ) ترجمہ۔ نبی سے خیانت کا صدور ہرگز نہیں ہو سکتا، اس کے بعد ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع کی کہ یا رسول اللہ وہ چادر تو فلاں شخص نے چرائی ہے آپ نے اوس کو طلب فرما کر اس سے دریافت کیا تو اوس نے صاف انکار کر دیا مخبر بھی وہیں موجود تھا اوس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ بالکل جھوٹا ہے اسی نے چرائی ہے اور ایک جگہ کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا کہ اس جگہ کو کھدوائیے اس نے یہاں دبا رکھی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس جگہ کو کھدوایا۔ تو واقعی چادر وہیں سے نکلی اور اوس کا چور ہونا ثابت ہو گیا بعد میں ایک شخص نے اس کی سفارش کی اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس سے غلطی ہو گئی آپ

معاف فرمایئے اور خدا سے بھی اس کے لئے معافی کی درخواست کر دیجئے آپ نے اس سفارش کو منظور نہیں فرمایا اور یہ فرما دیا کہ بس اس کی بابت مجھے کچھ نہ کہو۔ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے ایک تو حضرت مقداد کے پاس جس کا نام (سَبْحَہ) تھا اور ایک حضرت زبیر کے پاس اور بعض کے نزدیک حضرت مُرثَد کے پاس چنانچہ حضرت مقداد فرمایا کرتے تھے کہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حصہ تو میرا نکالا تھا اور ایک حصہ میرے گھوڑے کا اور بعض لوگوں کا بیان یہ ہے کہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کا ایک حصہ نکالا اور گھوڑے کے دو حصے نکالے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالمجید بن ابی عَبس نے اور ان سے ابوعُفَیر محمد بن سُہَل نے بیان کیا کہ ابُوبُردہ بن دینا نے بدر کے روز زَمعَہ بن اَسُود۔ کا گھوڑا چھین لیا تھا اور تقسیم کے وقت وہ انھیں کے حصّہ میں لگا چنانچہ یہ اوس کو اپنے گھر لے کر آئے اور بدر کے روز قریش کے دس گھوڑے اور بہت سا مال اور بہت سے ہتھیار مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ غنیمت میں ابوجہل کا اونٹ بھی تھا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں لگا اور مدت تک آپ کے پاس رہا چنانچہ آپ کے خانگی اونٹوں کے ساتھ رہا سہا کرتا تھا اور غزوات میں بھی آیا جایا کرتا تھا پھر آپ نے اوس کو حُدَیبیّہ کے روز ہدی بنا کر قربانی کے لئے مکّہ معظمّہ کو روانہ کر دیا جب قریش نے اوس کو دیکھا تو اس کے بدلہ میں سو اونٹ دینے لگے مگر آپ نے منظور نہیں کیا اور یہ فرمایا کہ اب تو ہم اس کو قربانی کے لئے مقرر کر چکے ہیں اب کیسے تبادلہ ہو سکتا ہے اگر اس سے پہلے کہتے تو ہم ضرور کر لیتے ہمارا اس میں کیا حرج تھا اور غنیمت میں سے تقسیم ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عمدہ چیز نکال لی جاتی تھی۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن ذکوان نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے عُبیداللہ بن عبداللہ بن عُتبہ نے اور ان سے ابن عباس اور محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زُہری اور سعید بن مُسیّب دونوں نے یہ بیان کیا کہ بدر کے روز ایک تلوار جس کا نام

(ذوالفقار) تھا اور منبہ بن حجاج کے حصہ میں لگی تھی) بھی آپ نے اپنے لئے زیادہ پسند کی تھی اور بدر تک آپ سعد بن عبادہ کی تلوار سے (جس کا نام عضب تھا) اور زرہ سے (جس کا نام ذات الفضول تھا) جو اونھوں نے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ کے پیش کردی تھیں کام لیتے رہے ہیں۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے صالح بن کیسان نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بدر میں تشریف لے گئے تو آپ کے پاس تلوار نہ تھی اور سب سے اول آپ نے نبیہ بن حجاج کی تلوار (جو بدر کے روز اوس کو غنیمت میں سے ملی تھی) اپنے جسم مبارک پر باندھی تھی۔ واقدی فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالمہیمن بن عباس نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو اسید ساعدی نے بھی صالح بن کیسان کے موافق بیان کیا ہے اور یہ ابواسید ساعدی جب کبھی ارقم بن ابی ارقم کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے تو ان کی نسبت کچھہ گلہ شکوہ کیا کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان سے کچھہ ایک ہی شکایت نہیں ہے بلکہ کئی شکایتیں ہیں اور جب ان سے اُن شکایتوں کو دریافت کیا جاتا تھا کہ جناب وہ کیا شکایتیں ہیں تو یہ تین شکایتیں بیان کیا کرتے تھے ایک تو یہ کہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمانوں کو یہ حکم دیدیا تھا کہ غنیمت کی جو چیز کسی کے پاس ہو وہ واپس کردے اور سب ایک جگہ جمع کردی جاویں چنانچہ منجملہ اور لوگوں کے میں نے بھی ایک تلوار (ابن عائذ مخزومی کی جس کا نام (مرزبان) تھا اور بیر ہی حسین ہوئی تھی اور بڑی قدر و قیمت کی تھی اور مجھے اوس کے دوبارہ ملجانے کی آرزو بھی تھی) واپس کردی میرے واپس کرتے ہی ان حضرت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس کی درخواست کی اور آپ کی عادت مبارک یہ تھی کہ کسی کی درخواست کو رد نہیں کرتے تھے چنانچہ آپ نے انکی درخواست منظور کی اور وہ تلوار ان کو دیدی یہ اسکو مزے سے لیکر بیٹھ گئے غرضکہ جان تو میں نے ماری اور مزہ سے لے لی ان حضرت نے۔ دوسری شکایت یہ ہے کہ ایک روز اتفاق سے میرا چھوٹا لڑکا مسمی (زیفعہ) کہیں باہر جارہا تھا راستہ میں اسکو ایک بھوتنی ملگئی اور پکڑکر

کمر پر لادے لئے جارہی تھی (راوی کہتا ہے کہ اثنار گفتگو میں ابواُسید سے دریافت کیا گیا کہ اُس زمانہ میں بھوتنیاں ہوا کرتی تھیں اونھوں نے کہا ہاں ہوا کرتی تھیں لیکن اب سب غارت ہوگئیں) کہ اچانک ابن ارقم ملگیا میرا لڑکا اوس کو دیکھکر بہت چینخا چلّایا اور اس سے ہر چند رو رو کر داد و فریاد کی مگر اس نے ایک نہ سنی صرف لڑکے سے، یہ دریافت کیا کہ تو کون ہے اس نے اپنا پورا پتہ بتلایا اور بھوتنی کا قصہ سنایا تو بھوتنی نے یہ بہانہ کردیا کہ میں تو اس کی اتاں ہوں یہ شوخی سے ایسی باتیں کر رہا ہے آخر اس نے اوس بھوتنی کی بات تو تسلیم کرلی مگر لڑکا ہر چند سر ٹپک کر بیٹھ رہا اور اوس کی تکذیب کرتا رہا مگر اس نے لڑکے کی ایک نہ سنی۔ تیسری شکایت یہ ہے کہ ایک دفعہ میرا گھوڑا رسّا توڑا کر بھاگ گیا تھا ان کو کہیں جنگل میں ملگیا پکڑ کر اوسپر سوار ہو لئے اور گھر کا راستہ لیا جب مدینہ کے قریب پہونچے تو وہ ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر غائب ہوگیا آخر میرے پاس آکر عذر معذرت کرنے لگے کہ وہ گھوڑا مجھسے چھوٹ کر بھاگ گیا ہے میں نے درگذر کی مگر وہ گھوڑا ابتک نہیں ملا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابوبکر بن اسماعیل بن محمد نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدر کے روز عاص بن منبّہ کی تلوار کے لئے درخواست کی چنانچہ آپ نے میری گذارش کو منظور فرما کر وہ تلوار مجھے عنایت فرمادی مگر یہ بات اللہ کو ناگوار گذری تو میرے بارہ میں یہ آیت نازل فرمائی جس میں اس قسم کے سوالات کی ممانعت فرمادی (یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَال الخ) ترجمہ۔ جو لوگ وقت بیوقت آپ سے غنیمت کی چیزیں مانگتے رہتے ہیں ان کو منع کردیجئے اور ان سے یہ فرمادیجئے کہ غنیمت کا کل ساز و سامان اللہ اور اللہ کے رسول کا ہے کہ حسب موقع اپنی مرضی کے موافق اوسکو صرف کریں سو تم موقع بے موقع چیزیں مانگ مانگ کر تنگ نہ کیا کرو) کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند غلاموں کو جو بدر میں حاضر ہوئے تھے اپنے لئے لے لیا تھا اور غنیمت میں سے اُن کو حصہ نہیں دیا تھا اُن میں سے ایک غلام تو مطلب بن ابی وداعہ

کا تھا اور ایک عبد الرحمٰن بن عوف کا اور ایک سعد بن مُعاذ کا اور قیدیوں کے پہرے پر آپ کا غلام مسمیٰ شُقران مقرر تھا اس لئے ان سب غلاموں نے ملکر ہر ایک قیدی سے اتنا اتنا مال وصول کر لیا جتنا کہ انکو آزاد ہونے کی صورت میں تقسیم کے وقت غنیمت میں سے ملتا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابو بکر بن اسمٰعیل نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے بدر کے روز سُہیل بن عمرو کے ایک تیر تاک کر مارا جس سے اوس کی رگ کٹ گئی اور وہ بھاگ لیا میں اسکے پیچھے پیچھے خون کو دیکھتا ہوا گیا آگے جاکر دیکھا تو اس کو مالک بن دُخشم پکڑے ہوئے لا رہے ہیں میں نے مالک سے کہا کہ بھائی یہ تو میرا قیدی ہے میں نے اس کے تیر مارا ہے اُس نے کہا نہیں میرا قیدی ہے کیونکہ میں نے اس کو پکڑا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جب ان دونوں سے آپسمیں فیصلہ نہ ہو سکا تو آخر کار آپ کے سامنے معاملہ پیش کیا گیا آپ نے قطع نزع کی غرض سے دونوں کو نہ دیا اور اپنے لئے رکھ لیا اس پہ یہ دونوں خوشی سے رضامند ہو گئے پھر آپ نے اس غلام کو مالک بن دخشم کی نگرانی میں چھوڑ دیا وہ ان کے پاس رہتا رہا مگر واپسی کے وقت جب مقام روحا میں پہونچے تو وہ چپنپت بنا یہ ادھر اُدھر لشکر میں بہتیرے چیختے چلاتے پھرے مگر اُس کا کہیں پتہ نہ چلا پھر تو یہ بہت حیران ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرمائیں گے اور اُس کو ڈھونڈھنے کے لئے چلدیئے شدہ شدہ آپ تک بھی اس واقعہ کی خبر پہونچی تو آپ کو اس کی حرکت سخت ناگوار گذری اور آپ نے اس کی نسبت یہ حکم فرمایا کہ جس شخص کو ملجاوے اوسکو فوراً قتل کر دو مگر حسب اتفاق وہ آپ ہی کو ملگیا تو آپ نے اس کو قتل نہیں فرمایا۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عیسٰے بن حفص بن عاصم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابو بردہ بن دینار کو مشرکوں کا ایک قیدی ملگیا تھا جس کا نام مَعبد بن وہب تھا اور وہ بنی سعد بن لیث کے کنبہ سے تھا ابو بُردہ اسکو لئے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت عمر رضی اللہ عنہ

سے ملاقات ہوگئی اور حضرت عمر کی عادت یہ تھی کہ جس مسلمان کے پاس کسی قیدی کو دیکھتے تھے اوس سے یہی فرمایا کرتے تھے کہ اس کو قتل کردے مگر ابھی تک وہ ابو بردہ سے یہ بات کہنے نہ پائے تھے کہ یہ غلام اون سے کہنے لگا کہ اے عمر کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ تم قریش پر غالب آگئے اگر تم یہ سمجھ رہے ہو تو (لات اور عُزّیٰ) کی قسم یہ بالکل غلط ہے یہ سنکر غلام کی گستاخی پر حضرت عمر کو جوش آگیا اور آپ نے مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ اس خبیث کے بچے کی منہ زوری تو دیکھو پھر اوس سے فرمانے لگے کہ خبیث کے بچے تو ہمارے ہاتھوں میں گرفتار ہو کر بھی ایسی منہ زوری اور گستاخی کرتا ہے آخر دھمکانے کے بعد اوس کو ابو بُردہ کے ہاتھ سے لے لیا اور فوراً قتل کر دیا۔ بعض کا قول یہ بھی ہے کہ اوس کو ابو بردہ نے ہی قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبد الوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابوبکر بن اسماعیل نے اوران سے ان کے والد نے اوران سے عامر بن سعد نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر میں ممانعت فرمادی تھی کہ کوئی شخص سعد کے سامنے اوس کے بھائی کے قتل کا ذکر نہ کرے ورنہ وہ سب قیدیوں کو جو تمہارے پاس ہیں قتل کردے گا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبد الوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے بنی ہاشم کے ایک غلام مسمیٰ خالد بن ہیثم نے اوران سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو قیدیوں کے قتل کرنے سے ممانعت کردی تھی اور یہ فرمادیا تھا کہ کوئی شخص اپنے یا دوسرے کے قیدی کو قتل نہ کرنے پائے سعد بن معاذ کو یہ حکم ذرا گراں گذرا چنانچہ آپ نے ان کی گرانی کو دیکھکر فرمایا کہ اے ابو عمرو شاید یہ حکم تجھے گراں معلوم ہوا ہے کہ قیدیوں کی قید پر بس کی جاوے اور اون کو قتل نہ کیا جاوے سعد نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ مجھے ناگوار معلوم ہوا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہماری اور کافروں کی پہلی مٹھ بھیڑ ہے اس میں تو میرا یہی جی چاہتا ہے کہ اللہ ان کو ہر طرح سے ذلیل وخوار کردیں اور ہم خوب دل کھولکر اون کا خون بہاویں۔ اور نضر بن حارث کو حضرت مقداد نے گرفتار کیا تھا جب بدر سے کوچ ہوا تو ہر شخص اپنے اپنے قیدی کو ساتھ لئے ہوئے تھا مقام اُثَیلہ میں پہونچکر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سب قیدی ہمارے سامنے پیش کئے جاویں چنانچہ سب نے اپنے اپنے قیدی پیش کئے منجملہ ان کے حضرت مقداد نے بھی اپنے قیدی نضر بن حارث کو پیش کیا اور قیدیوں کو تو آپ نے سرسری نظر سے دیکھا مگر نضر بن حارث کو دیر تک دیکھتے رہے اس سے نضر بن حارث پہچان گیا کہ بس اب تیری خیر نہیں ہے اور ایک شخص سے جو اوس کے پہلو میں کھڑا ہوا تھا گھبرا کر کہنے لگا کہ خدا کی قسم مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد مجھے قتل کرے گا میری طرف ایسی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے جن سے موت ٹپک رہی ہے اوس شخص نے اسکی گھبراہٹ کو دیکھکر ذرا تسلی دی اور کہا کہ نہیں قتل نہیں کریں گے خدا کی قسم تیرے اوپر صرف رعب پڑ گیا ہے اس کے بعد نضر بن حارث مصعب بن عمیر کی خوشامد درآمد کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اے مصعب یہاں تو تو ہی میرا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے ذرا مہربانی کر کے محمد سے میری سفارش کردے کہ مجھے قتل نہ کریں اور دوسرے قیدیوں کی طرح مجھے بھی مدینہ ساتھ لے چلیں وہاں جو سب کا حشر ہوگا وہی میرا ہو جاوے گا اور خدا کی قسم اگر تو سفارش نہیں کرے گا تو بس مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ محمد مجھے قتل کرنے ہی والا ہے مصعب نے کہا کمبخت تجھے یہ بھی یاد ہے کہ تو قرآن کی نسبت کیا کیا کہا کرتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا کیا کہا کرتا تھا اب تیرے لئے سفارش کرنے کو کیا جی چاہے اور کروں تو کس منہ سے کروں نضر بن حارث ان کو خفا دیکھکر اور زیادہ گڑگڑانے لگا اور کہنے لگا کہ بھائی بس خدا کے واسطے اتنی سفارش کردے کہ مجھے یہاں قتل نہ کیا جاوے اور قیدیوں کے ساتھ مجھے بھی مدینہ لے چلیں اگر وہ وہاں قتل ہوں گے تو بلا سے میں بھی قتل ہو جاؤں گا اور اگر محمد نے اون پر کرم کیا تو مجھ پر بھی کرم ہو جاوے گا۔ حضرت مصعب نے فرمایا کہ بتلا اب میں کس طرح کروں تیری ایک حرکت ہوتی تو خیر کچھ پردہ پوشی اور درگذر ہو ہی جاتی جب تیری ہزاروں حرکتیں ہیں تو کس طرح کام چلے ایک تیری حرکت یہی کتنی زبردست ہے کہ تو مسلمانوں کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا اس پر وہ کچھ مایوس سا ہو کر کہنے لگا کہ یار تو تو بڑی اکھڑی اکھڑی باتیں کر رہا ہے اور خدا کی قسم اگر تجھے قریش گرفتار کر لیتے تو جب تک میری جان میں جان رہتی تیرا بال بھی بیکا نہ ہونے دیتا حضرت مصعب نے فرمایا کہ خدا کی قسم جو کچھ تو کہہ رہا ہے یہ

یہ بالکل سچ اور صحیح ہے مگر میں نواب تیری جیسا نہیں ہو سکتا ہوں اسلام نے پہلی کل راہ و رسم کو
توڑ پھوڑ دیا ہے اس لئے اب اس کے مقابلہ میں کسی تعلق کا لحاظ پاس نہیں کیا جا سکتا یہ بات
چیت ہو ہی رہی تھی کہ اتنے میں حضرت مقداد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ میرا قیدی ہے آپ نے فرمایا کہ اس کی گردن مار دے اور پھر ان کو یہ
دعا دی کہ اے اللہ مقداد کو آپ اپنے کرم اور فضل سے غنی کر دیجئے ان کو قتل کرنے میں کسی
وجہ سے کچھ دیر ہو گئی تو حضرت علی نے اس کو بندھے بندھائے کو وہیں مقام اُثیلہ میں فوراً
قتل کر دیا۔ جس وقت سہیل بن عمرو گرفتار ہو کر آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور کی خدمت
میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس کے اگلے دانت نکلوا دیجئے جس سے اس کی زبان باہر کو نکلنے
لگے اور قابو میں نہ رہے پھر یہ آپ کی نسبت جو بری تقریریں کرتا پھرتا ہے وہ سب بھول جائیگا
آپ نے فرمایا کہ نہیں میں کسی آدمی کا مثلہ کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اگر میں کسی کا مثلہ کروں گا تو
خدا میرا مثلہ کرے گا اگرچہ میں نبی ہوں علاوہ ازیں جیسے اس نے ہمارے خلاف تقریریں کی
ہیں شاید کسی وقت ہمارے موافق بھی کرے چنانچہ حضور کی پیشین گوئی آپ کی وفات کے
وقت ظاہر ہوئی کہ جب حضور کی وفات کے بعد مسلمانوں میں عام طریقہ سے ہیجان پیدا ہو گیا
اور لوگوں کے خیالات دگرگون ہونے لگے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو مدینہ میں ایک
پرزور تقریر کر کے لوگوں کی دستگیری کی اور ان کو ہلاکت سے بچا لیا اور حضرت سہیل بن عمرو
نے مکہ میں ہو بہو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسی تقریر کر کے اہل مکہ کی تسلی تشفی کی چنانچہ جب
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سہیل بن عمرو کی اس تقریر کی خبر پہونچی تو آپ نے نہایت خوش
ہو کر کلمہ شہادت پڑھا اور فرمایا کہ واقعی آپ سچے خدا کے رسول تھے کہ جس امر کی آپ نے
پیشین گوئی فرمائی وہ بعینہ آج ہمارے سامنے موجود ہے کل یہ شخص اسلام کا کس قدر
دشمن تھا اور آج کیسا حامی کار ہو رہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے روز حضرت جبرئیل حضور کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور قیدیوں کی بابت خدا کا یہ حکم لائے کہ یا تو آپ انکو قتل کر دیں یا ان سے
مال لیکر ان کو چھوڑ دیں مگر دوسری صورت میں اگلے سال میں اتنے ہی آدمی تمہارے قتل

ہوں گے اس پر آپ نے تمام صحابہ کو جمع کیا اور سب کو خدا کا حکم سنا دیا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمیں دوسری صورت منظور ہے اس وجہ سے کہ اس وقت تو مال لینے سے ہمیں تقویت حاصل ہو جاویگی باقی آئندہ سال جو اتنے ہی آدمی ہمارے قتل ہوں گے سو وہ شہید ہوں گے اور جنت میں داخل ہوں گے جو ہمارا عین مدعا ہے غرضکہ اس وقت مال لینے میں بہر صورت سہولت و منفعت ہے اور ان کے قتل کرنے میں کوئی مصلحت معلوم نہیں ہوتی آخر آپ نے سب کے کہنے کی وجہ سے اون سے مال لیکر چھوڑ دیا۔ اور جتنے قیدیوں کو چھوڑا تھا اوتنے ہی مسلمان اگلے سال جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ جب بدر میں مشرک گرفتار ہو کر قیدی ہو گئے تو آپ نے اون پر پہرے کے لئے اپنے ایک غلام مسمیٰ شقران کو مقرر فرما دیا اور ان کی نسبت مسلمانوں نے آپس میں قرعے بھی ڈال لئے تھے مگر باوجود اس کے وہ کافر پھر بھی زندگی کی امید میں لگے ہوئے تھے اور آپس میں یہ چرچا کر رہے تھے کہ بھائی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلو کیونکہ وہ قریش میں سب سے زیادہ رحم دل ہیں اور قرابت اور رشتہ داری کا سب سے زیادہ خیال کرنے والے ہیں علاوہ ازیں محمد ان کا لحاظ بھی سب مسلمانوں سے زیادہ کرتے ہیں جس سے قوی امید ہے کہ اگر آپ محمد سے ہماری نسبت کچھہ سفارش کر دیں گے تو ضرور ہماری جان بچ جاوے گی چنانچہ مشورہ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو بھیجا وہ حضرت کو بلا کر لے آیا جب آپ قیدیوں کے پاس پہونچے تو وہ بہت عاجزی سے آپ کی خوشامد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اے ابو بکر ذرا تم غور تو کرو کہ ہماری تمہاری رشتہ داری کا کیا حال ہے بعض لوگ تو ہم میں مسلمانوں کے باپ ہیں اور بعض بیٹے ہیں اور بعض بھائی ہیں اور بعض چچا ہیں اور جو لوگ ہمارے دور کے رشتہ دار ہیں تو وہ تمہارے محمد کے قریبی رشتہ دار ہیں سو بھائی ایسی حالت میں ہمارے حال زار پر کچھہ تو رحم کھاؤ اور ذرا اپنے محمد صاحب سے ہماری اتنی سفارش کر دو کہ یا تو وہ ہمیں اپنے مراحم خسروانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں اور اگر بالفرض ایسا نہ کر سکیں تو پھر مال کے بدلے میں ہمیں رہائی دیں غرض جس صورت سے ہو سکے ہماری رہائی کی کوئی سبیل کیجئے چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے ان کی سب کہانی سنکر وعدہ فرمایا کہ میں انشاء اللہ تمہاری کوشش میں کوئی دقیقہ

باقی نہ چھوڑوں گا اور ان کے پاس سے رخصت ہو کر فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تشریف لے گئے اسکے بعد ان قیدیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت آپس میں مشورہ کیا کہ عمر بن خطاب ہمسے بہت خار خوردہ ہے اور فی نفسہٖ مزاج کا بھی سخت ہے لہٰذا اس کو بھی سفارش میں شامل کر لو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کچھ بھانجی مار دے اور یہ سب محنت کی کرائی اکارت ہو جاوے غرضکہ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی ایک شخص کو بلانے کے لئے بھیجا اوس نے جاکر ان کی طرف سے سلام و پیام پہونچایا تو آپ تشریف لائے ان سب نے آپ کی بھی حضرت ابو بکر کی طرح خوشامد درآمد کی اور وہ سب قصہ جو حضرت ابو بکر کو سنایا تہا اُن کے بھی گوش گذار کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سُن سنا کر فرمایا کہ ہاں تم خوب امید رکھو میں تمہاری برائی میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کروں گا یہ کہکر وہاں سے واپس ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کی خدمت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اور بہت سے آدمی حاضر ہیں اور ابو بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیدیوں کی طرف سے نرم کر رہے ہیں اور آپ کے جوش کو ٹھنڈا کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جاویں یہ قیدی تو سب ہمارے ہی رشتہ دار اور عزیز قریب ہیں کوئی باپ ہے کوئی بیٹا ہے کوئی بھائی ہے کوئی چچا ہے سو آپ مہربانی فرما کر بس اب تو انپر رحم ہی فرما دیجئے اللہ آپ پر بھی رحم فرماویں گے یا کم از کم ان سے کچھ مال لیکر ان کو چھوڑ دیجئے شاید اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے ان کو دوزخ سے نجات بخشدے کہ یہ چھوٹ جانے کے بعد مسلمان ہو جاویں علاوہ ازیں اس وقت ہمارا غربت کا زمانہ ہے اس مصلحت سے بھی مال لینا مناسب ہے کہ ہمیں اس سے تقویت حاصل ہو جاوے گی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طرف تنہائی میں لے گئے اور وہاں بھی آپ سے سفارش کرتے رہے مگر آپ بالکل خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور حضرت ابوبکر کی جگہ بیٹھ گئے پھر آپسے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ سب خبیث ہیں اور اللہ کے سخت دشمن ہیں دیکھئے انھوں نے آپ کی کس شدومد سے تکذیب کی ہے اور آپ سے کیسی دلیری سے لڑے ہیں اور کس بے حیائی سے

آپ کو مکہ سے نکالدیا ہے غرض انھوں نے اپنی کسی کرنی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی لہذا آپ ان کے متعلق اور کچھہ نہ کیجئے بس سب کو بے تامل قتل کرادیجئے یہ سب کے سب کفر کے سردار اور گمراہی کے پیش رو ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اسلام ہی کے ذریعہ سے رگڑے گا اور انکے ذریعہ اور مشرکوں کو ذلیل وخوار کرے گا اسپر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور کچھہ جواب نہ دیا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت ابوبکر پھر وہیں اپنی جگہ آکر بیٹھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے از سر نو پھر سفارش کرنے لگے کہ یارسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہو جاویں آپ ذرا اس پر دوبارہ توجہ فرمایئے کہ ان میں ہمارے ہر قسم کے رشتے دار ہیں ان سے حماقت کی وجہ سے جو کچھہ ہو گیا سو ہو گیا اب آپ ان کی حماقت پر نہ جایئے بلکہ اپنے کرم پر نظر فرما کر یا تو ان کو بالکل معاف فرمادیجئے اور یا کم از کم ان سے مال لیکر ان کو چھوڑ دیجئے اور یارسول اللہ دیکھئے تو سہی یہ تو آپ ہی کی قوم اور قبیلہ ہے سو آپ ہی کیوں ان کو پہلے پہل اپنے ہاتھ سے غارت کرتے ہیں یہ بات بالکل غیر مناسب ہے اس کے علاوہ ان کے قتل کرنے سے تو یہ بدرجہا بہتر ہے کہ اللہ ان کو ہدایت کردے اسپر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا یہ گذارش کرنے کے بعد حضرت ابوبکر وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ جا بیٹھے تو حضرت عمر پھر آپ کے سامنے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کیا سوچ بچار کر رہے ہیں ان کو قتل کیوں نہیں کر دیتے اللہ ان کو اسلام کے ذریعہ سے تو پیسیگا اور انکے ذریعہ سے باقی مشرکوں کو ذلیل وخوار کرے گا۔ یہ خبیث اللہ کے دشمن ہیں اور آپ کو جھٹلاتے ہیں اور آپ کو کس کس طرح دق کر کے مکہ سے نکالا ہے لہذا اب ان سے درگذر کرنے کا کیا موقع رہا ہے یارسول اللہ ان کی طرف سے مسلمانوں کے دل بہت دکھے ہوئے اور جلے ہوئے ہیں آپ اُن کو بھی تو ذرا ٹھنڈا کر دیجئے ان کے قتل ہونے سے اُنکے کچھہ تو آنسو پنچھ جاویں گے اور یارسول اللہ دیکھئے تو سہی اگر ہم کہیں ان کے قابو میں آجاتے تو یہ ہرگز ہرگز اپنی کسی کرنی میں کسر نہ چھوڑتے اس پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور کچھہ جواب نہ دیا اور یہ وہاں سے اوٹھکر دوسری جگہ جا بیٹھے حضرت ابوبکر پھر وہیں تشریف لائے اور تیسری مرتبہ پھر آپ سے پہلے کی طرح سفارش کی مگر آپنے جواب

نہیں دیا یہ اپنی جگہ جاکر بیٹھ گئے پھر حضرت عمرؓ تشریف لائے اور اپنی گذشتہ تقریر کی مگر
آپ نے کوئی جواب نہیں دیا غرضکہ دونوں صاحبوں نے ایک دوسرے کے بالکل برخلاف
حضرت کی خدمت میں عرض معروض کی مگر آپ نے دونوں میں سے کسی کو بھی جواب نہیں دیا آخر
دونوں خاموش ہوکر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے
اور کچھ عرصہ تک وہیں رہے آپ کے بعد یہاں لوگوں میں قیدیوں کی نسبت خوب چہ میگوئیاں
ہوئیں بعض نے کہا کہ اون کی بابت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے صائب ہے اور بعض نے
کہا نہیں حضرت عمر کی رائے درست ہے یہی چرچا ہو رہا تھا کہ اتنے میں آپ باہر تشریف لے آئے
اور لوگوں کی باتیں سنکر فرمانے لگے کہ تم اپنے ان دونوں دوستوں کو کیا کہہ رہے ہو ان کو چھوڑ دو
کچھ نہ کہو میں تمہیں ان دونوں کی مثال بتلاتا ہوں جس سے تمہیں ان کی حالت کا اندازہ ہو جاویگا
ابوبکر کی شان مجرموں سے نرمی اور چشم پوشی کرنے میں اور عفو و درگذر کے پیام لیجانے میں ایسی
ہے جیسے حضرت میکائیل کی فرشتوں میں سے کہ وہ خدا کی خوشنودی اور معافی کے پیام لے کر
نازل ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے حضرت ابراہیم جیسی کہ وہ اپنی قوم پر
بہت زیادہ نرم تھے باوجودیکہ ان کی قوم نے اون کے ساتھ حد سے زیادہ شرارت کی کہ اون کے
لئے آگ جلاکر اون کو اوس میں ڈالدیا مگر انھوں نے اتنی زیادتی پر بھی سوائے اس کے اور کچھ نہ
فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے نقل فرمایا ہے (اُفٍّ لَّکُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ الخ
ترجمہ۔ تمہارے اور تمہارے معبودوں پر زوف ہے) فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ
غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (ترجمہ) اے اللہ جو شخص میرا کہنا مانتا ہے وہ تو میرا ہے ہی باقی جو کہنا نہیں مانتا
ہے تو گو وہ میرا نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے لطف و کرم کا مورد نہ ہو سکے مگر آپ کے دریائے
رحمت کی وجہ سے تو ہو سکتا ہے) اور حضرت عیسیٰ جیسی کہ جب ان کے سامنے اون کی امت کے
حالات پیش ہوں گے اور دریائے انتقام کے جوش میں ہونے کی وجہ سے ان کو خدشہ ہوگا
کہ بس اب امت سزایاب ہوئی تو فوراً رب العزت کی درگاہ میں صرف یہ عرض کریں گے (اِنْ
تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ) ترجمہ۔ اے
اللہ اگر آپ ان کو سزا دینے لگیں تو آپ کو کون روک سکتا ہے کیونکہ یہ تو آپ کے پیدا کئے ہوئے

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی شان

ہیں سو علاقہ پیدائش کی وجہ سے نہ ان کو دم مارنے کی مجال ہے اور نہ کسی اور کو اور اگر آپ معاف فرمانے لگیں تو اسمیں بھی کوئی چون وچرا نہیں کر سکتا کیونکہ آپ کی عزت و حکمت سب سے بڑھی ہوئی ہے) اور عمرؓ کی شان فرشتوں میں جبرئیل سے ملتی جلتی ہے کہ وہ خدا کے دشمنوں پر جو نمکحرامی کرتے ہیں خدا کا قہر اور غضب لیکر آتے ہیں کہ وہ اپنی نمکحرامی سے باز آئیں یا اگر حد سے سوا ہو گئی ہو تو ہمیشہ کو اوس کا مزہ چکھتے رہیں۔ اور نبیوں میں حضرت نوح علیہ السلام جیسی ہے کہ وہ اپنی قوم پر اون کی شرارتوں کی وجہ سے پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے تھے چنانچہ جب ان کے باز آنے سے بالکل ناامید ہو گئے تو خدا سے یہ دعا کی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا۔ ترجمہ۔ اے اللہ زمین پر کافروں میں سے ایک باشندہ بھی بغیر ہلاک کئے نہ چھوڑ) چنانچہ اس دعا کی وجہ سے اللہ نے ساری زمین کو ڈبو دیا جس سے ایک کافر کو بھی پناہ نہ ملسکی۔ اور حضرت موسیٰ جیسی کہ اونھوں نے دشمنوں سے دق ہو کر ان کے لئے یہ بددعا کی کہ جس سے وہ پھر سرسبز ہی نہ ہو سکے (رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِھِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ) ترجمہ۔ اے ہمارے رب ان دشمنوں کے مال و دولت کی صورت کو بدلدے اور ان کے دلوں کو ایسا سخت کردے کہ یہ کسی طرح ایمان نہ لاسکیں جبتک عذاب نہ دیکھ لیں) اور عذاب دیکھنے کے بعد ایمان نجات بخش نہیں ہے تو مقصد یہ ہوا کہ انکو ایمان نجات بخش نصیب نہ ہو۔ دونوں حضرات کی حالت کی توضیح سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ یہ دونوں اپنے اپنے درجے میں حق پر ہیں اور صائب الرائے ہیں لہذا تم لوگوں کو ان کی بابت کوئی ناقص گفتگو نہ کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد حضور نے حضرت ابوبکر کی رائے کو پسند فرمایا اور اوسکی ترجیح کے لئے صحابہ سے خطاب کر کے یہ فرمایا کہ اسوقت تم لوگوں کو ناداری نے گھیر رکھا ہے اس لئے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان قیدیوں سے یا مال لے لیا جاوے اور یا اون کی گردن ماردی جاوے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ سنکر عرض کیا کہ یارسول اللہ اس حکم سے سہیل بن بیضا کو مستثنیٰ کردیجئے (ابن واقدی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے سہیل بن بیضا کی سفارش کی تھی چونکہ بدر میں یہی گیا تھا باقی ان کے بھائی سہیل بن بیضا تو بدر سے پہلے ہی مسلمان ہو کر حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے اس لئے راوی کا سہیل بن بیضا

کہنا بالکل غلط اور وہم ہے) عبداللہ کی سفارش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر تک
سکوت فرمایا آپ کے سکوت سے حضرت عبداللہ کو خفگی کا شبہ ہوکر بہت دہشت معلوم
ہوئی چنانچہ فرماتے ہیں کہ آپ کی خاموشی کا وقت میرے اوپر ایسا گراں گذرا کہ ایسا کوئی
وقت گراں نہ گذرا تھا اور میں ہیبت کی وجہ سے گھڑی گھڑی آسمان کی طرف کو دیکھتا تھا
کہ کہیں میرے اوپر آسمان سے کوئی پتھر نہ آگرے اور اپنے دلمیں از حد پشیمان تھا کہ میں نے
ایسی گستاخی اور بے ادبی کیوں کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گفتگو میں پیش قدمی
کی میں اس اُدھیڑ بن میں تھا کہ حضور نے اپنا سر اوپر کو اٹھا کر فرمادیا کہ اس حکم سے سُہیل بن بیضا ر
مستثنےٰ ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ بس پھر تو مجھے ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ ایسی
مدت العمر میں شاید کبھی نہ ہوئی ہو اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کبھی دل کو ایسا سخت
کر دیتا ہے کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا ملائم کر دیتا ہے کہ وہ جھاگ سے
بھی زیادہ نرم ہو جاتا ہے پھر آپ نے قیدیوں سے مال لیکر اون کو چھوڑ دیا مگر یہ بات خدا کو
ناپسند رہی اور اُسی وقت خدا نے اس ناپسندی کی قرآن شریف میں خبر دی تو آپ نے فرمایا
کہ اگر بدر کے روز خدا کا عذاب نازل ہوتا تو اس سے عمر کے سوا اور کوئی بھی نہ بچ سکتا کیونکہ
عمر کے منشاء کے موافق خدا کا منشا بھی یہی تہا کہ قیدیوں سے مال نہ لیا جاوے اور ان کو قتل
ہی کر دیا جاوے۔ راوی کہتا ہے کہ سعد بن مُعاذ کی رائے بھی حضرت عمر کے موافق تھی۔
ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے
اور ان سے مَعمَر نے اور ان سے زُہری نے اور ان سے محمد بن جُبیر بن مطعم نے اور انسے
ان کی والدہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز یہ فرمایا کہ اگر مطعم بن
عدی زندہ ہوتا تو میں ان خبیث قیدیوں کو اس کے حوالے کر دیتا۔ راوی کہتا ہے کہ مطعم بن
عدی نے آپ کے ساتھ سلوک کیا تھا کہ جب طائف کے لوگوں سے بدسلوکی دیکھ کر آپ
واپس تشریف لا رہے تھے تو اوس نے آپ کو پناہ دی تھی اس لئے آپ کے دل میں
اس کی بہت قدر و منزلت تھی جیسا کہ آپ نے ظاہر فرمایا۔
ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے

اوران سے محمد بن عبداللہ نے اوران سے زہری نے اوران سے سعید بن مُسیّب نے بیان فرمایا کہ بدر کے قیدیوں میں ایک شخص ابو عزّہ عمرو بن عبداللہ بن عُمیر جُمحی شاعر بھی تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت خوشامد درآمد کی اور عرض کیا کہ اے محمد میرے پانچ لڑکیاں ہیں اوران کے پاس کسی قسم کا اثاثہ نہیں کہ جس سے وہ اپنی اوقات بسر کرسکیں آپ خدا کے واسطے انھیں کے حال زار پر رحم کھاکر مجھے چھوڑ دیجئے کہ میرے سوا ان کا کوئی خبرگیراں نہیں اور یہ سمجھ لیجئے کہ گویا آپ نے مجھے اُن کو خیرات کردیا اور میں آپ سے اس بات کا پکا وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی آپ کے مقابلہ میں لڑنے کے لئے نہیں آؤں گا اور نہ آپ کے متعلق کبھی زبان درازی کروں گا اس پر آپ کو رحم آگیا اور آپ نے اس کو آزاد کردیا۔ مگر یہ اپنے وعدہ کا پابند نہ رہا چنانچہ جب قریش دوسری جنگ کے لئے اُحد میں آنے لگے تو صَفوان بن اُمیّہ اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ تو بھی ہمارے ساتھ جنگ میں چل تو پہلے تو اس نے انکار کیا کہ میں نے محمد سے پکا وعدہ کررکھا ہے کہ میں اون کے مقابلہ میں لڑائی کے لئے نہیں جاؤں گا اور ان کی نسبت زبان درازی نہیں کروں گا علاوہ ازیں اُنھوں نے میرے اوپر بڑا احسان کررکھا ہے کہ سب قیدیوں کو یا قتل کردیا ہے اور یا ان سے مال لیکر آزاد کیا ہے مگر مجھے بالکل مفت چھوڑ دیا ہے اب اتنے بڑے احسان کو میں کس طرح بھلا دوں اور میرا کیا منہ ہے کہ ان کے سامنے لڑنے کے لئے جاؤں یا کسی اور کو ایسی ترغیب دوں غرضکہ میں نہ خود جاسکتا ہوں اور نہ کسی اور کو ان کے مقابلہ کی تحریک کرسکتا ہوں۔ صَفوان اس کا یہ صفاچٹ جواب سنکر بہت دنگ ہوا آخر سوچ سمجھکر اُس نے یہ چال چلی کہ ابوعزّہ سے یہ کہا کہ میں تیری لڑکیوں کا ذمہ دار ہوں اگر تو جنگ میں قتل ہوگیا تو میں ان کو اپنی لڑکیوں میں رکھ لونگا جیسی میری لڑکیاں ہیں ایسے ہی یہ بھی میرے گھر رہیں گی اور اگر تو زندہ بچکر آگیا تو تجھے اس قدر مال و دولت دیدوں گا کہ جس سے تو مدت العمر کے لئے بے پروا ہوجاوے گا اس پر ابوعزّہ پھسل گیا اور جنگ میں جانے کے لئے طیار ہوگیا اور عرب میں جابجا پھر کر اپنی قوت بیانی اور تقریر کے زور سے سب لوگوں کو اوکسادیا اور قریش کے جھنڈے کے نیچے ایک جمِّ غفیر کو جمع کردیا آخر قریش بڑی شان و شوکت کے ساتھ مقام اُحد میں پہونچے اور وہاں پر بڑے

(ابوعزّہ شاعر کی عہد شکنی اور اوس کی سزا)

زور شور کی جنگ ہوئی اثنار جنگ میں اتفاق سے ابوعزّہ پھر مسلمانوں کے ہاتھ آگیا اور گرفتار ہوگیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو وہی پہلی سی آہ وزاری کرنے لگا کہ اے محمد خدا کی قسم مجھے تو یہ لوگ بالکل زبردستی سے کھینچکر لائے تھے اور میری پانچ لڑکیاں ہیں جن کا میرے سوا کوئی ولی وارث نہیں ہے آپ براہ کرم مجھے معاف فرماویں آپ نے فرمایا کہ تیرے وہ پہلے وعدے وعید کہاں ہیں اس پر یہ شرمندہ ہوکر خاموش ہوگیا اور آپ نے غصہ ہوکر فرمایا کہ خدا کی قسم تجھے اب ہرگز معاف نہیں کرنے کا اور اب تجھے مکہ کی صورت دیکھنا نصیب نہ ہوگی کیا اب کے چھوٹ کر تیرے جی میں مذاق اڑانے کی ہے کہ میں نے محمد کو دو دفعہ گھسادیدیا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے اسحاق بن حازم نے اور ان سے ربیعہ بن یزید نے اور ان سے زہری نے اور ان سے سعید بن مسیّب نے بیان کیا کہ ابوعزّہ کی دوسری پیشی کے وقت آپ نے اوسکو ڈانٹتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاسکتا یعنی ایک مرتبہ تو تیری چاپلوسی کی وجہ سے تیرے دھوکہ میں آ گئے اب دوسری مرتبہ کیسے آسکتے ہیں یہ فرماکر آپ نے عاصم بن ثابت کی طرف اشارہ فرماکر کہا کہ اس کی گردن ماردو چنانچہ اونھوں نے آپکے حکم کی تعمیل کی اور اوس کو قتل کردیا۔ بدر کے روز جنگ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے صحابہ کو ایک افتادہ کنوئیں کی بابت حکم دیا کہ اس کو صاف کرکے اس میں سب کافروں کی لاشیں ڈالدو صحابہ نے اس کو صاف کرکے اوسمیں سب لاشیں آپ کے حکم کے موافق ڈالدیں مگر امیّہ بن خلف کی لاش موٹا ہونے کی وجہ سے بہت پھول گئی تھی اور کھینچنے سے گوشت اوترنے لگا تھا اس لیے آپ نے فرمایا کہ اس کو پڑا رہنے دو۔ پھر آپ نے دیکھا کہ مسلمان عتبہ کو کنوئیں کی طرف گھسیٹتے ہوئے لئے چلے جارہے ہیں اور یہ موٹا اور چیچک رو ہونے کی وجہ سے بہت بدنما معلوم ہورہا ہے۔ عتبہ کا ایک لڑکا مسمّی ابوحذیفہ بدر سے پہلے مسلمان ہوچکا تھا اور جنگ بدر میں شامل تھا وہ بھی اتفاق سے اوسوقت وہیں کھڑا تھا اور اس واقعہ کو دیکھ دیکھکر تمتمایا جارہا تھا آپ نے اوس کو متغیر دیکھکر استفسار کیا کہ اے ابوحذیفہ کیا تیرے باپ سے جو سلوک کیا جارہا ہے تو اس سے ناک چڑھا رہا ہے ابوحذیفہ نے عرض کیا

کہ یارسول اللہ نہیں خدا کی قسم یہ بات نہیں ہے بلکہ مجھے تو اس بات پر جوش آرہا ہے کہ یہ بخت بڑا ہوشیار اور عقلمند تھا اور اسی وجہ سے مجھے اس سے بڑی قوی امید تھی کہ یہ مسلمان ہو جاویگا مگر اس نے میری امید کے بالکل برخلاف کیا جس سے آج اس ذلت میں مبتلا ہو رہا ہے اسپر مجھے افسوس اور صدمہ ہو رہا ہے کہ نہ یہ ایسا کرتا اور نہ آج اس ذلت میں مبتلا ہوتا اس پر حضرت ابو بکر حضور کی خدمت میں عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ واقعی یہ شخص قریش میں یکتا تھا اور یہ بذات خود آپ کے ساتھ لڑنے سے از حد ناخوش تھا مگر قسمت کو کیا کرے کہ موت اس کے سر پر منڈلا رہی تھی اور یہ جگہ اس کو پکار رہی تھی اس کے بعد آپ نے خدا کا شکر ادا فرمایا اور کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے ابو جہل کو نیچا دکھایا اور ہلاک کر دیا اور ہمارے دلوں کو ٹھنڈا کر دیا۔ جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں گھوم رہے تھے اور جو جو کافر پچھڑے ہوئے پڑے تھے اون کو دیکھہ رہے تھے اور حضرت ابو بکر ان کی لاشوں کو پہچان پہچان کر گھسٹوا رہے تھے اور کنوئیں میں ڈلوا رہے تھے جب سب لاشیں ختم ہو چکیں اور کنواں بھی ڈٹ گیا تو آپ نے کنوئیں پر کھڑے ہو کر خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدہ کے موافق کر دکھایا اور دو جماعتوں میں سے ایک جماعت پر مجھے اپنے وعدہ کے موافق فتح دی پھر آپنے ایک ایک لاش کو آواز دی اور فرمایا کہ اے عُتبہ بن رَبیعہ اے شَیبہ بن رَبیعہ اے اُمیہ بن خلف اے ابو جہل بن ہشام وغیرہ وغیرہ مجھ سے میرے ربنے جو وعدہ کیا تھا میں نے تو اوس کو سچا پایا اور اپنی آنکھوں سے دیکھہ لیا اب تم بتلاؤ تمسے جو تمہارے ربنے وعدہ کیا تہا وہ تمنے بھی سچا پایا اور دیکھہ لیا ہے یا نہیں اے کمبختو تم اپنے نبی کے لئے بہت برے نکلے کہ تمنے اپنے ہو کر اوس کو جھٹلایا اور غیر آدمیوں نے اوس کی تصدیق کی اور تمنے اوس کو گھر سے بے گھر کیا اور غیروں نے جگہ دی اور تم اوس کے خون کے پیاسے ہو گئے اور غیروں نے اوسپر اپنا خون چھڑکا صحابہ کو آپ کی گفتگو سنکر تعجب ہوا کہ آپ مردوں سے کیا باتیں کر رہے ہیں اسپر اُنھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ تو مردے ہیں آپ ان سے کیا فرما رہے ہیں اور یہ آپ کی آواز کیا سنتے ہوں گے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ جو خدا نے ان سے وعدہ کیا تھا وہ سچا ہے۔

کہتے ہیں کہ بدر کے روز قریش کو دن ڈھلے شکست ہوئی اور ایسے بھاگے کہ سب بے اوسان ہو کر تتر بتر ہو گئے ساز و سامان بھی سب وہیں رہگیا اور لاشوں کی تو بھلا کون خبر لینے لگا تھا ان کے بھاگ جانے کے بعد آپ نے وہیں قیام کیا اور عبداللہ بن کعب کی ماتحتی میں چند صحابہ دیگر ان کو حکم فرمایا کہ قریش کا سب سامان جمع کر کے اونٹوں پر لاد دیں چنانچہ اونھوں نے عصر کے وقت تک یہ سب کام انجام دیئے اور فراغت کے بعد سب نے بدر میں عصر کی نماز ادا کی نماز کے بعد فوراً آپ نے وہاں سے لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور دن چھپنے سے کچھ پہلے مقام اُثیل میں پہونچ گئے (اُثیل ایک میدان کا نام ہے جس کا لمبان تین میل کا ہے۔ اور بدر سے مدینہ کی طرف دو میل کے فاصلہ پر ہے) اور وہاں پر پڑاؤ کا حکم دیا یہ پڑاؤ بدر سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر ہوا۔ چونکہ اوّل تو وقت کم تھا دوسرے بعض صحابہ زخمی ہونے کی وجہ سی ذرا معذور سی بھی ہو رہے تھے تو ادن کی رعایت بھی کرنی پڑی جب رات کو آرام کا وقت ہوا تو آپ نے صحابہ سے دریافت کیا کہ رات کو پہرے پر کون رہے گا اس پر سب لوگ خاموش رہے مگر ایک صاحب نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں پہرہ دوں گا آپ نے فرمایا کہ تمہارا کیا نام ہے۔ ادنھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نام ذکوان بن عبد قیس ہے آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ کچھ دیر کے بعد آپ نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ رات کو لشکر کا پہرہ کون دے گا ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں پہرہ دوں گا آپ نے اُن کا بھی نام دریافت کیا انھوں نے عرض کیا کہ حضور میرا نام ابن عبد قیس ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا بیٹھ جاؤ کچھ عرصہ کے بعد جناب نے تیسری بار پھر فرمایا کہ پہرہ پر کون رہے گا ایک شخص پھر اوٹھا اور عرض کیا کہ حضور میں رہوں گا جناب نے نام دریافت کیا تو اونھوں نے عرض کیا کہ حضور میرا نام ابو سُبُع ہے آپ خاموش ہو گئے اور تھوڑی دیر ٹھیر کر ارشاد فرمایا کہ اچھا تم تینوں شخص کھڑے ہو جاؤ یہ سُنکر صرف حضرت ذکوان بن عبد قیس کھڑے ہو گئے آپ نے ان کو اکیلا دیکھکر ارشاد فرمایا کہ تمہارے دونوں ساتھی کہاں ہیں اونھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں تو اکیلا ہی جواب دے رہا تھا حضور نے ان کی مستعدی کو دیکھکر ان کو شاباشی دی اور یہ دعا دی کہ جیسے تم لشکر کی نگہبانی پر دل سے آمادہ ہوا ایسے

ہی اللہ تعالیٰ تمہاری بھی نگہداشت کرے چنانچہ اونھوں نے رات بھر مسلمانوں کا پہرہ دیا۔ اور آخر رات میں آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا بعض نے اس روایت میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ جب آپ اُثیل میں عصر کی نماز پڑھ رہے تھے تو ایک رکعت پڑھنے کے بعد آپ کچھ مسکرائے نماز ختم ہونے کے بعد جب آپ نے سلام پھیرا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ خلاف معمول نماز میں مسکراکیوں رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس سے حضرت میکائیل گذر رہے تھے اور ان کے پیروں پر گرد جمی ہوئی تھی اور مجھ سے مسکرا کر یہ فرما رہے تھے کہ میں قریش کا دور تک پیچھا کر کے آرہا ہوں سو مجھے ان کی ہنسی پر ہنسی آگئی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ بدر کے روز جب جناب لڑائی سے فارغ ہو گئے اور دشمن سب شکست کھا کر بھاگ گئے تو آپ کی خدمت میں حضرت جبرئیل ایک گھوڑی درخشندہ پیشانی پر سوار ہو کر تشریف لائے اور اوس وقت تک اونھوں نے دم نہیں لیا تھا کیونکہ آپ کے دانتوں پر غبار جما ہوا تھا حاضر ہونے کے بعد حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے اللہ نے آپ کی خدمت میں روانہ کرتے ہوئے یہ حکم فرمایا تھا کہ جب تک تمہارے کام سے ہمارے رسول راضی نہ ہو جاویں تب تک تم واپس نہ آنا اور نہ ان سے جدا ہونا اب آپ ارشاد فرمایئے کہ آپ مجھ سے راضی بھی ہو گئے یا نہیں حضور نے جواب دیا کہ میں بخوبی خوش ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ حضور نے مقام عِرق ظُبْیَہ میں پہونچکر عاصم بن ثابت بن اُفلَح کو حکم دیا کہ عُقبہ بن ابی معیط کی گردن مار دو (عقبہ کو عبداللہ بن سلمہ عجلانی نے گرفتار کیا تھا) عُقبہ یہ سنکر ایک دہاڑ دینے لگا اور صحابہ کی خوشامد کرنے لگا کہ بھائی آخر میں نے ہی ایسا کیا قصور کیا ہے کہ جو اتنے قیدیوں میں سے صرف مجھے اکیلے ہی کو قتل کیا جاتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ تیری عداوت اور شرارت کی وجہ سے کہ تو اللہ اور اللہ کے رسول سے سب سے زیادہ عداوت اور شرارت کیا کرتا تھا عقبہ نے گڑگڑا کر حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اے محمد آپ پر تو احسان ہی پھبتا ہے آپ میری کرتوت پر نہ جائیں بلکہ اپنے کرم پر نظر کریں اور مجھے اور قیدیوں کی طرح مدینہ تک براہ کرم مہلت دیں باقی وہاں پہونچکر جو معاملہ آپ اون سے کریں وہ ہی مجھ سے کریں

اگر آپ اون کو قتل ہی کریں تو مجھے بھی قتل کردیں اور اگر اونپر احسان کریں اور مفت چھوڑ دیں تو مجھسے بھی ایسا ہی کیا جاوے اور اگر اُن سے کچھہ مال لیکر چھوڑدیا جاوے تو مجھہ سے بھی مال لیلیا جاوے۔ اور اے محمد میرے بال بچوں کا تو کوئی بھی پرسان حال نہیں ہے آخر حضور نے اوس کی درخواست کو منظور نہیں کیا اور حضرت عاصم کو خطاب کرکے ارشاد فرمایا کہ اے عاصم آگے بڑھو اور اس کی گردن ماردو۔ چنانچہ حضرت عاصم آگے بڑھے اور فوڑا اس کی گردن ماردی جب وہ قتل ہوچکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کمبخت تو تو بہت ہی خبیث آدمی تھا خدا کی قسم کوئی شخص (خدا اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کا انکار کرنے والا اور اوس کے نبی کو تکلیف دینے والا) تجھ جیسا میری نظر سے آج تک نہیں گذرا لہذا میں اُس ذات پاک کی تعریف کرتا ہوں اور اوسیکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے تجھے ہلاک کردیا اور تیری ہلاکت سے میری آنکھوں کو ٹھنڈا کردیا۔ راوی کہتا ہے کہ جب صفر کے مہینہ میں ایک گھاٹی پر جس کا نام (سَیَر) تھا فوج کا پڑاؤ ہوا تو وہاں پر آپ نے کل غنیمت کی چیزوں کو مسلمانوں میں تقسیم کردیا۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن یحیی بن سہل بن ابی حُثمہ نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو اور عبداللہ بن رَواحہ کو مقام اثیل سے خوشخبری کے لئے لشکر کے کوچ کرنے سے پہلے مدینہ کی طرف روانہ کردیا تھا کہ تم جلدی مدینہ پہونچکر لوگوں کی تسلی تشفی کرو اور ان کو خوشخبری سنا۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات اثیل سے ساتھ ساتھ روانہ ہوئے مگر مقام عُقیق میں پہونچکر حضرت عبداللہ زید بن حارثہ سے جدا ہو گئے تھے غرضکہ مدینہ میں خوب دن چڑھے اور بار کے روز یکشنبہ حضرت عبداللہ اُسیوقت اپنی سواری پر سوار ہوکر انصار کو مبارکباد اور خوشخبری دینے کیلئے پہونچے اور کہنے لگے کہ اے انصار کی جماعت تمہیں مبارک ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلامتی سے واپس تشریف لے آئے اور مشرک کمبخت قتل بھی ہوئے اور گرفتار بھی ہوئے خدا نے انکو دونوں طرح سے ذلیل و خوار کردیا اور ہمیں عزت اور دولت عنایت فرمائی ربیعہ کے دونوں بیٹے قتل ہوگئے اور حجاج کے بھی دونوں قتل ہوگئے اور ابوجہل بھی قتل

ہو گیا اور زُمعہ بن اَسود بھی اور اُمیہ بن خَلَف بھی اور سُہیل بن عمرو دنتو اور قیدیوں کے ساتھ گرفتار ہو گیا ہے عاصم بن عدی فرماتے ہیں کہ مجھے بڑا تعجب ہوا اور ان کا بیان کچھ اچھی طرح دل میں نہ جچا چنانچہ میں کھڑا ہوا اور ان کو علیحدہ لیجا کر ان سے کہا کہ اے رَواحہ کے بیٹے کیا سچ مچ کہہ رہا ہے یا ویسے ہی بے پر کی اُڑا رہا ہے یہ سنکر اوس نے کہا سبحان اللہ کیا آپ کو اس میں کچھ شبہ ہے خدا کی قسم میں بالکل صحیح کہہ رہا ہوں اور کل کو انشاء اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئیں گے جب دیکھنا کہ آپ کے ساتھ کتنے قیدی مُشکیں بندھے ہوں گے پھر وہ مدینہ سے اوس حصہ میں گئے جو عالیہ کے نام سے مشہور ہے اور اوس میں بنی عمرو بن عَوف اور خَطمہ اور وائل کے مکانات ہیں جو انصار کے قبائل ہیں وہاں جا کر انصار کے ہر ہر مکان میں خوشخبری سنائی اور لڑکے خوشی کے مارے انکے پیچھے پیچھے دوڑتے پھرتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اچھا ہوا ابو جہل بدمعاش قتل ہو گیا آخر جب سب جگہ منادی کرتے کراتے قبیلہ بنی اُمَیَّہ بن زید کی طرف پہونچے تو حضرت زید بن حارثہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر جس کا نام قَصوَا تھا چڑھے ہوئے آ گئے اور خوش ہو ہو کر اہل مدینہ کو خوشخبری سنانے لگے اور جب مقام مصلّے کے نزدیک آئے تو اپنی اونٹنی پر چڑھے ہوئے چیخ مار مار کر کہنے لگے کہ رَبیعہ کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے اور حَجّاج کے دونوں بیٹے بھی قتل ہو گئے اور ابو جہل بدمعاش بھی قتل ہو گیا اور زُمعہ بن اَسود بھی اور ابو البختری بھی اور سہیل بن عمرو دنتو خبیث اور بہت سارے قیدیوں کے ساتھ گرفتار ہو گیا ہے غیر آدمی ان کی باتوں کو جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے کہ زید ویسے ہی شیخیاں مارتا پھر رہا ہے مسلمانوں کو اون کے جھٹلانے سے تاؤ بھی آتا تھا اور کبھی دل میں خوف بھی ہوتا تھا کہ کہیں انھیں کی بات سچ نہ ہو اور جب زید بن حارثہ تشریف لائے تو حضرت کی صاحبزادی حضرت رُقَیّہ کی وفات ہو چکی تھی اور سب آدمی اون کے جنازہ پر بقیع میں (جو ایک قبرستان کا نام ہی) جمع تھے وہاں پر بھی اس کا چرچا ہونے لگا تو ایک منافق حضرت زید کے صاحبزادے حضرت اُسامہ سے کہنے لگا کہ میاں تمہارے محمد تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قتل ہو گئے ہیں اور اپنے ساتھ ساتھ اوروں کو بھی لے ڈوبے ہیں اور ایک دوسرا منافق حضرت ابو لبابہ بن عبد المُنذر سے

بولا کہ تمہارے آدمی تو بہت بری طرح سے تتر بتر ہو گئے ہیں اور شاید ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب ایک دوسرے کی صورت دیکھنی بھی نصیب نہ ہو گی اور بدر میں تمہارے آدمیوں کی بہت خونریزی ہوئی تمہارے محمد بھی قتل ہو گئے یہ دیکھتے نہیں اوقصبیں کی تو اونٹنی پر زید چڑھا ہوا بکواس کرتا پھر رہا ہے ڈر کیوجہ سے اوس کا دماغ خراب ہو گیا اور دہشت میں ایسی بہکی بہکی باتیں خلاف قیاس بکتا پھر رہا ہے حضرت ابولبابہ نے اوس کی ساری گفتگو سنکر طیش میں کہا کہ کمبخت منحوس تو یہ کیا زہر اگل رہا ہے خدا تیری باتوں کو جھوٹا کرے اور تجھے غارت کرے ادہر یہود میں بھی اسی قسم کا چرچا ہو رہا تھا اُسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ مجھے ان افواہوں سے کچھ وحشت ہوئی تو میں اپنے والد حضرت زید کی خدمت میں حاضر ہوا اور تنہائی میں آپ سے دریافت کیا کہ ابا جی یہ خبریں جو آپ دے رہے ہیں واقعی صحیح بھی ہیں اونھوں نے فرمایا کہ ہاں بیٹا خدا کی قسم یہ باتیں سب من وعن صحیح ہیں حضرت اُسامہ فرماتے ہیں کہ بس پھر تو میرے دل کو بہت اطمینان ہو گیا اور میں جلدی سے واپس اوسی منافق کے پاس گیا اور اوس سے کہا کہ خبیث تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی بابت لوگوں میں کیا فتنہ پھیلاتا اور آگ بھڑکاتا پھر رہا ہے تجھے اب عنقریب معلوم ہو جاوے گا ذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے دے تیری گردن نہ مروائی ہو تو بھی کیا یاد رکھے گا وہ اسپر خوشامد کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اے ابو محمد اس میں میری کیا خطا ہے میں تو لوگوں سے سنی سنائی کہہ رہا ہوں کوئی اپنی طرف سے تو نہیں کہتا جو تم میرے اوپر اسقدر خفا ہوئے غرضکہ اتنے ہی میں حضرت شقران قیدیوں کو لئے ہوئے تشریف لے آئے اور وہ انچاس آدمی تھے (مگر یہ بعض کا قول ہے متفق علیہ یہی ہے کہ وہ ستر آدمی تھے) حضرت شُقران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے اور حیات تک آپ نے ان کو آزاد نہیں کیا تھا بطور پہرہ دار کے ان کے ساتھ تھے سب لوگ ان کی پیشوائی کے لئے مقام روحا تک گئے اور اون کو فتح کی مبارکبادیاں دینے لگے ان میں قبیلہ خزرج کے سردار بھی تھے وہ بھی خوشی خوشی مبارکبادی دے رہے تھے لوگوں کی مبارکبادی سنکر حضرت سلمہ بن سلامہ وقش ہنسکر فرمانے لگے کہ بھائی تم کا ہے کی مبارکبادی دے

رہے ہو ہم نے کیا ہی کیا ہے صرف بوڑھی پھونس عورتوں کو قتل کیا ہے سو یہ بھی کوئی مبارکبادی کا کام ہے حضرت سلمہ کی بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے اور فرمایا کہ اے بھتیجے یہ تو خدا کی قدرت کا کرشمہ تھا جو وہ تمہارے سامنے ایسے ہوگئے ورنہ یہ ایسے رعب داب کا گروہ تھا کہ اگر تو اون کو دیکھتا تو دہشت کھا جاتا اور اگر وہ تجھے کسی بات کا حکم کرتے تو تجھے اون کی تابعداری ہی کرتے بن پڑتی اور اگر تو اپنی حالت کا اونکی حالت سے موازنہ کرتا تو تیری حالت تیری ہی نظروں میں کچھ بھی نہ جچتی مگر یہ باوجود خدا کی اتنی داد و دہش کے بہت ناشکرے نکلے اور اپنے نبی کے ساتھ نہایت بدسلوکی سے پیش آئے تو آخر اپنی سزا کو پہونچے۔ حضرت سلمہ نے آپ کو خوش دیکھکر عرض کیا کہ یارسول اللہ (میں خدا کی خفگی اور آپ کی خفگی سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں یہ کلمات صحابہ آپ سے گفتگو کرتے وقت ادب کی وجہ سے کہا کرتے تھے) مجھسے کیا قصور ہو گیا تھا جو آپ جاتے وقت مقام روحا میں سے خفا ہو کر ابتک مجھسے خفا ہی رہے آپنے فرمایا کہ میں تمہاری اس بیہودگی پر خفا رہا کہ تمنے اعرابی سے محض بیہودہ پن سے یہ کہا کہ تو تے اپنی اونٹنی سے صحبت کی ہے اور یہ تجھ سے حاملہ ہے بتلاؤ کہیں ایسی بیجا بات بھی کہا کرتے ہیں کہ جس کا سر نہ پاؤں اور باقی اب جو تمنے قریش کی نسبت کہا ہے سو اس میں چونکہ اللہ کی شان اور اوس کے انعام و احسان کا بیان ہے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں اسپر حضرت سلمہ پشیمان ہوئے اور حضور کی خدمت میں بہت عذر و معذرت کی آپ نے انکی معذرت کو قبول فرماکر ان کو معاف کر دیا پھر یہ بڑے بڑے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمرہ میں شمار ہوئے ہیں۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور اون سے زہری نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مجھے ابوہند بیاضی فروہ بن عمرو کے غلام ملے اور آپ کے ایک برتن حیس سے بھرا ہوا تھا (حیس ایک قسم کے کھانے کا نام ہے جو کھچڑا اور نہاری جیسا ہوتا ہے) آپ نے ان کو دیکھکر فرمایا کہ ابوہند تو انصار کا آدمی ہے سو تم لوگ اس سے میل جول رکھو۔

ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابن ابی سُبرہ نے اوران سے عبداللہ بن ابی سفیان نے بیان کیاکہ اُسید بن حُضیر بدر سے واپس آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مبارکباد دینے کے بعد عرض کیاکہ یارسول اللہ خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو مشرکوں پر فتح نصیب کی اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کردیا مبارکباد دینے کے بعد اپنے بدرمیں نہ جانے کی معذرت کرنے لگے کہ یارسول اللہ خدا کی قسم مجھے آپ کے تشریف لیجاتی وقت مطلقاً یہ گمان نہ تھاکہ آپ کی دشمنوں سے مٹھ بھیڑ ہوجاوے گی بلکہ صرف یہ گمان تھا کہ آپ قافلہ کی روک ٹوک کے لیئے جارہے ہیں اوراگر مجھے ذرابھی یہ گمان ہوجاتاکہ وہاں جاکر دشمنوں سے پالا پڑجاوے گا تو میں ہرگز پیچھے نہ رہتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے خوش ہوئے اورتصدیق کرتے ہوئے فرمایاکہ ہاں تمنے سچ کہا تمسے یہی امید ہے۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عبداللہ بن نوح نے اوران سے حُبَیب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیاکہ عبداللہ بن اُنیس مقام تُربان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مبارکباد دیتے ہوئے عرض کیاکہ یارسول اللہ خدا کا شکر ہے جس نے آپکو فتحمند کیا اورصحیح سلامت خوش وخرم آپ کو واپس لے آیا اور یارسول اللہ میں آپ کے تشریف لیجانے کے وقت بہت سخت بیمار تھا گویاکہ قریب ہلاکت تھا اس لیئے لشکر میں شامل نہ ہوسکا آخروہ مرض اب تک ستاتا رہا کل سے ذراکچھہ افاقہ ہوا ہے جب سے یہاں تک آپ کی خدمت میں حاضر ہونیکا موقع ملگیا آپ نے ان کو دعادی اور فرمایاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں اسکا اجر دے کہتے ہیں کہ سُہیل بن عمرو قیدی حضرت مالک بن دُخشُم کے ساتھ تھا۔ مقام شنوکہ میں (جو مقام سُقیا اور مِلَل کے درمیان واقع ہے) پہونچکر ایسا موقع ہواکہ حضرت مالک کو کچھہ استنجے کی ضرورت ہوئی اُنھوں نے سُہیل سے کہاکہ ذرا علیحدہ ہوجاکہ میں استنجے سے فارغ ہوجاؤں اوس نے عرض کیاکہ حضور میری توکچھہ طبیعت خراب ہے ذرا آپ ہی الگ کو ہوکر کر لیجئے حضرت مالک اس کی بات کو سچ سمجھکر خود ہی الگ کو تشریف لے گئے اس قیدی

کو تنہائی کا اچھا موقع ملگیا اس نے کسی طرح اپنی مشکیں کھلوا اپنا راستہ لیا حضرت مالک جب واپس تشریف لائے تو اوس کو موجود نہ پایا سمجھے کہ شاید ادھر ادھر کسی ضرورت کی وجہ سے چلا گیا ہوگا مگر جب انتظار کرتے کرتے بہت دیر ہوگئی تو پھر آپکے لشکر میں پکار کر اطلاع کی کہ ایسا واقعہ ہوگیا ہے اس پر چند آدمی اس کی تلاش میں اِدھر اُدھر نکلے اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے گئے اور چلتے وقت آپ نے یہ حکم فرمادیا کہ یہ بدمعاش جس شخص کو ملجاوے فوراً قتل کر دینا مگر اتفاق سے وہ آپ ہی کو چند کیکروں کے نیچے بیٹھا ہوا ملگیا آپ نے اوس کو قتل تو نہیں کیا مگر گرفتار کرالیا اور اوس کے ہاتھ گردن پر بندھوا دیئے اور کوچ کے وقت اپنی سواری سے جوڑوا دیا کہ وہ سارے رستہ پیدل گھسٹتا آیا اور جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو اُسامہ بن زید نے آپ سے سب سے پہلے ملاقات کی۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے اسحاق بن حازم نے اور ان سے عبد اللہ بن مُقسَم نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سامنے اُسامہ بن زید آگئے آپ اپنی قصوا اونٹنی پر سوار تھے انکو بھی آپ نے اپنے آگے بٹھالیا سُہیل آپ کی سواری سے جوڑا ہوا تھا اس لئے اُسامہ کی اوسپر نظر پڑگئی اُنھوں نے اوسکو مصیبت کی حالت میں دیکھکر کچھہ ترس کے لہجہ میں کہا یا رسول اللہ یہ تو ابو یزید ہے آپنے فرمایا کہ ہاں یہی تو مکہ میں روٹیاں کھلایا کرتا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبد الرحمن بن عبد العزیز نے اور ان سے عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم نے اور ان سے یحییٰ بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارہ نے بیان کیا کہ جب آپ بدر سے واپس ہوکر مدینہ تشریف لے آئے اور قیدی بھی آچکے تو یہ قصہ ہوا کہ عفراؓ کی اولاد میں عوف اور معوّذ پر جو بدر میں شہید ہوگئے تھے کچھہ سوگ سا ہورہا تھا اور وہاں پر آدمی عذر خواہی کے واسطے آجارہے تھے اور عورتیں بھی چونکہ جب تک پردہ کا حکم نہ ہوا تھا سودہ دختر زمعہ فرماتی ہیں کہ میں بھی وہاںپر موجود تھی کہ ایک دم قیدیوں کے آنے کا شور ہوا اس کے بعد میں اپنے گھر گئی تو وہاںپر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور گھر کے ایک کونہ میں ابو یزید سہیل بن عمرو بیٹھا ہوا تھا اور اوس کے ہاتھ گردن پر بندھے ہوئے تھے مجھے اوس کو اس حالت میں دیکھکر بہت جوش آیا اور کچھہ آپ سے باہر ہو کر اوس سے کہنے لگی کہ اے ابو یزید تمہیں ہاتھ بندھواتے ہوئے شرم نہ آئی تمنے ہاتھہ تو بندھوا لئے اور جواں مردوں کی طرح میدان میں تمسے مرا نہ گیا یہ سنکر حضور نے ان کو گھر میں سے ڈانٹا اور فرمایا کہ اے سودہ کیا تو خدا اور خدا کے رسول پر ایسی زبان دراز ہو گئی ہے۔ حضرت سودہ فرماتی ہیں کہ آپکے ڈانٹنے سے میری آنکھیں کھل گئیں اور مجھے بہت دہشت معلوم ہوئی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے معذرت کی کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم میں اس کو بندھا ہوا دیکھکر کچھہ بے قابو سی ہو گئی تھی اس لئے میرے منہ سے یہ چند کلمے نکل گئے میں نے دانستہ ایسا نہیں کیا آپ معاف فرمائیں۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے خالد بن الیاس نے اور ان سے ابوبکر بن عبد اللہ بن ابی جہم نے بیان کیا کہ خالد بن ہشام بن مغیرہ اور امیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ ام سلمہ کے گھر پر عفرا کی اولاد کے پاس عذر خواہی کی وجہ سے تشریف لے گئے تھے اتنے میں کسی نے اون سے آکر کہا کہ قیدی آگئے ہیں میں یہ سنکر وہاں سے نکلا اور قیدیوں کے پاس گیا اون سے کچھہ گفتگو تو نہیں کی صرف دیکھکر واپس چلا آیا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ کے مکانپر تشریف فرما تھے میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ حضرت عائشہ حضور سے یہ عرض کر رہی ہیں کہ میرے رشتہ داروں نے مجھے بلایا تھا کہ میں بھی اُن کے سوگ میں شامل ہوں اور انکی کچھہ تسلی تشفی کروں مگر میں نے آپ کے مشورہ بغیر جانا مناسب نہیں سمجھا اب جیسے حضور فرمائیں ویسے کیا جاوے آپ نے فرمایا کہ مجھے کچھہ ناگوار نہیں ہے اس میں جو کچھہ تمہارا جی چاہے سو کرو۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبد اللہ نے اور ان سے زہری نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سخت تاکید فرما دی تھی کہ قیدیوں سے کسی قسم کی بد معاملگی نہ کرنا

اور جہاں تک ہو سکے بھلائی سے پیش آنا اس وجہ سے مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ قیدیوں سے ہر طرح کا سلوک کرتے تھے بلکہ بعض دفعہ اپنے نفس پر بھی اُن کو ترجیح دیجاتے تھے چنانچہ ایک قیدی مسمّٰی بہ ابو العاص بن ربیع کا بیان ہے کہ میں قبیلہ انصار کی ایک جماعت کے ساتھ تھا (خدا ان کو جزائے خیر دے) ان کے پاس روٹی بہت کم ہوا کرتی تھی یہاں تک کہ بعض دفعہ فی کس صرف ایک ایک ٹکڑا آیا کرتا تھا مگر اس تنگی اور کمی میں بھی اون کی یہ حالت تھی کہ اکثر وہ روٹی کا ٹکڑا تو مجھے دیدیا کرتے تھے اور خود کھجوروں پر اوقات بسر کیا کرتے تھے۔ ولید بن مغیرہ قیدی بھی ایسا ہی بیان کیا کرتا تھا بلکہ وہ اتنی بات اور زیادہ کہا کرتا تھا کہ مسلمان اپنی خوش اخلاقی کی وجہ سے سفر میں خود پیدل چلنے لگتے تھے اور مجھے سواری پر سوار کر دیا کرتے تھے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبد اللہ نے اور ان سے زہری نے بیان کیا کہ قیدی مدینہ میں آپ کے آنے سے ایک روز پہلے آچکے تھے اور بعض کا بیان یہ ہے کہ جس روز آپ تشریف لائے ہیں قیدی بھی اسی روز آئے تھے مگر آپ شروع دن میں آئے ہیں اور قیدی آخر دن میں۔

کہتے ہیں کہ جب مشرک طیار ہو کر بدر کی طرف چلدیئے تو راستہ میں چند نوجوان لڑکے قصہ گو پیچھے رہ گئے اور (مقام ذی طُویٰ) میں ٹھہر گئے چاندنی رات میں خوب جشن مناتے تھے اور قصہ گوئی کیا کرتے تھے اور جب ذرا تھوڑی سی رات گذر جاتی تھی تو شعر اشعار پڑھا کرتے تھے اور باتیں کیا کرتے تھے ایک رات حسب عادت ایسا ہی کر رہے تھے کہ اچانک ان کو وہیں قریب سے ایک آواز سنائی دی اُنھوں نے چونک کر ادھر اُدھر دیکھا مگر کوئی شخص بولنے والا نظر نہ پڑا پھر وہ زور زور سے یہ شعر گانے لگا۔ شعر

اَزَارَ الحَنِیفِیُّونَ بَدرًا مُصِیبَۃً ‌ ‌ سَیَنقَضُ مِنھَا رُکنُ کِسرٰی وَقَیصَرَا

ترجمہ حنیفیوں (یعنی مسلمانوں) نے بدر کو ایسا مصیبت کا لباس پہنا دیا ہے کہ جس سے عنقریب قیصر اور کسریٰ کی قوم بھی چھپ جاوے گی اور جھجک جاوے گی

اَرَنَّتْ لَھَا صُمُّ الجِبَالِ وَافزَعَتْ ‌ ‌ قَبَائِلُ مَا بَینَ الوَتِیرِ فَخَیبَرَا

قیدیوں کے ساتھ مسلمانوں کا حسن سلوک

ایک غیبی آواز اور قریش پر اس کا رعب

ترجمہ۔ اس مصیبت کی دہشت سے بڑے بڑے ٹھوس پہاڑ چٹ چٹ کر کے گرنے لگے ہیں اور مقام وتیرا اور مقام خیبر کے درمیان جتنے قبائل آباد ہیں وہ سب گھبرا اوٹھے ہیں۔

اَجَازَتْ جِبَالُ الْاَخْشَبَیْنِ وَجَرَدَتْ حَرَائِرَ یَضْرِبْنَ التَّرَائِبَ حُسَّرًا

ترجمہ۔ اس مصیبت نے گنواروں کے سب پہاڑوں پر چکر کاٹ دیا ہے۔ اور بڑی بڑی شریف عورتوں کو بے پردہ کر دیا ہے کہ وہ عالم حیرت و حسرت میں اپنے اپنے سینوں کو پیٹ رہی ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ یہ شعر مجھے عبداللہ بن ابی عُبَیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے سنائے تھے اور یہ سب آدمی چپ چاپ اوس گانے کی آواز کو سنتے رہے مگر جب آواز ختم ہو گئی اور کوئی شخص ان کو نظر نہ پڑا تو یہ اوس کے ڈھونڈھنے کو اِدھر اُدھر گئے وہاں بھی کوئی نہ ملا آخر ان کو بڑی دہشت لگی اور وہاں سے گھبرا کر سب بھاگ گئے اور مقام حجر میں آ کر سانس لیا وہاں پر ان کو انھیں کی جماعت کے چند بڑے بڑے آدمی قصہ گو ملگئے انھوں نے اپنی ساری سرگذشت اونکو سنائی اونھوں نے سنکر کہا کہ جو کچھ تمنے بیان کیا اگر سچ ہے تو اس سے محمد اور اوس کے ساتھی مراد ہیں اونھیں کی جماعت کا نام حنیفیہ ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اوس وقت اس نام کو کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ یہ سنکر وہ سب لڑکے جو مقام (ذی طویٰ) میں سے آئے تھے ششدر رہ گئے اور ہول کی وجہ سے ان کو بخار چڑھ آیا۔ اس واقعہ کو دو یا تین ہی راتیں گذری تھیں کہ حیسُمان بن حابس خزاعی بدر سے قریش اور اونکے مقتولین کی خبر لے کر آ گیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ عُتبہ اور شیبہ ربیعہ کے بیٹے اور حجاج کے دونوں بیٹے اور ابوالبختری اور زمعہ بن اسود یہ سب بڑے بڑے آدمی قتل ہو گئے ہیں۔ صفوان بن اُمیہ بدر میں نہیں گیا تھا اور یہیں مقام حجر میں موجود تھا وہ خزاعی کی باتیں سنکر جلگیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ اس کا تو دماغ خراب ہو گیا ہے اس لئے ایسی دور از قیاس باتیں بک رہا ہے اور اس کو یہ بھی خبر نہیں کہ اس کے منہ سے کیا نکل رہا ہے اور اس کے مبہوت پنے کی وجہ مجھسے دریافت کرو تو میں تمہیں خوب بتلادوں لوگوں نے کہا کیا واقعی آپ کو اس کی نسبت کچھ معلوم ہے اُمیہ نے کہا ہاں مجھے معلوم

ہے ساری بات یہ ہے کہ یہ خود بدر میں گیا ہی نہیں یہیں کہیں چھپا ہو گا اور اوس کے باپ بھائی وہاں قتل ہو گئے ہیں اس لئے یہ بڑی ہو کر ایسی اباہی تباہی باتیں بکتا پھر رہا ہے خُزاعی نے اس کی بکواس کی طرف کچھہ خیال نہ کیا اور لوگوں سے کہا کہ سُہیل بن عمرو اور نضر بن حارث گرفتار ہو گئے ہیں لوگوں نے کہا تمہیں کیسے معلوم ہوا اس نے کہا کہ میں نے خود اون کی مشکیں بندھی دیکھی ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ نجاشی (حبشہ کے بادشاہ) کو جب قریش کی شکست کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کی خبر پہونچی تو دو سفید کپڑے پہنکر باہر نکلا اور زمین پر بیٹھ گیا اور جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کو طلب کیا اور ان سے دریافت کیا کہ بدر کہاں کو ہے اوس کا کچھہ پتہ نشان بتلاؤ اُنھوں نے جب خوب اچھی طرح بیان کر دیا تو نجاشی نے کہا کہاں میں اوس کو خوب اچھی طرح پہچانتا ہوں میں نے اوسکے آس پاس بکریاں چرائی ہیں اور وہ ساحل سے کچھہ دن کے فاصلہ پر ہے مگر میں نے احتیاطاً تمسے بھی پوچھہ لیا کہ اچھی طرح تصدیق ہو جاوے۔ اس کے بعد اوس نے حضرات صحابہ کو اطلاع دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر میں اللہ نے فتح دی ہے اور قریش شکست کھا کر بھاگ گئے ہیں اور میں اسپر اللہ کا ہزار ہزار شکر یہ ادا کرتا ہوں اور تم لوگوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اس کے بعد پادریوں نے نجاشی کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کیا کہ اللہ حضور کے ملک اور سلطنت کو دائم و قائم رکھے آپ نے خلافِ عادت یہ کیا کیا ہے کہ دو سفید کپڑے پہنکر آپ زمین پر تشریف فرما ہیں اوس نے کہا کہ یہ تواضع کی وجہ سے کیا گیا اور اللہ نے مجھے ایسی قوم سے بنا دیا ہے کہ جب اونپر خدا کی رحمت اور نعمت نازل ہونے لگتی ہے تو وہ اپنی خاکساری کو ظاہر کرنے لگتے ہیں اور اتراتے اور اکڑتے نہیں ہیں۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ اوس نے یہ جواب دیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر جب خدا کی کوئی نئی نعمت نازل ہوتی تھی تو وہ بھی خدا کے سامنے خاکساری کیا کرتے تھے اس لئے میں نے بھی اپنی عاجزی اور خاکساری ظاہر کی۔

کہتے ہیں کہ جب قریش بدر سے شکست کھا کر مکہ میں واپس آگئے اور ابو سفیان بن حرب کو شکست خوردہ لوگوں کی سرگذشت معلوم ہوئی تو اوس نے دیکھا کہ قریش کے دل

حبشہ کے بادشاہ کا مسلمانوں کی فتح پر اظہار

قریش کو ابوسفیان کا دلاسا

افسوس اور یاس سے لبالب ہو گئے ہیں اور بس اب چھلکنے کو طیار ہے اس لئے اوس نے ایک عام جلسہ کیا اور اوسمیں سب بڑوں چھوٹوں کو جمع کر کے چند باتوں کی ہدایت کی اور اون کی مصلحت سمجھائی ایک تو یہ کہ جو لوگ بدر میں قتل ہو گئے ہیں اونپر بالکل سوگ نہ کیا جائے اور نہ اونپر کوئی شخص رووے دھووے دوسرے یہ کہ اونپر کوئی عورت بیان نہ کرنے پاوے تیسرے یہ کہ کوئی شاعر اون کا مرثیہ نہ کہے کیونکہ ان مصائب پر اگر تمسے تحمل نہ ہوسکا اور بجائے جوانمردی اور بہادری کے تمنے جزع فزع کی تو ایک تو تمہارے دلوں میں بزدلی پیدا ہو جاوے گی دوسرے جب تمہارے دلوں میں سے بھڑاس نکلجاویگی تو محمد اور اوس کے ساتھیوں کی عداوت میں سستی پیدا ہو جاوے گی تیسرے یہ کہ اگر محمد اور اوس کے ساتھیوں کو تمہارے رنج وغم کی خبر پہنچے گی تو وہ تمہارا خوب ٹھٹا اوڑائیں گے اور آئندہ کو تمپر اور زیادہ شیر ہو جائیں گے۔ جو سب مصیبتوں سے بڑی مصیبت ہے اس کے بعد اون کو دلاسا دیا اور اون کی تسلی تشفی کی کہ تم بالکل نہ گھبراؤ جو کچھ ہولیا سو ہولیا اب عنقریب تمہیں اسکا بدلا ملا جاتا ہے مزید اطمینان کے لئے قسم کہائی کہ مجھے تیل لگانا اور عورتوں سے ملنا حرام ہے جب تک کہ محمد اور اوس کے ساتھیوں پر دھاوا کر کے لوٹ مار نہ کرلوں۔ غرضکہ قریش پر اس کی تقریر کا بڑا اثر پڑا اور وہ ایک مہینہ تک بالکل خاموش رہے کہ نہ اپنے مُردے کو کوئی رویا اور نہ کسی نے بیان کئے اور نہ کسی نے کوئی مرثیہ کہا۔ اِدھر مدینہ میں یہ ہوا کہ جب مسلمان بدر سے فتح پا کر گئے اور قیدی اور مال غنیمت ساتھ لیگئے تو اس سے سب مشرکوں اور منافقوں اور یہودیوں کی گردنیں ٹوٹ گئیں اور وہ حیرت میں رہ گئے کہ کیا سوچ رہے تھے اور کیا ہو گیا کوئی مشرک اور کوئی منافق اور کوئی یہودی ایسا نہ تھا کہ جو بدر کے واقعہ پر حیرت زدہ اور حسرت زدہ نہ ہو۔

راوی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے روز (ایمان) اور (کفر) میں بڑا زبردست امتیاز پیدا کر دیا تھا کہ جس سے ہر کس وناکس کو حق وناحق کا پتہ چلگیا۔ چنانچہ عبداللہ بن نبتل منافق بدر میں نہ جانے پر بہت افسوس کیا کرتا اور کہا کرتا تھا کہ کاش ہم بھی مسلمانوں کے ساتھ چلے جاتے تو آج ہمیں بھی اس مال ودولت اور ساز وسامان میں سے حصہ ملتا اور یہود آپس

ہیں یہ کہا کرتے تھے کہ یہ تو سچے رسول معلوم ہوتے ہیں ان میں وہ سب نشانیاں پائی جاتی ہیں جو ہماری کتاب میں رسول کی نسبت لکھی ہیں، ہو نہ ہو یہ تو وہی رسول ہیں اور خدا کی قسم آج سے جہاں کہیں ان کا جھنڈا بلند کیا جاوے گا یہ ضرور جیت جاویں گے۔ اور کعب بن اشرف منافق، مسلمانوں کی فتح اور قریش کی شکست پر رہ رہ کر حسرت کیا کرتا تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ بس اب زندگی کا کچھ مزہ نہیں رہا اور آجکل تو زمین کا پیٹ زمین کی کمر سے اچھا ہے کیسی حیرت او حسرت کی بات ہے کہ یہ قریش جو تمام آدمیوں سے زیادہ شریف ہیں اور تمام لوگوں کے سردار ہیں اور عرب کے بادشاہ ہیں اور خدا کے گھر کے خدمتگار ہیں آج خود ایسی بے بسی اور بے کسی میں گرفتار ہیں کہ ذرا دم نہیں مار سکتے اور ذرا ذرا سی بات میں دوسروں کے دست نگر ہیں آخر یہ اسی پیچ و تاب میں مدینہ سے نکل کھڑا ہوا اور مکہ جا کر ابو وداعہ بن صبیرہ کافر کے گھر مہمان ہوا اور وہاں جا کر یہ وتیرہ اختیار کیا کہ بدر میں قریش کے جو آدمی قتل ہو گئے تھے ان کے مرثیے کہا کرتا تھا اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا تھا اور مدینہ میں مسلمانوں کے پاس جلانے کو بھیج دیا کرتا تھا ان میں سے چند شعر یہ ہیں۔

طَحَنَتْ رَحَى بَدْرٍ لِمَهْلِكِ اَهْلِهِ وَلِمِثْلِ بَدْرٍ تَسْتَهِلُّ وَتَدْمَعُ

ترجمہ۔ ہائے افسوس کمبخت بدر کی چکی نے اپنے ہی آدمیوں کو پیس ڈالا اے لوگو ایسے ہی نحس مقامات پر تو دھاڑ دے دیکر رویا جاتا ہے۔

قُتِلَتْ سَرَاةُ النَّاسِ حَوْلَ حِيَاضِهِ لَا تَبْعَدُوْا اِنَّ الْمُلُوْكَ تُصَرَّعُ

ترجمہ۔ تمام لوگوں کے سردار اسی کے حوضوں کے آس پاس تو قتل کئے گئے ہیں۔ اے لوگو تم اس (سرداروں کے قتل ہو جانے کو کچھ انوکھا نہ سمجھو کیونکہ بادشاہ تو ہمیشہ ہی سے قتل ہوتے چلے آئے ہیں۔

وَيَقُوْلُ اَقْوَامٌ اَرَاذِلُ بِسُخْطِهِمْ اِنَّ ابْنَ اَشْرَفَ ظَلَّ كَعْبٌ يَجْزَعُ

ترجمہ۔ رذی محمدی قومیں اپنی جالاپے اور جھنجھلاہٹ کی وجہ سے کہتی ہیں کہ کعب بن اشرف (تو قریش کے سرداروں کے قتل ہو جانے پر) پھرا جا رہا ہے اور (بہت) سوگ مناتا پھرتا ہے۔

کعب بن الاشرف کا فتح پر غم اور اہل بدر کا ماتم

صَدَّقُوا فَلَيْتَ الْأَرْضَ سَاعَةَ قُتِّلُوْا ظَلَّتْ تَسِيخُ بِأَهْلِهَا وَتَصَدَّعُ

ترجمہ۔ میں اون کی اس بات کو (کہ کعب اون کا سوگ مناتا پھرتا ہے) تسلیم کرتا ہوں اور ترقی کر کے کہتا ہوں کہ کاش جسوقت وہ قتل ہوئے تھے۔ زمین پھٹ جاتی اور سب کو نگل جاتی۔

أُنْبِئْتُ أَنَّ الْحَارِثَ ابْنَ هِشَامِهِمْ فِي النَّاسِ يَبْنِي الصَّالِحَاتِ وَيَجْمَعُ

مجھے معلوم ہوا ہے کہ حارث بن ہشام لوگوں کے ساتھ سلوک کر کر کے (جنگ کی طیاری کے لئے) اون کو ایک مرکز پر جمع کیا کرتا تھا (مگر افسوس اوس کی سب امید و پر پانی پھر گیا۔

لِيَزُوْرَ يَثْرِبَ بِالْجُمُوْعِ وَإِنَّمَا يَسْعَى عَلَى الْحَسَبِ الْقَدِيْمِ الْأَرْوَعُ

ترجمہ۔ تاکہ مدینہ پر سب کے ساتھ ملکر چڑھائی کرے بس بات تو یہ ہے کہ قدیمی شرافت پر تو کوئی بہادر ہی مرا کرتا ہے۔

واقدی فرماتے ہیں کہ یہ شعر مجھے عبد اللہ بن جعفر اور محمد بن صالح اور ابن ابی الزناد نے لکھوائے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی شرارت کی خبر ہوئی تو آپ نے حضرت حسّان بن ثابت کو طلب فرمایا اور کعب بن اشرف کی نسبت کہا کہ یہ خبیث مکہ میں ابی وَداعہ کے پاس مقیم ہے اور وہاں سے مسلمانوں کی ہجو اور برائی لکھہ لکھہ کر بھیج رہا ہے تم بھی ان کی ہجو میں کچھہ شعر لکھکر ان کے پاس بھیجو چنانچہ حضرت حسّان نے ابی وَداعہ کی برائی میں شعر لکھے اور اوس کو مجبور ہو کر کعب بن اشرف کو اپنے یہاں سے رخصت کرنا پڑا اور یہ وہاں سے چھٹ کارا ہو کر پھر مدینہ آگیا۔ کعب بن اشرف نے جب یہ مرثیے لکھے تو قریش میں ایک ہیجان پھیل گیا اور وہ سب آپے سے باہر ہو گئے کہ سب نے یہ شعر یاد کر لئے اور قسم قسم کے مرثیے لکھنے لگے اور چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیاں مکہ کی گلیوں میں ان کو گاتے ہوئے پھرنے لگے پھر چھوٹے بڑے سب اسمیں شامل ہو گئے اور قریش ایک مہینہ تک اپنے مقتولوں پر دھاڑیں دیدیکر روتے رہے کوئی گھر مکہ میں ایسا باقی نہیں رہا کہ جسمیں عورتوں اور بچوں کا بلبلاہٹ نہ پڑا ہو عورتوں

کی تو یہ حالت تھی کہ وہ آپہ پیٹتے پیٹتے سر کے بالوں کو نوچے ڈالتی تھیں او جو لوگ قتل ہو گئے تھے اون کی سواریوں کو مجمع میں کھڑا کرتے تھے اور اون کے آس پاس کھڑے ہو ہو کر دھاڑیں دیتے اور بلبلاتے تھے اور عورتیں گلی کوچوں اور راستوں میں روتی پیٹتی پھرتی تھیں اور سب کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ عاتکہ اور جہیم بن صلت کا خواب سچا تھا ایک شخص اسود بن مطلب نابینا ہو گیا تھا اس کے بھی چند لڑکے بدر میں قتل ہو گئے تھے اس کے دل میں ان کی طرف سے از حد ولولہ اور جوش تھا اور رو دھو کر اپنی تسکین کرنا چاہتا تھا مگر قریش اس کو رد کر دیتے تھے آخر مجبور ہو کر اس نے یہ کیا کہ اپنے غلام کو کچھہ شراب دی اور اس سے یہ کہا کہ جس راستہ سے میرا بیٹا ابو حکیمہ بدر میں گیا تھا مجھے اوس راستہ پر لے چل چنانچہ وہ شراب سمیت اُس کو وہاں لیگیا اور بتلایا کہ اس راستہ سے گیا تھا یہ وہیں بیٹھ گیا اور شراب پی لی جب خوب اچھی طرح شراب کا نشہ چڑھ گیا تو ابو حکیمہ اور اس کے بھائیوں پر خوب دھاڑیں مار مار کر رو دیا پیٹا اور سر پر مٹی اڑائی اور غلام سے کہا کہ کمبخت کہیں قریش سے نہ کہدینا کبھی وہ میرے پیچھے نہ لگ جاویں کیونکہ ابھی اون کی رائے سوگ کرنے کی نہیں ہوئی ہے غرضکہ یہ قریش سے چھپ کر اس طرح اپنا بھڑاس نکالا کرتا تھا۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے مُصعب بن ثابت نے اور ان سے عیسیٰ بن مَعمَر نے اور ان سے عِباد بن عبد اللہ بن زُبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ جب قریش کا لشکر بدر سے ہار کر مکہ واپس گیا تو جن لوگوں کے آدمی قتل ہو گئے تھے اون کو قریش نے سوگ کرنے کی سخت بندش کر دی اور یہ کہدیا کہ اگر تم سوگ کروگے اور محمد اور اوس کے ساتھیوں کو خبر ہو جاوے گی تو وہ لوگوں میں ہم پر ہنستے پھرینگے پھر ہماری کیا آبرو رہ جاوے گی اور قیدیوں کی بابت بھی بندش کر دی کہ اون کے چھڑانے کے واسطے بالکل کوشش نہ کی جاوے کہ اس سے دشمن زیادہ تنگ کرنے لگیں گے اور ان کا حوصلہ بڑھ جائیگا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ نے اَسود بن مطلب کا قصہ بیان فرمایا کہ بدر میں اس کے تین لڑکے (عقیل اور حارث اور زمعہ) قتل ہو گئے تھے اور یہ

اسود بن المطلب کا مرثیہ

رات دن اون کے سوگ کی فکر ذکر میں رہتا تھا مگر قریش کی بندش کیوجہ سے مجبور تھا اور دل ہی دل میں گھٹتا رہتا تھا اسی اثنار میں ایک دن رات کو اتفاق سے اس کے کان میں کسی رونیوالی عورت کی بھنک پڑی جس سے یہ چونک گیا نابینا ہونیکی وجہ سے خود تو نہ جاسکا اپنے غلام سے کہا کہ ذرا دیکھہ تو آ کیا قریش اپنے مقتولوں پر رونے لگے؟ تاکہ میں بھی اپنے بیٹے زمعہ پر روکر ذرا اپنا دل ٹھنڈا کرلوں کیونکہ میرا جی اندر سے پھنکا جارہا ہے۔ چنانچہ وہ غلام فوراً گیا اور واپس آکر اس سے کہنے لگا کہ یہ تو ایک عورت اپنے اونٹ پر رورہی ہے جو کھو گیا ہے آخر یہ بیچارہ پھر اپنا دل مار کر رہ گیا اور اُسی پریشانی کے عالم میں یہ چند اشعار پڑھے (

(اشعار)

تَبْکِیْ اَنْ یَّضِلَّ لَهَا الْبَعِیْرُ — وَیَمْنَعُهَا مِنَ النَّوْمِ السُّهُوْدُ

ترجمہ۔ یہ عورت تو اپنے ایک اونٹ گم ہو جانے پر رو رہی ہے اور بیداری نے اس کو سونے سے بھی روک دیا ہے۔

فَلَا تَبْکِیْ عَلٰی بَکْرٍ وَلٰکِنْ — عَلٰی بَدْرٍ تَصَاغَرَتِ الْخُدُوْدُ

ترجمہ۔ لیکن ہم تو اونٹ کے گم ہونے پر نہیں روتے پیٹتے بلکہ ایسے چاند کے غائب ہونے پر روتے پیٹتے ہیں کہ جس کے غائب ہونے کی وجہ سے ہمارے منہ پھٹکار مارے ہوگئے ہیں۔

فبکی ان بکیت علی عقیل — وبکی حارثا اسد الاسود

ترجمہ۔ اے عورت (تو اس اونٹ پر کیا رو رہی ہے یہ بھی کوئی رونے کی چیز ہے) اگر تجھے رونا ہی ہی تو (میرے بیٹے) عقیل پر رو اور (اوس کے بھائی) حارث پر رو جو شیروں کا شیر تھا (دیکھہ یہ ہیں رونیکی چیزیں)

وَاَبْکِیْهِمْ وَلَا تُسَمِّیْ جَمِیْعًا — وَمَا لِاَبِیْ حُکَیْمَةَ مِنْ نَدِیْدٍ

ترجمہ۔ اور میں بھی انھیں کو روتا ہوں اور یہ سب کے سب بےمثل تھے۔ خاصکر ابو حکیمہ (یعنی زمعہ) کی تو کوئی نظیر ہے ہی نہیں۔

عَلٰی بَدْرٍ سَرَاةِ بَنِیْ هُصَیْصٍ — وَمَخْزُوْمٍ وَرَهْطِ اَبِی الْوَلِیْدِ

ترجمہ۔ اور میں ایسے چاند پر روتا ہوں۔ جو ہُصَیص اور مَخزُوم اور ابو ولید (جیسے نامی گرامی لوگوں) کے کنبہ قبیلہ کا سردار تھا۔

اَلَا قَد سَادَ بَعدَ ھُمُ رِجَالُ وَلَو لَا یَوْمُ بَدرٍ لَّم یَسُوْدُوا

ترجمہ۔ (ہائے ہائے کیا کہا جاوے) دیکھا بھی ان کے بعد ایسے ایسے آدمی سردار بن بیٹھے کہ جن کو اگر بدر کا دن نہ ہوتا تو (سرداری تو درکنار) سرداری کی صورت دیکھنی بھی نصیب نہ ہوتی۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور انسے ابن ابی الزناد بن ہشام نے بیان کیا کہ میرے والد بھی (تَصَاغَرَتِ الْخُدُود) ہی پڑھا کرتے تھے اور اس کو کچھہ منکر نہیں سمجھتے تھے کہتے ہیں کہ قریش کی چند عورتیں جمع ہو کر ہند بنت عُتبہ کے پاس گئیں اور اوس سے یہ کہا کہ لا تیرے باپ اور بھائی اور چچا اور دیگر رشتہ داروں پر روئیں پیٹیں وہ اس بات پر ان سے جلگئی اور یہ کہا کہ کمبختو تمہاری عقل گئی یا رہی تمہیں اتنا نہیں سوجھتا کہ اگر میں روؤں پیٹوں گی اور اس کی خبر محمد اور اُس کے ساتھیوں کو لگے گی تو وہ ہمارے جنم میں کیا تھوکیں گے اور ہمارا اور بنی خزرج کی عورتوں کا کیا کچھہ مذاق نہیں اڑائیں گے خدا کی قسم میں جب تک محمد اور اوس کے ساتھیوں سے بدلہ نہیں لے لینے کی تب تک ہرگز ایسا نہیں کرنے کی بلکہ مجھے سر میں تیل ڈالنا بھی حرام ہے جب تک محمد اور ان کے ساتھیوں کی لوٹ مار نہ ہو جائے اور خدا کی قسم اگر میں یہ جانتی کہ رونے دھونے سے میرا غم غلط ہو جائے گا تو میں ضرور ایسا کر لیتی لیکن یہ تو اس سے ہرگز زائل نہیں ہوگا بلکہ یہ تو صرف اس سے دور ہوگا کہ میں اپنی آنکھوں سے اپنے آدمیوں کا بدلہ دیکھہ لوں گی چنانچہ وہ اسی روز سے جنگ اُحُد تک اسی حالت میں رہی کہ نہ کسی قسم کی زیب و زینت کرتی تھی اور نہ اپنے شوہر ابو سفیان کے پاس آتی جاتی تھی۔ کہتے ہیں کہ نوفل بن معاویہ بھی قریش کیساتھ بدر میں گیا تھا اور وہاں سے واپس ہو کر اپنے گھر موجود تھا کہ اوس کو قریش کی نسبت یہ خبر پہنچی کہ وہ اپنے مردوں پر رو پیٹ رہے ہیں یہ اوسیوقت اپنے گھر سے مکہ میں آیا اور سوگ کرنے پر قریش کو بہت سخت و سست کہا کہ کمبختو

تمہاری عقل کہاں ماری گئی تمنے عورتوں کے کہنے میں آکر یہ کیا دشمنوں کے ہنسنے اور خوش
ہونیکا کام شروع کردیا بس تمنے اپنے مقتولوں کی اتنی ہی حقیقت سمجھی ہے کہ ہلکا ہلکا اُنپر
دو چار آنسو بہا لئے بیوقوفو انپر رونے سے کیا ہوتا ہے وہ تو اس سے کہیں بلند رتبہ
ہیں علاوہ ازیں اگر تم ایسا کروگے تو تمہارے دل سرد ہو جاوینگے اور محمد اور اوس کے
ساتھیوں کی دشمنی پر جو تمہیں غیظ و غضب ہے وہ ایک دم کافور ہوجائے گا اور تمہارے
دلوں سے سب غبار نکل جائے گا حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ جبتک تم اپنے
دشمنوں سے بدلہ نہ لیلو تب تک تمہارے دلوں میں ذرا بھی ٹھنڈک نہ پڑے اور تمہارا
جوش و خروش بالکل تازہ رہے ابوسفیان بن حرب کو اس کی تقریر کی خبر پہونچی تو وہ
خوش ہوتا ہوا اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ بھائی میں تو ان کو سمجھاتے سمجھاتے تھک
گیا یہ باز نہیں آتے اور میں نے اپنے کنبے (بنی عبد شمس) میں تو آجتک نہ کسی عورت
کو رونے پیٹنے دیا اور نہ کسی شاعر کو کوئی مرثیہ وغیرہ کہنے دیا اور ان سے یہ کہہ دیا کہ جبتک
ہم اپنے دشمنوں سے اپنے مقتولوں کا بدلہ نہ لے لیں تب تک کوئی شخص دم نہ مارے
اور دیکھو تو سہی کہ میرا بیٹا (حنظلہ) اور یہاں کے کیسے بڑے بڑے سردار مارے گئے
کہ جن کے نہ ہونے سے یہ جگہ بالکل سنسان ہوگئی ہے اور غم و حزن میں اس کے
رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں تو کیا ہم اونپر صرف رو دھوکر بیٹھ رہیں اور کچھہ بھی نہ کریں
کیسے افسوس کی بات ہے کہ اون کی تو یہ جانبازی اور ہماری یہ قدر۔

عمیرؓ کا اسلام لانا

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے
اور انسے معاذ بن محمد انصاری نے اور ان سے عاصم بن قتادہ نے بیان کیا کہ جب بدر میں
قریش کے بڑے بڑے سردار اور بہادر قتل ہوگئے اور وہ شکست کھاکر مکہ میں واپس
گئے تو عمیر بن وہب بن عضیر جمحی مقام حجر میں صفوان بن اُمیہ کے پاس گیا ملاقات کے
بعد آپسمیں گفتگو ہونے لگی اثنار گفتگو میں صفوان نے ایک شخص مسمی (عیسٰی) کی کچھہ مذمت
کی اور کہنے لگا کہ بدر کے مقتولوں کے بعد اس عیسٰی کمبخت کا خدا ناس کرے معلوم نہیں یہ
اون کے بعد کیوں زندہ رہ گیا اس پر عمیر بن وہب نے ایک ٹھنڈا سانس بھر کر کہا کہ

بھائی واقعی اون کے بعد کچھ زندگی کا مزہ تو رہا نہیں اور خدا کی قسم اگر میرے پاس اپنا قرضہ اوتارنے کی کوئی سبیل ہوتی اور اتنا پس انداز ہوتا کہ جس سے بال بچوں کی اوقات بسر ہو سکتی تو میں ضرور مدینہ میں جاکر محمد کو قتل کر کے اپنا دل ٹھنڈا کر لیتا خدا کی قسم میری آنکھوں میں اوس کی طرف سے خون اُتر رہا ہے - اور امید ہے کہ وہ مجھے مل بھی جاوے گا کیونکہ یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ اکثر اوقات بازار وغیرہ میں پھرا کرتا ہے اور مجھے وہاں جانے کا ایک بہانہ بھی ہے کہ وہاں میرا ایک لڑکا قیدی ہے اگر بالفرض کسی نے کچھ روک ٹوک کی بھی تو کہدوں گا کہ اپنے لڑکے سے ملنے کو آیا ہوں - غرضکہ اوس کی یہ تقریر سنکر صفوان کی باچھیں کھل گئیں اور خوش ہو کر کہنے لگا کہ اے ابو اُمیّہ کیا واقعی ایسا کرنے کا ارادہ ہے عُمیرؓ نے خانہ کعبہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہاں اس گھر کے مالک کی قسم میرا تو پکا ارادہ ہے صرف ایک ذرا سا یہی اٹکاؤ ہو رہا ہے جو میں نے آپ سے عرض کیا اسپر صفوان نے کہا کہ اچھا پھر یوں کر کہ تیرا قرضہ میرے ذمہ ہے اور تیرے بال بچوں کا بھی میں ذمہ دار ہوں تو اطمینان رکھ اُن کو بالکل اپنے بال بچوں کے برابر رکھوں گا اور دیکھ لے تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ مکہ میں میں اپنے ، بال بچوں کو سب سے زیادہ خوش عیش رکھتا ہوں اور جب تجھسے وعدہ ہو چکا ہے تو تیرے بال بچوں کو بھی بالکل ایسا ہی رکھونگا عُمیرؓ نے کہا کہ اے ابو وہب تو اس کا کیا ذکر کر رہا ہے یہ تو مجھے سب پہلے سے معلوم ہے صفوان نے کہا کہ بس تو میں بھی اس بات کا عہد کرتا ہوں کہ تیرے بال بچوں کو بالکل اپنے بال بچوں کی طرح رکھوں گا (پھر مزید اطمینان کے لئے کہنے لگا کہ اور تیرا کنبہ قبیلہ ایسا کونسا بڑا لمبا چوڑا ہے کہ جو مجھ سے سنبھل نہ سکے گا اور میں اوس کی نگرانی سے عاجز ہو جاؤں گا) اور تیرا قرضہ بھی سب کا سب میرے ذمہ ہے میں ایک ایک حبّہ ادا کر دوں گا آخر اس وعدہ وعید کے بعد صفوان نے اوس کو ایک تو اونٹ سواری کے لئے دیا اور ساتھ ساتھ سفر وغیرہ کا سامان بھی دیا اور اُسی روز سے اوس کے بال بچونکو سب چیزیں اپنے بال بچوں کی طرح لینی دینی شروع کر دیں اودھر عُمیرؓ نے اپنی تلوار سان پر رکھوا کر تیز کرائی اور زہر میں بجھائی اور سب سامان وغیرہ طیار کر کے مدینہ کا راستہ لیا اور چلتے ہوئے صفوان کو اس امر کی تنبیہ اور تاکید کر دی

کہ جب تک میں واپس نہ آوں تب تک میرے جانے کا بھید کسی پر کھلنے نہ پاوے آخر سب باتوں کا بندوبست کر کے مکہ سے روانہ ہو گیا اور صفوان نے بھی کسی اپنے بیگانے سے اوس کا راز بالکل نہیں کہا اس لئے یہ بے کھٹکے مدینہ پہونچ گیا اور عین مسجد کے دروازہ پر اوتر کر سواری کو باندھ دیا اور گلے میں تلوار ڈالکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف جانیکا ارادہ کیا مگر اتفاق سے وہاں پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ چند صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ساتھ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے اور جو نعمتیں اللہ نے بدر کے روز مسلمانوں پر نازل فرمائیں تھیں اون کا تذکرہ بھی کر رہے تھے کہ اچانک آپ کی نظر عُمیر پر پڑ گئی اس کو گلے میں تلوار ڈالے دیکھکر آپ گھبرا گئے اور صحابہ کو فرمایا کہ اس خبیث کتے کے بچے کو گرفتار کر لو یہ خدا کا دشمن ہے اور اسی کمبخت نے بدر کے روز ہمارے درمیان لڑائی بھڑکائی تھی اور قریش کو اشتعال دی تھی کہ مسلمانوں کا کوئی ایسا معاون اور مددگار نہیں کہ جو ان کو رسد یا کمک دیسکے صحابہ نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور کھڑے ہو کر اوس کو گرفتار کر لیا آخر اس کا سارا منصوبہ خاک میں ملگیا۔

ہمسے شیخ ابوبکر محمد بن عبد الباقی بن محمد بزاز نے اور اُن سے ابو محمد حسن بن علی بن محمد جوہری نے اور ان سے ابو عُمر محمد بن عباس بن محمد بن حَیُّویہ نے اور ان سے ابو القاسم عبد الوہاب بن ابی حَیّہ نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمر واقدی نے بیان کیا کہ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عمیر کو حضور کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ باہر عُمیر کھڑا ہوا ہے میں اوس کو گرفتار کر کے لایا ہوں یہ خبیث مسجد میں ہتھیار سمیت گھس آیا تھا اور بہت لُچّا اور مکار اور دھوکہ باز آدمی ہے مجھے اس پر ذرا اطمینان اور بھروسہ نہیں ہے اس لئے اس کو پکڑ کر آپ کی خدمت میں لایا ہوں اب جو کچھ حضور کا حکم ہو وہ کیا جاوے۔ حضور نے سارا قصہ سنکر فرمایا کہ اس کو میرے پاس لاؤ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے اس کی تلوار کی پیٹی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے اوس کی تلوار کی موٹھ پکڑ لی اور اوس کو گھسیٹتے ہوئے حضور کی خدمت میں لے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھکر فرمایا کہ اے عمر اس کو چھوڑ دو حضرت

عمر نے چھوڑ دیا تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جا کر آپ کو دعا دینے لگا کہ اللہ آپ کو خوش وخرم رکھے آپ نے فرمایا کہ بس اپنی دعا رکو رہنے دو اللہ نے ہمیں تمہاری دعا سے مستغنی اور بے پروا کر دیا ہے اور ہماری دعا تو اللہ نے سلام مقرر کردی ہے اور یہی دعا اہل جنت کی ہے عُمیر نے اس پر کہا کہ حضور یہ تو نئی دعا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں بیشک نئی ہے مگر اللہ نے اس نئی کو اس پُرانی سے بدرجہا بہتر بنایا ہے اسکے بعد حضور نے ارشاد فرمایا کہ عمیر یہ تو بتلاؤ آپ یہاں آئے کیسے اوس نے عرض کیا کہ حضور آپ کے یہاں میرا ایک قیدی ہے میں حضور کی خدمت میں اوس کی سفارش کے لئے حاضر ہوا ہوں اس امید پر کہ شاید حضور ہم قوم ہونے کی وجہ سے مجھپر کچھ مہربانی فرماویں اور اوس کو اس مصیبت سے رہا فرمادیں حضور نے فرمایا کہ اچھا جب یہ ارادہ تھا تو پھر تلوار کیسے لائے اس کی کیا ضرورت تھی اس پر وہ تلوار کو پکڑ کر کہنے لگا کہ خدا اس کمبخت کا ناس کرے کہ بھولے سے میرے ساتھ میان میں رکھی چلی آئی ہے جس سے مجھے آپکے سامنے شرمندہ ہونا پڑا ورنہ حضور خدا نہ خواستہ مجھے اس کی کیا ضرورت تھی اور میں حضور کے سامنے اپنی عمر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس سفارش کے سوا میرا اور کچھ خیال نہ تھا حضور نے فرمایا کہ عمیر تو اِدھر اُدھر کی باتیں نہ بنا سچ بتلا کس ارادہ سے آیا ہے اوس نے پھر یہی عرض کیا کہ حضور میں تو بس اپنے قیدی ہی کی سفارش کے لئے حاضر ہوا ہوں حضور نے فرمایا کہ اچھا تو یہ بتلا کہ مقام حِجر میں صُفوان سے کیا وعدے وعید کر کے آیا ہے یہ سنکر عمیر کے چھکے چھوٹ گئے اور اوس کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں پھر تھوڑی سی دیر میں ذرا سنبھلکر عرض کرنے لگا کہ اچھا حضور آپ ہی بتلائیے کہ میں نے کیا وعدے وعید کئے ہیں حضور نے فرمایا کہ تو نے اوس سے اپنے قرضہ کی ادائیگی اور بال بچوں کی پرورش کے عوض میں میرے قتل کرنے کی ذمہ داری کی ہے آپ یہ بات ختم نہ کرنے پائے تھے کہ اوسنے کلمہ پڑھ لیا اور کہا کہ میں آپ کی نسبت خدا کے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہوں اور آپکے سچے ہونے کی بھی اور میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ واقعی خدا ایک ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں پھر اسلام لانے کے بعد اوس نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ

آپ اللہ کی طرف سے جو کچھہ خبریں دیا کرتے تھے ہم اوس میں آپ کو جھوٹا سمجھتے تھے مگر جب آپ نے یہ میرا قصہ سنا دیا کہ جس کی خبر میرے اور صفوان کے سوا کسی کو بھی نہیں اور اللہ نے آپ کو اس کی اطلاع دیدی تو بس مجھے یقین ہو گیا کہ آپ خدا کے سچے رسول ہیں اور خدا کی طرف سے آپ جو کچھہ خبریں دیتے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں اور آپ کا دین حق ہے اور میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اوس نے مجھے اسلام کی توفیق دیدی مسلمانوں کو اس کے اسلام لانے سے بہت مسرّت ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب عُمیر آیا تھا تو میرے نزدیک سور سے بدتر تھا اور اسوقت مجھے اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز اور بہتر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے بھائی عُمیر کو قرآن سکھاؤ اور اس کے قیدی کو چھوڑ دو۔

حضرت عمیر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابتک تو میں خدا کے نور کے بجھانے میں جانبازی کر رہا تھا مگر اللہ کا شکر ہے کہ اوس نے مجھے اپنے کرم و فضل سے اس گمراہی سے نجات بخشی اور نیک راستہ کی توفیق دی سو اب میرا یہ جی چاہتا ہے کہ اسلام کے لئے بھی ایسی جانبازی کروں اور آپ اجازت دیں تو میں مکہ میں جاکر قریش کو اسلام کی دعوت دوں اور خدا اور خدا کے رسول کی طرف بلاؤں شاید اللہ اس سے ان کو نیک راستہ کی توفیق دیدے اور ہلاکت سے بچالے آپ نے اُن کی درخواست منظور فرما کر ان کو مکہ میں جانے کی اجازت دیدی اور یہ حضور سے رخصت ہو کر مکہ جا پہونچے اون کے پہونچنے سے پہلے صفوان کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی سوار مدینہ سے مکہ کی طرف آیا کرتا یہ دوڑا ہوا اوس کے پاس جاتا اور اوس سے دریافت کرتا کہ تم مدینہ سے آئے ہو تم نے وہاں کوئی نئی بات تو نہیں سنی اور خوشی خوشی قریش سے کہا کرتا کہ مبارک ہو عنقریب ایک ایسا واقعہ ہونیوالا ہے جو تمہیں بدر کا واقعہ بھلا دیگا اور بدر کے صدمہ کو تمہارے دلوں سے دھو دے گا اسی اثنا میں مدینہ سے ایک شخص آگیا اوس نے حسب اتفاق اوس سے عمیر کا حال دریافت کر لیا اوسنے کہا کہ وہ تو مسلمان ہو گیا بس پھر کیا تھا پاؤں سے سر تک جل بھن گیا اور عمیر کو لعنت ملامت کرنے لگا اوس کی دیکھا دیکھی مکہ کے سارے مشرک حضرت عمیر کی برائی بھلائی میں منہمک ہو گئے

اور آپس میں کہنے لگے کہ لو وہ عمیر بھی بددین ہو گیا اور صفوان نے جلکر قسم کھالی کہ میں اس سے کبھی نہ بولوں گا اور نہ اوس کو کبھی کسی قسم کا فائدہ پہونچاؤں گا اور اوس کے بال بچوں کی پرورش اور خبر گیری یک لخت ترک کردی اسی اثنار میں حضرت عمیر مکہ میں تشریف لے آئے اور قریش کو اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا اعلان کیا چنانچہ اللہ نے ان کی برکت سے اونکو توفیق دیدی اور ایک بڑی جماعت ان کے ساتھ مسلمان ہو گئی۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن ابی حُمید نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو بن اُمیّہ نے بیان کیا کہ جب حضرت عمیر مکہ تشریف لائے تو سیدھے اپنے گھر جاکر اوترے اور صفوان کے پاس نہیں گئے پھر اپنا مسلمان ہو جانا لوگوں سے ظاہر کیا اور ان کو بھی مسلمان ہو جانے کی ترغیب دی شدہ شدہ اس کی خبر صفوان تک بھی پہونچی تو اوس نے افسردہ ہو کر لوگوں سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو تمہیں تو ابھی معلوم ہوا ہے میں تو جب ہی تاڑ گیا تھا جب یہ میرے پاس آنے سے پہلے اپنے گھر چلا گیا تھا کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہے اور بھائی میرے خیال میں تو یہ پاگل ہو گیا ہے یہ اپنے ہوش میں نہیں تم اس کی باتوں کا کیا خیال کرتے ہو اور میں نے تو یہ عہد کر لیا ہے کہ اس سے جیتے جی کلام نہیں کرنے کا اور اس کے بال بچوں کو زندگی بھر کسی قسم کا فائدہ نہیں پہونچاؤں گا خیر جو کچھ پہلے ہو لیا سو ہو لیا اب کیا ہو سکتا ہے آخر اسی اثنار میں ایک روز حضرت عمیر اس کے پاس بھی تبلیغ کے لئے مقام حجر میں تشریف لے گئے اور اوس کے پاس جاکر اس سے بولے کہ اے ابووہب مگر اس نے کچھ جواب نہیں دیا اور ناک چڑھا کر ان کی طرف سے منہ پھیر لیا حضرت عمیر نے اُس کی حالت دگرگوں دیکھکر فرمایا کہ اے ابووہب ویسے تو تو ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار ہے مگر یہ معاملہ دین کا ہے اس میں ناک منہ چڑھانے کی تو کوئی بات نہیں اور نہ یہ مردوں کا کام ہے بس اس میں تو صاف بات یہ ہے کہ یا تو ہمسے سمجھ لے اور یا ہمیں سمجھا دے اور تو کیا سمجھا دے گا لے میں ہی کہتا ہوں کہ تو ایمان سے کہہ کہ کیا پتھروں کی پوجا پاٹ اور نذر و نیاز بھی (جیسے ہم پہلے سے کرتے آئے ہیں)

کوئی دین ہے حضرت عُمیر نے اتنا فرما کر اوس کے سامنے ہی کلمہ پڑھا مگر وہ بالکل گم صُم بیٹھا رہا اور کچھہ نہ کہہ سکا

بدر کے راستہ میں قریش کے لشکر کو کھانا کھلانیوالے

کنبہ (بنی عبدمناف) میں سے ایک تو حارث بن عامر بن نوفل تھا اور ایک عُتبہ بن ربیعہ اور ایک شَیبہ بن رَبیعہ اور کنبہ (بنی اسد) سے ایک تو زمعہ بن اسود بن مُطّلب بن اَسَد تھا اور ایک نوفل بن خُویلِد بن عَدوِیَّہ اور کنبہ (بنی مخزوم) سے صرف ابو جہل تھا اور کنبہ (بنی جُمح) سے صرف اُمیہ بن خلف تھا اور کنبہ (بنی سہم) سے ایک نُبیہ بن حَجّاج تھا اور ایک مُنبہ بن حجاج - راوی کہتا ہے کہ حضرت سعید بن مُسیّبؒ یہ فرمایا کرتے تھے کہ بدر کے راستہ میں ہر کھانا کھلانیوالا ہی قتل کیا گیا ہے - راوی کہتا ہے کہ بدر کے راستہ میں کھانا کھلانیوالوں کی نسبت ہمارے پاس کئی قسم کی روایتیں پہونچی ہیں مگر سب سے زیادہ پکّی ہمارے نزدیک یہ پہلی روایت ہے اور بعض نے ان کھانا کھلانے والوں میں سے کچھ اور آدمی بھی بتلائے ہیں جن میں سے سُہیل اور ابوالبختری وغیرہ بھی ہیں -

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ہشام بن عُمارہ نے اور ان سے عثمان بن ابی سلیمان نے اور ان سے نافع بن جُبیر بن مُطعم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدیوں کے معاوضہ کی نسبت کچھہ گفت و شنید کرنے گیا تھا وہاں ایسا قصہ پیش آیا کہ میں تھکن کی وجہ سے عصر کے بعد مسجد میں لیٹ گیا اور میری آنکھہ لگ گئی تھوڑی دیر کے بعد مغرب کی نماز کھڑی ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس میں سورہ (طُور) پڑھی آپ کی آواز کی بھنبھناہٹ سے میری آنکھہ کھل گئی اور میں، گھبرایا ہوا اٹھا اور مسجد سے نکلنے تک آپ کا پڑھنا سنتے گیا اور بس اسی روز اول اول میرے دل میں اسلام داخل ہوا تھا- ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور انسے

محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عبداللہ بن عثمان بن ابی سلیمان نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ قریش میں سے چودہ آدمیوں کا (وفد) اپنے قیدیوں کا معاوضہ لینے دینے کے لئے آیا تھا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے شعیب بن عُبادہ اور بشیر بن محمد بن عبداللہ بن زید نے بیان کیا کہ قیدیوں کے معاوضہ کی بابت پندرہ آدمی آئے تھے سب سے پہلے مُطلب بن ابی وَدَاعہ آیا تھا اور بقیہ چودہ آدمی اس سے تین رات بعد آئے تھے۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن صالح نے اوران سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اوران سے یزید بن نعمان بن بشیر نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قیدی کا معاوضہ چار ہزار روپے قرار دیا تھا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اورانسے واقدی نے اوران سے اسحاق بن یحیی نے بیان کیا کہ میں نے نافع بن جُبیر سے دریافت کیا تھا کہ بدر کے قیدیوں کا معاوضہ کتنا کتنا لیا گیا تھا اسپر اونھوں نے یہ فرمایا کہ رؤسا سے تو چار چار ہزار روپے لئے گئے تھے اور امیر امرا سے کسی سے تین ہزار اور کسی سے دو ہزار اور کسی سے ایک ہزار اور رغربا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہربانی سے مفت چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابی وَدَاعہ) کی بابت تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مکہ میں اس کا ایک لڑکا بڑا ہوشیار اور مالدار ہے سو اس کا معاوضہ بھی انتہائی درجہ کا ہونا چاہیئے آخر جب اس کی رہائی کی درخواست کی گئی تو آپ نے اس کا معاوضہ چار ہزار روپیہ لیا اور سب سے پہلے اسی کا معاوضہ دیا گیا تھا اور اس کی رہائی کے وقت عجیب قصہ ہوا وہ یہ کہ جب قریش نے اس کے لڑکے مُطلب کو اس کے پاس آنے کے لئے طیاری کرتے دیکھا تو اونھوں نے اوس سے یہ فرمایش کی کہ تو اتنی جلدی نکر کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری وجہ سے ہمارے اور قیدی بھی مصیبت میں پھنس جاویں اور محمد ہماری بیچینی کو دیکھکر معاوضہ کا زیادہ بوجھ ڈالدے

اور ساری قوم کوئی تیرے جیسی تو امیر ہے ہی نہیں کہ جو کچھ ہوگا سب کچھ دے گذریگا بلکہ امیر غریب قوم میں ہر قسم کے آدمی ہیں اس لئے سب کی رعایت کی ضرورت ہے یہ سنکر اسنے کہاکہ اچھا میں تمہارے سے پہلے نہیں جاؤنگا جب تم چلوگے میں بھی جب ہی چلوں گا آخر ان کو یہ گھستا دیکر جب دیکھا کہ وہ غافل ہو گئے ہیں تو رات ہی رات اپنی سواری پر سوار ہو کر چلدیا اور چار رات متواتر چلکر مدینہ پہونچ گیا اور اپنے باپ کا چار ہزار روپے معاوضہ دیکر اس کو رہا کرالایا جب مکہ واپس آیا تو قریش نے اس کو بہت لعنت ملامت کی اوس نے ان سے کہاکہ بھائی مجھے تو یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ ہم تم تو مزہ سے یہاں چین اڑاتے اور میرا باپ وہاں مصیبت میں پڑا رہتا مجھسے یہ نہیں دیکھا جاتا تھا اس لئے میں چھوڑا لایا آخر اس میں حرج کیا ہے جو تم ایسے آپے سے باہر ہوئے جاتے ہو ابوسفیان نے کہاکہ بھائی اس کو کیا کہتے ہو یہ لڑکا بہت زیادہ خودرائے اور مفسد ہے کسی کی بات کی طرف کان لگاتا ہی نہیں ہے اور خدا کی قسم میرا لڑکا عمرو بن ابی سُفیان اگر ایک سال تک بھی قید میں پڑا رہے تو میں ہرگز تم لوگوں کے بغیر اوس کا معاوضہ نہ دوں چاہے مار کر محمد اوس کو پڑا چھوڑ دے اور یہ تم جانتے ہو کہ میں خدانخواستہ کوئی تنگدست نہیں ہوں مگر مجھے بس یہی خیال ہے کہ کہیں میری وجہ سے تم تنگی میں نہ پڑ جاؤ اور میرا لڑکا تمہارے لئے وبال جان نہ ہو جائے اور اوسکی وجہ سے تمہارے اوپر بُرا راستہ نہ پڑ جائے۔

اون لوگوں کے نام جو قیدیوں کو رہا کرانیکیلئے آئے تھے

کُنبہ (بنی عبد شمس) سے تو ایک ولید بن عُقبہ بن ابی مُعیط (عاص) کا بھائی تھا اور ایک عمرو بن ربیع (عاص) کا دوسرا بھائی اور کُنبہ (بنی نوفل بن عبد مناف) سے صرف جُبیر بن مطعم تھا اور کنبہ (بنی عبد دار) سے صرف طلحہ بن ابی طلحہ تھا اور کنبہ (بنی اسد) سے صرف عثمان بن ابی حُبیش تھا اور کنبہ (بنی مخزوم) سے ایک عبداللہ بن ابی ربیعہ تھا اور ایک خالد بن ولید اور ایک ہشام بن ولید بن مُغیرہ اور ایک فروہ بن سائب اور ایک عکرمہ بن ابی جہل اور کُنبہ (بنی جمح) سے ایک اُبی بن خلف تھا اور ایک عُمیر

بن وہب اور کنبہ (بنی سہم) سے ایک مُطّلِب بن ابی وَدَاعہ تھا اور ایک عمرو بن قیس اور کنبہ (بنی مالک بن حسل) سے صرف مُکرِز بن حفص بن اُحنف تھا۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے مُنذِر بن سعد نے اور ان سے عیسیٰ بن مَعمَر نے اور ان سے عباد بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ جب اہل مکہ کا وفد اپنے قیدیوں کا معاوضہ لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور کی صاحبزادی حضرت (زینب) نے بھی اپنے خاوند ابوالعاص بن ربیع کا معاوضہ بھیجا تھا جس میں حضرت (خدیجۃ الکبریٰ) کا ایک ہار (مقام ظفار کے موتیوں کا بنا ہوا) بھی شامل تھا (یہ ہار حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے حضرت زینب کی شب زِفاف میں ان کے شوہر ابوالعاص بن ربیع کو سلامی میں دیا تھا) آپ نے اس ہار کو دیکھکر پہچان لیا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے یاد آنے کی وجہ سے حضور کا جی میلا ہو گیا اور حضرت زینب پر ترس آگیا اس پر آپ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو زینب کا قیدی مفت چھوڑ دو اور اوس کا زیور اوس کے پاس واپس کر دو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ ہمیں اس سے کیا انکار ہے (چشم ماروشن دل ماشاد) چنانچہ ابوالعاص بن ربیع کو رہا کر دیا گیا اور حضرت زینب کا زیور بھی واپس کر دیا گیا اور چلتے وقت حضور نے ابوالعاص سے حضرت زینب کے چھوڑ دینے کا عہد لے لیا اور یہ وعدہ کر کے وہاں سے رخصت ہو گیا اور اوس کا مُعاوِضہ لیکر اس کا بھائی عمرو بن ربیع آیا تھا اور اوسکو عبداللہ بن جبیر بن نعمان نے (جن کے بھائی خوّات بن جبیرؓ ہیں) گرفتار کیا تھا۔

سُورۂ انفال کی تشریح

(یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ الخ) ترجمہ۔ یہ مسلمان (جو) گھڑی گھڑی لوٹ کے مالوں کی (تقسیم) کی بابت آپ سے پوچھ گچھ کرتے ہیں ان کو یہ سمجھا دیجئے کہ لوٹ کے مال تو سب کے سب اللہ اور اللہ کے رسول کی حقیّت ہیں (اس لئے تمہیں اس میں بالکل

درک نہیں دینا چاہیئے وہ جس طرح چاہیں تقسیم کر دیں اور ہر بے زرہ بے درک دینے سے) خدا کا خوف کرو (کہیں وہ اس پر تمسے ناراض نہ ہو جائے) اور آپسمیں سلوک سے رہو اور (ہر کام میں) خدا اور خدا کے رسول کے تابعدار رہو (دیکھو) اگر تم (سچے) مسلمان ہو (تو بس ایسا ہی کرو جیسا ہمنے کہدیا ہے) راوی کہتا ہے کہ جب بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ قریش کا ساز و سامان لگا تو لڑائی سے فراغت کے بعد اس ساز و سامان کی بابت مسلمانوں میں ایک اختلاف پھیلگیا اور ہر گروہ اوس کو اپنی حقیت بتلانے لگا اسواسطے اللہ نے یہ آیت بھیجکر اس جھگڑے کا پاپ کاٹا۔

(اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیَاتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا الخ) (ترجمہ) بس (پکے) مسلمان تو وہی لوگ ہیں کہ جن کے دل خدا کا نام سنتے ہی سہم جاتے ہیں اور جن کا یقین (خدا اور خدا کے رسول کی بات پر) (خدا کا کلام سنتے ہی زیادہ ہو جاتا ہے اور جو خدا (کی بات پر) بھروسہ کرتے ہیں اور جو (خدا کے کہنے کی وجہ سے) نماز پڑھتے ہیں اور خدا کی دی ہوئی چیزوں میں سے تھوڑی تھوڑی (جتنی اوسنے بتادی اوس کے نام اور اس کے کام میں بھی) لگاتے رہتے ہیں (راوی) کہتا ہے کہ اس آیت میں لفظ (ایمان) سے یقین مراد ہے (اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا الخ) (ترجمہ) درحقیقت مسلمان تو بس یہی ہیں (پھر دیکھ لو ہم بھی ان کے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کریں گے اور) ہمارے یہاں ان کو بڑے بڑے رتبے اور درجے ملیں گے (اور جو کچھ ان سے خطا قصور ہو گیا ہو گا وہ سب یک قلم) معاف کر دیا جاوے گا اور ان کی خاطر تواضع میں) کھانے کی چیزیں ایک سے ایک عمدہ پیش کی جائیں گی۔ (راوی) کہتا ہے کہ اس آیت میں لفظ (حق) سے یقین مراد ہے (کَمَا اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ) (ترجمہ) اے رسول تم انھیں سمجھا دو کہ اس ساز و سامان کی بابت بھی خدا کی بات ایسی ہی ٹھیک اور مفید ہے) جیسی تیرے گھر سے تجھے نکالنے کی بات ٹھیک اور مفید تھی (راوی) کہتا ہے کہ اس نکالنے سے بدر میں جانے کے لئے نکالنا مراد ہے (وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکَارِھُوْنَ یُجَادِلُوْنَکَ فِی الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَھُمْ یَنْظُرُوْنَ) حالانکہ کتنے ہی مسلمان اس بات کی

حقیقت ظاہر ہونے کے بعد بھی اس سے ایسا ناک منہ چڑھا رہے تھے اور اس کی نسبت تجھسے ایسے جھگڑ رہے تھے جیسے کوئی وہ دیکھتی آنکھوں موت کے منہ میں دھکا دیئے جارہے ہوں (سو جیسے اوسوقت ان کا جھگڑنا غلط تھا اور ہماری بات ٹھیک تھی جیسا کہ تم سب نے ابھی کھلم کھلا دیکھہ لیا ہے ایسے ہی اب بھی ان کی جھگڑنا غلط ہے اور ہماری ہی بات ٹھیک ہے جب اس کو برتوگے تو تمہیں خود بھی پتہ چلجائے گا) راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر جانے کا ارادہ کیا تو بعضے آدمی اس میں بہت ناک منہ چڑھانے لگے تھے اور یہ عذر کرتے تھے کہ ہم تھوڑے سے تو ہیں ہی ہمسے کیا ہوسکیگا اس لئے ہمارے خیال میں تو ایسی حالت میں وہاں جانا بالکل مناسب نہیں ہوتے ہوتے یہ بات بہت بڑھ گئی اور اس میں بہت اختلاف پھیلگیا سو اللہ نے اس آیت میں اس جھگڑے کی مثال دیکر بتلایا کہ تم تو اس کو بھی بہت نامناسب کہہ رہے تھے مگر دیکھو اوسمیں آخر کیا ہوا وَاِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ (ترجمہ) اور جب اللہ نے تم سے (قریش کی) دو جماعتوں (یعنی لشکر یا قافلہ) میں سے ایک جماعت کے ہاتھ لگنے کا وعدہ کیا تھا اور تم اسی بات پر لٹو ہو رہے تھے کہ کسی طرح شان دار جماعت (یعنی لشکر) سے دوسری جماعت (یعنی قافلہ تمہارے ہاتھ آجاوے (تو دیکھو جب بھی تم غلطی پر تھے اور خدا ہی کی بات ٹھیک رہی تھی) (راوی کہتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے کوچ کر کے چلے اور بدر سے ذرا فاصلہ پر رہ گئے تو آپ کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور قافلہ کی حفاظت کے لئے قریش کے آنے کی اطلاع دی اور یہ کہا کہ اللہ نے آپ سے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ قافلہ اور لشکر میں سے کوئی سی ایک جماعت آپ کے ہاتھ لگ جاویگی اور آپ گھبرائیے نہیں اگر بالفرض لشکر سے بھی آپ دوچار ہوئے تو وہ بھی شکست کھا جاوے گا اور آپ کے سامنے ڈٹ نہ سکیگا اس پر آپ تو بےفکر ہوگئے مگر بدر میں پہونچکر جب مسلمانوں کو اس کا پتہ چلا تو وہ ذرا ناک منہ چڑھانے لگے کہ ہم تو قافلہ کی نیت سے آئے تھے لشکر کا تو وہم وگمان بھی نہ تھا یہ یہاں آکر کیا ہونے لگا چنانچہ جب بدر کے چشمہ سے پانی لانیوالوں سے پوچھتے تھے

کہ ادھر چشمہ کی طرف قافلہ کہاں پر پڑا ہے اور وہ بجائے قافلہ کے لشکر کی خبر دیتے تھے تو اس سے مسلمانوں کا جی مرسا جاتا تھا اور یہ کہنے لگتے تھے کہ یہ تو بڑی زبردست جماعت ہے ان سے کیسے مقابلہ کرسکیں گے۔ دیکھئے کیا ہونا ہے۔ سو اللہ نے اس آیت میں مسلمانوں کی اسی بیہراسی کا تذکرہ کیا ہے۔

(وَيُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ) (ترجمہ) اور دیکھو اللہ کی (اسمیں) یہ نیت تھی کہ (بس اب لوگوں کو) اپنی باتوں سے سچ کو سچ ہی کر کے دکھلادے اور کافروں کی جڑ کو کاٹ کر پھینکے) دے تاکہ حق کو بڑھادے اور ناحق کو گھٹادے (سو ہمنے ایسا ہی کر کے دکھادیا) اور (ہماری بلا سے) لچے اور بدمعاش آدمی ستر پٹخنے اور ناک رگڑتے رہ گئے (راوی) کہتا ہے کہ اس آیت میں لفظ (حق) سے دین مراد ہے اور لفظ (دابر یعنی جڑ) سے قریش کے وہ سردار اور بہادر مراد ہیں جو بدر میں موت کے گھاٹ اتر گئے تھے اور جن کے بھروسہ پر قریش مسلمانوں پر امنڈ آئے تھے اور لفظ (باطل) سے قریش کا دین مراد ہے جس کی طرفداری میں وہ مسلمانوں پر اتنی دور تک چڑھے چلے آئے تھے اور لفظ (مجرم) سے قریش مراد ہیں (اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ) (ترجمہ) (پھر اسی بیہراسی کے عالم میں) جب تم اللہ سے فریاد کرنے لگے تو اس نے تمہاری فریاد کو سن لیا اور قبول کر لیا (اور یہ کہدیا کہ اچھا جاؤ) میں تمہاری مدد کروں گا (اور) ایک ہزار فرشتوں کی (فوج) قطار بندھی ہوئی (تمہاری کمک کے لئے بھیجدوں گا) (راوی) کہتا ہے کہ لفظ (مُرْدِفِيْن) سے یہ مراد ہے کہ فرشتوں کی فوج بیڈھنگے پن سے نہیں آئے گی بلکہ ڈھنگ سے آئیگی اور قرینہ سے سب ایکدوسرے کے پیچھے ایک قطار میں آئیں گے جو دستور ہے (وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى الخ) (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ نے یہ اتنے فرشتے تو محض تمہاری خوشی اور دلجمعی کے لئے بھیجدیئے تھے ورنہ مدد (کچھ ان کے بس میں نہیں ہے بلکہ وہ) تو بس اللہ ہی کے بس میں ہے (اور) واقعی اللہ بڑا زبردست اور بڑا حکمت والا ہے (راوی) کہتا ہے کہ اللہ کی اس آیت سے یہ مراد ہے کہ اتنے فرشتوں کا بھیجنا اور خبر دینا صرف اس لئے کیا گیا کہ تمہارے دل میں

یہ بات بیٹھ جاوے کہ ہاں واقعی اللہ ہماری پشت پر ہے اور وہ ہماری ضرور مدد کرے گا ورنہ مدد کرنے میں وہ خود کچھ اس ظاہری سامان کا محتاج نہیں بلکہ ویسے بھی کر سکتا ہے مگر یہ بات ذرا انسان کی سمجھ سے باہر ہے اس لئے اللہ نے اس کمزوری کا لحاظ کرتے ہوئے یہ ظاہری سامان بھی کر دیا (اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَۃً مِّنْہُ) (ترجمہ) (پھر) اوسیوقت اللہ نے تمہیں اپنی طرف سے (یعنی بیوقت) نیند کا نشہ چڑھا دیا تاکہ تمہیں ذرا چین آجاوے (راوی) کہتا ہے اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ ہمنے اوس روز بیوقت نیند کو تمہیں چمٹا دیا تھا اور نیند کے نشہ کو تمہارے دلوں میں بھر دیا تھا جس سے تم چُور چُور ہو کر آخر سو ہی گئے اور یہ سب کارروائی اس لئے کی گئی کہ تمہیں ذرا سکون اور چین حاصل ہو جاوے اور پریشانی اور بیچینی دور ہو جاوے (وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِیُطَهِّرَکُمْ بِہٖ) (ترجمہ) اور تمہارے اوپر آسمان سے بارش برسادی تاکہ اوس سے تمہیں پاک صاف کردے (راوی) کہتا ہے کہ اوس روز بعضے مسلمان احتلام کی وجہ سے ناپاک ہو گئے تھے اس آیت میں اللہ نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے (وَیُذْهِبَ عَنْکُمْ رِجْزَ الشَّیْطَانِ) (ترجمہ) اور تاکہ تمہارے (دلوں) سے شیطان کے وسوسہ کو مٹا دے (راوی) کہتا ہے کہ اوسوقت شیطان مسلمانوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالتا تھا کہ تم کیسے مسلمان ہو جو ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھنا چاہتے ہو اس لئے اللہ نے بارش برسادی تاکہ مسلمانوں کے دل سے یہ شیطان کی جھجک اور وسوسہ رفع دفع ہو جاوے اور پھر بے فکری سے نماز وغیرہ ادا کر سکیں (وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ) (ترجمہ) اور تاکہ (تمہاری آرزو پوری کرکے) تمہارے دلوں میں مضبوطی پیدا کردے اور تمہاری ہمت کو بڑھا دے (وَیُثَبِّتَ بِہِ الْاَقْدَامَ) (ترجمہ) اور تاکہ بارش کی بدولت (تمہارے) قدموں کو جما دے (راوی) کہتا ہے کہ مسلمانوں کے پڑاؤ کی جگہ ریتلی ہونے کی وجہ سے بہت نرم تھی کہ جس سے مسلمان چلنے پھرتے دھنستے تھے اور بڑی دقت ہو رہی تھی اسوجہ سے اللہ نے بارش برسا کے اوسے ذرا سخت کر دیا اور دھسن دور ہونے سے چلنے پھرنے میں بہت آسانی ہو گئی چنانچہ اللہ نے اس آیت میں اپنی اسی نعمت کو ظاہر کیا ہے۔ (اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

(ترجمہ) (پھر) اوسوقت تیرے رب نے فرشتوں کو (ان کا دل بڑھانے کے لئے) اس بات کی اطلاع دی کہ (دیکھو) میں (بھی) تمہارے ہی ساتھ ہوں سوتم (جاکر) مسلمانوں کی ہمت بندھادو (راوی) کہتا ہے کہ بدر کے روز فرشتے آدمیوں کی صورت میں آآکر مسلمانوں کو دلاسا دیتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ڈٹے رہو یہ قریش ہیں کیا چیز یہ تو اب ترے پڑے ہو جاتے ہیں (سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ) (ترجمہ) (اور میں ابھی (ان) کافروں کے دلوں میں دہشت بٹھائے دیتا ہوں (راوی) کہتا ہے کہ بدر کے روز کافروں کو ایک جھن جھن کی آواز آتی تھی جیسے طشت میں کنکریاں گرنے کے وقت ہوا کرتی ہے اس سے ان کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ اُن کے ہاتھ اور دل لرزے جاتے تھے اور بالکل بے قابو ہوئے جاتے تھے جس سے آخر کار اُن کو بھاگتے ہی بن پڑی (فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ) (ترجمہ) (اور ہمنے فرشتوں کو یہ سمجھادیا تھا کہ) تم ان کی گردنوں پر وار کرنا اور جوڑوں پر مارنا (راوی) کہتا ہے کہ جوڑوں سے ہاتھ پاؤں کے جوڑ مراد ہیں (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) (ترجمہ) کیونکہ یہ خدا اور خدا کے رسول کے بہت زیادہ پیچھے پڑ رہے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اوسکے رسول کے پیچھے پڑا کرتا ہی تو اللہ بھی (اوس کے پیچھے پڑ جایا کرتا ہے اور) اوس سے بری طرح بدلہ لیا کرتا ہے (راوی) کہتا ہے کہ اس سے اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور اوس کے رسول کی تکذیب کرنا مراد ہے دیکھو کہ قریش کی ساری سرگرمی اسی میں تھی) (ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ) (ترجمہ) (لو اب تو) اس (قتل کے مزہ) کو چکھہ لو اور (آگے) کافروں کے واسطے آگ کی سزا (طیار) ہے (راوی) کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں بدر کے قتل کو فرمارہے ہیں کہ زندگی میں تو اس قتل کا مزہ چکھہ لو اور مرنے کے بعد آگ کا مزہ چکھو گے (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا) (ترجمہ) اے مسلمانوں جب تمہاری کافروں سے پالا بندی ہوجاوے تو (دیکھو پھر) اون کو پیٹھ نہ دیدینا اور جو شخص اس (پالا بندی کے) وقت جنگی چال یا اپنے لشکر میں ملنے کے (ارادہ کے) سوا (کسی اور وجہ سے) اونکو پیٹھ دیگا تو (بس دیکھہ لو) وہ خدا کے غصہ کو (زبردستی) اپنے سر مڑھ ہی لیگا اور اوس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے (راوی) کہتا

ہے کہ یہ حکم بدر کے روز بہت خصوصیت سے تھا (فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ الخ)
ترجمہ۔ (اے مسلمانوں تم کافروں کے مارڈالنے کی شیخی نہ مارو کیونکہ درحقیقت) اونکو تمنے
نہیں مارڈالا (بھلا اتنے زبردست آدمی تمہارے بس کے کہاں تھے) بلکہ اون کو تو اللہ نے
مارڈالا ہے (سو اس پر تمہارا شیخی مارنا بالکل فضول ہے) اور (اے نبی) جب آپ نے
(کافروں کے لشکر پر کنکریاں بھی) پھینکی تھیں تو (وہ) آپ نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ (وہ تو)
اللہ (ہی) نے (اپنی قدرت سے) پھینکدی تھیں (یعنی پہونچادی تھیں ورنہ بھلا اتنی ذراسی
کنکریاں اور اتنی دور اور اتنے بڑے جتھے پر صرف آپ سے کیسے پہونچ جاتیں) اور (یہ
دونوں حیرت ناک کام جنگ میں اللہ نے اس لئے کئے) تاکہ وہ اپنی قدرت اور شان
وشوکت مسلمانوں کو خوب اچھی طرح دکھلادے اور اس کے ذریعہ سے یہ آئندہ کو اوس کی
شان سے بخوبی واقف کار ہوجاویں بیشک اللہ بڑا دانا بینا ہے (راوی) کہتا ہے کہ بدر
کے روز جب قریش بری طرح شکست کھاکر بھاگے تو مسلمانوں میں اس حیرتناک نظارہ
کی وجہ سے ذرا مرڑوڑسی پیدا ہو گئی تھی اور شیخی سے اپنے اپنے کارنامے جتلاتے پھرتے
تھے اس لئے اللہ نے اس آیت میں حقیقت سے آگاہ کرکے اس اینٹھ مروڑ کی جڑ کاٹ
دی کہ آئندہ یہ اللہ کی ناراضگی کا باعث نہ ہوجاوے (اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ
الْفَتْحُ الخ) (ترجمہ) (اے کافرو) اگر تم فیصلہ (ہی) چاہتے ہو تو (لو بس (فیصلہ تو (یہ)
تمہارے آگے آگیا (اس کو دیکھ لو) اور (باقی) اگر (اب بھی) تم (اپنی حرکتوں اور شرارتوں
سے) باز آجاؤ تو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور (یاد رکھو) اگر تم (پھر لڑائی بھڑائی کی
کوئی کارروائی) کروگے تو ہم بھی پھر (تمہاری سزا کا بندوبست) کردیں گے اور (تم اپنے
جتھے کے گھمنڈ میں نہ رہنا کیونکہ) تمہارا جتھا چاہے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو تمہارے ذراسا
بھی کام نہیں آئے گا اور اللہ (کھلم کھلا) مسلمانوں کے ساتھ ہے (اس لئے تم ان کا
بال بھی بیکا نہیں کرسکتے) (راوی) کہتا ہے کہ یہ آیت اللہ نے ابوجہل کی دعا کے
جواب میں بھیجی تھی اوس نے اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ جس نے قریش میں
توڑ ڈالا ہو اور جس نے اون کو اوپری اوپری باتیں بتلائی ہوں اوس پر تو اچانک

غیبی آفت ڈالدے سو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہاری دعا کے مطابق ہم نے غیب سے آفت بھیجدی اب تم اس سے جانچ کرلو کہ یہ مذکورہ شرارت کی باتیں خدا کے نزدیک کس میں پائی جاتی ہیں مسلمانوں میں یا کافروں میں اور اگر اس سب واہیات قصہ کو چھوڑ کر مسلمان ہوجاؤ تو اس میں تمہارا ہی بھلا ہے اور تم اپنی جماعت کے بھروسہ نہ رہو یہ خدا اور خدا کے رسول کے مقابلہ میں کسی کام کی نہیں جیسا کہ ابھی تمہیں معلوم ہوچکا ہے۔ (یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ) (ترجمہ) اے مسلمانوں تم (تو بس ہر وقت اور ہر کام میں) اللہ اور اللہ کے رسول (ہی) کے تابعدار (بنے) رہو (اسمیں تمہارا بھلا ہے) اور سنتے سناتے خدا اور خدا کے رسول سے منہ نہ موڑ لیا کرو (یہ بہت بدتمیزی کی بات ہے) راوی کہتا ہے کہ یہ جنگ اُحد کے دن کی بابت ہے وہاں اتفاق سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے اور ایک دم بھگی پڑ گئی تھی حضور نے بہتیری آوازیں دیں مگر بے اوسانی میں مسلمان بھاگتے ہی چلے گئے اسپر اللہ نے یہ ملامت کی ہے (وَلَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمَانَاتِکُمْ الخ) (ترجمہ) اور اللہ اور اوس کے رسول کے ساتھ دھوکہ بازی نہ کرو اور (کیا) تم جان بوجھکر اپنے قول و قرار میں بدنیتی کرتے ہو (راوی) کہتا ہے کہ اس آیت سے اللہ کی یہ مراد ہے کہ خدا اور خدا کے رسول کے ساتھ کسی قسم کا منافقانہ برتاؤ نہ کرنا چاہیئے اور جو چیزیں خدا کی دی ہوئی ہیں ان میں بدنیتی کرکے اپنے وعدے وعید کو توڑنا نہ چاہیئے (وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ) (ترجمہ) اور یاد رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد گمراہی (کی چیزیں) ہیں (راوی) کہتا ہے کہ اللہ کی اس آیت سے یہ مراد ہے کہ جب انسان کا مال زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ اس کی وجہ سے بہت زیادہ فخر کرنے لگتا ہے اور اکڑنے لگتا ہے اور جب اولاد زیادہ ہوجاتی ہے تو وہ اپنے آپے سے باہر ہونے لگتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگتا ہے اور یہی سب باتیں خدا کی ناراضگی کا باعث ہوجاتی ہیں (وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ الخ) (ترجمہ) اور (اے نبی) جسوقت کافر تیری نسبت (آپسمیں) سازش کر رہے تھے تاکہ تجھے قید کرلیں یا قتل کر ڈالیں یا

شہر بدر کردیں (تو وہ تو اپنی کرتوت کر ہی رہے تھے مگر ہم بھی ان کی تاک میں لگے ہوئے تھے) اور وہ (تو آپ کے) فکر میں لگ رہے تھے اور اللہ (اون کے) فکر میں لگ رہا تھا اور اللہ سب مدبّروں سے بہتر (مدبر) ہے (راوی) کہتا ہے یہ قصہ مکہ میں ہوا تھا کہ جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ جانیکا ارادہ کیا اور کسی طرح یہ قریش کو بھی معلوم ہوگیا تو اونھوں نے یہ سب مشورہ کیا جو آیت میں مذکور ہے۔ (وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا الخ) (ترجمہ) اور جسوقت ہماری آیتیں کافروں کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو وہ (اکڑ کر یوں) کہنے لگتے ہیں کہ (بس رہنے دو کیوں کان کھائے جاتے ہو) ہمنے سن (تو) لیا (اس میں کیا رکھا ہے) اگر ہم چاہیں تو (کیا بڑی بات ہے) ہم اسی جیسا (کلام) کہدیں اور یہ (تو) صرف پچھلے لوگوں کے قصہ کہانیاں ہیں (وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ) (ترجمہ) اور جب کافروں نے (ہمارے قرآن کی بابت یہ) کہا کہ اے اللہ اگر یہ (قرآن) ہی حق ہو (اور) تیرے پاس سے (آیا ہو) تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسادے (اور) یا ہمپر (کوئی) بڑی بھاری مصیبت بھیجدے (تو ہم اون کی یہ سب بکواس سن رہے تھے مگر چونکہ ہمارے یہاں ہر چیز کی سزا اور جزا کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے تو اسی قاعدہ کے موافق ان کی سزا کا بھی ایک وقت مقرر ہے اور ابھی وہ وقت آیا نہیں اس لئے ان کو ڈھیل دی جا رہی ہے اور جسوقت وہ وقت آجائے گا تو ان کو اپنی کرتوتوں کا مزہ خوب اچھی طرح معلوم ہو جائیگا) (راوی) کہتا ہے کہ یہ دونوں باتیں نضر بن حارث کہا کرتا تھا اور اللہ نے اس کے جواب میں یہ آیت بھیجی تھی) (اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ) (ترجمہ) (اے نبی) کیا یہ کافر ہماری سزا کی بابت اتنی) جلدی مچا رہے ہیں (تو کیا ان کو یہ خبر نہیں ہے کہ) جب وہ ان کے میدان میں آپڑے گی (تو ان کے ہوش وحواس اُڑ جاویں گے) اور سب سرکشوں اور سرزوروں کی صبح بری (بہاڑ سی) ہو جاوے گی (راوی) کہتا ہے اس آیت سے بدر کا دن مراد ہے کہ اُس روز

اللہ نے سب کے مان گھٹادیئے تھے (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ) (ترجمہ) اور (اے نبی) آپ کے ان میں (موجود) ہوتے ہوئے اللہ ان کو سزا نہیں دے سکتا اور ان کے عاجزی کرتے ہوئے (بھی) اللہ انکو سزا نہیں دیسکتا (حاصل یہ ہوا کہ باوجود ان کی اتنی سرزوری اور سرکشی اور جلدی مچانے کے جو سزا میں تاخیر ہورہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو آپ ان میں موجود ہیں اور خدا کا قاعدہ یہ ہے کہ جب تک نبی اپنی امت میں موجود رہتا ہے تو اللہ اس کی برکت کی وجہ سے انپر بھی سزا بھیجنے میں جلدی نہیں کرتا دوسرے یہ کہ خدا سے عاجزی کرتے رہتے ہیں اور اس کے متعلق بھی وہی خدا کا قانون ہے کہ جب تک لوگ خدا کے سامنے عاجزی کرتے رہتے ہیں تو وہ ان کو اپنی سزا کے پنجہ میں گرفتار نہیں کرتا (راوی) کہتا ہے کہ جب ان کی سرکشی حد سے کہیں سوا ہوگئی تو اللہ نے اس قانون کو منسوخ فرمادیا (وما لهم الا يعذبهم الله وهم يصدون عن المسجد الحرام الخ) (ترجمہ) (اے نبی بس اب انکی سزا کا وقت آگیا ہے اور مہلت کی مدت ختم ہوچکی ہے) اور (بھلا) اللہ ان کو کیوں نہ سزا دے جب کہ یہ (ایسے لچے پن پہ اتر رہے ہیں کہ) لوگوں کو (بیوجہ) اللہ کے گھر میں نہیں جانے دیتے حالانکہ یہ (ہماری طرف سے کوئی) اوس کے کارمختار نہیں ہیں (جو ان کو یہ حق حاصل ہوتا) بلکہ (درحقیقت ہماری طرف سے تو) اوس کے کارمختار صرف اچھے چال چلن والے آدمی ہیں (راوی) کہتا ہے کہ اس آیت میں عذاب سے بدر کا قتل وغارت اور شکست مراد ہے (فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ) (ترجمہ) (اے کافرو) لو (اب) تم اپنے کفر کی سزا چکھ لو (راوی) کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ یہ بھی بدر کے روز کی نسبت فرمارہے ہیں (ان الذين كفروا ينفقون اموالهم ليصدوا عن سبيل الله الخ) (ترجمہ) (اے نبی) کافر اپنا مال و دولت (لوگوں کو) خدا کے راستہ سے روکنے کے لئے (خوب دل کھول کر) خرچ کررہے ہیں (اور ابھی کیا خرچ کیا ہے) ابھی تو (اور بہت کچھ) مال خرچ کریں گے (مگر آخرکار یہ سب انھیں کے ماہ کو لگیگا آپ ذرا دیکھتے جایئے کہ) پھر یہ (کیسے) ان کے اوپر حسرت اور ندامت ہوجاوے گا (اور علاوہ ازیں) پھر یہی ہاریں گے (بھی) (اور) پھر

(مرنے کے بعد) دوزخ کی طرف گھسیٹے جاویں گے وہ رہا جدا) (راوی) کہتا ہے کہ اس بات نے سے بدر کے روز ہار نامراد ہے کہ اس روز کافر بڑا مال ودولت خرچ کرکے اور بڑی شان وشوکت سے وہاں گئے مگر آخر نتیجہ یہ نکلا کہ خود ہی قتل بھی ہوئے اور گرفتار بھی اور شکست کھا کر بری طرح سے بھاگے وہ رہا الگ غرضکہ سب منصوبے خاک میں مل گئے اور جو کچھ مال ودولت خرچ کیا تھا (اوس کا خمیازہ خود ہی بھگتا اور مسلمانوں کا بال بھی بیکا نہ ہو سکا (قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ الخ) (ترجمہ) (اے نبی) آپ (ان) کافروں کو کہدیجئے کہ اگر (اب بھی) تم (اپنی شرارتوں سے) باز آجاؤ تو جو کچھ (تمسے) پہلے سرزد ہو چکا ہے وہ (سب) تمہیں معاف کردیا جاوے گا اور اگر یہ (باز نہیں آئیں گے بلکہ) پھر ویسا ہی کریں گے تو (ان باتوں کے) بانی مبانیوں کا قصہ (ان کی آنکھوں کے سامنے) گذر رہی) چکا ہے (سو ان کے ساتھ بھی ہمیں ایسا ہی کرنا پڑے گا) (راوی) کہتا ہے کہ اس آیت میں بھی اللہ نے بدر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس روز تم نے دیکھ لیا ہے کہ ہماری مخالفت کرنے والوں کی کیا گت بنی ہے سو اگر تم بھی ہماری مخالفت اور عداوت پر جمے رہو گے تو یاد رکھو تمہارا بھی آخر یہی حشر ہوگا۔ (وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ) (ترجمہ) اور (اے مسلمانوں) تم ان سے (خوب دھڑلے سے) جنگ بازی کرتے رہو یہاں تک کہ شرک وکفر (بالکل باقی) نہ رہے اور سب دین اللہ (ہی) کا ہو جاوے (یعنی اللہ ہی کا دین پھیل جاوے اور بتوں وغیرہ کی پوجا پاٹ ایک لخت کافور ہو جاوے) (راوی) کہتا ہے کہ اس سے (آساف اور نائلہ) وغیرہ بتوں کی پرستش مراد ہے جو قریش نے اپنی عبادت اور نذر ونیاز کے لئے بنا رکھو تھے اور جن سے اپنی آرزوئیں اور مرادیں مانگا کرتے تھے (وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (الخ) (ترجمہ) او (اے مسلمانوں) دیکھو جو کچھ تمہیں لڑائی میں سے ملے تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اللہ کے رسول اور (رسول کے) رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے مقرر کردیا گیا ہے۔ (سو) اگر تم (واقعی) خدا پر ایمان لے آئے ہو اور اوس چیز پر بھی)

جو ہمنے اپنے بندہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر (حق اور ناحق کے) فیصلہ کے دن اور دو جماعتوں (یعنی مسلمانوں اور کافروں) کی پالا بندی کے دن اوتاری تھی (واقعی) ایمان لے آئے ہو (تو ہمارے اس حکم مذکورہ بالا کو ضرور مانو) اور (چیز کی کمی بیشی پر مطلقاً خیال نہ کرو) کیونکہ اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (سو اگر تم مانوں گے تو کیا عجب ہے کہ وہ تمہیں اس سے بھی زیادہ دیدے اور نہ مانوں گے تو کیا خبر وہ اُس کو بھی لے لے) (راوی) کہتا ہے کہ اللہ کی مراد (یَوْمَ الْفُرْقَانِ) سے بدر کا دن ہے کیونکہ اس روز اللہ نے حق اور باطل میں کھلم کھلا فرق کر دیا تھا کہ جس سے ہر کس و ناکس کو معلوم ہو گیا تھا کہ حق پر کونسا فریق ہے اور ناحق پر کونسا اور علیٰ ہذا القیاس پالے بندی کا دن بھی وہ ہی تھا کہ اوس روز مسلمانوں اور کافروں کی مٹھ بھیڑ ہوئی تھی (اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ) (ترجمہ) (اے مسلمانوں) جب تم (بدر کے میدان کے) قریب کنارہ (پڑے) تھے اور وہ (یعنی قریش) پرلے کنارہ پر (پڑے) تھے اور (قریش کا) قافلہ تمسے نیچے (کے حصہ میں) تھا (تو خیال کرو کہ اسوقت ہمنے تمہارے اوپر کیسے کیسے احسان کئے اور کیسے نازک وقت میں تمہاری دستگیری کی سو اب چھین کے وقت میں تم ہماری بات بس خوشی خوشی مان لو اور جیسے ہم کہہ رہے ہیں اس غنیمت کے مال کو اسی طرح بانٹ چونٹ کر لو اس میں کچھ چون وچرا نہ کرو) (راوی) کہتا ہے کہ بدر کے روز مسلمانوں کا پڑاؤ بدر کے میدان کے ورلے کنارہ پر تھا اور قریش کے لشکر کا پڑاؤ پرلے کنارہ پر تھا اور دونوں لشکروں کے درمیان میں ایک ریت کا ٹیلہ آڑ تھا اور قافلہ کو ابو سفیان دریا پر لئے ہوئے تھا جو اس میدان سے ذرا نیچے کے حصہ میں واقع ہے (وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعَادِ) (ترجمہ) اور (اے مسلمانوں) اگر تم خود ایک دوسرے سے (جنگ کا وقت) مقرر کرتے تو (ہرگز جنگ نہ ہو سکتی اور) وقت مقررہ میں ضرور (کچھ نہ کچھ) آگے پیچھے ہو جاتی (جس سے اس کام میں روڑا اٹک جاتا) (وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا) (ترجمہ) لیکن اللہ کو (اپنا مقرر کیا ہوا کام کرنا ہی) تھا اس لئے بغیر وعدہ وعید کے اچانک تمہاری مٹھ بھیڑ کرا دی تاکہ خدا کے حسب منشاء وہ نوشتۂ تقدیر پورا ہو جاوے)

(لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ) (ترجمہ) تاکہ جو شخص مرے وہ (حق کی) دلیل دیکھکر مرے اور جو زندہ رہے وہ (حق کی) دلیل (دیکھکر زندہ رہے) (راوی) کہتا ہے کہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے عہد و پیمان کر کے جنگ کرنا چاہتے تو وقت میں خلل پڑنے سے جنگ نہ ہو سکتی اور ہمارے یہاں چونکہ اتنے لوگوں کا قتل ہونا اور گرفتار ہونا وغیرہ سب پہلے سے مقرر ہو چکا تھا اس لئے اچانک دونوں لشکروں کا مقابلہ کرا دیا تاکہ بات ٹل نہ سکے اور جو کافر قتل ہو گئے ہیں اور جو زندہ ہیں ان سب کو حق اور ناحق کا فرق معلوم ہو جاوے پھر کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ ہمیں حق بات کا پتہ نہیں چلا تھا (اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا الخ) (ترجمہ) جب (ہی تو) اللہ نے آپ کو نیند میں اونھیں تھوڑا (سا کر کے) دکھلا دیا (کہ اللہ کو یہ کام کرنا ہی تھا) اور اگر (اس کے برخلاف) اللہ آپ کو اونھیں بہت (سا کر کے) دکھلا دیتا تو تم ضرور بزدل ہو جاتے (اور دہشت کھا جاتے) اور آپس میں توڑ ڈال لیتے (کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا جس سے نتیجہ یہ ہوتا کہ جنگ نہ ہو سکتی) لیکن (چونکہ اللہ کو ایسا کرنا ہی تھا اسلئے اللہ نے (تمہیں خود ہی ان سب باتوں سے) بچا لیا کیونکہ وہ تمہاری دلی کمزوریوں سے بخوبی واقف ہے (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا الخ) ترجمہ اے مسلمانوں جب تم کسی جماعت سے مقابلہ کیا کرو تو (خوب) ثابت قدم رہا کرو اور اللہ کو خوب یاد کرتے رہا کرو (اس سے) امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے (راوی) کہتا ہے کہ اس ذکر سے تکبیر کہنا مراد ہے کہ جسوقت کسی جماعت سے لڑائی کا موقع ہو جایا کرے تو خوب تکبیر کہتے رہا کرو باقی ایسے موقع پر تکبیر آہستہ آہستہ کہنی چاہیئے زور سے نہ کہنی چاہیئے کیونکہ جنگ میں یہ ایک بزدلی کی علامت ہے (وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ) (ترجمہ) اور (اے مسلمانوں) تم (اپنے اپسمیں) چھیڑ چھاڑ نہ کیا کرو کہ (اس سے) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا (بھی) اُکھڑ جائے گی اور (لڑائی کے وقت خوب) ثابت قدم رہو اللہ (بھی) ایسے ہی لوگوں کا ساتھ دیا کرتا ہے (وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ)

(ترجمہ) اور (اے مسلمانوں) تم اون لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے (ڈرے)
اکڑتے ہوئے اور لوگوں کو (اپنی شان وشوکت) دکھلاتے ہوئے نکلے تھے اور (لوگوں کو)
خدا کے راستہ سے روکتے تھے اور اللہ اون کی سب کارروائیوں پر قابو یافتہ ہے) (اسلئے
اون کی یہ کارروائیاں کچھہ کارگر نہیں ہونگی صرف اپنا جی خوش کرلو یا نہ کرلو) (راوی) کہتا ہے
کہ اللہ نے اس آیت میں قریش کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ دیکھو تم اون کی طرح مڑ دڑ
اور اکڑ اور فخر اور لوگوں کو دکھلاوے کی وجہ سے ہرگز کوئی دین کا کام نہ کرنا کہ یہ خدا
کے یہاں پسند نہیں ہے بلکہ خدا کے کام میں نہایت متانت اور وقار سے رہنا چاہیے
اور شیخی وغیرہ کے پاس نہ آنا چاہیے کہ یہ باعث ناراضگی ہوجاتا ہے (وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ
اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّي جَارٌ لَّكُمْ الخ) اور (اے مسلمانوں) جب
شیطان نے قریش کو تھپکی دی اور (یہ) کہا کہ آج (تو تمہاری فوجی قوت اتنی زبردست
ہے کہ) لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہیں آسکتا اور (اس کے علاوہ) میں (بھی)
تمہارے ساتھ ہوں (تمہارا کوئی کر کیا سکتا ہے میرے ہوتے ہوئے ذرا آنکھ بھر کر
بھی نہیں دیکھہ سکتا تم بالکل نہ گھبراؤ اور خوب ڈٹ کر کام کرو) (تو عجیب قصہ ہوا اور وہ یہ کہ
مقابلہ سے پہلے پہلے تو یہ اون سے باتیں ملاتا رہا اور جب دونوں جماعتوں یعنی قریش
اور مسلمانوں) کا آمنا سامنا ہوا تو (ہول کر) اولٹے پاؤں بھاگ لیا اور (قریش سے)
کہنے لگا کہ (میرا تمہارا کچھہ واسطہ نہیں میں تمسے (بالکل) الگ ہوں (اور اس کی وجہ یہ ہے
کہ) میں ایسی چیزوں کو دیکھہ رہا ہوں جن کو تم نہیں دیکھہ سکتے اور (اس کے علاوہ
یہ بات بھی ہے کہ) اللہ (اپنی مخالفت کرنے والوں سے) بری طرح بدلہ لیا کرتا ہے
(سو میں تمہارے ساتھ شریک ہو کر فضول اپنی جان وبال میں کیوں ڈالوں) (راوی)
کہتا ہے کہ بدر کے روز شیطان نے اپنی صورت ایک سردار مسمی سُراقہ بن جُعشم کی
بنالی تھی اور قریش کو خوب شاباشی دے رہا تھا کہ بھائی آج تو تمہاری اس قدر شان وشوکت
اور طاقت بڑھی ہوئی ہے کہ کوئی تم سے آنکھہ نہیں ملا سکتا اور میں بھی تمہارے
ساتھ ہوں خوب دل کھول کر حملہ کرو اور اپنی جانبازی کا لوگوں پر سکہ بٹھا دو غرضکہ پہلے پہلے

توان سے یہ باتیں بناتا دہا اور جب مقابلہ کا وقت آیا تو فرشتوں کی فوج اور اون کی مار دھاڑ کو دیکھکر دہل گیا اور وہاں سے اولٹے پاؤں بے اوسان ہوکر بھاگ لیا اور قریش سے کہنے لگا کہ میرا تمہارا کوئی واسطہ نہیں ہے آخر قریش اوس کو بہتیرا تھامتے رہے مگر اوس نے ایک نہ سُنی اور بھاگ ہی گیا اللہ نے اس آیت میں یہی قصہ بیان فرمایا ہے (اِذْ یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ غَرَّ ھٰٓؤُلَآءِ دِیْنُھُمْ الخ) (ترجمہ اوسوقت (یعنی بدر کے روز) منافق (بھی) اور کافر (بھی) بڑی باتیں بنارہے تھے اور) کہہ رہے تھے کہ (ان مسلمانوں میں) رکھا کیا ہے بس یہ تو اپنے دین کے گھمنڈ میں آرہے ہیں (اور اس سے یہاں کیا ہوتا ہے یہاں تو جنگی سازوسامان کی ضرورت ہے سو وہی ان کے پاس ہے نہیں آخر اب تھوڑی سی دیر میں اپنا سامنہ لیکر بھاگ جاوینگے یا یہیں ریت کھیت ہو جاویں گے) اور (ان کو اس بات کا وہم وگمان بھی نہ تھا کہ) جو شخص خدا پر بھروسہ کیا کرتا ہے وہ اوس کو کافی ہو جاتا ہے (اور اس ظاہری سازوسامان سے اوسے بے پرواکر دیتا ہے) کیونکہ وہ بڑا زبردست اور بڑا حکمت والا ہے (راوی) کہتا ہے کہ یہ چند آدمیوں کا ذکر ہے جو بظاہر اسلام لے آئے تھے مگر جب بدر کے روز اُنھوں نے مسلمانوں کو دیکھا اور وہ اون کو تھوڑے جنچے تو وہ کچھہ بددل سے ہوکر آپس میں ایسی باتیں کرنے لگے اور آخر کفر ہی کی حالت میں قتل ہو گئے (وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَاَدْبَارَھُمْ الخ) ترجمہ) اور اگر (اے نبی) جس وقت فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں (اوسوقت) آپ (انکو) دیکھیں (تو اُن کی بہت بری گت بنتے دیکھیں گے کہ) فرشتے ان کے چہروں کو پیٹتے ہوتے ہیں اور اون کی پیٹھوں کو چھیدتے ہوتے ہیں اور (یہ کہتے ہوتے ہیں کہ لو اب) اس آگ کا وبال چکھو (اور) یہ (سب) اون کی اگلی کرتوتوں کی بدولت ہوتا ہے (کچھہ ہم اون کے اوپر زور ظلم نہیں کرتے) اور واقعی اللہ (کی عادت تو یہ ہے) بندوں پر زور ظلم کرنے کی نہیں ہے (کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ) (ترجمہ) (اے نبی قریش کی حرکت) فرعون کے ساتھیوں اور ان سے (بھی) پہلے (کافروں) جیسی ہے کہ

اُنھوں نے (بھی) اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلا دیا تھا (اور انھوں نے بھی جھٹلا دیا سو) ہم انکو بھی ویسی ہی سخت سزا دیں گے جیسی انکو دی کہ سب کے) سب کو ہمنے (ایک دم) ڈبو دیا اور (یہ) سب کے سب (بہت شریر تھے (راوی کہتا ہے کہ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ثوری نے اور ان سے مجاہد نے اور ان سے اُسامہ بن زید اور ان سے انکے والد نے اس آیت میں لفظ (دَاب) کے معنے حرکت اور کام کے بیان کیے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللّٰہِ الَّذِینَ کَفَرُوا فَھُمْ لَا یُؤْمِنُونَ الَّذِینَ عَاھَدتَّ مِنْھُمْ (الخ) (ترجمہ) اللہ کے نزدیک واقعی وہ کافر سب جانداروں سے بدتر ہیں جو ایمان نہیں لاتے اور جن سے آپ نے معاہدہ کیا (اور خوشی سے منظور کرنے کے بعد) پھر (بھی) وہ اپنے عہد و پیمان کو بار بار توڑتے (ہی چلے) گئے اور (باوجود ان سب شرارتوں کے ڈھیٹ اتنے کہ) وہ (خدا سے) ڈرتے (بھی) نہیں ہیں (راوی) کہتا ہے کہ یہ آیت قبیلہ (بنی قینقاع) اور قبیلہ (بنی نَضِیر) اور قبیلہ (بنی قُرَیظَہ) کی نسبت اوتری تھی کہ یہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد و پیمان کر کے بار بار توڑ ڈالتے تھے (فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم الخ) (ترجمہ) لہذا (اے نبی) اگر یہ لوگ جنگ میں (کہیں) آپ کے ہتے چڑھ جاویں تو (بس) ان کو اور بقیہ آدمیوں کے لیے ایک عبرت کی چیز بنا دیجیئے شاید وہ (بھی ان کے حال کو دیکھکر کچھ) سمجھ جاویں۔ راوی) کہتا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ اگر لڑائی میں یہ لوگ کہیں آپ کے قابو میں آجاویں تو بس قتل کے بغیر ان کی بات نہ پوچھنا اور خوب دل کھول کر قتل کرنا کہ اور لوگوں کو بھی تنبیہ ہو جاوے اور وہ ذرا خوب چوکنے ہو جاویں (وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِیَانَۃً فَانبِذْ اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَاءٍ الخ) (ترجمہ) اور (اے نبی) اگر آپ کو (ان میں سے) کسی فرقہ سے (عہد و پیمان میں) کچھ بدنیتی کا خدشہ ہو تو عہد و پیمان کو ان کی طرف کھلم کھلا پھینکدیجیئے (پھر جو جی چاہے کیجیئے باقی جب تک ان کو معاہدہ کے ٹوٹنے کی خبر نہ ہو جاوے تب تک معاہدہ کے خلاف کوئی کارروائی

عمل میں نہ آنی چاہیئے کہ یہ خیانت ہے) اور اللہ خیانت کرنے والوں کو (بالکل) پسند نہیں کرتا ہے (راوی) کہتا ہے کہ یہ آیت قبیلہ (بنی قینقاع) کی نسبت نازل ہوئی تھی چنانچہ حضور اس کو لیکر فوراً اون کے پاس تشریف لے گئے اور اون کو بخوبی اطلاع کرنے کے بعد اون سے جو کچھہ عہد و پیمان ہو رہے تھے وہ سب توڑ دیئے گئے (وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ الخ) (ترجمہ) اور (اے مسلمانوں) تمسے جنقدر ہو سکے ان (کافروں) کے لئے جنگی سامان اور گھوڑے طیار رکھو (تاکہ) اس کے ذریعہ سے تم خدا کے اور اپنے (ان ظاہری) دشمنوں کو اور ان کے علاوہ اوروں (چھپے ہوئے دشمنوں) کو جن کو تم نہیں جانتے (مگر) اللہ اونکو (خوب) جانتا ہے دہلائے رکھو اور جو چیز ذراسی بھی تم اللہ کے راستہ میں خرچ کروگے وہ تمہیں پوری پوری (یعنی کامل ہو کر پھر واپس ہی) ملجاوے گی اور تمہیں نقصان تو (بالکل بھی) نہ پہونچایا جاوے گا (راوی) کہتا ہے کہ اللہ کی اس آیت سے یہ مراد ہے کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے پاس لڑائی کا ہر قسم کا سامان مثلاً تلوار نیزہ وغیرہ سب ہر وقت طیار رکھیں تاکہ اس سے کافر اور مشرک اور یہود وغیرہ سب دہلتے رہیں اور اون پر مسلمانوں کا رعب داب جما رہے اور اپنی سرکشی سے باز رہیں اور (چھپے ہوئے دشمن) اللہ نے (مقام خیبر) کے یہودیوں کو فرمایا ہے کہ وہ دل ہی دل میں مسلمانوں سے جلا کرتے تھے اور اس بات کی تمنا کیا کرتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کو کچھ زک پہونچ جاوے۔ (وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا الخ) (ترجمہ) اور (اے نبی) اگر یہ لوگ صلح کی طرف جھکیں تو اس کے لئے آپ بھی جھک جائیے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے بیشک وہ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے (راوی) کہتا ہے کہ اس سے قبیلہ (بنی قریظہ) کی طرف اشارہ ہے کہ اگر یہ لوگ آپ سے صلح خیر کرنا چاہیں تو آپ ان سے صلح خیر کرلیں باقی اسمیں اگر ان کی شرارت کا خدشہ ہو کہ شاید صلح کی آڑ میں کچھہ کارروائی نکر بیٹھیں سو اس کی پروانہ کیجئے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے کہ اگر بالفرض یہ شرارت کریں گے بھی تو وہ کارگر نہیں ہونے دے گا (وَاِنْ يُّرِيْدُوْا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ الخ) اور اگر یہ قبیلے (اس صلح کے معاملہ میں) آپ کو (کچھ) دھوکہ دینا چاہیں گے تو (آپ کا

کچھ نہ بگاڑ سکیں گے) کیونکہ اللہ آپ کا نگہبان ہے اور وہ) آپ کے لئے (بہت) کافی ہے اوسی نے اپنی مدد سے اور مسلمانوں سے آپ کی امداد کی ہے اور (نیز) مسلمانوں کے دلوں میں (باہمی ایک دوسرے کی محبت اور الفت پیدا کردی ہے اور (یہ اتنا مشکل کام تھا) کہ اگر آپ ساری زمین کے خزانے خرچ کرکے (اس کام کو کرنا چاہتے کہ ان کے دل پاک صاف ہوجاویں اور عداوت کے بجائے ان میں ایک دوسرے کی محبت والفت بھرجائے) تو آپ ہرگز ان کے دلوں میں محبت نہ پیدا کرسکتے مگر اللہ نے (بآسانی) ان کے دلوں میں محبت پیدا کردی واقعی وہ بڑا زبردست اور دانا بینا ہے (کہ ہر مشکل سے مشکل کام اوس کے آگے پانی ہے) (راوی) کہتا ہے کہ قبیلہ بنی نضیر اور قبیلہ (بنی قریظہ) نے آپ سے صلح کرکے آپ کا ساتھ دینے کا عہدوپیمان کیا تھا مگر یہ سچے دل سے نہ تھا بلکہ اس میں ان کی کچھ چال بازی تھی اس لئے اللہ نے اس آیت کے ذریعہ سے آپ کو آگاہ کردیا کہ آپ ان کی طرف سے ہوشیار رہیں (یَاۤ اَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۝ یَاۤ اَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ الخ) (ترجمہ) اے نبی آپ کو (تو) اللہ اور تابعدار مسلمان (ہی) کافی ہیں (لہذا کسی اور کی طرف آپ نظر ہی نہ کیجئے اور) اے نبی (ذرا) مسلمانوں کو جنگ بازی کے لئے تحریک (تو) کیجئے (پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے کہ) اگر تم میں سے بیس آدمی (بھی) پکے ہوں گے تو وہ دوسو (کافروں) پر (خدا کی قدرت سے) غالب ہوجاوینگے اور اگر سو ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب ہوجاویں گے اسوجہ سے کہ یہ (کافر) تو (آخرت کے کام سے) ایک بے سمجھ قوم ہے (راوی) کہتا ہے کہ یہ آیت جنگ بدر کے لئے نازل ہوئی تھی کہ اتنے تھوڑے مسلمان اتنے زیادہ کافروں کا مقابلہ کریں اور بھاگنے نہ پائیں ورنہ سخت سزا دیجائے گی باقی اوس کے بعد یہ آیت پہلی آیت سے منسوخ ہوگئی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ الخ) (ترجمہ) (لیس) اب اللہ نے تمہارے (اوپر) سے بوجھ ہلکا کردیا اور اس بات کو جان لیا کہ تمہارے اندر کمزوری ہے لہذا (اب یہ حکم ہے کہ) اگر تم میں سے سو آدمی پکے ہوں گے تو دوسو (کافروں) پر غالب

ہوجاویں گے اور اگر ایک ہزار ہونگے تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب ہوجاویں گے اور (اسمیں شرط یہ ہے کہ تم پکے رہو اور جم کر کام کرو کیونکہ) اللہ پکے (ہی) آدمیوں کے ساتھ (ہوتا) ہے (راوی) کہتا ہے کہ اس آیت کے بعد سے یہ حکم ہوگیا ہے کہ ایک مسلمان کو کم از کم دو کافروں کے سامنے سے نہ بھاگنا چاہیئے اور اگر زیادہ ہوں تو خیر بھاگنے میں بھی کچھ حرج نہیں خدا کی طرف سے اس میں کوئی سزا نہ دی جائیگی (مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ الخ) (ترجمہ) نبی کے لئے (کافروں کو) قیدی (بنانے) مناسب نہیں ہیں جبتک کہ زمین میں اچھی طرح خون نہ بہا لے تمہاری نیت تو (بس) دنیا کے سازو سامان میں (پڑ رہی) ہے اور اللہ آخرت کو (اور اوس کے بول بالے کو) چاہ رہا ہے اور اللہ (ہی) زبردست اور حکمت والا ہے (راوی) کہتا ہے کہ یہ آیت بدر کے قیدیوں کی نسبت نازل ہوئی ہے چونکہ مسلمانوں نے بدر کے قیدیوں سے حسب حیثیت کچھ مال لیکر ان کو چھوڑ دیا تھا اور قتل نہیں کیا تھا اور اللہ کی رائے ان کے قتل ہونے کی تھی اس لئے اللہ نے اس آیت میں اپنی رائے اور اس رائے کے خلاف کام ہونے پر مسلمانوں کو ملامت کی ہے کہ ایسا نہ ہونا چاہیئے تھا بلکہ ان کو قتل کردینا چاہیئے تھا کہ لوگوں پر دین کا سکہ بیٹھ جاتا اور آخرت کا بول بالا ہوجاتا (لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ ۔۔۔۔ عَذَابٌ عَظِيْمٌ) (ترجمہ) (اے مسلمانوں) اگر خدا کا (مال غنیمت کے حلال ہونے کا) حکم پہلے سے نہ ہوتا تو تمہیں اس مال کے لینے کی وجہ سے اللہ کی بڑی بھاری آفت آگھیرتی (مگر چونکہ ہم پہلے سے مال غنیمت کو حلال کرچکے ہیں اس لئے خیر تم بچ گئے) (فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الخ) (ترجمہ) سو (اب تو) تم اس غنیمت کے حلال اور پاک صاف مال کو (خوب) کھاؤ (پیو) اور (آئندہ کو ایسی حرکت کرنے سے خدا سے ڈرتے رہو واقعی اللہ (تمہیں) بڑا مہربان (اور تمہاری) خطاؤں کو بہت معاف کرنیوالا ہے (جو اتنی بڑی خطا پر بھی تم سے کچھ مواخذہ نہیں کیا ورنہ یہ موقع چشم پوشی اور درگذر کرنے کا نہ تھا) (اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ)
(ترجمہ) دیکھو جو آدمی مسلمان ہو گئے اور اونھوں نے ہجرت کی اور اپنی دولتیں اور
جانیں حتی الوسع خدا کے راستہ میں خرچ کیں اور وہ (کہ) جنھوں نے (ایسے آدمیوں کو رہنے
کی جگہ دی اور (ان کی روپے پیسے سے) مدد کی یہ سب کے سب (آپسمیں ہمارے
نزدیک) ایک دوسرے کے ولی وارث بنا دیئے گئے ہیں (راوی) کہتا ہے کہ ہجرت کرنیوالوں
سے اللہ کی مراد وہ قریش ہیں جنھوں نے جنگ بدر سے پہلے ہجرت کر لی تھی اور مدد کرنے
والوں سے انصار مراد ہیں اور اللہ کا مقصد یہ ہے کہ ہمنے انکو ایک دوسرے کا رشتہ دار
بنا دیا اور ان کے کل میراث وغیرہ کے احکام بالکل اصلی رشتہ داروں جیسے ہوں گے
جیسے اُن کو ایک دوسرے کی میراث ملتی ہے ایسے ہی ان کو بھی ملیگی (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا الخ) (ترجمہ) اور جو لوگ مسلمان
(تو) ہو گئے (لیکن ابھی تک) اُنھوں نے ہجرت نہیں کی (تو) اُن کو ان (مہاجرین) کی
ملکیت سے کوئی شئے نہیں ملے گی جب تک یہ ہجرت نہ کر لیں (ایک حکم تو ان کا یہ ہوا
اور دوسرا یہ ہے کہ) اگر یہ لوگ دین کے معاملہ میں تمسے کسی قسم کی مدد مانگیں تو تمہارے
ذمہ ان کی مدد کرنا ضروری ہے مگر ایسی قوم کے مقابلہ میں ضروری نہیں کہ جن سے
تمہارا عہد و پیمان ہوا ہو (راوی) کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ جن لوگوں نے ابھی
تک ہجرت نہیں کی اون کو مہاجرین کی میراث نہیں ملے گی بلکہ اون کی میراث انصار
کو ملیگی مگر یہ آیت پھر اس آیت سے منسوخ ہو چکی ہے (وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى
بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ الخ) (ترجمہ) اور (اب) اللہ کے حکم میں نسبی رشتے ایک دوسرے کے
ولی وارث بنا دیئے گئے واقعی اللہ ہر چیز (کے نشیب و فراز) کو خوب جانتا ہے (اسیلئے
آدمیوں کی مصلحت کے موافق حکم دیتا رہتا ہے) (يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى) (ترجمہ)
جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے (راوی) کہتا ہے کہ اس سے بدر کا دن مراد ہے
(فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا) (ترجمہ) سو عنقریب فیصلہ ہوا جاتا ہے (راوی) کہتا ہے
کہ اس سے بدر کا فیصلہ مراد ہے (اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ) (ترجمہ) یا ان کافروں کو

بڑے سخت دن کی سزا پکڑلے گی (راوی) کہتا ہے کہ اس سے بدر کے دن کی سزا مراد ہے (حَتّٰی اِذَا فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِیْدٍ) (ترجمہ) جب ہم ان کافروں کے اوپر بڑے سخت وبال والا دروازہ کھول دیں گے (راوی) کہتا ہے کہ اس سے بدر کے دن کا وبال مراد ہے (سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ) (ترجمہ) (قریش کی) فوج عنقریب شکست کھا جائے گی اور یہ (سب کے سب) الٹے بھاگ جائیں گے (راوی) کہتا ہے کہ اس سے بدر کی شکست مراد ہے (وَاَنْ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ) (ترجمہ) اور شاید ان (کافروں) کی (سزا کی) میعاد قریب آگئی ہو (راوی) کہتا ہے کہ اس آیت سے تھوڑے ہی دن کے بعد بدر کا واقعہ ہو گیا تھا (وَذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا) (ترجمہ) (اے نبی) آپ مجھے اور (ان اپنے) جھٹلانے والے رئیسوں کو چھوڑ دیجئے (میں ان سے خود نمٹ لوں گا) اور ان کو (بس ذرا) تھوڑے (ہی) دن مہلت دیدیجئے (کچھ زیادہ نہیں اسی میں جو کچھ ہونا ہوگا ہو جاوے گا (راوی) کہتا ہے کہ یہ آیت بدر کے واقعہ سے ذرا پہلے اتری تھی بس اس کے اترتے ہی فوراً اللہ نے ان کا مان گمان ڈھیلا کر دیا (وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا) (ترجمہ) اور (اے اللہ) آپ اپنے پاس سے میرے لئے کوئی قوت اور طاقت (میری) معین و مددگار بنا دیجئے (راوی) کہتا ہے کہ حضور نے یہ دعا بدر کے لئے کی تھی (وَاصْبِرْ حَتّٰی یَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ) (ترجمہ) اور (اے نبی) جبتک اللہ فیصلہ کرے آپ (ذرا) صبر کیجئے اور وہ سب فیصلہ کرنیوالوں سے بہتر (فیصلہ کرنیوالا) ہے (راوی) کہتا ہے کہ یہ آیت واقعہ بدر سے ذرا پہلے اتری تھی) (وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىٕذٍ دُبُرَهٗ) (ترجمہ) اور جو شخص اس روز کافروں کو پیٹھ دے گا (راوی) کہتا ہے کہ یہ آیت خصوصیت سے بدر کے لئے اتری تھی اور اس کے ذریعہ سے اللہ نے مسلمانوں پر فرض کر دیا تھا کہ بیس مسلمان دو سو کافروں کے مقابلہ میں سے بھاگنے نہ پائیں اور یہ بھی وعدہ فرما لیا تھا کہ جب یہ بیس آدمی ان دو سو آدمیوں کا جمکر مقابلہ کریں گے تو ان پر ضرور غالب آجائیں گے اس کے بعد پھر اللہ نے اس حکم کو ہلکا کر دیا اور یہ فرما دیا۔

(فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ) (ترجمہ) پس اگر تم میں سے سو آدمی پکے ہوں گے تو دو سو (کافروں) پر غالب آجائیں گے (لہٰذا اس سے پہلی آیت منسوخ ہو گئی چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عباس فرمایا کرتے تھے کہ جو مسلمان دو کافروں کے مقابلہ سے بھاگ جاوے گا وہ بھاگا ہوا شمار کیا جاوے گا باقی جو تین کافروں کے مقابلہ میں سے بھاگ جاوے گا وہ بھاگا ہوا شمار نہ کیا جاوے گا (اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ کُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَھُمْ دَارَ الْبَوَارِ) (ترجمہ) (اے نبی) کیا آپ نے ایسے (بیوقوف) آدمیوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت (یعنی اسلام) سے کفر کو بدل لیا اور اپنی قوم کو دوزخ میں اوتار دیا (راوی) کہتا ہے کہ اس سے قریش مراد ہیں کہ اونھوں نے بدر کے روز اپنی قوم کو قتل کرایا جس سے وہ اسلام سے محروم مرے اور دوزخ میں جا پڑے۔ حَتّٰی اِذَا اَخَذْنَا مُتْرَفِیْھِمْ بِالْعَذَابِ (ترجمہ) یہاں تک کہ جب ہم ان (کافروں) کے سرکشوں کو وبال میں پھنسا دیں گے (راوی) کہتا ہے کہ اس وبال سے تلواروں کا وبال مراد ہے جس میں کافر بدر کے روز پھنسے تھے (وَلَنُذِیْقَنَّھُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ) (ترجمہ) اور (اے نبی) ہم ان (کافروں) کو بڑے عذاب سے پہلے چھوٹا عذاب بھی ضرور چکھاویں گے (راوی) کہتا ہے کہ اس سے بدر کے روز تلواروں کا مزہ چکھانا مراد ہے۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور انسے محمد بن ہلال نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ آیت (اَخَذْنَا مُتْرَفِیْھِمْ بِالْعَذَابِ) میں عذاب سے بدر کے روز کا قتل وقتال مراد ہے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ثوری نے اور ان سے عَلقمہ بن مَرثد نے اور ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ اس آیت میں عذاب سے بدر کے روز تلواروں کا عذاب مراد ہے۔ ہمسے محمد نے اور اُن سے عبد الوہاب نے اور اُن سے محمد نے اور اُن سے واقدی نے اور اُن سے

عمرو بن عثمان مخزومی نے اور ان سے عبد الملک بن عُبید نے اور ان سے مجاہد نے اور ان سے اُبیؓ بن کعب نے بیان فرمایا کہ اس آیت (یَأۡتِیَهُمۡ عَذَابُ یَوۡمٍ عَقِیمٍ) میں (یوم عقیم) بدر کے دن کو کہا گیا ہے۔

مشرکوں کے قیدیوں کا ذکر

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور ان سے محمود بن لبید نے بیان کیا کہ بدر کے روز قبیلہ (بنی ہاشم) سے عقیل بن ابی طالب گرفتار ہوا اور اوس کو حضرت عُبید بن اوس ظفری نے گرفتار کیا تھا اور نوفل بن حارث کو حضرت جبّار بن صخر نے گرفتار کیا تھا اور قبیلہ (بنی فہر) سے صرف عُتبہ گرفتار ہوا جو (بنی ہاشم) کا طرفدار تھا اور قبیلہ (بنی مُطّلب بن عبد مناف) سے یہ لوگ گرفتار ہوئے تھے جن کا آگے ذکر آتا ہے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عائذ بن یحییٰ نے اور ان سے ابو حُویرث نے بیان کیا کہ قبیلہ (بنی مُطّلب بن عبد مناف) سے دو شخص گرفتار ہوئے تھے ایک تو سائب بن عُبید اور دوسرا عبید بن عمرو بن علقمہ اور ان کو حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش اشہلی نے گرفتار کیا تھا ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی حبیبہ نے اور ان سے عبد الرحمن بن عبد الرحمن انصاری نے بیان کیا کہ سائب اور عُبید کو قریش میں سے کوئی چھڑانے کے لئے نہیں آیا تھا اور نہ اون کے پاس کچھ مال تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مفت چھوڑ دیا تھا اور انسے کچھ معاوضہ وغیرہ نہیں لیا تھا اور قبیلہ (بنی عبد شمس بن عبد مناف)

سے ایک تو عُقبہ بن ابی معیط گرفتار ہوا اور کچھ روز قید میں رکھکر صَفر کے مہینہ میں قتل کر دیا گیا اور اس کو عاصم بن ثابت بن اَبی اَقلح نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قتل کیا تھا اور عبداللہ بن سلمہ عُجلانی نے اس کو گرفتار کیا تھا دوسرا حارث بن ابی وَحرہ تھا جس کو سعد بن ابی وقاص نے گرفتار کیا تھا اور اس کی رہائی کے لئے وَلید بن عقبہ بن ابی مُعیط آیا تھا اور چار ہزار روپئے کے عوض میں وس کو چھوڑاکر لیگیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن سہل نے اور ان سے ابو عُفیر نے بیان کیا کہ مجھے سعد بن ابی وقاص نے گرفتار کیا تھا پھر حضور کے حکم سے سب قیدی حضور کے روبرو پیش کئے گئے اور سب پر پانسے ڈالے گئے جو جس کے پانسے میں آگیا وہ اوسیکو ملگیا گرفتار کرنے کی کچھ خصوصیت نہ رہی مگر میں حسب اتفاق قرعہ میں بھی انھیں حضرت سعد کے حصہ میں آیا اور عمرو بن ابی سفیان کو گرفتار تو حضرت علی نے کیا تھا مگر وہ قرعہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آیا اور آپ نے انکو مالی عوض کے بغیر رہا کر دیا قصہ یہ ہوا کہ ایک صاحب مسلمانوں میں سے مسمّی حضرت سعد بن نُعمان بن کامل جو قبیلہ بنی مُعاویہ میں سے تھے عمرہ کرنے کے لئے مکّہ تشریف لے گئے تھے وہاں اتفاق سے قریش نے انکو گرفتار کر کے قید کر دیا تھا اس لئے آپ نے حضرت سعد کے عوض میں اس کو مفت رہا فرما دیا تھا اور قریش نے حضرت سعد کو مفت رہا کر دیا تھا۔ (واقدی) فرماتے ہیں کہ مجھ سے اسحاق بن خارجہ بن عبداللہ نے اور اون سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابوالعاص بن رَبیع کو حضرت خراش بن صِمّہ نے گرفتار کیا تھا اور اوس کے بھائی نے اسکا معاوضہ ادا کر کے اس کو رہا کرالیا تھا پھر عمرو بن رَبیع نے اپنے رہا ہونے کے بعد اپنے ایک دوست مسمّی ابو رِیشہ کا معاوضہ ادا کیا اور اوس کو بھی رہا کرالیا اور اسی عمرو بن رَبیع نے حضرت عمرو بن اَزرق کو اچانک قتل کر دیا تھا اور یہ وہی عمرو بن اَزرق ہیں کہ جنکے حصہ میں خراش بن صِمّہ کا غلام لگا تھا جس کا نام تمیم تھا اور عُقبہ بن حارث بن حضرمی

کو عمارہ بن حزم نے گرفتار کیا تھا مگر قرعہ کے وقت یہ حضرت اُبی بن کعب کے حصہ میں لگا اور عمرو بن ابی سُفیان بن اُمیّہ نے اوس کا معاوضہ ادا کرکے اس کو رہا کرا لیا اور ابو العاص بن نوفل بن عبد شمس کو عمار بن یاسر نے گرفتار کیا تھا اور اوس کا چچا زاد بھائی اسکا معاوضہ لیکر آیا تھا اور قبیلہ (بنی نوفل بن عبد مناف) سے ایک شخص مسمّٰی عدی بن خبار کو حضرت خراش بن صمہ نے گرفتار کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ایوب بن نعمان نے بیان کیا کہ قبیلہ (بنی عبد شمس) سے ایک شخص مسمّٰی عثمان کو کہ جو عتبہ بن غزوان کا بھتیجا تھا اور ہمارا طرفدار تھا حضرت حارثہ بن نعمان نے گرفتار کیا تھا اور ابو ثور کو تین شخصوں سمیت ابو مرثد غنوی نے گرفتار کیا تھا اور اون کا معاوضہ جُبیر بن مطعم نے ادا کیا تھا اور قبیلہ (بنی عبدالدار بن قصی) سے ایک شخص مسمّٰی ابو عزیز بن عمیر کو حضرت ابو الیسر نے گرفتار کیا تھا مگر جسوقت پانسے پڑے تو یہ محرز بن فضلہ کے حصہ میں آگیا حضرت مصعب بن عمیر اس کے سگے بھائی تھے اونھوں نے حضرت محرز سے کہا کہ ذرا اس کے ہاتھ خوب جکڑ دیجئے اس کی ماں مکہ میں بہت مالدار ہے اوس کو خبر لگے گی تو وہ خوب ڈھیر سارا مال اس کے عوض میں دے گی ابو عزیز نے سنکر حضرت مصعب سے کہا کہ اے بھائی کیا میرے لئے اور یہ بات حضرت مصعب نے فرمایا کہ اب تو کیسا بھائی ہوتا میرا بھائی تو یہ محرز ہی ہے چنانچہ اوس کی ماں نے چند لڑکوں کی نسبت قریش سے دریافت کیا کہ تم اون کے عوض میں کتنا کتنا مال دے کر آئے ہو اُنھوں نے کہا کہ ہم تو فی کس چار ہزار روپئے دے کر آئے ہیں آخر اس نے بھی اپنے لڑکے ابو عزیز کی بابت چار ہزار روپئے حضور کی خدمت میں بھیجے اور اسود بن عامر بن حارث بن سباق کو ایک اور شخص سمیت حضرت حمزہ بن عبد المطلب نے گرفتار کیا تھا اور دونوں کا معاوضہ لیکر طلحہ بن طلحہ آیا تھا اور قبیلہ (بنی اسد بن عبد العزّٰی) میں سے ایک شخص مسمّٰی سائب بن ابی حبیش بن مطلب بن اسد کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اور حارث بن عائذ بن اسد کو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے اور سالم بن شماخ کو حضرت سعد بن ابی وقاص نے گرفتار کیا تھا اور ان تینوں شخصوں کا معاوضہ فی کس چار چار ہزار روپے

عثمان بن ابی جُحَیش لیکر آیا تھا اور قبیلہ (بنی تیم) سے ایک شخص مُسمّٰی مالک بن عبد اللہ
بن عثمان کو حضرت قُطبہ بن عامر بن حَدِیدہ نے گرفتار کیا تھا اس کو رہائی نصیب ہوئی
اور اسیری کی حالت میں مدینہ میں انتقال کر گیا (اور قبیلہ (بنی مخزوم) سے ایک شخص مُسمّٰی
خالد بن ہِشام بن مُغیرہ کو حضرت سواد بن عزّمہ نے اور اُمیّہ بن ابی حُذیفہ بن مُغیرہ کو حضرت
بلال نے گرفتار کیا تھا اور عثمان بن عبد اللہ بن مُغیرہ (یوم نخلہ) یعنی نخلہ کے دن تو چھوٹکر
کہیں غائب ہو گیا تھا مگر بدر کے روز اس کو پھر دوبارہ حضرت واقد بن عبد اللہ تیمی نے
گرفتار کر لیا اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے تو نخلہ کے دن تو غائب ہو گیا تھا مگر پھر اللہ نے
مجھے تیرے اوپر قابو دیدیا اور اون کا مُعاوضہ فی کس چار ہزار روپے قبیلہ (بنی ابی ربیعہ)
سے ایک شخص مُسمّٰی عبد اللہ لیکر آیا اور ولید بن ولید بن مغیرہ کو حضرت عبد اللہ بن جحش نے
گرفتار کیا تھا اور اوس کے معاوضہ کی بابت اوس کے دو بھائی خالد بن ولید اور ہشام بن
ولید آئے اور حضرت عبد اللہ سے گفت و شنید کی حضرت عبد اللہ نے چار ہزار روپے پر
اصرار کیا اور اوس کا بھائی ہِشام اتنی زیادہ رقم نہ دینا چاہتا تھا بلکہ اوس کا ارادہ تین ہزار روپے تک کا تھا
اس لئے وہ کمی پر اصرار کرے گیا اسپر اوس کا بھائی خالد بگڑ کر کہنے لگا کہ کیا یہ تیرا بھائی نہیں ہے
جو تو اتنی ذراسی رقم پر معاملہ کو خراب کر رہا ہے اور خدا کی قسم مجھسے تو اگر یہ دوگنا تگنا بھی مانگتے
تو میں اوس کے اوپر قربان کر دیتا آخر ہِشام نے چار ہزار روپے ادا کر دیئے اور اوس کو رہا
کرا کر لے چلے جب مقام ذُو الحُلیفہ میں پہونچے تو وہ اُن سے غائب ہو گیا اور واپس حضور
کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گیا لوگوں نے اوس سے کہا کہ تو معاوضہ دینے سے پہلے کیوں
نہ مسلمان ہو گیا اوس نے کہا کہ اس میں میری ہتک تھی کہ اپنی قوم کی طرح مُعاوضہ دئے
بغیر میں مسلمان ہو جاؤں کوئی کیا کہتا کہ معاوضہ دینے کو کچھ روپیہ پیسہ نہ ہوگا اس لئے ہار کر
مسلمان ہو گیا ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے
واقدی نے اور ان سے یحییٰ بن مغیرہ نے اور ان سے ان کے والد نے ایسا ہی بیان
کیا مگر اتنی بات اور زیادہ کہی کہ اس ولید بن ولید کو حضرت سُلیط بن قیس مازنی نے گرفتار
کیا تھا اور قیس بن سائب کو عَبدہ بن حَسحاس نے گرفتار کیا اور اوس کو اپنے پاس کچھ مدت

تنگ قید رکھا اس خیال سے کہ شاید اس کے پاس کچھہ مال ہو مگر اوس کے پاس تو کچھہ نہ نکلا لیکن اوس کا بھائی فروہ بن سائب اوس کی رہائی کے لئے آیا اور کچھ روز وہیں مدینہ میں ٹھہرا رہا اور آخر اس کے عوض میں چار ہزار روپے کچھ تو نقد اور کچھہ کا سامان دیکر اوس کو رہا کرایا اور قبیلہ (بنی ابی رفاعہ) سے ایک شخص مُسمّیٰ صَیفی بن ابی رِفاعہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزُوم گرفتار ہوا چونکہ اس کے پاس کچھہ مال نہ تھا اور نہ اس کا کوئی ولی وارث اسکی کوشش میں آیا اس لئے گرفتار کرنے والوں نے چندروز کے بعد اوس کو ویسے ہی چھوڑ دیا۔ اور ابو المُنذِر بن ابی رِفاعہ بن عائذ کا مُعاوِضہ دو ہزار روپے دیا گیا اور عبداللہ ابو عطا بن سائب بن عائذ بن عبداللہ کو سعد بن ابی وقّاص نے گرفتار کیا تھا اور اوس کے معاوضہ میں ایک ہزار روپیہ دیا گیا اور مُطلِب بن حُبطب بن حارث بن عُبَید بن عمر بن مخزوم کو ابوایوب انصاری نے گرفتار کیا تھا اور اوس کے پاس مال نہ ہونے کی وجہ سے کچھہ دن کے بعد مفت چھوڑ دیا گیا اور خالد بن اَعلَم عُقَیلی جو ان کا طرفدار تھا اوس نے یہ شعر کہا ہے

(شعر)

لَسنَا عَلَی الاَعقَابِ تُدمِی کُلُومُنَا وَلٰکِن عَلیٰ اَقدَامِنَا تَقطُرُ الدِّمَاءُ

ترجمہ۔ ہمارے زخم ہماری ایڑیوں پر نہیں بہا کرتے۔ بلکہ ہمارا خون (تو) ہمارے پنجوں پر ٹپکا کرتا ہے۔

اور اس خالد بن اعلم کو حضرت حُباب بن مُنذِر بن جَمُوح ثمَنَیَہ نے گرفتار کیا تھا اور اسکے معاوضہ کی بابت عِکرِمہ بن ابی جہل آیا تھا اور قبیلہ (بنی جُمح) سے عبداللہ بن اُبَیّ بن خَلَف کو حضرت فَروَہ بن عمرو بیاضی نے گرفتار کیا تھا اور اس کے معاوضہ کی بابت اوسکا باپ اُبَیّ بن خلف آیا تھا مگر حضرت فَروَہ نے اوس کو کچھ دنوں تک روکے رکھا اور ابو عزّہ عمرو بن عبداللہ بن وہب قیدی پر آپ نے مہربانی فرماکر مفت چھوڑ دیا تھا اور اپنی برائی نہ کرنے پر اوس سے حلف لے لیا تھا مگر یہ اس سے باز نہ آیا اور جنگ احد میں گرفتار کرکے قتل کردیا گیا اور وہب بن عُمَیر بن وَہب بن خلف کے باپ کو صَفوان نے حضور کی خدمت میں وہب کے معاوضہ کی بابت بھیجا تھا مگر یہ حضور کی خدمت میں حاضر

ہوکر مسلمان ہوگیا اس لئے آپ نے اس کے لڑکے کو مفت رہا کردیا اور اس کو رِفاعہ بن رافع زُرَقی نے گرفتار کیا تھا اور رَبیعہ بن دَرَّاج بن عُنَیس بن وُہبان بن وَہب بن حُذافہ بن جُمَح کے پاس کچھ مال نہ تھا اس لئے اس سے کچھ تھوڑی سی چیز لیکر اس کو رہا کردیا گیا اور اُمیّہ بن خَلَف کے ایک غلام مُسمّٰی فاکِہہ کو چار آدمیوں سمیت حضرت سعد بن ابی وقاص نے گرفتار کیا تھا اور قبیلہ (بنی سہم بن عمرو) سے ابو وداعہ بن صُبَیرہ گرفتار کیا گیا اور سب قیدیوں سے پہلے اس کے معاوضہ میں اس کے بیٹے مُطّلِب نے چار ہزار روپے ادا کئے اور فَروَہ بن خُنَیس بن حُذافہ بن سعید بن سعد بن سَہم کو حضرت ثابت بن اَقرم نے گرفتار کیا تھا اور عمرو بن قیس نے چار ہزار روپے اس کے معاوضہ میں ادا کرکے اسکو رہا کرایا اور حنظلہ بن قُبَیضہ بن حُذافہ بن سعید بن سعد بن سَہم کو حضرت عثمان بن مَظعُون نے گرفتار کیا تھا اور حَجّاج بن حارث بن سعد کو حضرت عبدالرحمٰن بن عَوف نے گرفتار کیا تھا یہ اونسے چھٹکر غائب ہوگیا پھر اس کو چار آدمیوں سمیت حضرت ابو داؤد مازنی نے دوبارہ گرفتار کرلیا تھا اور قبیلہ (بنی مالک بن حِسل) سے سُہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدوُدّ بن نَضر بن مالک کو مالک بن دُخشُم نے گرفتار کیا اور اوس کے معاوضہ کی بابت مُکرز بن حَفص بن اُخَیف آیا تھا اور حضرت مالک بن دخشم نے اسی کی بابت یہ شعر فرمائے ہیں۔

(شعر)

أَسَرْتُ سُهَيْلًا فَلَمْ أَبْتَغِي ... بِهِ غَيْرَهُ مِنْ جَمِيعِ الْأُمَمِ

ترجمہ۔ میں نے (توبس) سُہیل کو گرفتار کرلیا۔ مجھے اس کے سوا اور کوئی نہیں چاہیئے۔

وَخِنْدِفُ تَعْلَمُ أَنَّ الْفَتَى ... سُهَيْلٌ فَتَاهَا إِذَا تُظْلَمِ

اور خِندِف جانتی ہے کہ جوانمرد توبس سُہیل ہے۔ اور یہ بھی جانتی ہے کہ جب اوس کے اوپر ظلم کیا جاوے گا تو اوس کا حمایتی سہیل ہی ہوگا۔

ضَرَبْتُ بِذِي السَّيْفِ حَتَّى انْحَنَا ... وَأَكْرَهْتُ نَفْسِي عَلَى ذِي الْعَلَمِ

میں نے تلوار والوں کو یہاں تک مارا کہ ہانپ ہانپ گیا اور جھنڈے والوں پر حملہ

کرنے کے لئے) میں نے اپنا جی گھونٹ گھونٹ دیا۔
اور حضرت مالک اس کے چھوڑنے پر رضامند نہ تھے مگر مکرز نے ان کے رضامند کرنے کی انتہائی کوشش کی اور اوس کا معاوضہ بڑھاتے بڑھاتے چار ہزار روپئے کر دیئے جب یہاں تک نوبت پہونچ گئی تو حضرت مالک وغیرہ نے روپیہ طلب کیا اوس نے یہ کہا کہ روپیہ تو میں ساتھ لایا نہ تھا آپ ایسا کیجئے کہ اطمینان کے لئے اس کے بدلے ہمارے میں سے کسی آدمی کو رکھ لیجئے ہم مکہ جاکر روپیہ بھیجدیں گے تو آپ اس کو چھوڑ دیجئے گا صحابہ نے اس کی نسبت آپسمیں مشورہ کیا کہ اس میں کیا کرنا چاہیئے آخر یہی طے ہوا کہ ہاں اس کو چھوڑ دیا جاوے اور اس کے بدلے میں ایک اور شخص کو رکھ لیا جاوے مگر اس میں محمد بن صالح اور ابن ابی الزناد خلاف رہے کہ ہاں اس کے بدلے میں دو آدمیوں کو رکھنا چاہیئے تھے غرضکہ اس کو رہا کر دیا گیا اور اس کے بجائے مکرز بن حفص ہی کو رکھ لیا گیا اور جسوقت اوس نے مکہ پہونچکر مال بھیجدیا تب اوسکو چھوڑا گیا اور عبید بن زمعہ بن نضر بن مالک کو عمیر بن عوف نے گرفتار کیا تھا اور عمیر سہیل بن عمرو کے غلام تھے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کا پہلا نام عبدالعزیٰ تھا حضور نے اس کو بدلکر عبدالرحمن رکھ دیا تھا اور یہ عبدالرحمن بن مشنوء بن وقدان کہلاتے ہیں اور عبدالرحمن بن مشنوء بن وقدان بن قیس جو کہلاتا ہے اوس کو تین آدمیوں سمیت حضرت نعمان بن مالک نے گرفتار کیا تھا اور قبیلہ (بنی فہر) سے ایک طفیل بن ابی قنیع اور ایک ابن جحذم گرفتار ہوا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عمرو نے اور ان سے محمد بن یحییٰ ابن حبان نے بیان کیا کہ جنگ بدر کے قیدی ستر میں نوٹے تھے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عمر بن عثمان نے اور ان سے عبدالملک بن عبید نے اور ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ بدر کے روز گرفتار بھی ستر ہی آدمی ہوئے تھے اور قتل بھی ستر ہی ہوئے تھے، ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے حمزہ بن عبدالواحد نے

اوران سے عمرو بن ابی عمرو نے اوران سے ابی عکرمہ نے اوران سے عبداللہ بن عباس نے بھی اسی پہلی روایت جیسا بیان کیا ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد نے اوران سے زہری نے بیان کیا کہ جنگ بدر میں قیدی بھی ستر سے زائد تھے اور مقتول بھی ستر سے زائد تھے ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے یعقوب بن محمد بن ابی صعصعہ نے اورانسے عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی صعصعہ نے بیان کیا کہ بدر کے روز چوہتر کافر گرفتار ہوئے تھے۔

بدر کے راستہ میں قریش کے لشکر کی دعوت کرنیوالوں کے نام

ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے اوران سے محمد بن عثمان یربوعی نے اوران سے عبدالرحمن بن سعید بن یربوع نے بیان کیا کہ بدر کے راستہ میں قریش کی دعوت کرنیوالے نو آدمی تھے تین تو قبیلہ (بنی عبد مُناف) سے تھے ایک تو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مُناف اور ایک عُتبہ بن ربیعہ اور ایک شیبہ بن ربیعہ اور قبیلہ (بنی اسد) سے دو شخص تھے ایک تو زمعہ بن اسود بن مُطلب بن اسد اور ایک نوفل بن خویلد بن عدویہ اور قبیلہ (بنی مخزوم) سے صرف ایک ابوجہل بن ہشام تھا اور قبیلہ (بنی جمح) سے صرف امیہ بن خلف تھا اور قبیلہ (بنی سہم) سے ایک تو نبیہ بن حجاج تھا اور دوسرا منبہ بن حجاج ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے اسمٰعیل بن ابراہیم نے اوران سے موسیٰ بن عُقبہ نے بیان کیا کہ سب سے پہلے لشکر کے لئے ابوجہل نے مقام مرّ الظہران میں دس اونٹ ذبح کئے تھے اس کے بعد اُمیہ بن خلف نے مقام عُسفان میں نو اونٹ ذبح کئے پھر سُہیل بن عمرو نے مقام قُدَید میں دس اونٹ ذبح کئے پھر یہ دریا کے پانی کی طرف کو ہوئے مگر راستہ بھول جانے کی وجہ سے ایک روز تک وہیں قیام کیا اور اس ٹھراؤ میں شیبہ بن ربیعہ نے نو اونٹ ذبح کئے پھر صبح کو مقام جُحفہ میں

میں پہونچ کر عُتبہ بن رَبیعہ نے دس اونٹ ذبح کئے پھر دوسری صبح کو مقام اَبوا میں قیس جُمحی نے نو اونٹ ذبح کئے پھر کسی اور نے دس اونٹ ذبح کئے اور حارث بن عامر نے نو اونٹ ذبح کئے پھر اَبُوالبختری نے بدر کے چشمہ پر دس اونٹ ذبح کئے اس کے بعد مَقیَس نے بھی بدر کے چشمہ پر نو اونٹ ذبح کئے پھر لڑائی میں مشغول ہو گئے اور جو سامان اپنے اپنے ساتھ لائے تھے اوس میں سے کھاتے پیتے رہے ابن ابی الزّناد فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میرے خیال میں تو مَقیَس میں ایک اونٹ کاٹنے کی بھی گنجائش نہ تھی چہ جائیکہ نو اور واقدی قَیس جُمحُی سے بالکل واقف نہیں ہیں۔ ہمسے محمد نے اور اُن سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے اُمّ بکر دختر مِسوَر نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ درحقیقت یہ دعوت کسی ایک شخص کی طرف سے نہ ہوتی تھی بلکہ اسمیں کئی کئی شخص شریک ہوتے تھے مگر نسبت کسی ایک شخص کی طرف کر دیتے تھے اور باقی شرکا کا ذکر نہ کرتے تھے۔

بدر کے شہیدوں کے نام

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے بیان کیا کہ میں نے زہری سے دریافت کیا تھا کہ بدر میں مسلمانوں میں سے کتنے آدمی شہید ہوئے تھے اسپر اونھوں نے چودہ (۱۴) آدمی شمار کرائے اور یہ وہی آدمی تھے جو میں نے تمہیں بتلائے ہیں۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عُمر اور ابن رُومان نے بھی ایسا ہی بیان کیا اور ان چودہ (۱۴) آدمیوں میں سے چھ تو مہاجرین میں سے تھے اور آٹھ انصار میں سے قبیلہ (بنی مُطّلب بن عبد مناف) سے عُبَیدہ بن حارث تھے جن کو شَیبہ بن رَبیعہ نے قتل کیا تھا اور حضور نے ان کو مقام (صَفرا) میں دفن کر دیا تھا اور قبیلہ (بنی زہرہ) سے عُمیر بن ابی وقّاص تھے جنکو عمرو بن عبد نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے

اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابوبکر بن اسمٰعیل بن محمد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عُمیر بن عبد عمرو ذُو شمالین کو ابو اسامہ جُشمی نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی عَدِیّ بن کعب) سے عاقل بن ابی بُکیر کو مالک بن زُہیر جُشمی نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی سعد بن بکر) اس قبیلہ کا طرفدار تھا اور مُہجع حضرت عمر کے غلام کو عامر بن حَضرمی نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی حِبیبہ نے اور ان سے داؤد بن حُصَین نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زُہری نے بیان کیا کہ مہاجرین میں سے سب سے پہلے حضرت عمر کے غلام حضرت مُہجع قتل ہوئے تھے اور قبیلہ (بنی حارث بن فہر سے) صَفوان بن بَیضا کو طُعَیمہ بن عَدِی نے قتل کیا تھا (راوی) کہتا ہے کہ حضرت صفوان کی نسبت یہ قِصّہ مجھ سے مُحرِز بن جعفر بن عمرو نے جعفر بن عمرو سے نقل کیا تھا اور انصار سے یہ آدمی قتل ہوئے ہیں قبیلہ (بنی عمرو بن عَوف) سے مُبَشِّر بن عبد المُنذِر ان کو ابو ثور نے قتل کیا تھا اور سعد بن خَیثَمہ کو عمرو بن عبد نے اور بعض کے نزدیک طُعَیمہ بن عَدِی نے اور قبیلہ (بنی عَدِی بن نجّار) سے حارثہ بن سُراقہ کے حبّان بن عَرقَہ نے ایک تیر مارا تھا جو ان کے گلے میں جاکر لگا اور یہ اوس سے ایسے زخمی ہوئے کہ جانبر نہ ہو سکے (واقدی) فرماتے ہیں کہ میں نے بعض لوگوں سے سنا ہے کہ وہ ابن عَرَقہ کے بجائے ابن عَرَفہ کہتے تھے اور قبیلہ (بنی مالک بن نجّار) سے عَوف بن عفراء اور مُعَوّذ بن عفرا کو ابو جہل نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی سَلِمہ بن حرام) سے عُمیر بن حُمام بن جَمُوح کو خالد بن اَعلَم نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن صالح نے بیان کیا کہ قبیلہ (انصار) کے مسلمان ہونے کے بعد ان میں سے سب سے پہلے حضرت عُمیر بن حُمام شہید ہوئے ہیں اور ان کو طا۔ بن اَعلَم نے شہید کیا تھا اور بعض کے نزدیک سب سے پہلے شہید حضرت حارثہ بن سُراقہ ہیں جن کے حبّان بن عرقہ نے تیر مارا تھا اور قبیلہ (بنی زُریق) سے حضرت رافع بن معلیٰ عِکرِمہ بن ابی جہل کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

اور قبیلہ (بنی حارث بن خزرج) سے حضرت یزید بن حارث بن قسحم نوفل بن معاویہ دیلی
کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے
اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی حبیبہ نے اور ان سے داؤد بن حصین نے
اور انسے عکرمہ نے اور انسے عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ حضور کے غلام حضرت انس بھی
جنگ بدر ہی میں شہید ہوئے تھے ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان
سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ثوری نے اور ان سے زبیر بن عدی
نے اور ان سے عطار نے بیان کیا کہ بدر کے شہیدوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نماز پڑھی تھی۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور
ان سے واقدی نے اور ان سے عبد ربہ بن عبداللہ نے اور ان سے عطار نے اور ان
سے عبداللہ بن عباس نے بھی پہلی روایت جیسا بیان کیا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب
نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یونس بن محمد ظفری نے
بیان کیا کہ میرے والد نے مجھے مقام (صفرا) کی ایک گھاٹی میں جس کا نام (تبتر) ہے چار قبریں
دکھلائیں اور یہ فرمایا کہ یہ بدر کے شہیدوں کی قبریں ہیں اور تین قبریں مقام (دبہ) میں
مستعجلہ (چشمہ) سے ذرا نیچے کو دکھلائیں اور حضرت عبیدہ بن حارث کی قبر مقام (ذات اجدال)
میں جدول (چشمہ) سے ذرا نیچے کو دکھلائی۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے
اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یونس بن محمد نے اور انسے
معاذ بن رفاعہ نے بیان کیا کہ حضرت معاذ بن ماعص بدر میں زخمی ہو گئے تھے اور اسی
زخم سے مدینہ میں آکر آپ کی وفات ہو گئی اور عبید بن سکن بدر میں بیمار ہو گئے تھے
مگر وفات آپ کی مدینہ میں پہونچکر ہوئی۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے
اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یحیی بن عبدالعزیز نے اور
ان سے سعید بن عمرو نے بیان کیا کہ اسلام میں سب سے پہلا انصاری بدر میں ابن ثابت
بن ابی افلح عامر بن حضرمی کے ہاتھ سے شہید ہوا ہے اور مہاجرین میں سب سے پہلے
حضرت مہجع حضرت عمر کے غلام عامر بن حضرمی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور بعض کے

نزدیک انصار میں سب سے پہلے عُمیر بن حُمام خالد بن اَعلم کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور بعض کے نزدیک سب سے پہلے حضرت حارثہ بن سُراقہ شہید ہوئے جن کے حبّان بن عرقہ کے ہاتھ سے تیر لگا تھا۔

جو مشرک بدر میں قتل ہو گئے تھے اُنکے نام

ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے واقدی نے اوران سے موسیٰ بن محمد نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ قبیلہ (بنی عبد شمس بن عبد مناف) سے حنظلہ بن ابی سُفیان کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا (راوی) کہتا ہے کہ یونس بن محمد نے اپنے والد سے اور ابن ابی حبیبہ نے داؤد بن حُصین سے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اور حارث بن حضرمی کو حضرت عمار بن یاسر نے قتل کیا تھا (راوی) کہتا ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن جعفر نے اوران سے ابن ابی عون نے بیان کیا کہ عامر بن حضرمی کو حضرت عاصم بن ثابت بن ابی اَفلح نے قتل کیا تھا اور عُمیر بن ابی عُمیر اور ایک اسکا لڑکا اور دو ان کے غلام ایک گھرانہ سے تھے سو ان میں سے عُمیر بن ابی عُمیر کو حضرت سالم حُذیفہ کے غلام نے قتل کیا تھا اور عُبیدہ بن سعید بن عاص کو حضرت زُبیر بن عوام نے قتل کیا تھا (راوی) کہتا ہے کہ یہ حضرت زبیر کی روایت مجھ سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابو حمزہ عبدالواحد بن میمون نے اوران سے عُروہ بن زبیر نے بیان کی ہے اور پہلے محمد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک پرانے نسخہ میں ابو حمزہ عبدالواحد کے بجائے ابو حمزہ عبدالملک دیکھا ہے۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن صالح نے اوران سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ عاص بن سعید کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن صالح نے اوران سے عاصم بن عمرو بن رومان نے

اور موسیٰ بن محمد سے ان کے والد نے بھی ایسا ہی بیان کیا اور عُقبہ بن ابی مُعیط کو کچھ روز قید رکھکر حضرت عاصم بن ثابت نے حضور کے حکم سے مقام صُفرا میں قتل کر دیا اور عُتبہ بن ربیعہ کو حضرت حمزہ بن عبد المُطّلب نے قتل کیا تھا اور شیبہ بن ربیعہ کو حضرت عُبَید بن حارث نے قتل کیا تھا مگر ان کے بھی ایک کاری زخم لگ گیا تھا اس لئے ان کو حضرت علی اور حضرت حمزہ میدان میں سے اٹھا کر لشکر میں لائے اور ان کا مرہم پٹی وغیرہ کیا اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی انمار) سے عامر بن عبد اللہ کو جو قریش کا طرفدار تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی حبیبہ نے اور ان سے داؤد بن حُصَین نے بیان کیا کہ عامر کو سعد بن مُعاذ نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی نوفل بن عبد مَناف) سے عامر بن نوفل کو حضرت خبیب بن یَساف نے قتل کیا تھا اور طُعیمہ بن عدی کو حضرت حمزہ بن عبد المطّلب نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی اَسَد) سے رَبیعہ بن اَسوَد کو حضرت ابو دُجانہ نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبد اللہ بن جعفر نے اور ان سے ابن ابی عون نے اور ان سے عبد اللہ بن جعفر نے اور ان سے جعفر بن عمرو نے یہ بیان کیا کہ اس ربیعہ بن اَسوَد کو حضرت ثابت بن حَذع نے قتل کیا تھا اور حارث بن ربیعہ کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور عقیل بن اَسود بن مُطّلب کو حضرت حمزہ نے قتل کیا تھا مگر اس کے قتل میں حضرت علی بھی شریک ہوئے تھے ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابو مَعشر نے یہ بیان کیا کہ اس عقیل کو اکیلے حضرت علی نے قتل کیا تھا اور عاص بن ہشام کو (جو ابو البختری سے مشہور ہے) حضرت مُحرِز بن زیاد نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے سعید بن محمد نے اور ان سے عُمارہ بن غزیہ نے اور ان سے محمد بن حبان نے یہ بیان کیا کہ ابو البختری کو حضرت ابو داؤد مازنی نے قتل کیا تھا اور (واقدی) فرماتے

ہیں کہ مجھسے سعید بن محمد نے اور ان سے عُمارہ بن غزیّہ نے اور ان سے عبّاد بن تمیم نے بھی یہی بیان کیا کہ ابو البختری کو حضرت ابو داؤد مازنی ہی نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یعقوب بن محمد بن ابی صَعصَعہ نے اور ان سے ایوب بن عبد الرحمن بن ابی صَعصَعہ نے بھی یہی بیان کیا کہ ابو البختری کو ابو داؤد مازِنی نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور انسے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ایوب بن نعمان نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابو البختری کو حضرت ابن بُسر نے قتل کیا تھا اور نوفل بن خُوَیلد بن اَسَد کو (جو ابن عَدَویّہ کہلاتا ہے) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور انسے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمرو بن رُومان نے اور (واقدی) سے ابن ابی حَبیبہ نے اور ان سے داؤد بن حُصَین نے اور (واقدی) سے عُمر بن ابی عاتکہ نے اور ان سے ابو الاَسود نے بھی قبیلہ (بنی اَسَد کے پانچ ہی شخص بیان کئے اور قبیلہ (بنی عبد الدار بن قُصَی) سے نَضر بن حارث بن کلدہ کو کچھ مدت قید رکھنے کے بعد حضور کے حکم سے مقام اُثیل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ایوب بن نعمان نے اور ان سے عِکرِمہ بن مُصعَب عبدرَبّی نے بیان کیا کہ زید بن مُلَیص کو، جو عُمَیر بن ہاشم بن عبد مُناف بن عبد الدار کا غلام تھا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا (واقدی) فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبد اللہ بن جعفر نے اور ان سے یعقوب ابن عُتبہ نے یہ بیان کیا کہ اس زید کو حضرت بِلال نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی تیم بن مُرّہ) سے عُمَیر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن محمد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ عثمان بن مالک بن عُبَید اللہ

بن عثمان کو حضرت بلال نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور انسے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن محمد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ قبیلہ (بنی تیم بن مُرّہ) سے صرف یہی دو قتل ہوئے ہیں اور قبیلہ (بنی مخزوم بن یُقظہ) اور قبیلہ (بنی مُغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) سے ابوجہل کو حضرت مُعاذ بن عمرو بن جموح اور مُعوّذ بن عفراء اور عوف بن عفراء نے قتل کیا تھا اور آخر میں حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کا کام تمام کیا ہے اور عاص بن ہشام بن مغیرہ کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابراہیم بن سعد نے اور ان سے محمد بن عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے اور ان سے نافع بن جُبیر نے اور انسے محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمرو بن رُدعان نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن ابی عُبیدہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ یزید بن تمیم تمیمی کو (جو قریش کا طرفدار تھا) عمار بن یاسر نے قتل کیا تھا اور بعض کے نزدیک اس کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ اور قریش کے طرفدار مُسمّٰی ابومُسافع اشعری کو حضرت ابودجانہ نے قتل کیا تھا اور حرملہ بن عمرو بن ابی عُتبہ کو بالاتفاق حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے جعفر بن عمرو نے بیان کیا کہ قبیلہ (بنی ولید بن مُغیرہ) سے ابوقیس بن ولید کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی فاکہہ بن مُغیرہ) سے ابوقیس بن فاکہہ بن مغیرہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا (واقدی) فرماتے ہیں کہ مجھ سے اسحاق بن خارجہ نے یہ بیان کیا کہ اس ابوقیس کو حضرت حُباب بن عمرو بن مُنذر نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی امیہ بن مغیرہ) سے مسعود بن ابی اُمیّہ کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

ہمسے شیخ ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد بزاز نے اور اُن سے شیخ ابو محمد حسن بن علی بن محمد جوہری نے اور ان سے ابو عمر محمد بن عباس نے اور ان سے عبد الوہاب بن ابی حَیَّہ نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمرو واقدی نے بیان کیا کہ قبیلہ (بنی عائذ بن عبد اللہ) اور قبیلہ (بنی رِفَاعہ) جو اُمیّہ بن عائذ اور رفاعہ بن ابی رِفاعہ کی اولاد کہلاتے ہیں ان میں سے عُمر بن مخزوم کو حضرت سعد بن ربیع نے قتل کیا تھا اور ابو مُنذر بن ابی رِفاعہ کو حضرت مَعن بن عَدِی عُجلانی نے قتل کیا تھا اور عبد اللہ بن ابی رِفَاعہ کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا تھا اور زہیر بن ابی رِفاعہ کو حضرت ابو اُسَید ساعدی نے قتل کیا تھا ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے اُبَیّ بن عباس بن سَہل نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ سائب بن ابی رفاعہ کو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی ابی السائب) اور (یہ ابو السائب صیفی بن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کہلاتا ہے) سے سائب بن ابی السائب کو حضرت زُبیر بن عوّام نے قتل کیا تھا اور اسود بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عُمر بن مخزوم کو حضرت حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا تھا (راوی) کہتا ہے کہ گذشتہ روایتوں پر ہمارے اساتذہ متفق ہیں اور قبیلہ (بنی طَےّ) سے قریش کے دو طرفدار تھے ایک تو عمرو بن سُفیان جس کو حضرت یزید بن اُقیش نے قتل کیا تھا اور ایک اس کا بھائی مسمّٰی جبار بن سُفیان جس کو حضرت ابو بُردہ بن دینار نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی عمران بن مخزوم) سے حاجز بن سائب بن عُوَیمر بن عائذ کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور عُوَیمر بن عائذ بن عمران بن مخزوم کو حضرت نُعمان بن ابی مالک نے قتل کیا تھا (بنی مخزوم بن یقظہ سے لیکر بنی عمران بن مخزوم تک کل انیس ۱۹ آدمی ہوئے) ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی طُوالہ نے اور ان سے خُبَیب بن عبد الرحمٰن نے اور ان سے محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عُمر اور یزید بن رومان نے بیان کیا کہ قبیلہ (بنی جمح بن عمر بن ہُصیص) سے اُمیّہ بن خلف کو حضرت خُبَیب بن یساف نے قتل کیا تھا اور اس میں حضرت بلال

بھی شریک تھے۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اورانسے واقدی نے اوران سے عُبَید بن یحیٰی نے اوران سے مُعاذ بن رِفاعہ بن رافع نے یہ بیان کیا کہ اس اُمیّہ کو ابو رِفاعہ بن رافع بن مالک نے قتل کیا تھا اور عَلِیّ بن اُمیّہ بن خلف کو حضرت عمّار بن یاسر نے قتل کیا تھا اور اَوس بن مُعتّیر بن لوذان کو حضرت عثمان بن مظعون نے قتل کیا تھا اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی اس میں شریک تھے۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے قُدامہ بن موسیٰ نے اوران سے عائشہ دختر قُدامہ نے بیان کیا کہ اَوس کو صرت عثمان بن مظعون نے قتل کیا تھا اور مُنَبِّہ بن حَجّاج کو حضرت ابوالیُسر نے قتل کیا تھا اور بعض کے نزدیک حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اور بعض کے نزدیک حضرت ابواُسید سَاعدِی نے۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے اُبَیّ بن عبّاس نے اوران سے ان کے والد نے اوران سے ابواُسید نے بیان کیا کہ مُنَبِّہ بن حَجّاج کو میں نے قتل کیا تھا اور نُبَیہ بن حَجّاج کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور عاص بن مُنَبِّہ کو بھی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور ابوالعاص بن قیس بن عَدِی بن سعد بن سَہم کو حضرت ابودُجانہ نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابومَعشَر نے اوران سے ان کے اساتذہ نے بیان کیا کہ اس ابوالعاص کو بھی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے حفص بن عمر بن عبداللہ بن جُبَیر (حضرت علی کے غلام) نے اور عاصم بن ابی عَوف بن صُبَیرہ بن سُعَید بن سعد نے بیان کیا کہ ابوالعاص کو حضرت اَبُودُجانہ نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی جُمَح) سے لیکر یہاں تک سات آدمی ہوئے اور قبیلہ (بنی عامر بن لُوَئی) اور قبیلہ (بنی مالک بن حِسل) سے مُعاویہ بن عبد قیس کو (جو قریش کا طرفدار تھا) حضرت عُکاشہ بن مِحصَن نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی کَلب) سے مُعبَد بن وہب کو جو قریش کا طرفدار تھا حضرت

ابو دجانہ نے قتل کیا تھا ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد
نے اوراُن سے واقدی نے اوران سے ابن ابی سبحیر نے اوراون سے سعد بن سعید
(یحیی کے بھائی) نے اور (واقدی) سے عبداللہ بن جعفر نے اوران سے یعقوب بن عُتبہ
نے اوران سے محمد بن صالح نے اوران سے عاصم نے بیان کیا کہ مُعَبد کو حضرت ابو دجانہ
نے قتل کیا تھا (راوی) کہتا ہے کہ جن جن مشرکوں کا قتل معلوم ہو سکا ہے وہ کل ۴۹ ہوتے
ہیں جن میں سے بعض کو حضرت علی نے قتل کیا ہے مگر ان کے ساتھ بارہ ۱۲ آدمی اور
شریک ہوئے ہیں۔

قبیلہ قریش اور قبیلہ انصار میں سے جو لوگ بدر میں شہید ہوئے اُن کے نام

ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے
اوران سے محمد بن عبداللہ نے اوران سے زُہری نے اوران سے عُروَہ نے اور واقدی
سے ابی ابن حبیبہ نے اوران سے داوٗد بن حُصَین نے اوران سے عِکرِمہ نے اور (واقدی)
سے محمد بن صالح نے اوران سے عاصم بن عمر اور یزید بن رَومان نے اور (واقدی) سے
موسیٰ بن محمد نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جو مسلمان جنگ بدر میں شریک
ہوئے تھے اور جو شریک تو نہیں ہوئے مگر ان کو مال غنیمت میں سے حصہ ملا یہ سب
مل ملا کر تین سو تیرہ ۳۱۳ آدمی ہیں انہیں سے صرف آٹھ آدمی ایسے تھے کہ جن کو حصہ تو ملا مگر
وہ جنگ میں شریک نہیں ہو سکے تھے ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اور
ان سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے سلیمان بن بلال نے اورانسے
عمرو بن ابی عمرو نے اوران سے عِکرِمہ نے اوران سے عبداللہ بن عباس نے بیان
کیا کہ جنگ بدر میں بیس ۲۰ غلام بھی شریک تھے۔ ہمسے محمد نے اوراُن سے عبدالوہاب
نے اوراُن سے محمد نے اوراُن سے واقدی نے اوراُن سے عبداللہ بن جعفر نے

اور اُن سے عبداللہ بن حسن نے بیان کیا کہ جنگ بدر میں مسلمان یا قریشی تھے یا انصاری اور یا ان کے طرفدار یا غلام چنانچہ قبیلہ (بنی ہاشم) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ اور حضرت علی اور زید بن حارثہ تھے اور دو حضرت حمزہ کے طرفدار تھے ایک تو ابو مرثد کناز بن حصین غنوی اور ایک مرثد بن ابی مرثد اور دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے ایک تو انسہ اور ایک ابو کبشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک تیسرے غلام حضرت شقران جو جنگ بدر میں شریک تھے ان کے لئے مال غنیمت میں سے کوئی حصہ نہیں نکالا گیا مگر چونکہ یہ قیدیوں کے نگہبان تھے اس لئے ہر قیدی کے مالک سے انھوں نے اپنی نگہبانی کے عوض میں کچھ کچھ رقم وصول کر لی تھی جو تمام ملکر مال غنیمت کے حصہ سے زائد ہو گئی تھی (یہ حضرت شقران کے سوا کل آٹھ آدمی ہوئے) ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالعزیز بن محمد نے اور ان سے جعفر بن محمد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے حضرت جعفر بن ابی طالب کا حصہ بھی نکالا تھا (راوی) کہتا ہے کہ جعفر بن ابی طالب کو ہمارے اساتذہ نے بیان نہیں کیا اور نہ شروع کتاب میں ان کا تذکرہ ہے اور قبیلہ (بنی عبد مناف) سے عُبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف اور حصین بن حارث بن مطلب بن عبد مناف اور طفیل بن حارث بن مطلب بن عبد مناف اور مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبد مناف یہ چار حضرات رضوان اللہ علیہم شریک تھے اور قبیلہ بنی عبد شمس بن عبد مناف) سے حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس رضی اللہ عنہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت (رقیہ) کی تیمار داری کے لئے مدینہ میں رہ گئے تھے اس لئے جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا حصہ بھی ویسا ہی نکالا جیسا کہ حاضرین کا نکالا تھا (راوی) کہتا ہے کہ اس روایت پر ساری قوم کا اتفاق ہے اور اس قبیلہ سے صرف ایک شخص حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ شامل ہوئے اور حضرت سالم ابو حذیفہ کے غلام بھی شامل تھے اور اس قبیلہ کے اتنے طرفدار شریک ہوئے کہ قبیلہ (بنی غنم بن

دُوْدَان) سے ایک تو عبد اللہ بن جَحْش بن رِیاب اور ایک عُکاشہ بن مُحْصَن اور ایک ابو سِنان بن مُحصَن اور ایک سِنان بن ابی سنان بن مُحصَن اور ایک شجاع بن وَہب اور ایک عقبہ بن وَہب اور ایک ربیعہ بن اَکثم اور ایک یزید بن رُقَیش اور ایک مُحرِز بن نَضلہ بن عبد اللہ اور قبیلہ (بنی سُلَیم) سے ایک تو مالک بن عمرو اور ایک مِدلاج بن عمرو اور ایک ثقاف بن عمرو اور قبیلہ (بنی طیّ) سے صرف ایک طرفدار مُسمّی سُوید بن مَخْشیٰ شریک تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابو مَعشَر اور ابن ابی حبیبہ نے اور ان سے داؤد بن حُصَین نے بیان کیا کہ مجھسے عبد اللہ بن جعفر زہری نے یقینی طور سے یہ بیان کیا کہ یہ آخر کا طرفدار درحقیقت اَرْبَد بن حُمَیرہ تھا اور ابو مَخْشیٰ اصل میں اس کی کُنیّت ہے اور یہ قبیلہ (بنی اَسد بن خُزَیمہ) سے تھا (راوی) کہتا ہے کہ ہمارے بعض اساتذہ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عاص کے غلام حضرت صُبَیح نے بھی بدر میں جانے کی طیاری کی تھی مگر بیماری کی وجہ سے نہ جا سکے اور اپنے اونٹ پر حضرت ابو سَلمہ بن عبد الاَسد کو سوار کر کے بدر میں روانہ کیا مگر اس کے بعد پھر تمام لڑائیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے ہیں (راوی) کہتا ہے کہ حضرت (صُبَیح) کے سوا یہ قبیلہ (بنی عبد شمس بن عبد مَناف) کی طرف سے کل سولہ آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی نوفل بن عَبد مُناف) سے صرف ایک شخص مُسمّی عُتبہ بن غَزوان بن جابر بن اُہیب بن نُسَیب بن مالک بن حارث بن مازِن بن منصور بن عِکرِمہ جن کے بھائی سُلَیم تھے شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی مازِن) سے صرف عُتبہ بن غزوان کے غلام حضرت حُباب شریک ہو اور قبیلہ (بنی اَسد بن عبد العُزّیٰ) سے حضرت زُبیر بن عَوّام اور ایک حاطب بن ابی بَلتَعہ اس قبیلہ کا طرفدار اور ایک حاطب کے غلام حضرت سعد صرف یہ تین شخص شریک ہوئے اور قبیلہ بنی عبد بن قصیّ سے صرف ایک شخص حضرت طُلَیب بن عُمَیر بن وَہب شریک ہوئے ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبد اللہ بن جعفر نے اور ان سے اسمٰعیل بن محمد اور محمد بن عبد اللہ بن عمرو نے اور (واقدی) سے قدامہ بن موسیٰ نے اور ان سے عائشہ دختر قدامہ نے حضرت طُلَیب کی شرکت

کی نسبت بیان کیا اور قبیلہ (بنی عبد الدار بنی قصی) سے صرف دو شخص شریک ہوئے ایک تو حضرت مُصعَب بن عُمَیر اور ایک سُوَیبِط بن حُرمَلہ بن مالک بن عُمَیلہ بن سَبّاق بن عبد الدار اور قبیلہ (بنی زہرہ بن کلاب) سے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زُہرہ اور حضرت سعد بن ابی وقّاص بن اُہَیب بن عبد مُناف بن زُہرہ اور عُمَیر بن ابی وقّاص شریک ہوئے اور ان کے طرفداروں میں سے عبد اللہ بن مسعود ھُزَلی اور مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن زُہَیر بن ثعلبہ بن مالک بن شرید بن فاس بن ذریم بن قبیس بن اھود بن بَھرا شریک ہوئے اور یہ وہی مِقداد ہیں جن کو مِقداد بن اسود بن عبد یغوث بن عبد بن حارث بن زُہرہ کہا جاتا ہے اور خَبّاب بن الارتّ بن جَندلہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب بن سعد حضرت اُم سباع دختر انمار کے غلام شریک ہوئے ہم سے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے واقدی نے بیان کیا کہ حضرت خباب بن ارتّ کا نسب نامہ مجھ سے موسیٰ بن یعقوب بن عبد اللہ بن وہب بن زمعہ نے اور ان سے ابو الاسود محمد بن عبد الرحمٰن بن نوفل بن اسد بن عبد العُزّٰی بن تمیم بن عروہ سے اور سعود بن ربیع بن القارہ نے اور ذو الیدین بن عمیر بن عبد عمرو بن نضلہ بن غبشان بن سلیم بن مالک بن اقصیٰ خُزاعی نے بیان کیا ہے اور (قبیلہ بنی عبد الدار) سے لیکر یہاں تک آٹھ آدمی ہوئے اور قبیلہ (بنی تیم) سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شریک ہوئے اور اس قبیلہ کا نسب نامہ یہ ہے عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ جنگ میں شامل نہ تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ غنیمت میں سے نکالا تھا اور حضرت بلال بن رباح اور عامر بن فُہَیرہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام اور صُہَیب بن سنان اس قبیلہ کی طرف سے یہ کل پانچ آدمی شریک تھے اور قبیلہ (بنی مخزوم بن یقظہ) سے حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم اور حضرت شَمّاس بن عثمان بن شرید اور حضرت ارقم بن ابی الارقم اور حضرت عمّار بن یاسر اور ایک اس قبیلہ کے طرفدار حضرت مُعَتِّب بن عوف بن حمرا خُزاعی یہ کل پانچ آدمی شریک تھے اور قبیلہ (بنی عدی بن کعب) سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

اور حضرت سعید بن زید بن نُفَیل بن عبد العُزّٰی بن رِیاح اور زید بن خَطّاب شریک ہوئے بن عمرو بن نُفَیل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت طَلحہ کے ساتھ قافلہ کی خیر خبر کے لئے بھیجدیا تھا اس لئے یہ شریک نہیں ہو سکے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں سے ان کا حِصّہ نکالا اور حضرت عمرو بن سُراقہ بن مُعتَمر بن اَنَس بن رِیاح شریک ہوئے اور اس قبیلہ کے طرف داروں میں سے قبیلہ (بنی سعد بن لَیث) سے تو حضرت عاقل بن ابی بُکَیر جو بدر میں شہید ہوئے اور حضرت خالد بن ابی بُکَیر جو مقام (رجیع) میں شہید ہوئے اور اِناس بن ابی بُکَیر اور عامر بن ابی بُکَیر یہ چار شخص ہیں اور عُمر بن یَمَین وَخُولی کے غلام حضرت مُہجع اور ایک ان کا لڑکا یہ بھی ان کے طرفدار ہیں اور عامر بن رَبیعَہ عَنزی جو ایک شاخ ہے قبیلہ (بنی رَبیعہ) کی یہ بھی ان کے طرفداروں میں سے ہیں اور وَاقِد بن عبد اللہ تمیمی بھی ان کا طرفدار ہے (راوی) کہتا ہے کہ یہ کل تیرہ ۱۳ آدمی ہوئے اور قبیلہ (بنی جُمَح بن عمرو) سے حضرت عثمان بن مَظعُون اور قُدامہ بن مَظعُون اور عبد اللہ بن مَظعُون اور سائب بن عثمان بن مُظعُون اور معمر بن حارث یہ پانچ آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی سہم بن عمرو) سے صرف حضرت خُنَیش بن حُذَافہ بن قَیس شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی مالک بن حِسل) سے حضرت عبد اللہ بن مَخرَمہ بن عبد العُزّٰی اور حضرت عبد اللہ بن سُہیل بن عمرو شریک ہوئے اور عَبدُ اللہ بن سُہیل قریش کے ساتھ آئے تھے مگر عین جنگ کے وقت مسلمانوں میں جا ملے اور ایک وَہب ابن سعد بن ابی سَرح شریک ہوئے ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبد اللہ نے اور ان سے زُہری نے اور (واقدی) سے ابن ابی حَبیبَہ نے اور ان سے داؤد بن حُصَین نے اور ان سے عِکرِمہ نے اور (واقدی) سے عبد اللہ بن جعفر نے اور ان سے اِسماعیل بن محمد نے بیان کیا کہ وَہب بن سعد بن ابی سَرح بھی جنگ بدر میں شریک تھے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبد اللہ بن جعفر نے اور ان سے عبد رَبّہ بن سَعید نے اور ان سے محمد بن عمرو بن عطار نے بیان کیا کہ حضرت ابو سبرہ بن ابی رُہم اور عُمَیر بن عوف (سُہیل بن عمرو کے غلام) اور سعد بن خَولہ

یمانی اس قبیلہ کے طرفدار اور حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدوُد بھی جنگ بدر میں شریک تھے (راوی) کہتا ہے کہ حاطب کے سوا یہ کل چھ آدمی ہوئے، ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عطار بن محمد بن عمرو بن عطار نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن سُہیل بدر میں اپنے والد کے ساتھ گئے تھے اور سفر میں خرچ وغیرہ کل ان کے والد کے ذمہ رہا اور ان کے والد کو ان کیطرف سے دین کے مد میں کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی مگر جب بدر کے میدان میں دونوں لشکروں کی صف بندی ہوئی تو یہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے قریش کے لشکر میں سے بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے آئے اور یہ دیکھکر ان کے والد جلتے بھُنتے رہ گئے اور اونھوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ اللہ نے اسی میں میرے لئے اور اوس کے لئے بہتری کی اور قبیلہ (بنی حارث بن فہر) سے حضرت ابوعُبیدہ جنکا نام عامر بن عبداللہ بن جراح ہے اور صَفوان بن بیُضا اور سُہیل بن بیضا اور عیاض بن زُہیر اور مَعمر بن ابی سَرح اور عمرو بن ابی عمرو اور صفوان سے لیکر عمرو تک یہ سب قبیلہ (بنی ضَبّہ) کے ہیں۔ غرض ان دونوں قبیلوں کے یہ چھ آدمی بھی جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے نافع بن ابی نافع ابوحُصَیب اور ابن ابی سَبرہ نے اور ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ بدر کے روز قریش کے سو حصے نکالے گئے تھے ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن محمد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جنگ بدر میں قریش میں سے چھیاسی ۸۶ آدمی تھے اور انصار میں سے دوسو ستائیس (واقدی) فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز نے اور ان سے ابوحُوَیرث نے اور ان سے محمد بن جُبیر نے یہ بیان کیا کہ قریش کے تہتر ۷۳ آدمی تھے اور انصار کے دوسو چالیس ۲۴۰ اور انصار کے قبیلہ (بنی عبدالاشہل) سے حضرت سعد بن مُعاذ بن نُعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل اور عمرو بن مُعاذ بن نُعمان اور حارث بن اَوس بن مُعاذ بن نعمان اور حارث بن انس بن رافع بن امرئ القیس

شریک تھے اور قبیلہ (بنی عبد بن کعب بن عبد الاشہل بن زعورا) سے سعد بن مالک بن عبد بن کعب اور سلمہ بن سلامہ بن دقش اور عباد بن بشر بن وقش اور سلمہ بن ثابت بن وقش اور رافع بن یزید بن کرزین سکن بن زعورا بن عبد الاشہل اور حارث بن خزمہ بن عدی بن ابی غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف جو قبیلہ (بنی اثہ) سے ہیں اس قبیلہ کے طرفدار تھے (واقدی) فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ بھی اسی قبیلہ سے ہیں اور قبیلہ بنی حارثہ سے محمد بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث اور سلمہ بن اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ اور ابوالہیثم بن تیہان اور عبید تیہان جو قبیلہ (بنی بلی) سے ہیں اس قبیلہ کے طرفدار تھے اور حضرت عبداللہ بن سہل یہ کل پندرہ آدمی اس قبیلہ کی طرف سے جنگ بدر میں شامل تھے اور قبیلہ (بنی حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس) سے حضرت مسعود بن عبد بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ اور ابوعبیس بن جبیر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ شریک تھے اور ان کے طرفداروں میں سے حضرت ابوبردہ بن دینار جو قبیلہ (بنی بلی) سے ہیں شریک تھے (راوی) کہتا ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے یہ تین آدمی ہوئے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالمجید بن ابی عبس نے اور ان سے ان کے والد نے اور محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمر نے اور ان سے محمود بن لبید نے بھی پہلی روایت کی طرح بیان کیا اور عبدالمجید کا سلسلہ نسب یہ ہے عبدالمجید بن ابی عبس بن محمد بن ابی عبس بن جبیر اور قبیلہ (بنی ظفر) سے جو ایک شاخ ہے قبیلہ (بنی سواد بن کعب) کی حضرت قتادہ بن نعمان بن زید شریک ہوئے اور عبید بن اوس بن مالک بن سواد۔ اور قبیلہ (بنی زراح بن کعب) سے حضرت نضر بن حارث بن عبد زراح بن ظفر بن کعب شریک ہوئے اور دو شخص ان کے طرفداروں میں سے قبیلہ (بنی بلی) سے ہیں ایک تو عبداللہ بن طارق بن مالک بن تیم بن شعبہ بن سعداللہ بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ جو مقام (رجیع) میں قتل ہوئے اور ایک ان کے سوتیلے بھائی مسمی معتب بن عبید بن اناس بن تیم بن شعیہ بن سعداللہ بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف

بن قضاعہ یہ بھی ان کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے (راوی) کہتا ہے کہ قبیلہ (بنی حارثہ بن حارث) سے لیکر یہاں تک کل آٹھ آدمی ہوئے ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالمجید بن ابی عبس نے اور ان سے ان کے والد نے اور محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمر نے اور ان سے محمود بن لبید نے اور (واقدی) سے ابن ابی حبیبہ نے اور ان سے داؤد بن حصین نے بھی ایسا ہی بیان کیا اور قبیلہ (بنی امیہ بن زید بن مالک بن عوف) سے حضرت مبشر بن عبدالمنذر بن زنبر جنگ بدر میں شہید ہوئے اور رفاعہ بن عبدالمنذر اور سعد بن عبید بن نعمان بن قیس بن عمرو بن امیہ بن زید بن امیہ اور عویم بن ساعدہ اور رافع بن عنجدہ (عنجدہ ان کی والدہ کا نام ہے) اور عبید بن ابی عبید اور ثعلبہ بن حاطب اور حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی نگہبانی کے لئے مقرر کرکے مقام (روحاء) سے واپس کر دیا تھا اور غنیمت میں سے ان کا حصہ نکالا تھا اور اسی طرح حضرت حارث بن حاطب کو بھی مقام (روحاء) سے واپس کر دیا تھا اور ان کا حصہ بھی نکالا تھا (راوی) کہتا ہے کہ یہ کل نو آدمی ہوئے اور قبیلہ (بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف) سے حضرت عاصم بن ثابت بن قیس (یہ وہ قیس ہے جس کی کنیت ابوالافلح ہے) بن عصمہ بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ جنگ بدر میں شامل ہوئے اور مقام (رجیع) میں شہید ہوئے اور (احوص) انھیں کی اولاد سے تھا۔ اور حضرت معتب بن قشیر بن ملیل بن زید بن عطاف اور ابوملیل بن الازعر بن زید بن عطاف شریک ہوئے اور ابوملیل کے کوئی اولاد نہ تھی اور عمیر بن معبد بن الازعر بھی شریک ہوئے اور ان کے بھی کچھ اولاد نہ تھی اور سہیل بن حنیف بن واہب بن علیم بن حارث بن ثعلبہ شریک ہوئے (راوی) کہتا ہے کہ یہ کل پانچ آدمی ہوئے اور قبیلہ (بنی عبید بن زید بن مالک بن عمرو بن عوف) سے حضرت انیس بن قتادہ بن ربیعہ بن خالد بن حارث بن عبید بن زید شریک ہوئے اور جنگ (احد) میں شہید ہوئے اور یہ (خنساء دختر خدام) کے شوہر تھے اور ان کے بھی کچھ اولاد نہ تھی اور اس قبیلہ کے طرفداروں میں سے معن بن عدی بن جد بن عجلان شریک ہوئے اور (یوم یمامہ) میں شہید ہوئے اور ربعی بن رافع شریک ہوئے

اور ثابت بن اَقرم شریک ہوئے اور (یوم طلیحہ) میں شہید ہوئے اور عبداللہ بن سلمہ
بن مالک بن حارث بن عدی بن جد بن عجلان شریک ہوئے اور زید بن اسلم بن ثعلبہ
بن عدی بن جد بن عجلان شریک ہوئے اور ان کے کوئی اولاد نہ تھی اور عاصم بن عدی
بن جد بن عجلان کو حضور نے (مسجد ضرار) کی نگرانی کے لئے واپس بھیجدیا تھا چونکہ وہاں
کے باشندوں کی طرف سے آپ کو کچھ فساد کی خبر پہونچی تھی اور ثبیتہ (دختر یعار) کے غلام
حضرت سالم بھی شریک ہوئے اور (یمامہ) کے دن شہید ہوئے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے
عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے افلح بن سعید نے
اور ان سے سعید بن عبدالرحمن بن رقیش نے اور ان سے ابو البداح بن عاصم نے یہ گذشتہ
روایت بیان کی (راوی) کہتا ہے کہ یہ کل آٹھ آدمی ہوئے اور قبیلہ (بنی ثعلبہ بن عمرو بن
عوف) سے حضرت عبداللہ بن جبیر بن نعمان شریک ہوئے اور حضور نے ان کو جنگ
(احد) میں تیر اندازوں کے دستہ پر افسر بنا دیا تھا اور یہ جنگ (احد) ہی میں شہید ہوئے
ہیں اور عاصم بن قیس اور ابو ضیاح بن ثابت اور ابو حیہ (راوی) کہتا ہے کہ میرے نزدیک
بدر میں کوئی شخص (ابو حبہ) نہ تھا اور حضرت سالم بن عمیر اور حارث بن نعمان بن ابی خزمہ
اور خوات بن جبیر بن نعمان (جنکا مقام روحا میں کوئی عضو ٹوٹ گیا تھا) شریک ہوئے
ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے
اور ان سے عبدالملک بن سلیمان نے اور ان سے خوات بن صالح نے اور ان سے
ان کے والد نے یہ گذشتہ روایت بیان کی (راوی) کہتا ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے
کل آٹھ آدمی ہوئے اور قبیلہ (بنی جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف) سے حضرت
منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن جلاح بن حریش جحجبا بن کلفہ شریک ہوئے اور ان کی
(کنیت) ابو عبدہ ہے ان کے کچھ اولاد نہ تھی اور (احیحہ) جو ان کی طرف منسوب ہے وہ کسی
اور شخص کی اولاد میں سے ہے اور اس قبیلہ کے طرفداروں میں سے قبیلہ (بنی انیف)
سے ابو عقیل بن عبداللہ بن ثعلبہ بن بجان شریک ہوئے اور یہ جنگ یمامہ میں شہید
ہوئے ہیں ان کا نام (کفر) کے زمانہ میں عبد العزیٰ تھا اور حضور نے ان کا نام عبدالرحمن

عَدُوُّ الْاَوْثَان) رکھا جس کے معنے یہ ہوئے (خدا کا غلام بتوں کا دشمن) اور ان کا نسب نامہ یہ ہے ابوعقیل بن عبداللہ بن ثعلبہ بن بیحان بن عامر بن انیف بن جشم بن عائذاللہ بن تیم بن اریش بن عامر بن عُقیلہ بن قسمیل بن قیران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ (راوی) کہتا ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے صرف یہی دو آدمی شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ (بنی غنم بن سالم) سے حضرت امرئ القیس بن مالک بن اوس بن حارثہ اور حضرت سعد بن خیثمہ بدر میں شریک ہوئے اور حضرت سعد بدر ہی میں شہید ہو گئے اور منذر بن قدامہ اور مالک بن قدامہ عرفجہ اور اس قبیلہ کے غلام مسمّٰی حضرت تمیم بھی شریک ہوئے (راوی) کہتا ہے کہ یہ کل پانچ آدمی ہوئے اور ان کو اوسی کہا جاتا ہے۔ اور قبیلہ (بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف) سے حضرت جبیر بن عتیک بن حارث بن قیس بن ہیشہ بن حارث بن معاویہ اور قبیلہ (مزینہ) سے ان کے طرفدار حضرت مالک بن ثابت بن نمیلہ اور قبیلہ (بنی بلی) سے ان کے طرفدار حضرت نعمان بن عصر شریک ہوئے اور حارث بن قیس بن ہیشہ بن حارث بن امیہ کا شریک ہونا ثابت نہیں اور قبیلہ (بنی مالک بن نجار بن عمرو بن خزرج) اور قبیلہ (بنی غنم بن مالک) اور قبیلہ (بنی ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم) سے حضرت ابو ایوب جن کا نام خالد بن زید بن کلیب ثعلبہ ہی شریک ہوئے اور ان کی وفات ملک روم میں ہوئی ہے اور قبیلہ (بنی معاویہ) اور قبیلہ (بنی عسیرہ بن عبد عوف) سے حضرت ثابت بن خالد بن نعمان بن خنسان بن عسیرہ شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی عمرو بن عبد عوف) سے حضرت عمارہ بن حزم بن زید اور حضرت سراقہ بن کعب بن عبدالعزّٰی بن غزیہ بن عمرو بن عبد شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک) سے حضرت حارثہ بن نعمان اور سلیم بن قیس بن قہد شریک ہوئے اور قہد کو خالد کہتے ہیں اس کا نسب نامہ یہ ہے خالد بن قیس بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم اور قبیلہ (بنی عائذ بن ثعلبہ بن غنم) سے حضرت سہیل بن رافع بن ابوعمرہ بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم اور حضرت عدی بن ابی الزغبا شریک ہوئے اور (ابی الزغبا کا نام) سنان ہے اور اس کا نسب نامہ یہ ہے سنان بن سبیع بن ثعلبہ

بن رُبیحہ بن بُدَیل بن عَدِی بن نصر بن کاہل بن نصر بن مالک بن غطفان بن قیس بن جُہَینَہ (راوی) کہتا ہے کہ یہ کل آٹھ آدمی ہوئے اور قبیلہ (بنی زید بن ثعلبہ بن غنم) سے حضرت مسعود بن اوس بن زید اور حضرت ابن خزیمہ بن اوس بن اَصرم بن زید بن ثعلبہ اور حضرت رافع بن حارث بن سواد بن زید بن ثعلبہ یہ تینوں حضرات شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی سواد بن مالک ابن غنم بن عوف) سے حضرت عوف بن حارث اور معوذ بن حارث اور معاذ بن حارث بن رفاعہ بن سواد شریک ہوئے اور یہ سب (عفراء) کی اولاد ہیں جو عُبید بن ثعلبہ بن عُبید بن ثعلبہ کی لڑکی ہے اور حضرت نعمان بن عمرو بن رفاعہ بن حارث بن سواد اور عامر بن مخلد بن سواد اور عبد اللہ بن قیس بن خالد بن خالدہ بن حارث بن سواد اور قیس بن عمرو بن قیس بن زید بن سواد اور ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد شریک ہوئے اور ان کے طرفدار حضرت عُصیمہ بھی شریک ہوئے اور ایک شخص قبیلہ جُہینہ سے جس کا نام (ودیعہ) تھا شریک ہوا اسکا سلسلہ نسب یہ ہے ودیعہ بن عمرو بن جراد بن یربوع بن طحیل بن عمرو بن غنم بن الربعہ بن رشدان بن قیس بن جُہینہ۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبد اللہ بن ابی عُبیدہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت رُبَیّعَ دختر معوذ بن عفراءؓ سے سنا ہے وہ فرماتی تھیں کہ حارث بن رفاعہ کے غلام حضرت ابو الحمراء بھی بدر میں حاضر ہوئے تھے ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی حبیبہ نے اور ان سے داؤد بن حصین نے بھی ایسا ہی بیان کیا (راوی) کہتا ہے کہ یہ سب ابو الحمراء سمیت بارہ آدمی ہوئے حاصل یہ ہوا کہ قبیلہ (بنی غنم بن مالک بن نجار) کے ابو الحمراء سمیت کل تیئیس ۲۳ آدمی بدر میں شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی عامر بن مالک بن نجار اور قبیلہ (بنی عمرو بن مبذول) اور قبیلہ (بنی عتیک بن عمرو بن مبذول) سے حضرت ثعلبہ بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک اور سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک اور حارث بن صمہ بن عمرو بن عتیک یہ تینوں حضرات بدر کی طرف روانہ ہوئے مگر مقام (روحاء) میں پہونچکر حضرت حارث کا کوئی عضو ٹوٹ گیا اس لئے یہ شامل نہ ہو سکے

مگر غنیمت میں سے ان کا حصہ نکالا گیا اور یہ اس کے بعد (بیرِ معونہ) پر شہید ہوئے ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے بیان کیا کہ ہمارے کل اساتذہ نے اسی طرح بیان کیا ہے (راوی) کہتا ہے کہ اس قبیلہ کے کل یہی تین آدمی شریک تھے اور قبیلہ (بنی عمرو بن مالک) سے اور یہ (حُدَیلہ) کی اولاد کہلاتے ہیں اور قبیلہ (بنی قیس بن عُبَید بن زید بن رِفاعہ بن مُعاوِیہ بن عمرو بن مالک) سے حضرت اُبَیّ بن کعب بن قیس بن عُبَید اور انس بن مُعاذ بن انس بن قیس بن عُبَید صرف یہ دو شخص شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی عَدِی بن عمرو بن مالک بن نَجّار) سے حضرت اوس بن ثابت بن مُنذِر بن حَرام (حضرت حسّان کے بھائی) شریک ہوئے اور حضرت ابو شیخ شریک ہوئے ان کا نام اُبَیِّ بن ثابت بن مُنذِر بن حرام بن عمرو ہے اور ابو طلحہ شریک ہوئے ان کا نام سَہل بن اَسوَد بن حَرام ہے (راوی) کہتا ہے کہ اس قبیلہ سے یہی تین آدمی شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ (بنی عَدِی بن نَجّار) سے حارثہ بن سُراقہ بن حارث بن عَدِیّ بن مالک بدر میں شریک ہوئے اور بدر ہی میں شہید ہوئے اور عمرو بن ثعلبہ بن وَہب بن عَدِیّ بن مالک بن عَدِی شریک ہوئے اور انکی (کنیت) ابو حکیمہ ہے اور سَلِیط ابن قیس بن عمرو بن عُبَید بن مالک بن عَدِی بن عامر شریک ہوئے اور حضرت ابو سُلَیط (جن کا نام اُسَیرہ بن عمرو بن عامر بن مالک ہے) شریک ہوئے اور جنگ (اُحُد) میں شہید ہوئے اور عمرو کی (کُنیت) ابو خارجہ ہے اور سِلسِلۂ نسب یہ ہے ابو خارجہ بن قیس بن مالک بن عَدِیّ بن عامر بن خَنساء بن عمرو بن مالک بن عَدِیّ بن عامر اور عامر بن اُمیّہ بن زید بن حُسحاس بن مالک بن عَدِیّ بن عامر اور مُحرِز بن عامر بن مالک بن عَدِیّ بن عامر بن غَنم بن عَدِیّ اور ثابت بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عَدِیّ بن عامر (جو جنگ احد میں شہید ہوئے ہیں) اور ایک قبیلہ (بنی بلیّ) سے ان کے طرفدار مُسمّی سَواد بن غَزِیّہ بن اُہَیب (راوی) کہتا ہے کہ اس قبیلہ سے یہ کل آٹھ حضرات جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ (بنی حَرام بن جُندُب بن عامر بن غنم بن عَدِیّ بن نَجّار) سے حضرت قیس بن سَکَن بن زید بن حرام (یہ وہ قیس ہیں جن کی کُنیت ابو زید ہے) اور ابو اَعوَر کعب بن حارث

بن جُندُب بن ظالم بن عَلیس بن حَرام بن جندب اور سُلَیم بن مِلحان اور حَرام بن مِلحان بن خالد بن زید بن حَرام اس قبیلہ سے یہ کل چار آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی مازِن بن نجّار) اور قبیلہ (بنی عوف بن عمرو بن عوف بن مَبذُول بن عمرو بن غنم بن مازن) سے حضرت قیس بن ابی صَعصَعہ شریک ہوئے اور ابو صَعصَعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف بن مَبذُول ہے۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یعقوب بن محمد نے اور ان سے عبد اللہ بن عبد الرحمٰن نے بیان کیا کہ حضرت قیس بن ابی صَعصَعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز پیادل فوج پر افسر بنایا تھا اور عبد اللہ بن کعب بن عمرو بن عوف بن مَبذُول بن غنم بن مازن بدر کے روز غنیمت پر افسر تھے اور قبیلہ (بنی اَسَد) سے ان کے طرفدار مُسمّٰی حضرت (عُصَیم) بھی بدر میں شریک تھے (راوی) کہتا ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے کل یہی تین آدمی تھے اور قبیلہ (بنی خنسار بن مَبذُول بن عمرو بن غنم بن مازن) سے حضرت عُمَیر (جن کو ابو داؤد بن عامر بن مالک بن خَنسار کہتے ہیں) اور سُراقہ بن عمرو بن عَطِیّہ بن خَنسا بن مَبذُول (راوی) کہتا ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے یہی دو آدمی شریک تھے اور قبیلہ (بنی ثَعلَبہ بن صَخر بن حُبَیب بن حارث بن ثَعلِبہ بن مازن) سے اور قبیلہ (بنی دینار بن نجّار) سے اور قبیلہ (بنی مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار) سے نعمان بن عبد عمرو بن مسعود بن عبد الاشہل اور ضَحّاک بن عبد عمرو بن مسعود بن عبد الاشہل اور سُلَیم بن حارث بن ثعلبہ (جو سوتیلے بھائی ہیں حضرت نُعمان اور ضحّاک کے) اور حضرت کعب بن زید (جو غزوہ خندق میں شہید ہوئے ہیں اور غزوۂ بیرِ معونہ میں معرکہ سے لب دم اٹھا کر لائے گئے تھے) اور جابر بن خالد بن عبد الاَشہل بن حارثہ اور سعید بن سُہَیل بن عبد الاشہل بن حارِثہ بن دینار اور قبیلہ (بنی قَیس بن مالک بن کَعب بن حارثہ بن دینار) سے کَعب بن زید بن مالک اور بُجَیل بن بُجَیر ان کے طرفدار (راوی) کہتا ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے یہ کل آٹھ آدمی شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ (بنی حارث بن خَزرج) سے اور قبیلہ (بنی اِمرئِ القَیس بن ثعلبہ سے سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زُہَیر بن مالک بن امرئِ القیس جو (جنگ احد میں شہید ہوئے)

اور عبداللہ بن رَوَاحہ بن ثُعلبہ بن امرئ القیس (جو جنگ موتہ میں شہید ہوئے) اور خلاد بن سُوَید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس (جو جنگ بنی قریظہ میں شہید ہوئے) اور خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک (جو جنگ احد میں شہید ہوئے) اور خارجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خُسر تھے ان کی لڑکی حضرت ابوبکر سے منسوب تھی (راوی) کہتا ہے کہ اس قبیلہ سے یہ کل چار آدمی بدر میں شریک تھے اور قبیلہ (بنی زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج سے بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن جلاس (جو حضرت خالد بن ولید کے ساتھ جنگ عین التمر میں شہید ہوئے) اور سُبیع بن قیس بن عَنبسہ بن اُمیہ بن عامر بن عدی بن کعب بن خزرج اور عُبادہ بن قیس بن مالک اور سماک بن سعد اور عبداللہ بن عُبَیس بن عُمیر اور یزید بن حارث بن قیس بن مالک بن احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج (جن کو فسحم کہا جاتا ہے) (راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ سے یہ چھ آدمی شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ (بنی جشم بن حارث بن خزرج) سے اور قبیلہ (بنی زید بن حارث بن خزرج) سے حضرت جشم اور زید دونوں جوڑواں بھائی تھے) حضرت خُبیب بن اساف بن اساف شریک ہوئے اور عُتبہ بن عُمر بن حدیج بن عامر بن جشم اور عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ بن زید بن خزرج بن حارث (یہ وہ عبداللہ ہیں جن کو خواب میں اذان دکھلائی گئی تھی) اور ان کے بھائی حُریث بن زید شریک ہوئے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے شعیب بن عُبادہ نے اور ان سے بشیر بن محمد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت حُریث بدر میں شریک ہوئے ہیں (راوی) کہتا ہے کہ ان کے شریک ہونے کو ہمارے سب استادوں نے بیان کیا ہے اور سُفیان بن بشیر بھی شریک ہوئے ہیں (راوی) کہتا ہے کہ اس قبیلہ کے کل پانچ آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی جدارہ بن عوف بن حارث بن خزرج) سے تمیم بن یعار بن قیس بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ اور عبداللہ بن عُمیر اور یزید بن مُزین اور عبداللہ بن عُرفطہ یہ چار آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی ابجر بن عوف بن حارث بن خزرج) سے صرف حضرت عبداللہ بن ربیع بن قیس بن عباد بن ابجر شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی عوف بن خزرج) سے

اور قبیلہ (بنی عُبَید بن مالک بن سالم بن غنم بن خُزرج) سے (اور یہ حاملہ کی اولاد کہلاتے
ہیں چونکہ سالم کا پیٹ ذرا بڑھا ہوا تھا اس لئے اُسے حاملہ کہتے تھے) عبداللہ بن عبداللہ
اُبَیِّ بن مالک بن حارث بن عُبَید بن مالک شریک ہوئے (اور اُبَیِّ کی ماں کا نام سَلُول
تھا) اور اَوس بن خَوَلِیِّ بن عبداللہ بن حارث بن عُبَید بن مالک شریک ہوئے (راوی
کہتا ہے کہ اس قبیلہ کے صرف یہی دو آدمی تھے اور قبیلہ (بنی جَزَلی) سے عَدِیِّ بن مالک
بن سالِم بن غنم بن زید بن ودیعہ بن عمرو بن قیس بن جَزَی اور رِفاعہ بن عمرو بن زید
بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غَنم اور عامر بن سلمہ بن عامر بن عبداللہ یمنی انکی
طرفدار اور عُقبہ بن وہب بن کلدہ قبیلہ (بنی عبداللہ بن غطفان) سے ان کے طرفدار
اور معبد بن عباد بن قشعر بن قدم بن سالم بن غنم (جن کی کنیت ابو خمیصہ ہے) اور
عاصم بن عکین ان کے طرفدار شریک ہوئے (راوی) کہتا ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے
کل یہ چھ آدمی شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ بنی سالم بن عمرو بن عوف بن خزرج) سے
اور قبیلہ (بنی عجلان بن غَنم بن سالِم) سے نوفل بن عبداللہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان
اور غسان بن مالک بن ثعلبہ بن عمرو بن عجلان اور مُلَیل بن وَبرہ بن خالد بن عجلان
اور عصمہ بن حصین بن وبرہ بن خالد بن عجلان یہ چار آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ
(بنی اصرم بن فہر بن غنم بن سالم) سے حضرت عُبادہ بن صامت بن اصرم اور ایک انکے
بھائی حضرت اوس بن صامت صرف یہ دو آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی زعد بن
فہر بن غنم) سے صرف نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن زعد شریک ہوئے اور ان کو (قوقل)
کہا جاتا ہے (واقدی) فرماتے ہیں کہ جب ان کے پاس کوئی شخص اپنے کسی دشمن
کے خوف سے پناہ لینے کے لئے آیا کرتا تھا تو یہ اوس کو یہ فرمادیا کرتے تھے (قوقل باعلیٰ
یثرب واسفلہا فانت آمنٌ) (ترجمہ) مدینہ کی اونچی نیچی جگہ میں جہاں جی چاہے خوب
مزہ سے پھر تجھے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا) اس لئے ان کا نام (قوقل) پڑ گیا اور قبیلہ
(بنی قریوش بن غنم بن سالم) سے صرف حضرت اُمیہ بن لوذان بن سالم بن ثابت بن
ہزال بن عمرو بن قریوش بن غنم شریک ہوئے ہیں (اور قبیلہ (بنی مرضحہ بن غنم

بن مالک) سے صرف مالک بن دُخشم شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ (بنی لوذان بن غنم، سے حضرت ربیع بن ایاس اور ان کے بھائی وَذفہ بن ایاس بن عمرو بن غَنم اور عمرو بن ایاس یمنی ان کے طرفدار اور قبیلہ (بنی بَلِی) سے اور قبیلہ (بنی غُصینَہ) سے انکے طرفدار حضرت مُجذّر بن زیاد بن عمرو بن زُمرَہ بن عمرو بن مُرّہ اور عَبدَہ بن حسحاس بن عمرو بن زُمرَہ اور بحاث بن ثعلبہ بن خزَمہ بن عمرو بن عُمارہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن ثعلبہ بن خزمہ بن اَصرم اور ایک ان کے طرفدار (ابن بُہرا) جن کو عُتبہ بن رَبیعہ بن خلف بن معاویہ کہا جاتا ہے اس قبیلہ کی طرف سے یہ کل آٹھ آدمی شریک ہوئے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے شُعَیب بن عُبادہ نے اور ان سے بشیر بن محمد نے اور ان سے ان کے والد نے یہ گذشتہ روایت بیان کی (واقدی) فرماتے ہیں ہمارے کُل اساتذہ نے بیان کیا کہ اس قبیلہ کے طرفدار بھی ان کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ (بنی سَاعِدَہ بن کعب بن خزرج) اور قبیلہ (بنی زید بن ثعلبہ بن خزرج) سے حضرت ابودُجانہ شریک ہوئے اور ان کا نام یہ ہے سِماک بن خَرَشہ بن لوذان بن عبدوَدّ بن ثَعلبہ اور یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ہیں اور مُنذِر بن عمرو شریک ہوئے اور جنگ (بئرمعُونہ) میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج پر افسر بنادیا تھا اور اسی جنگ میں ان کو شہادت نصیب ہوئی (راوی) کہتا ہے کہ اس قبیلہ کے صرف یہی دو آدمی تھے اور قبیلہ (بنی سَاعِدَہ) اور قبیلہ (بنی بَدِیّ بن عامر بن عوف) سے حضرت ابواُسَید سَاعِدی جنکا نام (مالک بن رَبیعَہ بن بَدِیّ) ہے جنگ بدر میں شریک تھے اور مالک بن مسعود بھی شریک تھے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے اُبَیّ بن عباس بن سہل نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ اس قبیلہ سے حضرت سعد بن مالک بھی بدر میں جانے کے لئے طیار ہوئے تھے مگر مریض ہو کر وفات پا گئے اس لئے نہ جاسکے اور ان کی قبر (دارابن فارِط) کے پاس ہے اور مال غنیمت میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کا حصہ نکالا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالمہیمن نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ ان کی وفات (مقام روحاء) میں ہوئی تھی اور غنیمت میں سے ان کا حصہ نکالا گیا تھا۔ اور قبیلہ (بنی طریف بن خزرج بن ساعدہ) سے عبد رب بن حق بن اوس بن قیس بن ثعلبہ بن طریف اور کعب بن جمان بن مالک ثعلبہ غسانی ان کے طرف دار اور ضمرہ بن عمرو بن کعب بن عدی بن عامر بن رفاعہ بن کلیب ابن مردغہ بن عدی بن غنم بن ربعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ اور زیاد بن کعب بن عمرو بن عدی بن عامر بن رفاعہ بن کلیب بن مردعہ بن عدی بن عمرو بن ربعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ اور بسبس بن عمرو بن ثعلبہ بن خرشہ بن زید بن عمرو بن سعید بن ذبیان بن رشدان بن قیس بن جہینہ یہ پانچ آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی جشم بن خزرج) سے اور قبیلہ (بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن جشم) اور قبیلہ (بنی حرام بن غنم بن کعب بن سلمہ) سے خراش بن صمہ بن جموح بن حرام اور حضرت تمیم خراش بن صمہ کے غلام اور عمیر بن حمام بن جموح اور معوذ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام اور عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن ثعلبہ بن حرام جو جنگ احد میں شہید ہوئے اور جن کی کنیت ابو جابر ہے اور معاذ بن جموح اور حباب بن منذر بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن سلمہ اور خلاد بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام اور عمیر بن حارث بن ثعلبہ بن حرام اس قبیلہ سے یہ گیارہ آدمی شریک ہوئے ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالعزیز بن محمد نے اور ان سے یحیٰی بن اسامہ نے اور ان سے حضرت جابر کے دونوں لڑکوں نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت معاذ بن جموح جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے (راوی) کہتا ہے کہ ان کے شریک ہونے پر سب کا اتفاق نہیں ہے اور قبیلہ (بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ) سے اور قبیلہ (بنی خنسا بن سنان بن عبید) سے بشر بن برا ابن معرور بن صخر بن سنان بن صیفی بن صخر بن خنسا، اور عبداللہ بن جد بن قیس بن صخر بن خنسا اور سنان بن صیفی بن صخر بن

خنساء اور حمزہ بن حمیرؓ (راوی) کہتا ہے کہ میں نے یہ سنا ہے کہ یہ خارجہ بن حمیرؓ تھے اور عبداللہ بن حمیرؓ یہ دونوں قبیلہ (بنی اشجع) اور قبیلہ (بنی دُھمان) سے ان کے طرفدار تھے اور قبیلہ (بنی نعمان بن سنان بن عُبید بن عبید بن عَدِیّ بن غنم) سے عبداللہ بن عبد مناف بن نعمان بن سنان اس قبیلہ کے غلام اور جابر بن عبداللہ بن رباب بن نعمان اور خلیدہ بن قیس بن نعمان بن سنان اور بعض نے لبدہ بن قیس کہا ہے غرضکہ ان دونوں سے یہ چار چار آدمی شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ (بنی خناس بن سنان بن عُبید بن عَدِیّ) سے یزید بن منذر بن سرح بن خناس اور ان کے بھائی معقل بن منذر بن سرح بن خناس اور عبداللہ بن نعمان بن بلذمہ بن خناس یہ تین شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ (بنی خنسا بن عُبید) سے صرف حبان بن صخر بن امیہ بن خنسا بن عبید شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ (بنی ثعلبہ بن عبید) سے ضحاک بن حارثہ بن ثعلبہ بن عبید اور سواد بن زید بن ثعلبہ بن عبید شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی عَدِیّ بن غنم بن کعب بن سلمہ) سے عبداللہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم اور ان کے بھائی معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن غنم شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ) سے اور قبیلہ (بنی حدیدہ) سے یزید بن عامر بن حدیدہ جن کی کنیت ابو منذر ہے) اور سلیم بن عمرو بن حدیدہ اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ اور عنترہ (جو غلام ہیں سلیم بن عمرو بن حدیدہ کے اس قبیلہ کی طرف سے صرف یہ تین آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی عدی بن نابیّ بن عمرو بن سواد) سے عبس بن عامر بن عدی بن ثعلبہ بن غنمہ بن عدی اور ثعلبہ بن غنمہ اور ابو الیسر جنکا نام کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد ہے اور سہل بن قیس بن ابی کعب بن قین (جو احد میں شہید ہوئے ہیں) اور معاذ بن جبل بن عائذ بن عدی بن کعب اور ثعلبہ اور عبداللہ دونوں انیس کے بیٹے جنھوں نے قبیلہ (بنی سلمہ) کے بت توڑ دیئے تھے اس قبیلہ کے یہ کل سات آدمی شریک ہوئے۔ اور قبیلہ (بنی زریق) بن عامر بن عبد حارثہ بن مالک بن عضب بن جشم بن خزرج) اور قبیلہ (بنی مخلد بن عامر بن زریق) سے قیس بن محصن بن خالد بن مخلد اور حارث بن قیس بن خالد بن مخلد اور جبیر بن ایاس بن خالد بن

مخلد اور سعد بن عثمان بن خالد بن مخلد (جن کی کنیت ابو عبادہ ہے) اور عقبہ بن عثمان بن خالد بن مخلد اور ذکوان بن عبد قیس بن خالد بن مخلد اور مسعود بن خلدہ بن عامر بن مخلد اس قبیلہ سے یہ کل سات آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی خالد بن عامر بن زریق) سے صرف عباد بن قیس بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی خلدہ بن عامر بن زریق) سے اسعد بن یزید بن فاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر اور فاکہ بن بشر بن فاکہ بن زید بن خالدہ اور معاذ بن ماعص بن قیس بن خالدہ اور ان کے بھائی عائذ بن ماعص اور مسعود بن سعد بن قیس بن خالدہ جو جنگ بئر معونہ میں شہید ہوئے ہیں) اس قبیلہ سے یہ کل پانچ آدمی شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ (بنی عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق) سے رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان اور خلاد بن رافع بن مالک بن عجلان اور عبید بن زید بن عامر بن عجلان اس قبیلہ سے یہ تین آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج) سے رافع بن معلیٰ بن لوذان بن حارثہ بن زید بن حارثہ بن ثعلبہ بن عدی بن مالک اور ایک ان کے بھائی ہلال بن معلیٰ (جو بدر میں شہید ہوئے ہیں) یہ دو آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عامر بن عبد حارثہ) سے زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ اور فروہ بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر اور خالد بن قیس بن مالک بن عجلان بن علی بن عامر بن بیاضہ اور رخیلہ بن ثعلبہ بن بیاضہ یہ چار آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ (بنی امیہ بن بیاضہ) سے حلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن عامر بن بیاضہ اور غنام بن اوس بن غنام بن اوس بن عمرو بن مالک بن عامر بن بیاضہ اور عطیہ بن نویرہ بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ یہ تین آدمی شریک ہوئے ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے خالد بن قاسم بن زرعہ بن عبد اللہ بن زیاد بن لبید نے بیان کیا کہ (غنام) اور (عطیہ) بدر میں شریک ہوئے ہیں (واقدی) فرماتے ہیں کہ یہ صرف انھیں کا بیان ہے اور سب راوی اسپر متفق نہیں ہیں)

بدر کے اشعار اور عصماء دختر مروان کے شبخون کا تذکرہ

ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عبداللہ بن حارث نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ (عُصماء دختر مروان) جو قبیلہ (بنی اُمیّہ بن زید) سے تھی اور یزید بن زید بن حُصن خطمی کی بیوی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ستایا کرتی تھی اور اسلام کی عیب جوئی میں ہمیشہ سرگرم رہتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لئے لوگوں کو مشتعل کیا کرتی تھی۔ چنانچہ یہ چند شعر مسلمانوں کی ہجو میں اوسی کے ہیں۔

(شعر)

فَبِئسَتْ بَنُو مَالِكٍ وَالنَّبِيتُ	وَعَوْفٍ وَبِئسَتْ بَنُو الخَزْرَجِ

ترجمہ۔ مالک اور عوف کے لڑکے لڑکیاں (سب کے سب) ڈرپوک ہو گئے اور قبیلہ خزرج بھی (سارا کا سارا) ڈرپوک ہو گیا۔

اَطَاعُوا أَتَاوِيَّ مِنْ غَيْرِكُمْ	فَلَا مِنْ مُرَادٍ وَلَا مُذْحِجِ

ترجمہ۔ (کیونکہ) وہ (ایسے) دوسرے قبیلوں کے مسافروں کے تابعدار ہو گئے کہ جو نہ قبیلہ مراد کے ہیں اور نہ قبیلۂ مُذحِج کے۔

تَرْجُونَهُ بَعْدَ قَتْلِ الرُّؤُسِ	كَمَا يُرْتَجَى مَرَقُ الْمُنْضِجِ

ترجمہ۔ (اے لوگو) تم اس (محمد) کو (اپنے) سرداروں (اور رئیسوں) کے قتل ہو جانے کے بعد (ایسا) چھوڑتے ہو۔ جیسا گدلا شوربا (بوٹیاں کھا کر) چھوڑ دیا جاتا ہے۔

ہوتے ہوتے اس کے ایسے ایسے شعروں کا بہت زیادہ چرچا ہو گیا اور آخر ایک صحابی (حضرت عُمیر بن عَدِیّ بن خَرشَۃ بن اُمیّہ خطمی) کے کان تک بھی یہ باتیں پہونچیں اون کو سنکر بہت تاؤ آیا اور اوسی تاؤ میں اونھوں نے اللہ سے نذر مانی کہ اے اللہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بدر سے مدینہ واپس بھیجدیگا تو میں اس کو ضرور قتل کر دوں گا چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے بخیر و خوبی واپس تشریف لے آئے تو یہ رات ہی رات عصماء کے گھر پر گئے اندر جا کر دیکھا تو اس کے آس پاس اوس کے بہت سارے بال بچے سو رہے ہیں جن میں سے ایک دودھ پینے والا بھی تھا اونھوں نے اندھیرے میں اوس کو ٹٹولا کیونکہ

یہ نابینا تھے) دیکھا تو ایک بچہ کو دودھ پلا رہی ہے اونھوں نے آہستہ سے اوس کو توچھاتیوں سے الگ کر دیا اور اوس کی چھاتی پر تلوار رکھکر زور سے دبا دی کہ جس سے کمر کے بھی پار ہو گئی جب اوسکا کام تمام ہو گیا تو وہاں سے نکل آئے اور رات ہی رات مدینہ پہونچکر صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہو کر منہ پھیر کر بیٹھے تو آپ کی نظر حضرت عُمیر پر پڑی آپ نے ان سے فرمایا کہ کیا مروان کی لڑکی کو قتل کر آئے اونھوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ (میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جاویں) آپ کے اچانک دریافت فرمانے سے حضرت عُمیر کو اندیشہ ہوا کہ کہیں مجھسے اس میں غلطی نہ ہو گئی ہو اور یہ کام آپ کی مرضی کے خلاف ہو گیا ہو اس لئے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس بارہ میں میرا کوئی قصور تو نہیں اور اس کی وجہ سے مجھہ پر کچھہ گناہ یا بدلہ تو لازم نہیں آئیگا۔ آپنے فرمایا کہ اسمیں تو دو بھیڑیں بھی آپسمیں اپنے سینگوں سے نہ لڑیں گی (مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ دو بھیڑوں کے لڑنے سے بھی زیادہ بیوقعت ہے) نہیں اسمیں کچھ حرج نہیں عُمیر فرماتے ہیں کہ پھر اسکے بعد آپ لوگوں کیطرف متوجہ ہوئے اور ان سے یہ فرمایا کہ جب تمہارا خدا اور خدا کے رسول کے طرفدار کو دیکھنے کو جی چاہا کرے تو عُمیر کو دیکھہ لیا کرو۔ اسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے فرمایا کہ اس نابینا کو جسنے خدا کے راستہ میں اپنے آپ کو بیچدیا ہے دیکھہ لو حضور نے فرمایا کہ اس کو اندھا نہ کہو یہ تو سمکھا ہے آخر جب عُمیر حضور کی زیارت سے فارغ ہو کر گھر کو واپس ہوئے تو راستہ میں دیکھا کہ اوسی عورت کو اوس کے لڑکے ایک مجمع کے ساتھ دفن کر رہے ہیں ان کو مدینہ سے آتے ہوئے دیکھکر وہ سب کے سب کہنے لگے کہ بس عُمیر اس کو تو نے ہی قتل کیا ہے حضرت عُمیر نے فرمایا کہ ہاں بیشک میں نے قتل کیا ہے تمسے جو کچھہ ہو سکے تم بھی کر لو اور خدا کی قسم جیسی جیسی ناشائستہ باتیں اس نے کہیں ہیں اگر تم سب بھی ملکر کہو تو میں تمہیں بھی اس تلوار سے قتل کر ڈالوں پھر چاہے میں خود بھی مر جاؤں (راوی) کہتا ہے کہ قبیلہ (بنی خُطمہ) میں بہت سارے آدمی اسلام سے بہت خوش تھے مگر وہ اپنی قوم کے ڈر سے ظاہر میں اسلام کو برا بھلا کہا کرتے تھے مگر جب عُمیر نے سارے مجمع کے سامنے یہ بات کہدی اور وہ سب اپنا سا منہ لیکر رہ گئے تو پھر اس قبیلہ کے آدمیوں میں بھی کچھ جان سی پڑگئی اور ان میں اسلام جگمگا اٹھا اور وہ رفتہ رفتہ اپنے اسلام کو ظاہر کرنے

لگے (راوی) کہتا ہے کہ اسی قصہ پر حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عمیرؓ کی تعریف میں چند شعر کہے تھے جو ہمیں عبد اللہ بن حارث نے سنائے۔

(شعر)

بَنِی وَائِلٍ وَبَنِی وَاقِفٍ	وَخَطْمَةَ دُوْنَ بَنِی الْخَزْرَجِ

اے (قبیلہ) بنی وائل اور اے (قبیلہ) بنی واقف۔ اور اے (قبیلہ) بنی خطمہ (قبیلہ) بنی خزرج کے پڑوسی (دیکھو تو یہ کیا ہوا کہ)

مَتیٰ مَادَعَتْ أُخْتُكُمْ وَيْحَهَا	بِعَوْلَتِهَا وَالْمَنَايَا تَجِيْ

جب تمہاری بہن عصماء کمبخت کے اپنے دھگڑوں (سے ملنے) کی چلبلی اوٹھی (اور تماشا یہ کہ) موتیں اوس کے سر پر منڈلا رہی تھیں۔

فَهَزَّتْ فَتًى مَاجِدًا عِرْقُهُ	كَرِيْمُ الْمَدَاخِلِ وَالْمَخْرَجِ

تو اس نے (مستی میں) ایک نوجوان شریف النفس۔ اور شریف النسب اور شریف الحسب کو چھیڑ دیا۔

فَضَرَّجَهَا مِنْ نَجِيْعِ الدِّمَاءِ	قُبَيْلَ الصَّبَاحِ وَلَمْ يَحْرَجِ

(اسپر وہ نوجوان جھنجھلا گیا) اور اوس نے اوس (تمہاری) بہن کو صبح سے ذرا پہلے (قتل کر کے) کالے کالے خون میں لت پت اور رنگین کر دیا اور اوس (بیچارہ) کا تو اس میں کوئی) قصور نہیں ہے (بلکہ تمہاری بہن کا قصور ہے کہ اوس نے ایسے آدمی کو کیوں چھیڑا)

فَاَوْرَدَكَ اللّٰهُ بَرْدَ الْجِنَانِ	جَذْلَانَ فِیْ نِعْمَةِ الْمُوْلِجِ

(اے عمیر) بس تجھے خدا جنتوں کی ٹھنڈک اور نعمتوں میں خوش و خرّم پہونچا وے اور داخل کر دے۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبد اللہ بن حارث نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ہجرت سے انیس[19] مہینے کے بعد جب آپ جنگ بدر سے فارغ ہو کر مدینہ واپس تشریف لے آئے تو رمضان کی پچیسویں رات کو عصماء کے قتل کا واقعہ ہوا تھا۔

ابوعفک کے شبخون کا ذکر

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے سعید بن محمد نے اور ان سے عُمارہ بن عزمہ نے اور ان سے ابومصعب اسماعیل بن مُصعب بن اسماعیل بن زین بن ثابت نے اور ان سے ان کے بزرگوں نے بیان کیا کہ قبیلہ (بنی عمرو بن عوف) میں ایک شخص مسمّٰی (ابوعفک) بہت بوڑھا تھا کہ اوس کی عمر ایک ۱۲۰ سو بیس برس کی تھی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ دشمنی رکھتا تھا اور دوسرے لوگوں کو بھی آپ سے دشمنی کرنے کی اشتعالک دیا کرتا تھا چنانچہ جب آپ جنگ بدر سے جیت کر تشریف لائے تو اوس کے اور بھی زیادہ آگ لگ گئی اور حسد کی وجہ سے مسلمانوں کی جیت اور قریش کی ہار کو دیکھکر چراغ پا ہو گیا اور کھلم کھلا فساد پر اوتر آیا اور اشعار کہہ کہہ کر لوگوں کو مسلمانوں کی مخالفت پر بھڑکانے لگا ذیل کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

شعر

قَدْ عِشْتُ حِيْنًا وَمَا اِنْ اَرٰى	مِنَ النَّاسِ دَارًا وَّلَا مَجْمَعًا

ترجمہ۔ میں اب تک زندہ رہا اور میں نے کسی جگہ اور کسی مجمع میں اب جیسے آدمی نہیں دیکھے۔

اَجَمَّ عُقُوْلًا وَّ آتٰى اِلٰى	مُشَتِّتٍ سِرَاعًا اِذَا مَادَعَا

ترجمہ۔ جو عقلوں سے خالی اور پریشان کرنے والے کی طرف اوس کے بلاتے ہی جھٹ پٹ دوڑ کر آنے والے ہیں۔

فَسَلَّبَهُمْ اَمْرَهُمْ رَاكِبٌ	حَرَامًا حَلَالًا لِشَتّٰى مَعًا

ترجمہ۔ پس اُس نے ان کے دین کو بدل ڈالا اور وہ حرام حلال ہر قسم کے کاموں کا مرتکب ہوا۔

فَلَوْ كَانَ بِالْمُلْكِ صَدَّقْتُمْ	وَبِالنَّصْرِ تَابَعْتُمْ تُبَّعَا

ترجمہ - پس اگر تمتے اوس کی بادشاہت کی وجہ سے تصدیق کی ہے - اور اوسکے دبدبہ کی وجہ سے اوسکی تابعداری کی ہے تو (براکیا کیونکہ وہ اسکا اہل نہیں ہے بلکہ اسکا اہل تو دین کا بادشاہ ہے) سو اگر تمہیں ایسا ہی کرنا تھا (تو اوس کی تصدیق اور تابعداری کی ہوتی اس کی زبان درازی کی خبر حضرت (سالم بن عُمیرؓ) کو جو قبیلہ (بنی نجّار) سے تھے پہونچی تو اون کو سخت ناگوار گذری اس لئے اونھوں نے اس کے قتل کرنے کی نذر مانی اور یہ فرمایا کہ یا میں اس کو قتل کردوں گا یا خود مر جاؤں گا مگر تھوڑے دنوں تک اس کے غافل ہونے کے انتظار میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ایک روز گرمیوں کے موسم میں رات کو گرمی بہت زیادہ ہوگئی تو یہ اوس رات کو اپنے اور رشتہ داروں کے پاس باہر میدان میں سو گیا حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اسکی تاک میں لگے ہوئے تھے ہی وہ فوراً خبر پاکر وہاں آئے اور سب کو غافل دیکھکر اس کے پاس پہونچے اور اس کے سینہ پر تلوار رکھکر اس زور سے دابی کہ وہ نیچے بستر میں بھی جا گھسی اسنے بہت زور سے ایک چیخ ماری اور اوسی میں جان دیدی سب آدمی گھبرا کر اوٹھے اور اوس کی طرف دوڑے ہوئے آئے حضرت عُمیرؓ تو نکل ہی چکے تھے یہ اکیلا مرا ہوا پڑا تھا آخر ذرا ادھر اُدھر دیکھ بھال کر جب کوئی نہ ملا تو اوس کو اُٹھا کر اوس کے گھر لے گئے اور اوس کے کفن دفن وغیرہ کا سامان کرنے لگے اور آپسمیں کہنے لگے کہ اس کے قاتل کا سراغ لگاؤ خدا کی قسم اگر ذرا بھی معلوم ہوگیا تو اوس کو اس کے بدلہ میں ضرور قتل کریں گے ایک خاتون مُسمّاۃ حضرت نہدیہ نے اسی کے بارہ میں یہ شعر فرمائے ہیں -

شعر

لَعَمْرُ الَّذِیْ اَمْنَاكَ اِذْ بِئْسَ مَا یُمْنِیْ ۔۔۔ تُکَذِّبُ دِیْنَ اللّٰہِ وَمَرْءِ اسْمُہٗ اَحْمَدُ

(اے ابوعفک) تو خدا کے دین اور (اوس کے رسول) محمد کو جھٹلایا کرتا تھا تیرے قاتل کی قسم کہ اس (جھٹلانے کے) وقت تجھے بری موت نے مارا ہے -

اَبَا عِفْکٍ خُذْھَا عَلٰی کِبَرِ السِّنِّ ۔۔۔ حَبَاكَ حَنِیْفٌ آخِرَ اللَّیْلِ طَعْنَۃً

ایک مسلمان نے تجھے آخری رات میں ایک حملہ میں (یہ کہتے ہوئے) دبا لیا - کہ (اے) ابوعفک لے بڑھاپے میں اس کو (اوٹ)

اَبَا نَكَ حَاسٍ اللَّيْلِ مِنْ اِنْسٍ اَوْ جِنِّیْ	فَاِنِّیْ وَاِنْ اَعْلَمْ بِقَاتِلِكَ الَّذِیْ

میں تیرے اوس قاتل کو جس نے تیر اندھیری رات میں - باپ کاٹا ہے خوب جانتی ہوں کہ وہ انسان ہے یا جن ہے۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے مَعنِ بن عُمر نے اور ان سے ابن اُقَیش نے بیان کیا کہ ابوعفک ہجرت سے بیس[۲] مہینے بعد شوال کے مہینہ میں قتل کیا گیا۔

(راوی) کہتا ہے کہ قبیلہ (بنی قینقاع) کی جنگ ہجرت سے بیس[۲] مہینے کے بعد نصف شوال میں ہفتہ کے روز شروع ہوئی تھی اور ذیقعدہ تک ان کا محاصرہ کیا گیا۔ ہمسے شیخ ابوبکر محمد بن عبدالباقی نے اور ان سے شیخ ابومحمد حسن بن علی جوہری نے (محرم ۴۴۶ھ میں) اور ان سے ابوعمر محمد بن عباس بن حَیُّوَیہ نے اور ان سے ابوالقاسم عبدالوہاب بن ابی حَیَّہ نے اور ان سے ابوعبداللہ محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے ابوعبداللہ محمد بن عمرو واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے حارث بن فُضَیل نے اور ان سے ابن کَعب قُرَظی نے بیان کیا کہ جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرماکر مدینہ تشریف لائے تو کل قوم یہود نے آپ سے معاہدے کئے اور آپ کے اور ان کے درمیان تحریری عہد نامے ہوئے اور آپ نے عہدناموں میں ہر ایک قوم کے ساتھ اوسکے طرفداروں کو بھی شامل کردیا اسطرح سے آپ نے اپنے اور اون کے درمیان امن و امان قائم کردیا اور ان سے چند شرائط طے کرلئے جس میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ جن قوموں سے عہد نامے ہوئے ہیں اون میں سے کسی قوم کی یہ مجال نہ ہوگی کہ وہ ہمارے مقابلہ میں ہمارے کسی دشمن کا ساتھ دے یا کسی طرح سے اوس کی امداد کرے چنانچہ جنگ بدر سے پہلے پہلے تو یہ سب قومیں ان معاہدوں کی پابند رہیں مگر جب آپ جنگ بدر سے جیت کر مدینہ واپس تشریف لائے اور مسلمانوں کو اللہ نے یہ خوشی خرمی عنایت فرمائی تو یہود جلن کی وجہ سے فساد پر اوتر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ وعدے وعید کئے تھے وہ سب توڑ پھینکے آخر جب آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے سب یہودیوں کو جمع کرایا اور انکو

سمجھایا کہ اے یہودیو تمہاری خیر اسی میں ہے کہ بس تم مسلمان ہو جاؤ اور میرا کہنا مانو میں واقعی خدا کا رسول ہوں اور خدا کی قسم تمہیں میرا رسول ہونا خوب اچھی طرح معلوم ہے سو تم میرے ساتھ عداوت اور مخالفت کر کے اپنی جانوں کو کیوں وبال میں پھنساتے ہو اور دیکھو خدا کے وبال آنے سے پہلے پہلے آدمی بن جاؤ تو بہتر ہے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا تمہیں بھی قریش کی طرح سخت وبال میں پھنسا دے اور پھر تمہارے ہاتھ سے بیٹھے بٹھائے یہ امن اور عافیت کا موقع نکل جائے اور انجام کار پریشان اور پشیمان ہونا پڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتیں سنکر یہود اور زیادہ جل بھن گئے اور اکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ اے محمد تو قریش سے جیت کر زیادہ گھمنڈ میں نہ آوہ تو ایک گنوار قوم تھی اون سے جیتنا کچھ جیتنا نہیں ہے اور خدا کی قسم ہم ایک جنگی اور فوجی قوم ہیں تجھے ابھی ہمسے پالا نہیں پڑا ہے جس دن ہمسے پالا پڑ جاوے گا اوسدن تجھے معلوم ہو جاوے گا کہ ہم کیسے ہیں اور ہماری کیا حقیقت ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاوے گا کہ ہمسے پہلے تجھے ہمارے جیسے بہادر آدمیوں سے کبھی پالا ہی نہیں پڑا ہے بس ان باتوں کو تو آنے جانے دے اور اپنی حقیقت پر رہ اور ہمیں اپنی حقیقت پر رہنے دے ان باتوں میں کیا رکھا ہے۔

یہود کی عہد شکنی اور اظہار عداوت اور شرارت وغیرہ کا قصہ ہو ہی رہا تھا کہ اتفاق سے اسی اثناء میں ایک عربی شریف خاتون جو کسی انصاری کی زوجیت میں تھی قبیلہ (بنی قینقاع) کے بازار میں آگئی اور کسی سنار کی دوکان پر بیٹھکر اپنا کچھ زیور وغیرہ بنوانے لگی اس قبیلہ کے ایک یہودی کو یہ شرارت سوجھی کہ وہ اس عورت کے پیچھے دبے دبے پاؤں آکر بیٹھ گیا اور بیخبری میں اس کی انگیا کے بند پیچھے سے ایک کانٹے سے کھولدئے اس عورت کو کچھ پتہ نہ چلا بیخبری میں اوٹھی تو سارا بدن کھل گیا اس سے سب یہودی جو وہاں پر موجود تھے خوب ٹھٹھے مار مار کر ہنسنے لگے وہاں پر ایک مسلمان بھی موجود تھا اوس کو ان کی شرارت پر بہت تاؤ آیا اور وہ جھنجھلا کر اوس یہودی کی طرف جس نے یہ شرارت کی تھی جھپٹا مگر وہ یہودی اس کو غصہ میں بھرا ہوا دیکھکر ڈر کے مارے بھاگ گیا یہ بھی جوش میں اوس کے پیچھے پیچھے بھاگ لیا آخر مسلمان نے اوس کو پکڑ لیا اور وہیں قتل کر ڈالا اسپر اس قبیلہ کے بہت سے یہودی

جمع ہو گئے اور جتھہ بندی کی وجہ سے اس مسلمان کو قتل کر ڈالا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے عہد شکنی کا عام اعلان کر دیا اور جنگ کے لئے آمادہ ہو کر اپنے قلعہ میں جا گھسے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قصّہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فوراً مسلمانوں کو لیکر اونپر چڑھائی کی
اور اون کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا (راوی) کہتا ہے کہ قوم یہود میں سب سے پہلے اس قبیلہ کے یہودیوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھیڑ چھاڑ کی اور یہی سب سے پہلے جلا وطن کئے گئے اور یہودیوں
میں سب سے پہلے آپ نے انھیں پر لشکر کشی کی ہے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے
اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبد اللہ نے اور ان سے زہری
نے اور ان سے حضرت عُروہ نے بیان کیا کہ جسوقت یہ آیت (وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ
اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ الخ) اوتری تو حضور اس کو لیکر اس قبیلہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو
اعلان کر دیا کہ اب ہمارے تمہارے درمیان کسی قسم کا کوئی معاہدہ باقی نہیں رہا جو تمہارا جی
چاہے تم کرو جو ہمارا جی چاہے گا ہم کریں گے (راوی) کہتے ہیں کہ اس اعلان کے بعد آپنے
ان یہودیوں کو ان کے قلعہ میں پندرہ روز تک بہت زور شور سے گھیرے رکھا کہ اِن کے
چھکّے چھوٹ گئے اور مرعوب ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشامد درامد کرنے لگے اور کہنے
لگے کہ آپ ہمیں معاف کر دیں اور نیچے اوترنے کی اجازت دیدیں ہم آپ کے تابعدار ہو کر یہاں
رہیں گے اور اگر یہاں رہنے کی اجازت نہ ہو تو ہم یہاں سے کہیں اور چلے جاویں گے آپنے
معاف کرنے سے تو انکار کر دیا لیکن یہ فرمایا کہ جیسے میں کہوں ویسے اوترو تو اوترنے کی اجازت
ہوگی ورنہ ہرگز اجازت نہیں ہوگی آخر اونھوں نے عاجز ہو کر اسی کو منظور کر لیا کہ اچھا جسطرح
آپ فرمائیں ہمیں اوسیطرح منظور ہے اسپر آپ نے اونکو اوترنے کی اجازت دیدی اور جب
سب نیچے اوتر آئے تو صحابہ کو حکم دیا کہ ان سب کی مشکیں باندھ لیں صحابہ نے آپ کے حکم کے
موافق اونکی مشکیں باندھ لیں اور آپ نے اون کی نگرانی کے لئے حضرت (مُنذر بن قُدامہ
سالمی) کو متعین فرما دیا آپ انکو باندھ جوڑ کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ وہاں سے عبد اللہ بن
ابی کا گذر ہوا اس نے ان کو بندھا ہوا دیکھکر صحابہ سے کہا کہ ان کو کھولدو یہ سنکر حضرت مُنذر
کو جوش آگیا اور آپ نے فرمایا کہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے اون کو

جہت

کون ان کھول سکتا ہی خدا کی قسم ان کو جو شخص ہاتھ لگاوے گا میں اوسی کو قتل کرڈالوں گا عبداللہ بن اُبَیّ نے ان سے جب ایسا کرارا جواب سُنا تو وہ ان سے مایوس ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگا ہوا گیا اور آپ کے پیچھے سے آپ کی زرہ میں ہاتھ ڈال کر کہنے لگا کہ اے محمد آپ میرے عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے اور ان کو چھوڑ دیجئے آپ نے اوس کی اس حرکت سے غصّہ ہو کر اور تمتما کر اوس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ کمبخت مجھے چھوڑ تو سہی اوس نے کہا کہ جب تک آپ ان کو معاف نہیں کریں گے میں آپ کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا کیونکہ اونھوں نے میرے ساتھ ایسا سلوک کر رکھا ہے جس کو میں کبھی مرتے دم تک نہیں بھول سکتا کہ جنگ (حَدَائِق) اور جنگ (بُعَاث) میں اونھوں نے میری چار سو زرہ دار جوانوں اور تین سو بے زرہ جوانوں سے مدد کی تھی اور اے محمد آپ ان کو ایک ہی دن میں غارت کئے دیتے ہیں علاوہ ازیں مجھے آئندہ کو اور بہت سے خطرات نظر آرہے ہیں سو میں اپنے ایسے رفیقوں اور جان نثاروں کو کیونکر ہلاک ہونے دوں گا بس آپ براہ کرم ان کو چھوڑ ہی دیجئے آخر آپ نے اُس کے کہنے سننے اور خوشامد درآمد سے صحابہ کو حکم فرمایا کہ ان خبیثوں کو چھوڑ دو خدا ان کو اور ان کے ساتھ اس خبیث (ابن اُبَیّ) کو بھی لعنت کرے غرضکہ آپ نے ان کو قتل کرنے سے چھوڑ دیا مگر جلاوطن ہونیکا حکم فرمادیا اُسوقت تو عبداللہ ابن اُبَیّ چلا گیا مگر پھر جسوقت وہ سب اپنا سامان وغیرہ لیکر کوچ کرنے کو طیّار ہوئے تو عبداللہ اپنے اور طرفداروں کو لیکر آیا تاکہ کسی طرح آپ سے سفارش کرکے ان کو جلاوطن بھی نہ ہونے دے جب آپ کے درِ دولت پر پہونچا تو وہاں دروازہ پر حضرت (عُمَیرؓ بن ساعدہ) کھڑے تھے اونھوں نے اوس کو اندر جانے سے روکا اور یہ فرمایا کہ جب تک حضور کی اجازت نہ ہوگی تم اندر نہیں جاسکتے اس لئے پہلے اجازت لیلو پھر اندر جانا اسپر عبداللہ نے ذرا اکڑ میں آکر حضرت عُمَیرؓ کو دھکا دیدیا اونھوں نے بھی جھنجھلا کر اس کو ایسے زور سے دھکا دیا کہ اس کا مُنہ دیوار میں جاکر لگا اور چھلکر سب لہولہان ہوگیا یہ دیکھکر اس کے ساتھ جو یہودی آئے تھے وہ سب دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور اس سے کہنے لگے کہ اے (ابوحباب) ہم ایسی منحوس جگہ میں اب ہرگز نہیں ٹھہریں گے کہ جس میں تیری ایسی آبروئی اور ہتک ہوئی اور ہم بالکل بے بس ہیں

کہ کچھ بھی اوسکا تدارک نہیں کر سکتے آخر عبداللہ بھی اون کو دیکھکر چیخیں مار مار کر رونے لگا اور اپنے چہرہ سے خون پونچھتا جاتا تھا اور ان سے یہ کہتا جاتا تھا کہ ارے کمبختو ذرا ٹھہرو تو سہی کہاں بھاگے جاتے ہو تم یہیں رہو کہیں نہ جاؤ مگر وہ روتے روتے یہی کہے جاتے تھے کہ ہم ایسی منحوس جگہ میں ہرگز نہیں ٹھہریں گے جہاں تجھ جیسے سردار کی ایسی ہتک ہو اور ہم بے بس ہوکر تجھے تکے جاویں اور کچھ بھی اوس کا تدارک نہ کر سکیں غرض یونہی روتے چلاتے چلدئے (راوی) کہتا ہے کہ یہود میں یہ قبیلہ سب سے زیادہ بہادر تھا مگر اللہ نے ان کے دل میں ایک ہی دفعہ کے محاصرہ سے ایسا رعب ڈالدیا کہ انکو سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ سوجھا اور یہ عبداللہ بہت مکار تھا اسی نے ان کو یہ کہا تھا کہ تم جنگ کا اعلان کردو اور قلعہ میں بند ہوجاؤ اور خود بھی اس کا خیال اون کے ساتھ شامل ہونے کا تھا مگر یہ کارروائی کرکے اون کو تو ذلیل وخوار کردیا اور آپ پھر ویسا کا ویسا ہی رہا نہ اون کے پاس قلعہ میں گیا نہ اونکی اور کسیطرح خبر لی اور وہ وہیں قلعہ میں محاصرہ کی وجہ سے بند پڑے رہے اور مجبوری کی وجہ سے لڑائی وغیرہ کچھ بھی نہ کر سکے اور بالکل بے بس ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشامد درآمد کی اور جب آپ اس سے بھی رضامند نہ ہوئے تو اونھوں نے بالکل اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کردیا کہ آپ کا جو جی چاہے وہ کیجئے ہمیں سب منظور ہے چنانچہ پہلے تو آپ نے ان کی مشکیں بندھوالیں اور سب کے قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر اسی عبداللہ کی سفارش اور کوشش سے بجز قتل کرنے سے تو درگذر کی مگر وہاں سے جلاوطن ہوجانیکا حکم فرمایا اور سوائے معمولی چیزوں کے اون کی سب چیزیں ضبط کرلیں چنانچہ جب وہ قلعہ سے نیچے اوترے اور قلعہ کا دروازہ کھولدیا تو آپ نے حضرت (محمد بن مسلمہ) کو اونکے وہاں سے نکال دینے پر اور اون کے مال ودولت پر قبضہ کرنے کے لئے مقرر فرمادیا اور حضور نے اون کی (تیرکمانوں میں) سے تین تیر کمانیں لیں جن میں سے ایک کا نام (کتوم) تھا جو جنگ احد میں ٹوٹ گئی تھی اور ایک کا نام روحار تھا اور ایک کا نام بیضاء تھا اور دو زرہیں لیں جنمیں سے ایک کا نام (صغدیہ) تھا اور دوسری کا نام (فضہ) اور تین تلواریں لیں جن میں سے ایک کا نام (قلعی) تھا اور ایک کا نام (بتار) تھا اور ایک اور تیسری جس کا غالبًا کوئی خاص نام نہ تھا اور تین ہی

تیر لئے تھے (راوی) کہتا ہے کہ مسلمانوں کو اون کے قلعوں میں سے اور بہت سے ہتھیار اور زرگری کے اوزار ملے اور یہ لوگ سنار تھے (محمد بن مسلمہ) فرماتے ہیں کہ اون کی زرہوں میں سے ایک زرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی عنایت فرمائی اور ایک زرہ حضرت (سعد بن معاذ) کو دی جسکو (تحل) پہنتے تھے (راوی) کہتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس کچھ اراضی اور کھیت وغیرہ نہ تھی بلکہ یہ لوگ محض دستکار تھے اور زرگری کا کام کیا کرتے تھے۔ اور جو کچھ انکا ساز و سامان وغیرہ ملا اوسمیں سے پانچواں حصہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلیا اور باقی سب اپنے ساتھیوں میں تقسیم کردیا اور انکے جلاوطن کرنے پر حضور نے حضرت عُبادہ بن صامت کو مقرر کردیا تھا چنانچہ جب حضرت عُبادہ انکے نکالنے کیواسطے انکے پاس تشریف لیگئے تو یہ لوگ شکوہ و شکایت کرنیلگے اور کہنے لگے کہ اے ابوالولید آپ تو قبیلہ (اوس) اور قبیلہ (خزرج) سے ہیں اور ہمارے رشتہ دار ہیں کیا آپنے بھی ہمارے ساتھ ایسی بیوفائی کی کہ ہمسے بالکل ہی الگ ہوگئے اسپر حضرت عبادہ نے فرمایا کہ بھائی جب تم مسلمانوں سے بالکل لڑنے پر آمادہ ہوگئے تو مجھے مجبوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر تمہاری طرف سے بری الذمہ ہونا پڑا اور جو کچھ تمسے عہد ہو رہا تھا اُسکو توڑنا پڑا اسواسمیں جو کچھ خطا ہے وہ تمہاری ہے میری کیا خطا ہے میں ایسا نہ کرتا تو اور کیا کرتا جب تم شرارت پر اُتر آئے تو مجھے لامحالہ تمسے الگ ہونا پڑا۔ (راوی) کہتا ہے کہ حضرت عُبادہ کا ان سے معاہدہ ہو رہا تھا اور عبداللہ اور حضرت عُبادہ ان کے معاہدہ میں شریک تھے اس لئے انھوں نے ان سے گلہ شکوہ کیا اور عبداللہ (ابن ابی) نے ان کو طعنہ دیا کہ بھائی تو تو اپنے ساتھیوں اور رشتہ داروں کے عہد سے الگ ہوگیا تجھے یہ مناسب نہ تھا اور ان کو اس قبیلہ کے احسانات یاد دلاتے ہوئے کہا کہ دیکھ تو انھوں نے تیرے ساتھ فلاں فلاں موقعہ پر کیسے کیسے احسان کئے ہیں اور تو نے ان سب کو خاک میں ملادیا حضرت عبادہ نے عبداللہ کی بات سنکر فرمایا کہ اے (ابو حُباب) ان پرانی باتوں کا کیا ذکر کرتا ہے یہ تو سب آتی جاتی رہیں اور اب وہ دل ہی نہیں رہے اسلام نے سب پرانے وعدے وعید مٹادئے اب ان کا ذکر کرنا بالکل بیکار ہے اور اے (ابو حباب) تو ایسی بات کو چمٹا ہوا ہے جس کے نتیجہ کو عنقریب کل دیکھ لیگا غرض انہیں آخر حضرت عبادہ نے یہ سب باتیں کرکرا کر اون کو کوچ کرنے کو کہا تو وہ اون کی بہت خوشامد درآمد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمیں ذرا سی مہلت دیدیجئے گا اس پر حضرت عبادہ نے ان کو تہائی دن کی مہلت دیدی اور فرمایا کہ بس اس سے

زیادہ مہلت نہیں ہو سکتی یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے بس اس سے زیادہ کا حکم نہیں ہے اور یہ بھی چونکہ میری تمہاری بہت زیادہ راہ و رسم ہے اس لئے میں تمہارے ساتھ اتنی رعایت کرتا ہوں غرضکہ جس وقت تہائی دن گذر چکا تو حضرت عبادہ نے ان سب کو آبادی سے نکالکر باہر کر دیا اور خود بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لئے یہاں تک کہ یہ ملک شام کے راستہ پر ہو لئے اور حضرت عُبادہ راستہ میں اون سے یہ فرماتے جاتے تھے کہ دیکھو دور سے دور جگہ جا کر ٹھہرنا کہیں قریب ہی نہ رُک جانا اور اون کو مقام (ذُباب) تک نکال کر واپس آئے اور یہ سب لوگ (مقام اذرعات) میں پہونچ گئے (راوی) کہتا ہے کہ اونھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ ہمارا لوگوں پر کچھ قرضہ ہے ہمیں اوس کے وصول کرنے کے لئے کچھ مہلت ملجاوے مگر آپ نے اسکو منظور نہیں فرمایا اور یہ فرمایا کہ بس سب چھوڑ چھاڑ کے تم یہاں سے جلد نکل جاؤ (راوی) کہتا ہے کہ اس (ابن کعب) کی روایت کے سوا ہمنے ان کے جلاوطن ہونے کی نسبت اور طریقہ سے بھی روایت سنی ہے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد نے اور ان سے زُہری نے اور ان سے عُروہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے کامیاب ہو کر مدینہ واپس تشریف لائے تو یہود کو حسد کی وجہ سے بہت جلن پیدا ہوئی اور وہ شرارتیں کرنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان سے معاہدہ کر رکھا تھا اس لئے آپ بدعہدی کے خیال سے خاموش رہے آخر جب حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت (وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنۡ قَوۡمٍ خِيَانَةً) لیکر نازل ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تو (بنی قینقاع) سے خدشہ ہے اسپر حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ بس آپ اون کو یہ آیت سنا کر اون کا عہد واپس کر دیجئے چنانچہ آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور یہ آیت سنا کر اون کا معاہدہ فسخ کر دیا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ پھر اون کی شرارتوں کی وجہ سے اون کا مُحاصرہ کیا گیا اور اونھوں نے بے بس ہو کر اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا آپ نے اون کی تو خیر جان بخشی کر دی اور ان کے بال بچے اور عورتیں بھی ان کو دیدیں مگر ان کا مال و دولت اور ساز و سامان سب ضبط کر لیا اور اون کو جلاوطن کر دیا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے

اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن قاسم نے اوران سے ان کے والد مُسمّٰی رُبیّع بن سُبْرَہ نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں شام کی طرف سے آتا ہوا مقام (فلحتیّن) میں تھا کہ میں نے قبیلہ (بنی قینقاع) کو دیکھا کہ وہ اپنے بال بچوں اور عورتوں کو اونٹوں پر لادے ہوئے لئے جارہے ہیں میں نے اون سے دریافت کیا کہ یہ کیا قصہ ہے اونھوں نے کہا کہ ہمیں محمد نے جلاوطن کردیا ہے اور ہمارا سب مال ودولت اور ساز وسامان ضبط کرلیا ہے میں نے کہا کہ پھر اب کہاں جارہے ہو اونھوں نے کہا ملک شام میں جانے کاارادہ ہے (سُبْرَہ) نے بیان کیا کہ جب وہ مقام (وادی القریٰ) میں اوترے تو اونھوں نے وہاں ایک مہینے تک قیام کیا اور وہاں کے یہودیوں نے اون کی بہت کچھ مدد کی یعنی جوشخص بے سواری تھا اس کو سواری دیدی اور جوشخص خرچ وغیرہ سے تنگ تھا اس کو خرچ بھی دید یاغرضکہ ان کو خوب اچھی طرح ہرقسم کے ساز وسامان سے مضبوط کرکے روانہ کیا اور یہ یہاں سے روانہ ہوکر مقام اَذْرِعَاتْ کی طرف گئے اور وہاں جاکر کچھ روز قیام کرکے پھر ملکِ شام کی طرف چلے گئے۔

ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اور ان سے یحیٰی بن عبداللہ بن ابی قتادہ نے اوران سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت (ابولُبابہ بن عبدالمنذِر) کو مدینہ کی نگرانی کے لئے تین مرتبہ مقرر کیا تھا ایک دفعہ تو جنگ بدر کے وقت اور ایک دفعہ قبیلہ (بنی قینقاع) کے محاصرہ کے وقت اور ایک دفعہ (غزوہ سویق) کے وقت اور یہ (غزوہ) ہجرت سے بائیس مہینے کے بعد ذی الحجہ کے مہینہ میں ہوا تھا چنانچہ جسوقت آپ اس (غزوہ) کے لئے یکشنبہ کو مدینہ سے روانہ ہوئے تو (ذی الحجہ) کے ختم ہونے میں پانچ دن باقی تھے۔ ہمسے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن عبداللہ نے اوران سے زُہری نے اوران سے اسحاق بن حازم نے اوران سے محمد بن کعب نے بیان کیا کہ جب مُشرک بدر سے ہارکر مکہ واپس گئے تو ابو سفیان نے غصہ کے مارے لوگوں سے یہ کہا کہ میں جب تک محمد اور اوس کے ساتھیوں سے بدر کا بدلہ نہیں لے لوں گا اُسوقت تک مجھے تیل

وغیرہ استعمال کرنا حرام ہے آخر وہ اسی دھن میں لگا رہا اور کچھ عرصہ کے بعد بقول زُہری دوسوا اور بقول ابن کعب چارسو سوار لیکر مسلمانوں سے بدر کا بدلہ لینے کے واسطے روانہ ہوا اور مقام (نجدیہ) میں ہوتا ہوا رات کے وقت قبیلہ (بنی نضیر) میں پہونچکر اون کے پاس قیام کیا ضروریات سے فارغ ہوکر رات ہی کو ایک شخص مُسمّی (حُیّی بن اخطب) کے پاس گیا اور مسلمانوں کا حال چال چلن دریافت کرنے لگا اوس نے بتلانے سے انکار کر دیا یہ اس کے پاس سے مایوس ہوکر ایک شخص مُسمّی (سلام بن مشکم) کے پاس گیا اور وہاں جاکر خاطر خواہ اس کی مراد حاصل ہوگئی کہ اوس نے ان کی خوب مہمانی بھی کی اور خاصکر ابوسفیان کو شراب بھی پلائی اور مسلمانوں کی نسبت اوس کو جو کچھہ معلوم تھا لفظ بلفظ سب کچھہ ان سے کہہ سنایا۔ غرض رات کو تو ابوسفیان خوب عیش وعشرت سے رہا اور صبح کو سویرے سے اوٹھکر مقام (عُریض) میں پہنچا وہاں اُسے ایک شخص مسلمان قبیلہ (انصار) سے اپنے کھیت پر ایک مزدور لئے ہوئے ملگیا اس نے ان دونوں کو گرفتار کراکر قتل کرادیا اور (عُریض) میں دو ایک مکان بھی جلا دیئے اور ان کی کھیتی بھی سب پھونک دی یہ کام کر کے اوس نے سمجھا کہ بس اب میرے بدلہ لینے کی قسم تو پوری ہوگئی آگے جانے کی کیا ضرورت ہے اس لئے وہیں سے واپس ہولیا اور مسلمانوں کے پیچھا کرنے کے خوف سے بھاگنا شروع کیا اودھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے فوراً چند صحابہ کو لیکر اوس کا پیچھا کیا ابوسفیان کو مسلمانوں کے آنے کا پتہ چل گیا بس پھر تو اس کے چھکے چھوٹ گئے اور سب نے اندھے باؤلوں کی طرح بھاگنا شروع کیا اور سواریوں کے ہلکا کرنے کے لئے ان کے پاس جو کچھہ (سَتّو) وغیرہ کی تھیلیاں تھیں اون کو نیچے پھینکنا شروع کر دیا غرض جوں توں کر کے مکہ پہونچ گئے اور مسلمانوں کے ہاتھ نہ آئے ان کی ستّو کی تھیلیاں سب مسلمانوں نے اٹھالیں اور اپنے کام میں لائے اور جب یہ ہاتھہ سے نکل گئے تو مدینہ کو واپس چلے گئے (راوی) کہتا ہے کہ اس (غزوہ) کو غزوہ سویق اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ مشرک اسمیں (سویق یعنی ستّو) راستے میں پھینکتے ہوئے بھاگے تھے (راوی) کہتا ہے کہ (زُہری) سے روایت ہے کہ یہ ذیل کے اشعار ابوسفیان نے اسی واقعہ میں کہے ہیں۔

شعر

سَقَانِی فَرَوَّانِی کُمَیْتًا مُدَامَۃً عَلٰی ظَمَاءٍ مِنِّی سَلَامُ بْنُ مُشْکِمٖ

ترجمہ۔ (سلام بن مشکم) نے مجھے پیاس کے وقت نہایت عمدہ شراب پلائی اور خوب سیراب کر دیا۔

وَذَاکَ اَبُوْ عَمْرٍو یَجُوْدُ وَدَارُہٗ بِیَثْرِبَ مَاوٰی کُلِّ اَبْیَضَ حَضْرَمٖ

ترجمہ۔ اور اس "سلام بن مشکم" کو ابو عمرو کہتے ہیں (یہ ہمیشہ) سخاوت ہی کرتا رہتا ہے اور اس کا گھر مدینہ میں ہر شریف تنگ حال کے لئے پناہ کی جگہ ہے۔

(راوی) کہتا ہے کہ حضرت زُہری اس کی کُنیت ابو عمرو فرمایا کرتے تھے اور ان کے علاوہ اور لوگ ابو الحکم کہتے تھے (راوی) کہتا ہے کہ اس غزوہ میں جاتے وقت رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے مدینہ پر حضرت ابو لُبابہ بن عبد المُنذِر) کو اپنا نائب بنا دیا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد نے اور ان سے زہری نے بیان کیا کہ (غزوہ قرارۃ الکدر) ہجرت سے بائیس مہینے کے بعد ذی الحجۃ کے مہینہ میں ہوا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس غزوہ کا نام (غَزوۂ قُرقُرۃُ الکُدرِ) ہے اور یہ ہجرت سے تیئیس ۲۳ مہینے کے بعد محرم کے مہینہ میں ہوا تھا اور اسمیں قبیلہ (بنی سُلَیم) اور قبیلہ (بنی غطفان) پر دھاوا تھا اور حضور اس میں مصروف رہنے کی وجہ سے پندرہ روز تک مدینہ سے غائب رہے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبد اللہ بن جعفر نے اور ان سے ابن ابی عَون نے اور ان سے یعقوب بن عُتبہ نے بیان کیا کہ قبیلہ (بنی غطفان) اور قبیلہ (بنی سُلَیم) کے کچھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ ہو کر شرارت اور بغاوت کی غرض سے مقام (قرارۃ الکدر) میں جمع ہو گئے تھے۔ اسو جہ سے جب حضور کو اس جتھہ بندی کی خبر ہوئی تو آپ نے فوراً چند صحابہ کو لیکر ان کے پراگندہ کرنے کی نیت سے مدینہ سے کوچ کیا اور ان کے سب راستے گھیر لئے اور ان کا سُراغ لگا کر خاص اوس مقام پر پہونچے کہ جہاں ان کے مویشی آرام کرتے تھے اور پانی وغیرہ پیا کرتے تھے مگر وہاں پر کوئی نہ ملا اسلئے

آپ نے صحابہ کے دو حصے کرکے ایک حصّہ کو تو یہ حکم دیا کہ تم میدان کے اونچے حصّے سے گھومتے ہوئے ادھر کو آؤ اور ہم ادھر بیچ میں سے اودھر کو آتے ہیں چنانچہ ایسا کرنے سے میدان کے بیچ میں آپ کو چند چرواہے مویشیوں کو چراتے ہوئے ملگئے اون میں ایک لڑکا بھی تھا جس کا نام (ببسار) تھا آپ نے ان سے باغیوں کا حال دریافت کیا کہ بتلاؤ اور آدمی کہاں ہیں اور تو کوئی بولا نہیں مگر اس لڑکے نے جواب دیا۔ صاحب ہمیں اور تو کچھ خبر نہیں ہاں اتنا معلوم ہے کہ یہاں سے پانچویں چوتھے باری باری سے مویشیوں کو پانی پلانے چشمے کی طرف جایا کرتے ہیں سو پانچویں روز والے تو پلا لائے اب چوتھے روز والے شاید وہیں اوپر پانی پلانے کو گئے ہیں باقی ہم تو چرواہے ہیں کہ ان مویشیوں کو ادھر اودھر سے گھیر کر ایک جگہ چراتے رہتے ہیں آخر آپ نے اون سب مویشیوں کو ہنکوا لیا اور مدینہ کو واپس ہوئے اور ساتھ ساتھ وہ لڑکا بھی لگا چلا آیا چنانچہ جب آپ نے صبح کی نماز کے بعد سلام پھیرا تو دیکھا کہ وہ لڑکا (یسار) بھی وہیں کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہے اس کے بعد آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ ان کی جو چیزیں بھی ہوں اون سب کو آپس میں تقسیم کر لو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں بعض آدمی کمزور بھی ہیں اور سب اپنے حصّے کو بذات خود نہیں لیجا سکیں گے اس لئے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ سب کو اکٹھا ہی رہنے دیا جاوے تاکہ لیجانے میں یہ دقتیں درپیش نہ ہوں۔ مگر آپ نے اس رائے کو پسند نہیں فرمایا اور تقسیم ہی کر لینے کی رائے دی اس پر صحابہ نے عرض کیا کہ اچھا یا رسول اللہ اگر آپ کی خوشی ہو تو ہم اس لڑکے مسمّی (یسار) کو جو نماز پڑھ رہا ہے آپ کے حصے میں لگا دیں حضور نے فرمایا تم سب اسپر خوش بھی ہو صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ ہم دل و جان سے خوش ہیں آخر سب کی خوشی سے آپ نے اوسے قبول فرما لیا اور پھر ساتھ ہی ساتھ آزاد کر دیا باقی رہے مویشیوں کو آپس میں تقسیم کر لیا صحابہ دو سو تھے ہر ایک کے حصے میں سات سات اونٹ آئے تقسیم وغیرہ سے فارغ ہو کر وہاں سے کوچ کیا اور بخیر و خوبی مدینہ پہونچ گئے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبد الصمد بن محمد سعدی نے اور ان سے حفص بن عمر بن ابی طلحہ نے اور ان سے کسی اور

شخص نے اور اوس سے ابوأروی دوسی نے بیان کیا کہ میں خود اس غزوہ میں موجود تھا اور تمام اونٹ میری ہی نگرانی میں تھے سب کو میں ہی ہانک رہا تھا چنانچہ جب ہم مقام (صرار) میں جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے پہونچے تو یہاں پر ٹھہر کر حضور کا پانچواں حصہ اونٹوں میں سے نکالا گیا سب اونٹ پانچسو تھے جن میں سے سو تو حضور کے حصہ میں آئے اور چار سو مسلمانوں پر تقسیم کر دیئے گئے اور ہر شخص کے حصہ میں دو دو اونٹ آئے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن نوح نے اور ان سے ابو عُفَیر نے بیان کیا کہ مقام (قرارہ) کی طرف جاتے ہوئے آپ نے مدینہ پر اپنا نائب حضرت (ابن اُمّ مکتوم) کو مقرر فرمایا تھا سو یہ سب آدمیوں کو جمع کر کے حضور کے ممبر کے دائیں جانب کھڑے ہو کر اون کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے۔

کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا ذکر

(راوی) کہتا ہے کہ ہجرت سے پچیس ۲۵ مہینے کے بعد ربیع الاول کے مہینہ میں اس کے قتل کا قصہ ہوا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالحمید بن جعفر نے اور ان سے یزید بن رومان نے اور واقدی سے مُعمر نے اور ان سے زُہری نے اور ان سے ابن کعب بن مالک نے اور واقدی سے ابو ابراہیم بن جعفر نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے جابر بن عبداللہ نے کعب بن اشرف کا قصہ بیان کیا (واقدی) فرماتے ہیں کہ مجھسے ان تینوں صاحبوں نے اس قصہ کا کچھ حصہ الگ الگ بیان کیا مگر سب کا حاصل یہ ہے کہ (کعب بن اشرف) بڑے زور کا شاعر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی بہت ہجو اور مذمت کیا کرتا تھا اور اپنے شعر اشعار کے ذریعہ سے قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فساد اور جھگڑا کرنے کے لئے بھڑکایا کرتا تھا اور جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اوسوقت مدینہ کے باشندوں کے کئی فرقے ہو رہے تھے کہ بعض تو مسلمان تھے (جن میں سے بعض کے پاس حربی سامان اور قلعے وغیرہ بھی تھے)

اور بعض مشرک تھے اور بعض یہودی تھے اور پھر ان میں سے ہر ایک فرقہ کے کچھ کچھ طرفدار
بھی تھے۔ چنانچہ ان دو قبیلوں (اَوس) اور (خزرج) کے بہت زیادہ طرفدار تھے غرضکہ
آپ نے فرقہ بندی کا رنگ دیکھکر اوس کو مٹانا چاہا اور سب میں باہمی سمجھوتہ اور سلوک کرانا
چاہا چنانچہ کوشش کرنے سے آپ کو اس میں کامیابی ہوئی اور سب فرقوں کے آپسمیں
باہمی تحریری عہدنامے مرتب ہوگئے مگر چونکہ ہر فرقہ اور ہر قبیلہ میں سے کوئی نہ کوئی
مسلمان ہوتا رہتا تھا اور یہ حالت تھی کہ باپ مشرک ہے تو بیٹا مسلمان ہے اور بیٹا یہودی
ہے تو باپ مسلمان ہے تو باوجود ان عہدناموں کے بھی مدینہ کے مشرک اور یہودی مذہبی تعصب
اور جلن کی وجہ سے مسلمانوں کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیف پہونچاتے
رہتے تھے جنگ بدر سے پہلے پہلے اس کی نسبت خدا کی طرف سے مسلمانوں کو یہی حکم آتا رہا کہ
تم بالکل خاموش رہو اور جو کچھ ان کی طرف سے تمہیں تکلیف پہونچے اوسے بالکل خندہ پیشانی
سے سہتے رہو اور ان سے حتی المقدور درگذر کرتے رہو چنانچہ انھیں کی بابت یہ آیت اوتری
تھی (وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ
تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ) ترجمہ۔ (اے مسلمانوں) تم یہودیوں اور مشرکوں
سے بہت تکلیف دہ باتیں سنوگے (مگر اس سے کہیں آپے سے باہر نہ ہو جانا بلکہ نہایت
متانت سے سہتے رہنا کیونکہ) اگر تم سہتے رہوگے اور خدا سے ڈرتے رہوگے تو یہ خدا کے
نزدیک) بڑی جواں مردی کے کاموں میں سے (شمار) ہوگا اور انھیں کے بارہ میں یہ
دوسری آیت اوتری تھی (وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ الخ) ترجمہ۔ (ای مسلمانو
دیکھو) بہت سے یہودیوں کو حسد کی وجہ سے یہ دھن لگ رہی ہے کہ (کسی طرح)
تمہیں مسلمان ہونے کے بعد پھر کافر بنالیں (اور طعن و تشنیع دینے سے بھی اُن کی یہی مراد
ہے کہ کسی طرح تم جوش میں آکر صحیح راستہ سے بہک جاؤ) ورنہ (واقع میں) ان کے
لئے حق ظاہر ہو چکا ہے بس جبتک خدا کا (دوسرا) حکم آوے تم اون کو معاف ہی کرتے رہو
اور (ان سے) درگذر کرتے رہو (وہ خود عنقریب ان کا بہت سہولت سے بندوبست
کردے گا کیونکہ) واقعی اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (سو یہ اوس کے قبضہ سے نکلکر

کہاں جائیں گے) مگر ان میں سب سے زیادہ یہ (کعب بن اشرف) مسلمانوں کی اذیت پر بہت زیادہ تلا ہوا تھا اور ہر وقت اسی دُھن میں رہتا تھا اور کسی طرح سے باز نہ آتا تھا اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بدر میں کامیاب کر دیا اور حضرت (زید بن حارثہ) قریش کے قتل ہونے اور گرفتار ہونے کی مدینہ میں خوشخبری لے کر آئے اور ان کے بعد وہ قریش کے قیدی بھی مشکیں بندھے ہوئے آئے تو یہ اون کو دیکھکر اور بھی جل بھُن گیا اور اپنی قوم سے کہنے لگا کہ کمبختو خدا کی قسم بس اب تو اس کتے خسی سے مرجانا بہتر ہے دیکھو تو یہ لوگوں کے سردار اور گھرانہ کے کیسے کیسے پڑے ہیں مگر خود ان کی یہ گت ہو رہی ہے قتل کے قتل ہو گئے اور یہاں مشکیں بندھے ہوئے پڑے ہیں یہ رہا جلا اب بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے کیا ہونا چاہیئے اونھوں نے کہا کہ ہمسے کیا پوچھتا ہے ہمنے تو پہلے سے اپنے دل میں یہی ٹھان رکھی ہے کہ زندگی بھر بس ان مسلمانوں سے عداوت اور دشمنی ہی کئے جاویں گے اس نے کہا کہ تم دشمنی کر کے کیا کر سکتے ہو جب انھوں نے اپنی قوم ہی کی یہ گت بنا دی اور اون سے بھی نہیں دبے تو تم سے کیا خاک ہو سکیگا میری رائے تو یہ ہے کہ میں قریش ہی کے پاس جاؤں اور اونھیں کو اوکساؤں وہی ان کا کچھہ جتن کریں گے جب میں ان کے آدمیوں کے جو بدر میں قتل ہو گئے ہیں مرثئے وغیرہ کہونگا اور انکو رُوؤں گا تو ضرور ان کا جی بھی بھر آئیگا اور وہ ضرور ان سے لڑنے مرنے پر از سر نو آمادہ ہو جائیں گے بس پھر میں اون کو ساتھ لیکر ا نپر چڑھائی کروں گا اس میں ہماری ہر طرح جیت رہے گی کیونکہ دونوں طرف سے انھیں کی قوم کا نقصان ہوگا چنانچہ وہ اس سازش کی غرض سے مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر (ابو وداعہ بن صُبَیرہ سہمی) کے پاس (جس کی بیوی مسماۃ عاتکہ دختر اُسید بن ابی العیص تھی) جا کر اُترا اور قریش کے مقتولوں کے مرثئے کہنے شروع کئے۔ چنانچہ ایک مرثیہ بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو۔

مرثیہ

طَحَنَتْ رِحَایَدْرٍ لِمَہْلِكِ اَهْلِهٖ وَلِمِثْلِ بَدْرٍ تَسْتَهِلُّ وَتَدْمَعُ

ترجمہ۔ بدر کی (منحوس) چکی (یعنی لڑائی) نے اپنے ہی آدمیوں کو پیسکر پھینکدیا۔ بدر (ہی) جیسے (منحوس) مقاموں پر (تو دھاڑ دی جاتی ہے اور (زار زار) رویا جاتا ہے۔

قُتِلَتْ سَرَاتُہ النَّاسِ حَوْلَ حِيَاضِہٖ　　لَا تَبْعُدُوْا اِنَّ الْمُلُوْکَ تُصَرَّعُ

ترجمہ۔ اسی (بدر) کے چشموں کے اردگرد (تو) لوگوں کے سردار مارڈوالے گئے ہیں (اے لوگو) تم (اس پر کچھ) تعجب نہ کرو کیونکہ بادشاہ تو (ہمیشہ سے) بچھڑتے (آئے) ہیں

وَيَقُوْلُ اَقْوَامٌ اَرَاذِلُ بِسَخْطِہِمْ　　اِنَّ ابْنَ اَشْرَفَ ظَلَّ کَعْبًا يَجْزَعُ

حقیر د ذلیل قومیں جل جل کر کہتی ہیں۔ کہ کعب بن اشرف تو قریش کے سرداروں کے قتل ہو جانے پر بہت ہی) مرا جا رہا ہے۔

صَدَقُوْا فَلَيْتَ الْاَرْضَ سَاعَۃَ قُتِلُوْا　　ظَلَّتْ تَسِيْخُ بِاَھْلِہَا وَتُصَدَّعُ

ترجمہ۔ (ہاں) اونھوں نے سچ کہا (اور دشمن تو یوں کہا ہی کرتے ہیں) (ارے ظالموں تم کیا جلتے ہو وہ تو اس قابل تھے کہ) کاش جسوقت وہ قتل کئے گئے ہیں۔ اوسوقت کے زمین پھٹ جاتی اور سب کو اپنے اندر سما لیتی۔

کَمْ قَدْ اُصِيْبَ بِہَا مِنْ اَبْيَضَ مَاجِدٍ　　ذِیْ بَہْجَۃٍ يَاْوِیْ اِلَيْہِ الضُّيَّعُ

ترجمہ۔ اس بدر (کے منحوس میدان) میں بہت سے (ایسے) شریف اور خاندانی اور خوش اخلاق آدمی مارے گئے ہیں کہ جن کے زیر سایہ مصیبت زدہ اور آفت رسیدہ لوگ پناہ لیا کرتے تھے۔

طَلْقُ الْيَدَيْنِ اِذَا الْکَوَاکِبُ اَخْلَفَتْ　　حَمَّالُ اَثْقَالٍ يَسُوْدُ وَيَرْبَعُ

ترجمہ۔ اور جن کے ہاتھ صبح ہوتے ہی سخاوت میں کھل جاتے تھے۔ واقعی لوگوں کا بوجھ اوٹھانیوالے سردار اور رئیس ہی ہوا کرتے ہیں۔

اُنْبِئْتُ اَنَّ بَنِی الْمُغِيْرَۃِ کُلَّہُمْ　　خَشَعُوْا لِقَتْلِ اَبِی الْحَکِيْمِ وَجُدِّعُوْا

ترجمہ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ (قبیلہ) بنی مغیرہ (تو) کل کا کل۔ ابوحکیم کے قتل ہو جانے سے (بالکل ہی) ذلیل و خوار اور نکٹا ہو گیا ہے

وَابْنَا رَبِيْعَۃَ عِنْدَہٗ وَمُنَبِّہٌ　　ھَلْ نَالَ مِثْلَ الْمُھْلَکِيْنَ التُّبَّعُ

ترجمہ ربیعہ کے دونوں بیٹے اور منبہ (جیسے بہادر بھی) اسی ابوحکیم کے پاس (سورہے) ہیں اور ان مقتولوں جیسے جوانمردوں پر تو کبھی یمنی بادشاہ کا بھی زور نہیں چلا تھا مگر گردش تقدیر سے عاجز ہو گئے ۔

جب کعب بن اشرف کے ان شعروں کا چرچا ہوا تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا جواب جو مندرجہ ذیل ہے نہایت زور شور سے لکھا اور مکہ کو روانہ کر دیا۔

شعر

بَکَتْ عَیْنُ کَعْبٍ ثُمَّ عَلَّ بِعَبْرَۃٍ مِنْہُ وَعَاشَ مُجَدَّعًا لَا یَسْمَعُ

ترجمہ۔ اس (بدر کی لڑائی کی وجہ سے) کعب بن اشرف کی آنکھ (اتنی) روئی کہ روتے روتے بیمار بھی ہوگئی اور کعب کو زندگی دوبھر ہوگئی اور وہ نکٹا بھی ہوگیا اور بہرا بھی۔

وَلَقَدْ رَأَیْتُ بِبَطْنِ بَدْرٍ مِنْھُمْ قَتْلٰی تَسِحُّ لَھَا الْعُیُوْنُ وَتَدْمَعُ

ترجمہ۔ اور میں نے بدر (کے میدان) میں قریش کے (ایسے ایسے بہادر) قتل کئے ہوئے دیکھے ہیں کہ جن کے لئے آنکھیں روتی ہیں اور آنسو بہاتی ہیں۔

فَابْکِی فَقَدْ اَبْکَیْتِ عَبْدًا رَاضِعًا شِبْہَ الْکُلَیْبِ لِلْکُلَیْبَۃِ یَتْبَعُ

(اے کعب کی آنکھ) تو خوب رو (تیری یہی سزا ہے) کیونکہ تو نے (مرثیوں سے عورتوں کو رولا کر) اون کے ساتھ چھوٹے دودھ پیتے بچوں کو اس طرح دل دکھایا اور اون کو رولایا جیسے کتیا کے پلے اوس کے ساتھ رویا کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ شَفَی الرَّحْمٰنُ مِنْھُمْ سَیِّدًا وَاَھَانَ قَوْمًا قَاتَلُوْہُ وَصُرِّعُوْا

ترجمہ۔ اور (ہمارے) سردار (جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا دل اللہ نے قریش کی طرف سے ٹھنڈا کر دیا اور جس قوم نے اُن سے جھگڑا کیا اللہ نے اوسے ہلاک اور تباہ کر دیا۔ اور ایسے لوگ بالکل پچھاڑ دئے گئے۔

وَنَجَا وَاَفْلَتَ مِنْھُمْ مَنْ قَلْبُہٗ شَغَفٌ یَظَلُّ لِخَوْفِہٖ یَتَصَدَّعُ

اور ان (قریش) میں سے وہ شخص بچ گیا اور بھاگ نکلا جس کا دل ایسا ڈرپوک تھا کہ دہشت

کی وجہ سے پھٹا جاتا تھا۔

وَنَجَا وَاَفْلَتَ مِنْهُمْ مُتَسَرِّعًا ... فَشِلٌ فَلِیْلٌ هَارِبٌ بِتَهَرَّعُ

ترجمہ۔ اور ان (قریش) میں سے وہ شخص (بھی) بچگیا اور بھاگ نکلا (جو بہت جلد باز اور بزدل اور بیکار اور بھگوڑا تھا۔

(راوی) کہتا ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسّان بن ثابت کو بذات خود طلب فرمایا اور اُن سے کہا کہ دیکھو کعب بن اشرف فلاں شخص کے پاس ٹھہرا ہوا ہے اوس کی خبر لو تاکہ وہ دق ہو کر اوس کو نکالدے چنانچہ حضرت حسّان رضی اللہ عنہ نے یہ ذیل کے چند اشعار اوس کی برائی میں کہے۔

شعر

اَلَا اَبْلِغَا عَنِّیْ اُسَیْدًا رِسَالَۃً ... فَخَالُکَ عَبْدٌ بِالسَّرَابِ مُجَرَّبٌ

اے لوگو میری طرف سے اُسید کو یہ پیغام پہونچادو۔ کہ تیرا ماموں تو غلام اور مکر و فریب میں بڑا ہوشیار اور تجربہ کار تھا۔

لَعَمْرُکَ مَا اَوْفٰی اُسَیْدٌ بِجَارِہٖ ... وَلَا خَالِدٌ وَلَا الْمُفَاضَۃُ زَیْنَبُ

تیری عمر کی قسم اُسید اور خالد اور زینب پیٹیل۔ اپنے پاس پڑوس کی ذرا بھی خبر خبر نہ لیتے تھے۔

وَعَتَّابُ عَبْدٌ غَیْرُ مُوْفٍ بِذِمَّۃٍ ... کَذُوْبٌ شُؤُوْنُ الرَّاْسِ قِرْدٌ مُدَرَّبٌ

اور عتّاب بھی (غلام) اور بدعہد تھا۔ اور جھوٹا تھا اور اُلٹی کھوپری کا تھا اور ایک سدھا ہوا بندر تھا۔

غرضکہ حبیب ابو وداعہ کی بیوی اور اُسید کی لڑکی مسمّاۃ عاتکہ نے اپنے باپ دادا اور خاندان کے یہ عیب صواب سنے تو اُسنے بھی فوراً اس کعب بن اشرف کا اسباب اپنے گھر سے نکلواکر پھنکوا دیا اور اوس کو اپنے گھر سے بھگا دیا اور کہدیا کہ یہودی کے بچّے یہاں سے چلتا بن ہمارا تیرا کیا واسطہ ہے آخر یہ وہاں سے نکلکر کسی دوسری جگہ جاکر ٹھہرا آپ نے حضرت حسّان

کو طلب فرما کر پھر خبر کردی کہ اب وہ فلاں شخص کے پاس جاکر ٹھہرا ہے ذرا اوس کی بھی گت بناؤ چنانچہ حضرت حسّان نے اوس کی بھی خوب ہجو کی جب اوس کو خبر پہونچی تو اوس نے بھی اس کا سب اسباب نکالکر پھینکدیا اور وہاں سے بھاگ کر اور کسی جگہ ٹھہرا تو وہاں بھی یہی قصہ پیش آیا غرضکہ جس جگہ ٹھہرتا تھا وہاں یہی فضیحتہ ہوتا تھا اور وہاں سے اسیطرح ذلیل وخوار کرکے نکالا جاتا تھا آخر مجبور ہوکر اوٹا مدینہ کو بھاگا وہاں پہونچتے ہی اس کے آنے کی اطلاع حضور کو ہوئی تو آپ نے اس کے حق میں بددعا کی اور اللہ سے یہ عرض کی کہ اے اللہ اس کعب بن اشرف کی زباندرازی اور بدزبانی کا بس آپ ہی اپنی قدرت سے کچھہ علاج کردیجئے اور اس کے بعد پھر صحابہ سے فرمایا کہ میں اس کعب بن اشرف کی طرف سے بہت زیادہ تنگ ہوگیا ہوں تم میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جو اس کا کچھہ بندوبست کردے اس پر حضرت (محمد بن مَسلمہ) نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کونسی بڑی بات ہے بس آپ کے اشارہ کی ضرورت تھی میں انشاءاللہ اس کو قتل کر کے اس کا بالکل ہی پاپ کاٹے دیتا ہوں حضور نے ان کو اجازت دیدی اور یہ وعدہ کر کے اپنے گھر تشریف لے گئے اور چند روز تک اوس کی تاک میں لگے رہے مگر کوئی موقعہ ہاتھہ نہ لگا انھوں نے اسی فکر میں کھانا پینا بھی چھوڑ دیا تھا حضور کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے ان کو طلب فرما کر دریافت فرمایا کہ تمنے کھانا پینا کیوں چھوڑ دیا انھوں نے عرض کیا کہ حضور میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا اور میں اوسیوقت سے اُس کی جستجو میں لگا ہوا ہوں مگر ابھی تک اوس کے پورا ہونے کا کوئی ذریعہ نہیں پیدا ہوا اس لئے مجھے بہت فکر لگی رہتی ہے کہ دیکھئے مجھ سے پورا ہو بھی سکیگا یا نہیں بس اسی فکر میں کچھ کھایا پیا بھی نہیں جاتا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے ذمہ تو صرف کوشش کرنی ہے پورا کرنا نہ کرنا یہ تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے لہٰذا اگر کوشش کرنے کے بعد بالفرض پورا بھی نہ ہو تو تمہارے ذِمّہ کسی قسم کا بار نہیں تمہارا جو کچھہ فرض تھا وہ تم ادا کر چکے سو پورا ہونے نہ ہونے کی فکر میں پڑکر کھانا پینا چھوڑ دینا نہایت نادانی ہے جاؤ خوب اچھی طرح کھاؤ پیو اور اس کام کی بھی کوشش کرتے رہو بلکہ اس کی بابت (سعد بن معاذ) سے بھی مشورہ کرلو تاکہ آسانی ہو جاوے چنانچہ حضرت (محمد بن مسلمہ) نے حضور کیخدمت میں سے رخصت ہو کر حضرت

(سعد بن معاذ) سے مشورہ کیا اور اس مشورہ میں قبیلہ (اوس) کے اور چند آدمی بھی شریک ہوئے جن میں حضرت (عباد بن بشیر) اور ابو نائلہ سلکان بن سلامہ اور حارث بن اوس اور ابو عبس بن جبر بھی تھے غرضکہ سب نے ایک جگہ جمع ہو کر مشورہ کیا اور مشورہ کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اس خبیث کو ہم قتل کریں گے مگر اس میں ہمیں ذرا چھل بازی کرنی پڑیگی اور بغیر اس کے یہ کام ہو نہیں سکتا سو حضور ہمیں اس کی اجازت ضرور دیدیں حضور نے اُن کو اس کی بھی اجازت دیدی اور یہ فرمایا کہ اس خبیث کے لئے اس کی بھی اجازت ہے آخر حضرت (ابو نائلہ) حضور سے اجازت حاصل کر کے اور چند آدمیوں کو ساتھ لیکر کعب بن اشرف کی طرف تشریف لیگئے جب یہ اپنے ساتھیوں سمیت اوس کے پاس پہونچے تو وہ ان سب کو دیکھکر گھبرا گیا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ کہیں ان کے پیچھے ان کی مدد کے لئے کچھہ اور آدمی نہ گھات میں لگے ہوں اور یہ سب ملکر اچانک کوئی واردات نہ کر بیٹھیں مگر اتنے ہی میں حضرت (ابو نائلہ) نے ذرا آگے کو بڑھکر اوس سے کہا کہ بھائی ہمیں تم سے کچھہ کام تھا یہ سنکر اس کا رنگ فق ہو گیا اور وحشت زدہ سا ہو کر کہنے لگا کہ آپ خود قریب آکر فرمایئے کہ کیا کام ہے (یہ اوسوقت اپنی قوم کی بڑی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا) خیر اوس کے اس کہنے پر حضرت (ابو نائلہ) ہی اوس کے پاس مجلس میں جا بیٹھے اور پیچھے سے اور باقی آدمی بھی وہیں آکر بیٹھ گئے اور چونکہ (ابو نائلہ اور محمد بن مسلمہ) اس کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے اس لئے کچھہ عرصہ تک بیٹھے ہوئے آپسمیں بے تکلفی سے ہنسی اور مذاق کرتے رہے اور شعر اشعار بھی پڑھتے رہے یہ رنگ دیکھکر کعب بن اشرف کے ذرا جان میں جان آئی اور ان سے دریافت کرنے لگا کہ بھائی کیا کام تھا آج کیسے تشریف آوری ہوئی مگر حضرت ابو نائلہ نے اوس کو توٹالدیا اور شعر اشعار ہی پڑھنے میں لگے رہے کچھہ دیر کے بعد اوس نے پھر یہی کہا مگر اونھوں نے پھر نظر انداز کر دیا اور کچھہ جواب نہ دیا صرف یہ کہدیا کہ میاں ابھی کیا جلدی ہے کام بھی کہدیں گے ذرا شعر اشعار تو پڑھ لیں غرضکہ کئی بار کے تقاضے کے بعد جب اوسے کوئی جواب نہ ملا تو وہ ان سے کہنے لگا کہ کہیں تم یہ چاہتے ہو کہ جو لوگ میرے پاس ہیں یہ اُٹھ جاویں جب تنہائی میں بات چیت کرو یہ اسپر بھی خاموش رہے مگر مجلس والے یہ بات سنکر آہستہ آہستہ اوٹھکر چلدیئے جب سب چلے گئے تب حضرت ابو نائلہ نے اوس سے کہا کہ بھائی

یہ بات جو مجھے تمسے کہنی ہے ذرا بھید کی ہے اس لئے مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ اور عام آدمی بھی اس کو سنیں کیونکہ دوست و دشمن سب کے ساتھ لگے ہوتے ہیں معلوم نہیں ہماری نجی باتیں سنکر یہ کیا کیا خیال کرتے اور کس کس سے کہتے اس سے لئے تنہائی کی ضرورت تھی اس لئے میں تنہائی کے انتظار میں ابتک خاموش رہا اب تنہائی ہوگئی ہے تو میں تمہیں سناتا ہوں بڑی دردبھری کہانی ہے ذرا غور سے سنو بھائی کیا کہوں اس شخص یعنی (محمدؐ) کا یہاں مدینہ میں ہمارے پاس آکر ٹھہرنا تو ہمارے لئے ایک آفت جان ہوگیا کہ تمام عرب سے تو ہماری جنگ بازی ہوگئی اور تمام عزیز و اقارب ایک دوسرے سے جدا ہوگئے بلکہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوگئے اور اسی کی وجہ سے ہمارے تمام راستے بند ہوگئے اور تنگدستی کی نوبت یہاں تک پہونچ گئی کہ اہل وعیال بھوک کی وجہ سے مرے جاتے ہیں کپڑے لتے اور دیگر سامان کا تو ذکر ہی کیا ہے جو کچھ سرمایہ تھا جب وہ ختم ہوچکا تو ہم نے خیر خیرات سے گذر کرنا شروع کیا اور عرصہ تک اسی طرح بسر اوقات کرتے رہے مگر اب وہ بھی حاجت کے لائق میسر نہیں ہوتی اب چاروں طرف سے مجبور ہوکر تیرے پاس آئے ہیں کہ چلو اوسی سے کوئی تدبیر پوچھینگے شاید اس وبال سے بچنے کی وہی کوئی صورت بتلادے سو اب تو بتلا کہ اس میں تیری کیا رائے ہے یہ سنکر کعب بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے (ابن سلامہ) خیر یہ تو نے خود ہی ذکر کردیا ورنہ میں تو یہی کہنے کو تھا کہ دیکھو جس کام میں تم لگے ہوئے ہو اوس کا نتیجہ خراب ہوگا اور تمہیں بعد کو پچھتانا پڑے گا حضرت (ابو نائلہ) نے اس طرح ذرا اوس کا جی خوش کرکے پھر اوس سے کہا کہ بھائی اسی خیال کے اور چند آدمی میرے دوست ہیں میرا ارادہ ہے کہ کسی وقت اون کو بھی تیرے پاس بلاکر لاؤں اور ہم سب تجھ سے کچھ کھجوریں اور غلہ لیں اور اس کے عوض میں تیرے پاس اپنا کچھ سامان رہن رکھدیں تاکہ تجھے بھی اطمینان رہے اور ہماری بھی کارروائی ہوجاوے اسپر کعب اور بھی زیادہ خوش ہوگیا کہ بس اب تو یہ بالکل ہی قبضہ میں آگئے اور ان سے کہنے لگا کہ کیا ڈر کی بات ہے ایسا بھی ہوجاوے گا اور ان کا اور زیادہ جی للچانے کو یہ بھی کہا کہ میاں اب کی تو ہماری کھجوریں ایسی لذیذ ہورہی ہیں کہ بس ٹوٹی پڑتی ہیں اور اب کی پھل بھی بہت نفیس ولدار آیا ہے کہ جس میں دانت بھی گھس جاتے ہیں پھر ذرا منہ سا بنا کر کہنے لگا کہ بھائی کیا کریں تقدیر کے آگے کچھ چارہ نہیں چلتا

ورنہ میرا جی تجھے ایسی زحمت اور تنگی میں دیکھنے کو کب چاہتا ہے کیونکہ تو میرا بھائی بھی ہے کہ میں نے تو نے ایک چھاتی سے دودھ پیا ہے اور علاوہ اس کے تو مجھے ویسے بھی سب سے زیادہ عزیز ہے اس کے بعد (ابونائلہ) نے اس سے کہا کہ دیکھو یہ محمد کی بات کسی اور سے نہ کہنا کعب نے کہا ہرگز نہیں تم اطمینان رکھو میں اس میں سے ایک حرف بھی کسی سے ذکر نہیں کر سکتا پھر کہنے لگا کہ اے (ابونائلہ) تو مجھے اپنے دل کی بات سچ بتادے کہ محمد کے بارے میں تیرا کیا ارادہ ہے اُنھوں نے کہا کہ بھائی ہم تو اس سے بہت بیزار ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے یہ ذلیل و خوار ہو جاوے اور ہم تو بس اب اس سے الگ ہوا چاہتے ہیں۔ یہ سنکر کعب بن اشرف خوشی کے مارے پھول گیا اور حضرت ابونائلہ سے کہنے لگا کہ اے ابونائلہ ابتو تو نے میرے دل کو خوشی سے ٹھنڈا کر دیا میری دلی تمنا یہی تھی کہ تم کسی طرح اس شخص کے پھندے سے نکل جاؤ اور اپنی عزت و آبرو اور جان و مال کو خراب و برباد نہ کرو سو آج اللہ نے میری تمنا حسب دلخواہ پوری کردی اچھا اب تم یہ بتلاؤ کہ میرے پاس کیا گروی رکھو گے بال بچے یا عورتیں اسپر حضرت ابونائلہ نے تاؤ میں آکر کہا کہ کعب کیا تو ہمیں لوگوں میں رسوا کرنا چاہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ تمام لوگوں پر ہمارا بھید کھلجاوے تو نے دانا ہو کر یہ کیسی نادانی کی بات کہی تیرے جیسے سردار کے منہ پر یہ بات نہیں پھبتی اس سے کعب تو ذرا شرما کر خاموش ہو گیا پھر حضرت ابونائلہ نے خود ہی فرمایا کہ ہاں ہم تیرے پاس ہتھیار وغیرہ اور دیگر سامان اتنا کافی رکھدیں گے کہ تو خوش ہو جاوے اور تجھے کافی اطمینان ہو جاوے کہ تیری چیز کہیں ماری نہیں ہے کعب نے کہا کہ بھائی خدا نخواستہ میری نیت تمہیں رسوا اور بے آبرو کرنے کی کیوں ہوتی میری اور تمہاری آبرو تو ایک ہی ہے کوئی دو نہیں۔ میرا مطلب تو اس سے صرف اسقدر ہے کہ کوئی ایسی چیز ہونی چاہیئے کہ جس سے اگر کل کو کوئی ایسی ویسی بات ہو جاوے تو میرا لوپا پڑ جاوے سو اب تم ہتھیار وغیرہ کو کہہ رہے ہو سو بیشک یہ بھی ایسی چیز ہے کہ جس سے پورا پڑ سکتا ہے جاؤ تم یہی لے آؤ مجھے کچھ بال بچوں یا عورتوں ہی کے لانے پر اصرار نہیں (راوی) کہتا ہے کہ ہتھیاروں کا ذکر حضرت ابونائلہ نے پہلے ہی سے اسواسطے کر دیا تھا کہ عین وقت پر ہتھیاروں کو دیکھکر چونک نہ جائے غرضکہ یہ سب باتیں اوس سے طے کر کے اور اس کام کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر کے حضرت

ابو نائلہ اوس کے پاس سے اپنے ساتھیوں سمیت رخصت ہو کر اپنی جگہ پر آئے اور اپنے دیگر دوستوں سے ساری سرگذشت سنا کر مشورہ لیا سب نے یہی مشورہ دیا کہ بس شام کیوقت حسب وعدہ اوس کے پاس چلنا چاہیئے اسی میں انشاء اللہ اوس کا پاپ کٹ جائے گا یہاں سے فارغ ہو کر یہ سب کے سب عشاء کیوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ حضور کو سنایا آپ نے پسند فرمایا اور رخصت کی غرض سے مقام (بقیع) تک آپ خود بھی تشریف لے گئے وہاں پر ان کو کامیابی کی دعا دی اور خدا حافظ کہہ کر رخصت کر دیا اور خود مدینہ کو واپس تشریف لے آئے اور بعض راویوں کا بیان ہے کہ ہجرت سے پچیسویں[۲۵] مہینے میں ربیع الاول کی چودھویں تاریخ کو چاندنی رات میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر حضور نے ان کو رخصت کیا تھا آخر یہ مجمع حضور سے رخصت ہو کر کعب بن اشرف کی طرف چلدیا اور جب اوس کے محل کے قریب پہونچا تو حضرت ابو نائلہ نے محل کے نیچے کھڑے ہو کر اوس کو آواز دی کعب بن اشرف کی شادی نئی نئی ہوئی تھی اور یہ اوسوقت اپنی دلہن کے پاس پڑا ہوا اوس سے ہنسی مذاق کر رہا تھا کہ اچانک اس کے کان میں حضرت ابو نائلہ کی آواز کی بھنک پہونچی آواز کے سنتے ہی یہ یکایک اپنی نئی نویلی دلہن کے پاس سے اٹھنے لگا تو اوس نے فوراً اس کی چادر کا پلہ پکڑ لیا اور کہنے لگی کہ ایسے بیوقت کہاں جاتے ہو دیکھو تم جھگڑالو آدمی ہو اور ایسے آدمی کے دشمن بہت ہوتے ہیں لہذا تم جیسے آدمی کو ایسے بیوقت ہرگز باہر نہ نکلنا چاہیئے کعب نے کہا نہیں کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے میں نے خود ہی اسوقت کا وعدہ کر رکھا ہے اور یہ تو میرا بھائی ابو نائلہ ہے جو مجھپر خدا کی قسم ایسا مہربان ہے کہ سوتے ہوئے کو جگانا بھی گوارا نہیں کر سکتا پھر اپنے چادرہ کو ہاتھ کے جھٹکے سے چھڑا کر یہ کہتا ہوا باہر کو چلدیا کہ جوانمرد کو تو برچھیوں کے سامنے بھی بلایا جاوے تو اوس کو بیدھڑک چلا جانا چاہیئے پھر باہر آ کر ان سے ملاقات کی اور دعاء و سلام کے بعد سب ایک جگہ بیٹھ گئے اور آپسمیں ہنسی مذاق کی باتیں کرنے لگے کچھہ دیر کے بعد جب کعب ان سے ذرا ذرا مانوس ہو گیا تو اونھوں نے اوس سے کہا کہ میاں جی چاہے تو چلو ذرا آج مقام (شرج) کی طرف تفریح تو کر آدیں چاندنی رات ہے اس میں سیر کی سیر ہو جاوے گی اور رات بھر وہیں تنہائی میں خوب ہنسی مذاق رہے گا کعب کے دل میں کسی قسم کا خوف تو رہا ہی نہ تھا

اِدھر مزاج بھی ذرا شوقین تھا اس لئے اس نے فوراً اس فرمائش کو منظور کر لیا اور سب کے سب وہاں سے ٹہلتے ٹہلتے (شرج) کی طرف چل دیئے جب اوس کے قریب پہونچے تو حضرت ابونائلہ نے اپنا ہاتھ کعب کے سر میں لگا کر سونگھا پھر پیار سے اس سے کہنے لگے کہ یار تیرا تیل تو بڑے غضب کا ہے اس کی تو مہک ہی مست کئے دیتی ہے (راوی) کہتا ہے کہ کعب کے تیل میں مشک اور عنبر پانی میں گھسکر ملایا جاتا تھا بلکہ یہ تسقعہ کی طرح کچھ کنپٹیوں وغیرہ پر بھی لگایا کرتا تھا اس لئے ہر وقت مہکا رہتا تھا اور اس کی زلفیں گھونگر والی تھیں اور خود بھی نہایت شکیل جمیل تھا اس کے بعد اور تھوڑی دور آگے بڑھے تو پھر ابونائلہ نے دوبارہ ایسا ہی کیا کہ اوس کی زلفوں میں ذرا ہاتھ لگایا اور خوشبو کی تعریف کی غرضکہ چند بار اسی طرح کرنے سے جب وہ ان کی طرف سے غافل ہوگیا تو ایک دفعہ انھوں نے موقعہ دیکھکر جھٹ اوس کی زلفوں کا اپنے ہاتھ پر لپیٹا دے لیا اور خوب اچھی طرح قبضہ کر کے اپنے ساتھیوں سے چلا کر کہا کہ دیکھتے کیا ہو جلدی سے دوڑو اور اس خبیث خدا کے دشمن کو مار ڈالو چنانچہ دوڑ کر اون سب نے اسپر اپنی اپنی تلوار ماری مگر سب ایک ساتھ پڑنے کی وجہ سے ایک دوسرے سے ٹکرا گئیں اور وار بالکل خالی گیا اور کعب اتنے میں موقع پاکر ہاتھا پائی کر کے حضرت ابونائلہ پر لپٹ گیا اور اون کو چمٹ گیا حضرت محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں کہ اسی کشمکش میں مجھے اتفاق سے یاد آگیا کہ میری تلوار کے پر تلے میں ایک پیش قبض بھی توڑا ہے چنانچہ یہ یاد آتے ہی میں نے فوراً اوس کو کھینچکر کعب کی ناف پر رکھ کر زور کیا تو وہ اوس کے پیڑو تک اُتر گیا بس پھر تو اوس کی جان کو بن گئی اور اوس نے ایسی ہولناک چیخ ماری کہ اوس کی دہشت سے یہود نے جو جابجا ٹیلوں پر رہتے تھے اپنے اپنے ٹیلے پر آگ روشن کر لی اور کوئی ٹیلہ ایسا باقی نہ رہا کہ جس پر آگ روشن نہ ہوئی ہو اس سے اسکے قتل کی ہوا آناً فاناً میں دور دور تک پھیل گئی چنانچہ یہود میں قبیلہ بنی حارثہ سے ایک یہودی مسمیٰ (ابن سُنینہ) تھا جو مقام واردات سے تین میل کے فاصلہ پر رہتا تھا اوس نے وہیں اپنے مقام پر کہا کہ خدا خیر کرے معلوم نہیں کیا بات ہے آج تو مدینہ کی طرف سے کچھ خونریزی کی سی بو آرہی ہے (راوی) کہتا ہے کہ مسلمانوں میں سے صرف حارث بن اَوس زخمی ہو گئے تھے وجہ یہ ہوئی کہ جلدی میں کعب کے تلوار مارتے ہوئے کسی مسلمان ہی کی تلوار اوچٹ کر ان کی پنڈلی پر پڑ گئی تھی غرض پھر

اوس کے قتل سے فارغ ہوکر چلتے وقت اوس کا سر اُتار لیا اور اپنے ساتھ لیکر چلدیئے اور چلنے میں بہت تیزی کی کہ کہیں یہود کچھ پتہ پاکر روک تھام نہ کریں اور اسی مزاحمت کے خوف سے راستہ بھی بچانا پڑا چونکہ یہود کی آگ کی روشنی جو اونھوں نے جابجا ٹیلوں پر روشن کر رکھی تھی دور دور تک جارہی تھی جس سے اوس کے پاس سے جانے میں مزاحمت کا سخت اندیشہ تھا چنانچہ یہ سب پہلے تو قبیلہ بنی اُمیہ بن زید کے راستہ کو ہوئے پھر قبیلہ بنی قریظہ کے اوس کے بعد مقام بُعاث میں پہونچے آخر اسی طرح ادھر اُدھر کو پھرتے پھراتے جب (حَرَّۃُ العُرَیض) کے سنگستان میں پہونچے تو حضرت حارث بن زید کو خون کی قے آئی یہ تو وہیں بیٹھ گئے اور باقی آدمی جلدی میں گھبرائے ہوئے آگے نکل گئے جب ذرا اور دور چلے گئے اور ان کی چلنے کی ہمت نہ پڑی تو انھوں نے زور سے آواز دے کر کہا کہ دیکھو میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کر دینا وہ سب ان کی آواز سنکر چونکے اور ان کے پاس واپس لوٹ کر آئے اور ان کو پشت پر سوار کر کے لیچلے یہاں تک کہ جب مدینہ کے قبرستان (بقیع غرقد) میں پہونچے تو سب نے ایک تکبیر کا نعرہ مارا حضور اوس رات میں نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے ان کا نعرہ سُنا تو آپ نے بھی مسجد ہی میں ایک نعرہ مارا اور ان کے نعرہ سے آپ نے یہ پہچان لیا کہ یہ ضرور کعب بن اشرف کو قتل کر آئے ہیں ادھر یہ سب آپ کی تکبیر کو سُنکر جلدی جلدی چلکر مسجد تک پہونچ گئے اور دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے انتظار میں مسجد کے دروازہ پر تشریف فرما ہیں ان کو دیکھتے ہی آپ نے دعا دی کہ تم سب ہمیشہ کامیابی سے سرخ رو رہو اسپر ان سب نے جواب دیا کہ یارسول اللہ خدا کرے آپ بھی سرخ رو رہیں۔ اس کے بعد انھوں نے کعب کا سر آپ کے سامنے ڈالدیا حضور نے اوس کے قتل پر خدا کا شکر ادا کیا اور بہت خوش ہوئے پھر یہ اپنے ساتھی حضرت حارث بن زید کو آپ کے سامنے لائے اور ان کے زخمی ہونیکا تذکرہ کیا حضور نے ان کے زخم میں ذرا سا اپنا تھوک لگادیا جس سے ان کی تکلیف بالکل رفع دفع ہوگئی ذیل کی نظم حضرت عباد بن بشر نے اسی واقعہ کی نسبت کہی ہے ملاحظہ ہو۔

نظم

صَرَخْتُ بِہٖ فَلَمْ یَحْفِلْ بِصَوْتِیْ وَاَوْفٰی طَالِعًا مِنْ فَوْقِ قَصْرِ

ترجمہ - میں نے کعب کو چیخکر پکارا مگر اوس نے میری آواز کی کچھہ پروانہ کی اور جھانکنے کے واسطے محل پر چڑھ گیا

فَعُدْتُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا الْمُنَادِيْ ۔۔۔ فَقُلْتُ اَخُوْكَ عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ

ترجمہ - میں نے دوبارہ پھر پکارا تو اوس نے کہا کہ یہ پکارنے والا کون ہے - میں نے کہا میں تیرا بھائی عباد بن بشر ہوں -

فَقَالَ مُحَمَّدٌ اِسْرَعْ اِلَيْنَا ۔۔۔ فَقَدْ جِئْنَا لِتَشْكُرَنَا وَتَقْرِيْ

ترجمہ - پھر محمد بن مسلمہ نے کہا تو ہمارے پاس جلد آ - ہم تیرے یہاں اس لئے ہیں کہ تو ہمپر کچھہ مہربانی کرے اور ہماری مہمانداری کرے -

وَتَرْفِدَنَا فَقَدْ جِئْنَا سِغَابًا ۔۔۔ بِنِصْفِ الْوَسْقِ مِنْ حَبٍّ وَتَمْرٍ

ترجمہ - اور تو مہربانی کرکے ہمیں ایک آدھ بوری غلہ اور کھجوروں کی دیدے - کہ ہم تیرے پاس بالکل بھوکے مرتے آئے ہیں -

وَهٰذَا اَدْرُعُنَا رَهْنًا فَخُذْهَا ۔۔۔ لِشَهْرٍ اِنْ وَفَا اَوْ نِصْفِ شَهْرٍ

ترجمہ - اور یہ ہماری زرہ موجود ہے ہم اس کو ایک آدھ مہینہ کے لئے تیرے پاس گروی رکھتے ہیں - اگر یہ کافی ہوسکے تو تو اس کو لے لے -

فَقَالَ مَعَاشِرٌ سَغِبُوْا وَجَاعُوْا ۔۔۔ لَقَدْ عَدِمُوا الْغِنٰى مِنْ غَيْرِ فَقْرٍ

ترجمہ - یہ سنکر کعب کہنے لگا یارو تم تو (اس محمد کے ساتھ ہوکر) اپنے آپ بھوکے بن گئے اور بے فقیری کے فقیر ہوگئے -

وَاَقْبَلَ نَحْوَنَا يَهْوِيْ سَرِيْعًا ۔۔۔ وَقَالَ لَنَا لَقَدْ جِئْتُمْ لِاَمْرٍ

ترجمہ - پھر ہماری طرف اوپر سے جلدی جلدی اوتر کر آیا - اور ہمسے کہنے لگا کہ اچھا تم اوس کام کے لئے آگئے ہو

وَفِيْ اَيْمَانِنَا بِيْضٌ حِدَادٌ ۔۔۔ مُجَرَّبَةٌ بِهَا الْكُفَّارُ نَفْرِيْ

ترجمہ - اور (اوسوقت) ہمارے ہاتھوں میں (ایسی) چمکتی ہوئی اور آزمائی ہوئی تلواریں تھیں کہ جن سے ہم کافروں کی دھجیاں اوڑایا کرتے تھے -

فَعَانَقَهُ ابْنُ مَسْلَمَةَ الْمُرَادِيُّ بِهِ الْكُفَّارُ كَاللَّيْثِ الْهِزَبْرِ

ترجمہ - پھر اچانک محمد بن مُسلِمہ مرادی نے جس کے ہاتھ شیر ببر جیسے تھے اوس کعب بن اشرف کی کولی بھرلی -

وَشَدَّ بِسَيْفِهِ صَلْتًا عَلَيْهِ فَقَطَّرَهُ أَبُو عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ

ترجمہ - اور اپنی منجھی ہوئی تلوار سے اوسپر حملہ کیا - پھر ابو عبس بن جبر نے اوس کا خون بہا دیا -

وَصُلْتُ وَصَاحِبَايَ فَكَانَ لَمَّا قَتَلْنَاهُ الْخَبِيثُ كَذِبْحِ عَتْرٍ

ترجمہ - اور میں نے اور میرے دونوں یاروں نے بھی تلوار سونت لی - پھر جب ہم نے اوس کو قتل کیا تو وہ خبیث ایسا (بیسُو) ہوگیا جیسے بکری ذبح کرتے وقت ہوجایا کرتی ہے -

وَمَرَّ بِرَأْسِهِ نَفَرٌ كِرَامٌ هُمُ نَاهُوكَ مِنْ صِدْقٍ وَبِرٍّ

ترجمہ - اور اس کے سر کو ایسے شریف آدمی اتار کر لے گئے - جو سچائی اور نکوکاری میں سب سے بہتر اور برتر ہیں

وَكَانَ اللّٰهُ سَادِسُنَا فَأُبْنَا بِأَفْضَلِ نِعْمَةٍ وَأَعَزِّ نَصْرٍ

ترجمہ - (ہم سب پانچ آدمی تھے) اور چھٹا ہمارا اللہ تھا - پس ہم اعلیٰ درجہ کی نعمت اور اول درجہ کی نصرت لیکر پھرے -

اور جس رات میں کعب بن اشرف قتل ہوا تھا اوس کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں عام اعلان کر دیا کہ جو یہودی تمہارے ہاتھ لگ جائے اور قابو میں آجائے اوس کو فوراً قتل کر ڈالو سو اس سے تمام یہودی تھرا گئے اور اونپر ایسا خوف طاری ہوا کہ اون کے رئیسوں میں سے کوئی رئیس بھی گھر سے باہر پاؤں نہ نکالتا تھا اور سب کے سب ایسے خاموش ہو گئے کہ کوئی متنفّس ذرا بھی دم نہ مارتا تھا اور تمام سرداروں کو یہ دہشت سوار ہو گئی کہ کہیں حضرت عبد اشرف کی طرح ہمارا بھی شبخون نہ کر دیا جاوے اسی اثنار میں یہ واقعہ ہوا کہ یہود کے شر) میں سے ایک شخص جس کو ابن سُنَینہ کہتے تھے (حُوَیصہ بن مسعود
... سے حضرت مُحَیِّصَہ نے حملہ کر دیا اور اوس کو جان سے مار ڈالا (حویصہ

جن کا یہ طرفدار تھا حضرت (مُحَیّصَہ) کے بھائی تھے اور ان سے ذرا عمر میں بڑے تھے اس لئے
وہ اپنے طرفدار کے عوض میں اونپر بہت بگڑے اور اون کو مارنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ اے
خدا کے دشمن تو نے اس بیچارہ کو ناحق کیوں مار ڈالا اور خدا کی قسم یہ تیرا پیٹ تو اسی کے مال
سے پھولا ہوا ہے حضرت (محیّصہ) نے فرمایا کہ میں نے اس کو ناحق نہیں مارا بلکہ ایسے شخص کے
حکم سے مارا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے مار ڈالنے کا بھی حکم دیدے تو خدا کی قسم میں تجھے بھی مار ڈالوں
(حُوَیصَہ) اپنے چھوٹے بھائی سے ایسی سخت بات سن کر بہت گھبرائے اور اچنبھے سے کہنے لگا
کہ اللہ اللہ کیا واقعی اگر محمد تجھے میرے قتل کرنے کا حکم کردے تو تو مجھے بھی قتل کر ڈالے حضرت
مُحَیّصَہ نے بیدھڑک کہدیا کہ ہاں اس میں شک کیا ہے اسپر اوس کے دل میں بھی اسلام کا
سِکّہ جم گیا اور وہ بیساختہ کہہ اوٹھا کہ خدا کی قسم جو دین آدمی کو اس قدر پختہ کار بنادے اور اپنے
حلقہ بگوشوں کا اس درجہ حوصلہ بڑھادے وہ بیشک پسندیدہ ہے اور اوسی روز مُشرَّف
باسلام ہوگیا (حضرت مُحَیّصَہ) نے ذیل کے اشعار میں اسی سرگذشت کا تذکرہ کیا ہے (راوی)
کہتا ہے کہ۔

شعر

یَلُوْمُ ابْنُ اُمِّیْ لَوْ اُمِرْتُ بِقَتْلِہٖ　　لَطَبَّقْتُ ذِفْرَاہُ بِاَبْیَضَ مَاجِدٍ

میرا بھائی تو مجھے ایک ناچیز (ابن سُنَیْنَہ) ہی کے قتل کرنے پر طعنے تشنے دیتا ہے (حالانکہ حضور
کے حکم کے سامنے تو خود بھائی کی بھی کوئی حقیقت نہیں چنانچہ) اگر مجھے حضور والا کی طرف سے
خود اسی (بھائی) کے قتل پر (بھی) مقرر کر دیا جاوے تو میں اس کے سر کی دونوں طرفوں کو
بھی اک کاٹنے والی تلوار سے الگ الگ کر دوں۔

حُسَامٍ کَلَوْنِ الْمِلْحِ اُخْلِصَ صِقْلُہٗ　　مَتٰی مَا تُصَوِّبْہُ فَلَیْسَ بِکَاذِبٍ

یہ (میری) تلوار نہایت صاف وشفاف ہے (اور) اس کا رنگ نمک کی طرح نہایت
چمکدار ہے (اور ایسے بھروسہ کی ہے) کہ جب تو اس کو ٹھیک سر سے سونت لے تو پھر خطا نہیں
کرتی۔

وَمَا سَرَّنِیْ اَنِّیْ قَتَلْتُکَ طَائِعًا　　وَلَوْ اَنَّ لِیْ مَا بَیْنَ بُصْرٰی وَمَارِبٍ

اور اے میرے بھائی) مجھے یہ بات بھلی معلوم نہیں ہوتی کہ تجھے خوشی خوشی قتل کر دوں

اگرچہ مجھے اس کے عوض میں شہر (البصریٰ) اور (مارب) کا درمیانی حصہ دیا جاوے (لیکن باوجود اس بات کے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے قتل کا حکم کردیں تو پھر لامحالہ تجھے قتل کردوں)

غرضکہ کعب بن اشرف کے قتل سے تمام یہودی اور مشرک جو اس کے شریک کار اور طرفدار تھے بہت گھبرائے اور سہم گئے اور آخرکار ہر طرف سے عاجز ہوکر صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں داد فریاد کے لئے حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ حضور دیکھئے ہمارا کعب بن اشرف جو ہمارے سرداروں میں سے ایک اولوالعزم سردار تھا آج رات کو کہیں باہر گیا تھا اوسے وہیں مکر وفریب سے اچانک قتل کردیا گیا حالانکہ ہمارے خیال میں اوس کا کوئی قصور بھی نہ تھا ایسا بھی کیا اندھیر ہے اگر اوس کی کوئی خطا وقصور ہوتا تو خیر ہمیں یونہی صبر آجاتا مگر اب بوجہ ناحق قتل کرنے پر آپ ہی بتلائیے کیسے صبر کیا جاوے آپ نے اون کی ساری رام کہانی سنکر فرمایا کہ دیکھو اگر وہ اپنے اور ہمخیال لوگوں کی طرح آدمی بنا رہتا تو ہرگز اوس کو یکایک قتل نہ کیا جاتا لیکن وہ تو اپنے آپے سے بالکل باہر ہو رہا تھا کہ ہمیں قسم قسم کی اذیت دیتا تھا اور ہر وقت شعر اشعار میں برائی کرکرکے ہواخیزی کرتا تھا حالانکہ یہ کام آج تک اوس کے علاوہ تم میں سے کسی ایک شخص نے بھی نہیں کیا اور اگر کرتا تو اوس کے لئے بھی تلوار ہی ہوتی مگر خیر اگر کوئی اور کرلیتا تو اوس کے لئے ایک درجہ میں عذر تو ہوجاتا لہذا جب وہ ایسا شتر بے مہار ہوگیا تھا اور ہمارے سر پر چڑھنے لگا تھا تو تمہیں انصاف سے کہو کہ اس کارروائی کے سوا کیا چارہ تھا آخر وہ سب کے سب حضور کی یہ تقریر سنکر خاموش ہوگئے اس کے بعد آپ نے اون کو صلحنامہ کا پیام دیا اور یہ فرمایا کہ اس طرح تو روزمرہ کل کل جھک جھک رہیگی مناسب یہ ہے کہ تم ایک عہدنامہ لکھوالو تاکہ اوس سے تمہیں اپنے فرائض معلوم ہوجائیں اور آئندہ کو اون کی پابندی کرتے رہو اور اُن سے آگے نہ بڑھ سکو وہ عاجز تو ہو ہی رہے تھے اسپر خوشی سے رضامند ہوگئے اور (اِصْلَہ دختر حارث) کے گھر میں جمع ہوکر سب ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور جس طرح آپ نے فرمایا اوسیطرح سب نے ملکر ایک تحریر لکھدی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردی غرضکہ جس روز سے کعب بن اشرف

کا قتل ہوا تھا اوس روز سے یہود کی شان وشوکت اور بہادری سب رفوچکر ہو گئی تھی اور
اون کا زور بالکل ٹوٹ گیا تھا اور بیحد ڈرپوک اور بزدل ہو گئے تھے۔ ہمسے محمد نے اور ان
سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابراہیم بن
جعفر نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جب (مروان بن حکم) مدینہ پر حاکم تھا
ایک روز اس نے اپنی مجلس میں کعب بن اشرف کے قتل کے تذکرہ میں دریافت کیا کہ یہ
کیونکر قتل ہوا تھا اوسوقت اتفاقاً اس مجلس میں ایک شخص (ابن یامین) بھی حاضر تھا اوس
نے کہا کہ دھوکہ اور فریب سے ناگہانی مارا گیا ہے اور کیونکر مارا جاتا مروان اس پر خاموش ہو گیا
وہاں حضرت (محمد بن مسلمہ) بھی تشریف فرما تھے اور یہ اوسوقت بوڑھے ہو رہے تھے ان کو
یہ بات سنکر بہت تاؤ آیا اور اسی میں مروان کو پکار کر کہنے لگے کہ اے مروان کیا تیرے خیال میں
یہ بات ٹھیک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غداری کرتے تھے اور باقی رہے ہم سو
ہمنے خدا کی قسم اوس کو محض حضور کے حکم کی وجہ سے قتل کیا ہے سو بڑی غیرت کی بات ہے
کہ تو ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی بے توقیری کراتا ہے اور آپ
کے حکم کی ہنسی اوڑواتا ہے خدا کی قسم آج سے میں اور تو مسجد کے سوا کسی اور جگہ ہرگز جمع
نہیں ہونگے اس کے بعد پھر (ابن یامین) کو ڈانٹا اور دھمکایا کہ خبیث خدا کی قسم تو کیا
اترا اترا کر باتیں بناتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے میرے ہاتھ
میں تلوار آنے دے تجھے تو میں مرتا مرتا بھی اس کا مزہ چکھاؤں گا اور تجھے قتل کرکے چھوڑونگا
(راوی) کہتا ہے کہ (ابن یامین) اوس روز سے ایسا دہشت زدہ ہوا کہ قبیلہ (بنی قریظہ)
سے کبھی باہر نہ نکلتا تھا اور جب اوسے کہیں جانا منظور ہوتا تھا تو پہلے کسی آدمی کو آگے
بھیجدیتا تھا کہ وہ محمد بن مسلمہ کو دیکھ لے چنانچہ اگر وہ کہیں اپنے کھیت وغیرہ پر گئے ہوئے
ہوتے تھے تو یہ باہر نکلتا تھا اور اپنی حاجت رفع کرکے پھر وہیں چلا جاتا تھا ورنہ ویسے
اِکّا دُکّا نہ نکلتا تھا اسی عرصہ میں ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت محمد بن مسلمہ ایک جنازہ
کیساتھ قبرستان میں تشریف لے گئے اور وہاں (ابن یامین) بھی موجود تھا اُن کو اوسے دیکھکر
پھر جوش آگیا اور ادھر ادھر دیکھا کوئی اور چیز تو نظر نہ پڑی مگر ایک عورت کے جنازہ پر جو

ان کی نظر پڑی تو دیکھا کہ اوسپر کھجور کی چند تازہ قمچیاں بندھی ہوئی ہیں یہ جلدی سے اوس جنازہ کے پاس گئے اور قمچیاں کھولنے لگے اور لوگ ان کی بزرگی کی وجہ سے ان کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور ان سے کہنے لگے کہ اے ابو عبدالرحمٰن آپ یہ کیا کرتے ہیں آپ ہٹ جائیے لائیے ہم کھولدیں مگر غصہ میں اونھوں نے خود ہی جھٹ پٹ کھول لیں اور سب کو لیکر (ابن یامین) کے سر پر جا چڑھے اور اوسے قمچیوں ہی قمچیوں پیٹنا شروع کیا یہاں تک کہ پیٹتے پیٹتے ساری قمچیاں ایک ایک کرکے صرف اوس کے سر اور منہ پر ٹوٹ گئیں اور اوسکے سر اور منہ کا کوئی حصہ ایسا باقی نہ رہا کہ جو زخمی نہ ہوا ہو آخر جب وہ بالکل بیدم ہوگیا تب کہیں جا کر اوسے چھوڑا مگر پھر بھی یہ فرمانے لگے کہ خدا کی قسم اسوقت میرے پاس تلوار نہ ہوئی ورنہ تیرا بالکل ہی پاپ کاٹ دیتا۔

غزوۂ غطفان کا ذکر جو مقام (ذاامر) میں واقع ہوا تھا

یہ جنگ ہجرت سے پچیسویں مہینے ربیع الاول میں ہوا تھا چنانچہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کو جمعرات کے روز آپ اس کے لئے تشریف لے گئے اور گیارہ روز تک مدینہ سے باہر تشریف فرما رہے۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور انسے محمد بن زیاد بن ابی ہُنَیدہ نے اور ان سے زید بن ابی عتاب نے اور (واقدی) سے عثمان بن ضحاک بن عثمان نے اور عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی بکر نے اور ان دونوں سے عبداللہ بن ابی بکر نے (واقدی) فرماتے ہیں کہ مجھ سے ان کے عُلاوہ اور لوگوں نے بھی بیان کیا ہے مگر ہر شخص کا بیان ایک دوسرے سے گو کچھ کچھ کم و بیش ہے لیکن اتنی بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس جنگ کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر پہونچی کہ قبیلہ (بنی ثعلبہ) اور قبیلہ (بنی محارب) سے مقام (ذاامر) میں ایک جماعت نے بڑی بھاری جمعیت طیار کی ہے اور ان کا مصمم ارادہ یہ ہے کہ رسول اللہ پر ہر طرف سے چھاپہ ماریں اور ان سب کو ایک شخص مسمّٰی دُعثور بن حارث بن محارب نے جمع کیا ہے

اس پر آپ نے بھی مسلمانوں کو طلب فرمایا اور جنگ کی تیاری کا حکم دیدیا چنانچہ چار سَو آدمی
پیدل اور پچاس سوار تیار ہو گئے آپنے ان سب کو ہمراہ لیکر کوچ فرمایا اور مقام (مَقَّا) پر
پہونچکر (ضُبَیت) کی گھاٹی کو ہو لئے اور جب اوس کو طے کر کے مقام (ذوالقَصَّہ) میں پہونچے
تو وہاں پر اُنھیں باغیوں کی ایک جماعت میں سے ایک شخص قبیلہ (بنی ثعلبہ) کا جس کا
نام (جبّار) تھا اتفاقاً مسلمانوں کے سامنے آگیا اونھوں نے اوس سے دریافت کیا کہ تو کہاں جارہا
ہے اوس نے جواب دیا کہ میرا ارادہ یثرب (یعنی مدینہ) کا ہے انھوں نے پھر کہا کہ کیوں وہاں
کیا ضرورت ہے اوس نے کہا کہ صاحب میرا ارادہ وہیں رہنے سہنے کا ہے اس لئے وہاں پہلے
جگہ دیکھنے کے لئے جارہا ہوں مسلمانوں نے کہا کہ اچھا یہ تو بتلا کہ تجھے تیری قوم کی کوئی جماعت
بھی کہیں ملی ہے یا نہیں اور تجھے کچھہ خبر ہو آجکل تیری قوم کا کیا رنگ ڈھنگ ہے اوس نے
جواب دیا کہ مجھے اور تو کچھہ خبر نہیں اور نہ کوئی جماعت مجھے ملی ہے ہاں اتنی خبر ضرور ہے کہ
(دُعثور بن حارِث) اپنی قوم کے چند آدمیوں کو لیکر کہیں گوشہ نشین ہے اوس سے یہ سب قصہ
سنکر مسلمان اوس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں لیگئے اور آپ کو یہ سارا ماجرا سُنایا
آپ نے سارا حال سُنکر اوس کو اسلام لانے کی دعوت دی اوس نے آپ کی دعوت کو منظور
کر لیا اور مسلمان ہو گیا اس کے بعد اوس نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اے محمدؐ یہ لوگ
آپ کا سامنا ہر گز نہیں کریں گے اور آپ کا اِدھر آنا اون کو ذرا بھی معلوم ہو گیا تو فوراً پہاڑ کی
چوٹیوں پر بھاگ جاویں گے اور پھر ہر گز آپ کے ہاتھ نہیں لگیں گے مگر آپ ایسا کیجئے کہ مجھے
اجازت دیدیجئے میں آپ کے ساتھ چلکر اون کے چھپنے کی گھاٹیاں آپ کو بتلا دوں وہاں سے
آپ ان کو گرفتار کر لیں چنانچہ حضور نے اوس کی رائے کو پسند کیا اور اوس کو ساتھ لیکر
چل دیئے پھر جلدی کی وجہ سے حضرت بلال کو اوس کے ساتھ کر دیا اور اس سے کہا کہ آگے
چلکر جلدی خبر لو غرضکہ یہ حضرت بلال کو لیکر ایسے راستہ کو چلا کہ جس سے ذراسی دیر میں ایک
ٹیلہ کے پار ہو کر بالکل اون کے سر پر جا کھڑے ہوئے وہ لوگ ان کو دیکھکر جھٹ پٹ
وہاں سے بھاگ گئے اور پہاڑوں پر جا چڑھے اور ان سے کچھہ پہلے اپنی چرائی کے جانور اور
بال بچوں کو بھی وہاں سے الگ کر کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھیج چکے تھے آخر جب وہاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہونچے تو آپ کو اُن میں سے کوئی شخص نہ ملا البتہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر نظر آتے تھے اور وہاں پہونچنے کی کوئی سبیل نہ تھی جس سے وہ گرفتار ہو سکتے اس لئے آپ پھر وہاں سے واپس ہو کر مقام (ذاامر) میں تشریف لائے اور وہاں پڑاؤ کیا جب لشکر لشکرگاہ میں اوتر چکا تو آپ کو استنجے کی حاجت ہوئی اس لئے آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لیگئے ابھی آپ فارغ نہ ہونے پائے تھے کہ اتنے میں بہت زور کی بارش آگئی جس سے لشکر بھی بھیگ گیا اور آپ کے کپڑے بھی تربتر ہو گئے کپڑے سکھانیکی غرض سے آپ نے اس لشکرگاہ کے میدان سے ذرا اوٹ میں ہو کر اپنے کپڑے اوتار کر نچوڑے اور خشک ہونے کے لئے ایک درخت پر پھیلا دیئے پھر ذرا آرام لینے کی غرض سے اسی درخت کی ایک جانب میں زمین پر لیٹ گئے آپ کی اس سب کارروائی کو وہ باغی پہاڑوں پر سے دیکھہ کر اپنے سردار اور بہادر (دُعثور) کے پاس بھاگے ہوئے گئے اور جاکر اوس سے یہ سارا قصہ جو دیکھکر گئے تھے سنایا اور کہنے لگے کہ بس اب تو محمد بالکل تیرے قابو میں آگیا ہے جلدی سے چل اور اوس کو ہاتھوں ہاتھ لیلے اور وہ اپنے ساتھیوں سے بھی اتنی دور ہے کہ اگر ہمیں دیکھکر کچھہ چیخ پکار بھی کریگا تو ان کے خبر ہونے تک ہم اوس کا کام بھی تمام کر چکیں گے چنانچہ (دُعثور) نے بھی یہ سنکر پھرٹھری لی اور اپنی تلواروں میں سے ایک تلوار نہایت تیز آبدار چھانٹ کر لی اور آپ کی طرف چلدیا جب آپ کے بالکل قریب جا پہونچا تو دبے دبے پاؤں آپ کے سرہانے کھڑے ہو کر اپنی تلوار سونت لی پھر حضرت سے کہنے لگا کہ لے محمد بتلا آج مجھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے اچانک یہ آواز سنکر آپ چونک گئے پھر اوسکو دیکھکر نہایت بے پروائی سے فرمایا کہ اللہ بچا سکتا ہے چنانچہ اسی اثنا میں اوس کی چھاتی پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ جس سے اوس کی تلوار اوس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فوراً زمین پر گر پڑی آپ نے جھٹ سے وہی تلوار اوٹھا کر اوس کے سر پر اوٹھائی پھر اوس سے کہا کہ اب تو بتلا تجھے میرے ہاتھ سے آج کون بچا سکتا ہے وہ آناً فاناً میں معاملہ کے برعکس ہو جانے سے گھبرا گیا اور عاجز ہو کر کہہ اوٹھا کہ واقعی آپ کے ہاتھ سے مجھے کوئی نہیں بچا سکتا یہ کہکر اوس نے فوراً کلمۂ شہادت پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا اس کے بعد آپ کی

خدمت میں عرض کرنے لگا حضور اب تک تو مجھ سے جو کچھ خطا وقصور ہو چکا سو ہو چکا مگر خدا کی قسم اب سے ہیں آپ کے لئے کبھی لوگوں کو جمع نہیں کروں گا تب حضور نے اوس کی تلوار اوسی کو دیدی اور خود لشکر کی طرف واپس ہو گئے۔ پھر تلوار لینے کے بعد (دُعثُور) حضور کے سامنے آکر عاجزی سے گذارش کرنے لگا کہ حضور خدا کی قسم فی الحقیقت آپ مجھ سے سیاسی امور اور جنگی فنون میں زیادہ ماہر اور مشاق ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں بیشک میں تجھ سے بہت بہتر ہوں اس کے بعد دُعثُور اپنی قوم میں آیا اس کو ناکام دیکھکر سب تعجب سے کہنے لگے کہ وہ باتیں جو تو کہا کرتا تھا اور ایران توران کی ڈینگیں مارا کرتا تھا کیا ہوئیں اسوقت تو اوسپر تیرا قابو بھی چل گیا تھا اور تیرے ہاتھ میں تلوار بھی موجود تھی مگر پھر بھی تجھ سے کوئی داؤ پیچ نہ ہو سکا (دُعثُور) نے کہا کہ خدا کی قسم جیسا تم کہہ رہے ہو ایسا تو تھا لیکن اُس غیبی امداد کو کیا کروں کہ جس سے میں بے بس ہو گیا اور بلکہ ان کا تابعدار بن گیا کہ عین حملہ کے وقت مجھے ایک گورا گورا اور لمبا لمبا آدمی دکھائی دیا جو بڑی شان وشوکت اور آن بان کا تھا اور اوس نے میرے سینہ پر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ جس سے میں فوراً چاروں خانے چت گر پڑا بس اس سے میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ہو نہ ہو یہ تو ضرور فرشتہ ہے اور محمد کی مدد کے لئے آیا ہے اور یہ ضرور خدا کا رسول ہے اس لئے میں نے ان کا کلمہ پڑھ لیا اور آئندہ کے لئے یہ عہد کر لیا کہ پھر کبھی اونپر چڑھائی کے لئے آدمیوں کو جمع کرونگا اور اپنا سارا ماجرا سنانے کے بعد اسنے اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دینی شروع کردی (راوی) کہتا ہے کہ یہ آیت انھیں کے بارہ میں اوتری تھی (یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَهُمْ فَکَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْکُمْ) (ترجمہ) اے مسلمانوں خدا کی (اوس) نعمت کو یاد کرو (جو اوس نے) تمپر (ایسے اڑے وقت میں کی تھی) جب کہ ایک (زبردست) قوم نے تمپر دست درازی کا (بہت زبردست) تہیہ کر لیا چنانچہ اللہ نے (اپنے فضل وکرم سے) اونکو ہاتھوں کو تمسے روکدیا (اور تمہیں ذرا آنچ نہ آنے دی) (راوی) کہتا ہے کہ اس قصہ میں حضور مدینہ سے گیارہ روز تک باہر تشریف فرما رہے اور اس عرصہ میں آپ نے مدینہ پر اپنا نائب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مقرر کردیا تھا۔

قبیلہ بنی سُلیم پر حملہ کا ذکر جو مقام بُحران واقع بجانب فرع میں واقع ہوا تھا

(راوی) کہتا ہے کہ ہجرت سے ستائیسویں مہینے، یعنی جمادی الاول کے چند روز گذرے تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (دس روز تک مدینہ سے باہر تشریف فرما رہے ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے معمر بن راشد نے اور ان سے زہری نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ (بنی سُلیم) کی جمعیت کی جو مقام (بُحران) میں فساد و بغاوت کے لئے اکٹھی ہو رہی تھی خبر پہونچی تو آپ نے بھی اون کے قلع قمع کرنے کے لئے اوس طرف کی تیاری کی اور سب سامان مہیّا کر کے اون کی طرف کو کوچ کیا مگر لوگوں پر یہ ظاہر نہ کیا کہ کدھر جاویں گے روانگی کے وقت تین سو مسلمان آپ کے ہمرکاب تھے نہایت تیزی سے سفر کرنا شروع کیا اور چلتے چلتے جب مقام بُحران سے ایک رات کے فاصلہ پر رہ گئے تو اتفاقاً اسی قبیلہ (بنی سُلیم) کا ایک آدمی ملگیا آپ نے اوس سے اس قوم کا حال دریافت کیا کہ وہ کہاں جمع ہیں اوس نے عرض کیا کہ حضور وہ تو کل سب تتر بتر ہو گئے اور اپنے مقام پر لوٹ گئے ہیں آپ کو اوس کی خبر میں کچھہ شک ہوا کہ شاید یہ بناوٹ سے کہتا ہے اس لئے آپ نے اوس کے قید کر دینے کا حکم دیدیا اور اسی قبیلہ کے ایک مسلمان کی حوالات میں اوس کو سپرد کر دیا اس کے بعد یہاں سے کوچ کر کے خاص مقام بُحران میں پہونچے وہاں جا کر دیکھا تو واقع میں وہاں ان میں سے کوئی شخص نہ تھا اور سب اِدھر اُدھر چلے گئے تھے آپ نے چند روز وہیں قیام فرمایا اور پھر مدینہ واپس تشریف لے آئے اس سفر میں آپ کو کسی قسم کی کوئی دقت پیش نہیں آئی اور واپسی میں آپ نے اوس قیدی کو بھی رہا کر دیا تھا اور اس سفر میں آپ مدینہ سے صرف دس روز تک باہر تشریف فرما رہے۔

ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن نوح نے اور ان سے محمد بن سہل نے بیان کیا کہ اس سفر میں

آپ نے مدینہ پر حضرت عبداللہ بن اُمِّ مکتوم کو اپنا نائب مقرر کردیا تھا۔

مقام قردہ کے فوجی دستہ کا تذکرہ

(سَرِیَّہ) اوس چھوٹے سے لشکر کو کہتے ہیں کہ جسمیں حضور خود تشریف نہ لیجاتے تھے بلکہ اپنے بجائے کسی اور کو فوج کا افسر بناکر بھیجتے تھے چنانچہ اس (سَرِیَّہ) میں حضرت زید بن حارثہ افسر بنائے گئے تھے اور ان کے افسر بننے کا یہ سب سے پہلا موقع تھا اور یہ لشکر ہجرت سے ستائیسویں مہینے جمادی الآخر کی پہلی تاریخ کو روانہ ہوا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن حسن بن اُسامہ بن زید نے اور ان سے ان کے خاندان والوں نے بیان کیا کہ قریش ایک تجارتی فرقہ تھا اور اون کا گذر اوقات صرف تجارت ہی پر تھا جو اکثر اوقات ملک شام وغیرہ کی طرف ہوا کرتی تھی ان کے قافلے مدینہ کے راستہ سے ملک شام کو نہایت امن و امان سے جاتے تھے اور وہاں سے تجارت کے ذریعہ سے خوب مال و دولت کما کر لایا کرتے تھے جس سے بخوبی بسر اوقات ہوتی تھی مگر جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ان لوگوں کی شرارت کی وجہ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے گئے اور مسلمان ان کی شرارتوں اور عداوتوں سے تنگ آکر ان کے تنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے اور اون کے قافلوں پر چھاپہ مارنے کی غرض سے اون سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے تو اسپر قریش بہت زیادہ گھبرائے کہ اب کیا کرنا چاہیئے چونکہ ملک شام جانے کا راستہ مدینہ کے سوا اُن کو معلوم نہ تھا اور یہ راستہ مسلمانوں کی وجہ سے مخدوش ہو گیا تھا اس لئے اونپر بہت زیادہ زور پڑا اور آخر کار ایک روز مشورہ کے لئے سب ایک جگہ جمع ہوئے اس جلسہ میں سب سے پہلے صفوان بن اُمیّہ نے ایک مختصر سی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ محمد اور ان کے ساتھیوں نے ہماری تجارت کا بالکل ستیاناس کر دیا ہے اور اسے بہت زبردست ٹھیس لگا دی ہے چونکہ شام کے راستوں میں سے لے دے کر صرف ایک یہ ساحل کا راستہ جو مدینہ کے آس پاس کو ہی ہمارے مصرف کا تھا مگر جب سے ان لوگوں سے عداوت ہوئی ہے تو یہ بھی ہمارے

ہاتھ سے نکل گیا چونکہ یہ لوگ ہمیشہ ساحل کے باشندوں کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں اور ان سے ان کا بہت زیادہ خلا ملا ہو گیا ہے اور وہاں کے زمیندار اور رعایا سب ایک دوسرے کے شریک حال ہیں اس صورت سے گویا سب کے سب اونھیں کی مٹھی میں ہیں ان وجوہات سے اب ہم نہایت متحیر ہیں کہ اپنے آنے جانے کا راستہ کدھر سے کریں اور کدھر سے نہ کریں اور اگر تجارتی سلسلہ کو چھوڑ کر یہیں پڑے رہنے کی نیت کرتے ہیں تو اس میں یہ دقت درپیش ہے کہ اس طرح تو تھوڑے سے دنوں میں اپنے گھر پڑے پڑے یہ سارا سرمایہ جو ہمارے پاس موجود ہے کھا جاویں گے اور اس کے بعد جب خالی ہاتھ رہ جاویں گے تو پھر یہاں بسر اوقات کی کوئی سبیل نہیں چونکہ ہمارے یہاں رہنے کا دار و مدار صرف ملک شام اور حبشہ کی تجارت پر ہے کہ گرمیوں سردیوں میں دو دفعہ سفر کر کے وہاں سے کچھ کما لاتے ہیں اور اُسی پر یہاں گذر اوقات کرتے ہیں لہذا اگر خدانخواستہ یہی سلسلہ بند ہو گیا تو پھر یہاں ہمارے رہنے کی کیا خاک صورت رہے گی غرضکہ اوس کی ساری تقریر سنکر (اسود بن مُطّلِب) نے اس کے سامنے یہ رائے پیش کی کہ جب اس ساحل کے راستہ میں یہ دقتیں درپیش ہیں تو پھر اس کو اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے اس کو ترک کر دیا جاوے اور اس کے بجائے جو راستہ عراق میں ہو کر شام کو جاتا ہے اوس کو اختیار کر لینا چاہیئے اسپر (صفوان) نے یہ جواب دیا کہ یہ تو بالکل درست ہے کہ اس راستہ کی تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں مگر دوسرا راستہ تو مجھے معلوم ہی نہیں جو اس کو ترک کردوں اور اوس کو اختیار کرلوں (اس جلسہ میں ایک شخص ابوزمعہ بھی موجود تھا اوس نے اس (اسود) سے کہا کہ تو اسکا ذکر نہ کر میں انشاءاللہ تیرے لئے اجرت پر ایک ایسا شخص لادوں گا جو اس عراقی راستہ کا بخوبی واقف کار اور ماہر ہے وہ تجھے اس راستہ سے بسہولت تمام اور آسانی سے لیجاوے گا یہ سنکر (صفوان) خوش ہو گیا اور کہنے لگا کہ وہ کون ہے اوس نے کہا (فُرات بن حیّان عجلی) ہے کہ یہ عراقی راستہ اوس کے پاؤں لگا پڑا ہے اور وہ ہمیشہ اسی راستہ کو آتا جاتا ہے (صفوان) نے کہا کہ بھائی خدا کی قسم تیری یہ تدبیر بہت خوب رہی بس اب تو جلدی سے (فُرات) کو میرے پاس بھیجدے میں اوس سے سفر کی بابت خود بخود گفتگو

کرلوں گا چنانچہ وہ (ابوزمعہ) کا فرستادہ اس کے پاس آگیا نواسؔ نے اوس سے کہا کہ میاں میرا ملک شام جانے کا ارادہ ہورہا ہے اور پہلے سے تو ہم اس ساحلی راستہ کو آیا جایا کرتے تھے مگر اب جب سے محمد سے ہماری دشمنی اور چھیڑ چھاڑ ہو گئی ہے تو اوس نے اس راستہ کو ساحل کے باشندوں سے اپنا رسوخ اور میل جول بڑھا کے ہمارے لئے بالکل خراب اور مخدوش کر دیا ہے اس لئے اب کے میرا ارادہ یہ ہوا ہے کہ اس کو چھوڑ کر عراق کے راستہ کو چلیں اور اس راستہ سے سنا ہے کہ تم بخوبی واقف ہو اس لئے تمہیں بلایا ہے اب جیسا تمہارا مشورہ ہو ویسا کیا جاوے (فُرات) نے کہا شوق سے آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو عراق کے ایسے راستہ سے لیچلوں گا جس کی محمد اور اوس کے ساتھیوں کو ہوا بھی نہیں لگنی اور یہ راستہ زمین کے اونچے حصہ پر نہایت موزون ہے اور اس میں میدان بھی بکثرت ہیں مگر ان میں ہمیں پانی وغیرہ کی بالکل ضرورت نہیں پڑتی چونکہ ہم سردیوں کے موسم میں سفر کرتے ہیں (یہ سنکر صفوان) بہت خوش ہوا اور اس سے کہنے لگا کہ بس بس میری یہی حاجت تھی چنانچہ اس تمام قصہ کے طے ہونے کے بعد (صَفْوان بن اُمیّہ) نے ملک شام کے سفر کی طیاری کو تو (ابوزمعہ) نے اپنا مال تقریبًا تین ۳ سَو وہیہ کا اوس کے ساتھ کر دیا جس میں صرف سونا اور پگھلی ہوئی چاندی کے ٹکڑے تھے اور اس کے علاوہ قریش کے اور اکثر آدمیوں نے بھی اپنا اپنا سرمایہ اوس کے ساتھ روانہ کیا اور اس قافلہ میں عبداللہ بن ابی رَبیعہ اور حُوَیطِب بن عبد العُزیٰ اور قریش کے اور بہت سے آدمی اس کے ساتھ ساتھ چلے اور اوس کے پاس سب لوگوں کا مال ملا کر جسمیں صرف سونا اور چاندی کے ٹکڑے اور برتن وغیرہ تھے وزن میں تقریبًا تیس ہزار روپئے کے برابر تھا غرضکہ یہ اسقدر کثیر رقم کے مال کو لیکر روانہ ہوا اور یہ سب کے سب (مقام ذات عِرق) کے راستہ کو ہو لئے اسی عرصہ میں اتفاقًا (نُعَیم بن مسعود اشجعی) مکہ سے مدینہ کی طرف چلا گیا اور وہاں قبیلہ (بنی نضیر) کے محلہ میں ایک شخص مُسمّٰی (کنانہ بن ابی الحقیق) کے پاس جا کر ٹھہرا اوس نے اس کی خوب خاطر مدارات کی اور اس کی وجہ سے اکثر شراب وغیرہ کا دور چلنے لگا حضرت سَلیط بن نعمان بن اَسلَم (قبیلہ (بنی نضیر) کے محلہ میں اکثر اوقات آیا جایا کرتے تھے اور اون کے ساتھ شراب نوشی

کیا کرتے تھے چونکہ اوسوقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی اپنی قدیمی عادت کے موافق یہ اس (کِنَانَہ) کی مجلس میں بھی شریک ہوا کرتے تھے ایک روز ان کے سامنے اسی مجمع میں ایسا اتفاق ہوا کہ (نُعَیم بن مسعود) نے شراب کے نشہ میں چور ہو کر (صَفوان) کی روانگی کا تمام کچا چٹھا کہہ سُنایا کہ وہ اتنا اتنا مال لیکر فلاں فلاں آدمیوں کے ساتھ ملک شام کو روانہ ہوا ہے یہ سُنکر حضرت (سُلیط) وہاں سے فوراً چلدیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس قافلہ کی خبر سے مطلع کیا آپ نے اوسیوقت حضرت (زید بن حارثہ) کو طلب فرمایا اور اون کو سَو سوار دے کر اس قافلہ پر یورش کرنیکا حکم دیدیا چنانچہ وہ سو سواروں سمیت مدینہ سے روانہ ہو کر جھٹ پٹ قافلہ کے سامنے جا ڈٹے اور اس کو گھیر لیا یہ دیکھکر قافلہ کے سردار تو ادھر اُدھر بھاگ گئے اور ایک دو آدمی ان میں سے گرفتار بھی ہو گئے لیکن مال سے لدے لدائے اونٹ سب وہیں رہ گئے۔ چنانچہ حضرت (زید بن حارثہ) اُن سب کو ہنکوا کر مدینہ میں لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں پیش کر دیئے آپ نے کل مال کے پانچ حِصّے کر دئے جن میں سے ایک حِصّہ تو خود رکھ لیا اور باقی چار حصے لشکر پر تقسیم کر دیئے (راوی) کہتا ہے کہ اس روز پانچویں حِصّہ میں بتیس ہزار روپے آئے تھے اور قیدیوں میں سے وہ (فُرات بن حُمان) جو قافلہ کی رہبری کے لئے آیا تھا حضور کی خدمت میں حاضر کیا گیا آپ نے اوس کو اسلام کی دعوت دی اور یہ فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہو جاوے گا تو ہم تجھے چھوڑ دیں گے اوس نے منظور کر لیا اور خوشی سے مسلمان ہو کر اپنی جان کو قتل سے بچا لیا۔

جنگِ اُحُد کا تذکرہ

(راوی) کہتا ہے کہ یہ جنگ ہجرت سے بتیسویں مہینے میں شوال کی ساتویں تاریخ کو شنبہ کے روز واقع ہوئی تھی اور اس جنگ کے دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پر اپنا نائب حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتوم کو متعین فرمایا تھا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد

بن عبداللہ بن مُسلم نے اور موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث نے اور عبداللہ بن جعفر نے اور ابن ابی سَبُرہ نے اور محمد بن صالح بن دینار نے اور مَعاذ بن محمد نے اور ابن ابی حَبِیبہ نے اور محمد بن یحییٰ بن سہل بن حَثمہ نے اور عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز نے اور یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور یونس بن محمد ظَفَری نے اور مَعمر بن راشد نے اور عبدالرحمٰن بن ابی الزّناد نے اور ابو مُعشر نے بیان کیا (واقدی فرماتے ہیں کہ) ان کے علاوہ اور بہت سارے ایسے آدمیوں نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ جن کے میں نے یہاں نام نہیں لئے مگر سب نے اس حدیث کے مضمون کو مسلسل بیان نہیں کیا بلکہ ہر شخص نے مضمون کے تھوڑے تھوڑے حصّہ کو بیان کیا ہے جسکو میں نے خود سلسلہ وار کر دیا ہے اور ان لوگوں میں سے بعض کی قوت حافظہ بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھی سوان سب کے بیانوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قریش بدر سے ہار کر مکہ کو واپس آئے تو اونھوں نے دیکھا کہ وہ قافلہ جس کو ابو سفیان بن حَرب شام سے لیکر آیا تھا جوں کا توں ایک چوک میں کھڑا ہوا ہے اور ابو سفیان نے مالکان قافلہ کے انتظار میں جو بدر میں گئے ہوئے تھے اوس کو بالکل اِدھر اودھر نہیں ہونے دیا ہے آخر جب یہ بدر والے پہونچے اور اونھوں نے بدر کا سارا ماجرا سنایا تو قریش میں ایک کھلبلی مچ گئی اور قریش کے سارے سردار اور سر برآوردہ لوگ جیسے اَسْوَد بن مُطَّلِب بن اسد اور جُبَیر بن مُطعم اور صفوان بن اُمیّہ اور عِکرِمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ابی رَبیعہ اور حُوَیطِب بن عبد العزّیٰ اور حُجَیر بن ابی اہاب وغیرہ جمع ہو کر ابو سُفیان بن حرب کے پاس گئے اور اوس سے کہنے لگے کہ اے ابو سُفیان دیکھ اس قافلہ میں جس کو تو شام سے اپنی سرکردگی میں لایا ہے اور اب تک تو نے اُس کو روک رکھا ہے سب مال وسامان وغیرہ مکہ ہی والوں کا ہے اور قریش کے سوا اس میں کسی کا ذرّہ برابر حِصّہ نہیں ہے جو کسی کو اس میں دخل دینے کی مجال ہو اور ان سب مالکان کی بطیب خاطر یہ رائے ہے کہ اس مال سے ایک بہت بھاری لشکر طیار کیا جاوے اور پھر دوبارہ بدر کا بدلہ لینے کے لئے محمد پر دھاوا کیا جاوے کیونکہ اس نے ہم سب لوگوں کو بیکل کر دیا ہے اور ہمارے جوانوں اور بزرگوں اور عزیز واقربا کو نہایت بیدردی اور بیرحمی سے قتل وغارت کر دیا ہے بس اب جب تک ہم

اُس سے اپنے مقتولوں کا پورا پورا بدلہ نہیں لے لیں گے تب تک ہمارے دل ٹھنڈے نہیں ہوں گے یہ سنکر ابوسفیان نے کہا کہ کیا واقعی قریش اسپر رضا مند ہیں سب نے کہا کہ ہاں اُن کی یہی مرضی ہے اس کے بعد جب ابو سُفیان کو سب کی طرف سے خوب اچھی طرح اطمینان ہو گیا تو اس نے کہا کہ بس تو اس بات کو سب سے پہلے میں ہی منظور کرتا ہوں اور قبیلہ (بنی عبد مَنَاف) بھی میرے ہی ساتھ ہے اور خدا کی قسم میں اپنے مقتولوں کا ان سے ضرور بالضرور بدلہ لیکر رہوں گا اونھوں نے تو میرا بس لہو پی لیا ہے کہ میرے بیٹے (حَنظَلَہ) اور میری قوم کے بڑے بڑے سرداروں کو چن چن کر قتل کر ڈالا ہے چنانچہ اوس قافلہ کا تمام سامان اوسی طرح بدستور لدالدایا رکھا رہا اور جب سب نے دوسری دفعہ حملہ کرنے کی اور (اُحد) کی طرف جانے کی پوری پوری تیاری کر لی تو سب نے نقد روپے کے لئے اپنا اپنا سامان فروخت کر ڈالا اور گروی رکھدیا یعنی یہ شرط کر لی کہ اگر ہم فلاں وقت تک روپیہ ادا کر دیں گے تو اپنا سامان واپس لے لیں گے ورنہ یہ سب سامان اُس رقم میں جو ہمنے لی ہے بیع سمجھا جاوے گا چنانچہ یہ سب سامان اسی شرط پر ابوسفیان کے پاس رکھدیا گیا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ قافلہ کے سب مالکوں نے ملکر ابوسفیان سے تمام سامان کی بابت یہ درخواست کی کہ تو اس کو فروخت کر دے اور جو کچھ اس میں ہمارا اصلی روپیہ ہے اوس کو تو ہمیں دیدے اور جو کچھ نفع بچے اوس کو فوجی انتظامات میں خرچ کر ڈال (راوی) کہتا ہے کہ اس قافلہ میں ایک ہزار اونٹ تھے اور پچاس ہزار اشرفیوں کا مال تھا اور ان کی تجارت میں ایک اشرفی پر ایک ہی اشرفی بچتی تھی تو گویا حاصل یہ ہوا کہ پچاس ہزار اشرفیاں تو سردست فوجی ساز وسامان میں خرچ کر دی جاویں اور پچاس ہزار کو آئندہ کے لئے باقی رکھا جاوے اور قریش کی تجارت کا مرکز صرف ملک شام کی سرزمین تھی کہ اوسی کے گرد و نواح میں سب کے سب خرید و فروخت کرتے پھرا کرتے تھے اس کے سوا دوسرے ممالک کی سرحدوں میں بالکل نہیں جاتے تھے اور اسی دوران میں یہ قصہ بھی ہوا تھا کہ ابوسُفیان نے اس قافلہ میں سے قبیلہ (بنی زُہرہ) کا کل سامان ضبط کر لیا تھا اور دریافت کرنے پر ان کا یہ قصور بتلایا کہ ان لوگوں نے قریش سے دھوکہ کیا ہے کہ یہاں سے جنگ بدر میں جانے

وقت اون کے ساتھ ہولئے اور پھر بوجہ راستہ میں سے واپس لوٹ آئے لہذا ان کی
اس حرکت کی سزا میں یہ مال ضبط کرلیا گیا ہے ان کو ہرگز نہیں مل سکتا باقی اوروں کا مال دیئے
دیتا ہوں چنانچہ اس نے قبیلہ (بنی نوفل) اور قبیلہ (بنی عبد مناف بن زُہرہ) کا مال اون
کے پاس بھجوادیا مگر قبیلہ (بنی نوفل) میں سے (مَخرِمہ بن نوفل) نے اپنا مال لینے سے انکار
کردیا اور یہ کہلا بھیجا کہ جب تک (بنی زہرہ) کا مال نہیں دیا جاویگا تب تک میں بھی اپنا مال
نہیں لوں گا (مخرمہ) کے علاوہ اسکے بارہ میں (اُخنَس) نے بھی بحث کی اور ابوسُفیان سے
جاکر یہ کہا کہ ایسی کیا وجہ ہے جو قبیلہ (بنی زُہرہ) کا مال روک لیا گیا اور اون کو نہیں دیا جاتا
اور باقی تمام قبائل کے اموال اون کو دیئے جارہے ہیں اگر روکے جاتے تو سب کے سامان
روکے جاتے اور اگر دیئے جاتے تو سب کے دیئے جاتے اس دو عملی کی کیا وجہ ہے کہ سب قبائل
میں سے صرف اسی قبیلہ کا مال روک لیا گیا ہے اور اس کے سوا اور سب کے مال اون کو دیدیئے
گئے ہیں اسپر ابوسفیان نے کہا کہ ان سے بڑی بھاری خطا سرزد ہوگئی ہے اسوجہ سے ان کا
مال روک لیا گیا ہے اور وہ خطا یہ ہے کہ ان لوگوں نے قریش کا ساتھ دینے سے منہ موڑ لیا
اور بدر کے راستہ میں سے واپس بھاگ آئے اس سے زیادہ اور کونسی خطا ہوگی کہ اونھوں نے
ہمیں عین وقت پر دھوکہ دیا اور ہمیں غارت کرانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی (اُخنَس)
نے کہا کہ اس میں ان کی کیا خطا ہے خطا تو تیری ہے کہ تو نے ہی تو قریش کے پاس کہلا بھیجا
تھا کہ تم لوگ سب واپس چلے جاؤ تمہارے یہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں چونکہ تم لوگ صرف
قافلہ کو بچانے کی غرض سے آرہے ہو سو وہ ہم خود بچائے لاتے ہیں بس جب تو نے
قریش کے پاس یہ پیام بھیجدیا اور ان لوگوں نے اس کو سنکر اس کے موافق عمل کرلیا
تو پھر ان کا اس میں کیا قصور ہوا اگر یہ خود بخود اپنی خوشی سے ایسا کرلیتے تو خیر انپر تشدد
کرنا روا بھی ہوتا باقی ابتو یہ بالکل بری الذمہ ہیں کوئی الزام انپر عائد نہیں ہوسکتا اگر اس
میں کوئی حرف آسکتا ہے تو وہ صرف تجھپر آسکتا ہے۔ غرضکہ (اخنس کی) یہ تقریر سُنکر
ابوسُفیان خاموش ہوگیا اور قبیلہ (بنی زُہرہ) کے مال کی روک ٹوک سے باز آگیا بس پھر
تو (بنی زُہرہ) اور مکہ کی ہر قوم نے جو بالکل بیکس و بے بس تھی سب نے اپنا اپنا سامان اور

مال جو قافلہ میں تھا لیا یا اور وصول کر لیا (راوی) کہتا ہے کہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اسوقت ہر قوم نے اپنے منافع کو نکال کر اس فوجی صیغہ میں دیدیا تھا چنانچہ اس مال سے نہایت زبردست فوج تیار کی گئی اور جنگ اُحد اسی کے بل بوتے پر ہوئی اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی خرچ کی طرف اشارہ فرمایا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ) ترجمہ ۔ کافر اپنے مال خوب خرچ کر رہے ہیں کہ (کسی طرح) لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکدیں۔" الغرض جب سب لوگوں کا (اُحد) کی طرف جانے پر اتفاق اور اجتماع ہو گیا تو پھر آپسمیں یہ مشورہ کرنے لگے کہ آیا اپنے ملک میں پھر کر ہمیں اور لوگوں سے بھی اپنی امداد کی درخواست کرنی چاہیئے یا نہیں بعض لوگوں نے اس کی تائید کی اور یہ کہا کہ ضرور تمام ملک میں ایک چکر لگانا چاہیئے چونکہ ہم سب آدمی ہم مذہب ہیں اور سب کے سب ایک (مناۃ) بت کی پوجا پاٹ کرتے ہیں سو یہ سب لوگ ہمارے ہمخیال ہونے کی وجہ سے ضرور بالضرور ہماری درخواست کو منظور کریں گے اور ہمارا ساتھ دین کے لئے یقیناً ایک دم سے کھڑے ہو جاویں گے اور اس کے علاوہ جو لوگ ہر قبیلہ اور ہر قوم کے پہلے سے ہمارے طرفدار اور شریک کار چلے آرہے ہیں اون سے بھی ضرور فرمائش کرنی چاہیئے وہ بھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے یہ سنکر سب اس رائے سے خوش ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہاں ضرور ایسا کرنا چاہیئے اور چند آدمیوں کو منتخب کر کے اس کام کے لئے روانہ کر دینا چاہیئے چنانچہ پھر سب لوگوں کی رائے سے یہ چار آدمی تجویز کئے گئے ایک تو (عمرو بن عاص) اور ایک (ہُبیرہ بن وَہب) اور ایک (ابن زِبَعرِی) اور ایک (ابوعَزّہ جُمَحی) مگر تجویز کرنے کے بعد جب ان لوگوں کو اس امر کی اطلاع کی گئی کہ تمہیں اس کام کے لئے قوم کی طرف سے چھانٹا گیا ہے تو اون میں سے تین آدمیوں نے تو اقبال کر لیا کہ ہم ضرور اس کام کو انجام دیں گے اور اپنے قومی فرض کو ادا کریں گے مگر ایک شخص مُسمّیٰ (ابوعزّہ) نے اس کام کے کرنے سے بالکل انکار کر دیا اور یہ عذر پیش کیا کہ مجھپر بدر کے روز (محمد) نے بڑا احسان کیا تھا اور اوس کے عوض میں میری اون سے قسماً قسمی ہو گئی تھی کہ میں تمپر کبھی تمہارے دشمن کو اشتعال دے کر چڑھا کر نہ لاؤں گا سو اب میرا کیا منہ ہے کہ میں لوگوں کو اپنپر چڑھائی کی ترغیب دوں اور

بھڑکا کر اونپر چڑھائی کر لیجاؤں یہ کام شرافت کے بالکل خلاف ہے اس لئے میں اس کو ہرگز نہ کر سکوں گا آخر جب اس نے اس بات کی کسی طرح حامی نہ بھری تو اس کے سمجھانے کے لئے (صَفوان بِن اُمَیَّہ) اوس کے پاس گیا اور دو چار باتیں اِدھر اُدھر کی کر کے اس سے کہنے لگا کہ قریش کی طرف سے جو (وَفد) ملک میں گھومنے اور سب آدمیوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے جارہا ہے تو کیوں اوس کے ساتھ نہیں جاتا آخر بات کیا ہے اس نے جواب کہ دیا کہ بھائی سارا قِصہ یہ ہے کہ بدر کے روز (محمد) نے میرے اوپر ایسا احسان کیا ہے جو کسی اور پر نہیں کیا ہے کہ ہر قیدی کو یا قتل کر ڈالا ہے یا اوس سے کچھ مال لیکر چھوڑا ہے مگر مجھ سے نہ تو کچھ مال لیا اور نہ مجھے قتل کیا بلکہ ویسے ہی مفت چھوڑ دیا ہے میں نے اون کا یہ احسان دیکھکر یہ عہد کر لیا تھا کہ میں اب سے پھر کبھی آپ کے اوپر آپ کے دشمن کو اشتعال دیکر چڑھا کر نہ لاؤں گا سو اب میں نے جو کچھ اُن سے عہد و پیمان کر لیا تھا اوس کو ضرور جیتے جی نباہونگا اور اس کے خلاف ہرگز نہیں کروں گا یہ سنکر صَفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ تو اِدھر اُدھر کی باتیں نہ ملا اور بس سیدھا سیدھا ہمارے ساتھ چلا چل دیکھ اگر تو ہمارا کہنا مانے گا تو ہم بھی تیرے ساتھ بہت زیادہ سلوک کریں گے کہ جسقدر تو مال مانگے گا ہم اوسیقدر تجھے مال دیں گے اور اگر خدانخواستہ جنگ میں ہمارے ساتھ قتل ہو جائے گا تو ہم تیرے بال بچوں کی ایسی ہی پرورش کریں گے جیسے اپنے بال بچوں کی کرتے ہیں اور ان کی بابت کسی قسم کی کوتاہی اور کمی نہیں کریں گے غرضکہ اس نے اپنی طرف سے سب کچھ کہا مگر (ابو عزّہ) نے اوس کی ایک نہ سنی اور اپنے انکار ہی پر اڑا رہا آخر جب اوس کو نشیب و فراز سمجھاتے دوسرا دن ہو گیا اور ابو عزّہ اپنی ہٹ سے باز ہی نہ آیا تو یہ اوس سے مایوس ہو کر چلا گیا اور مقام پر جاکر اور لوگوں سے اس کا تذکرہ کیا اور سب تو اس کے تذکرہ پر خاموش رہے مگر (جُبَیر بن مُطعم) کے اس سے بہت زیادہ مراسم تھے اس لئے اوس نے کہا کہ تم اوس کی طرف سے کچھ فکر نہ کرو کل میں تمہارے ساتھ چلوں گا دیکھوں وہ کیسے نہ مانے غرض دوسرے روز (صَفوان) اور (جُبَیر) دونوں ملکر اوس کے پاس گئے اور دعا و سلام ہونے کے بعد (صَفوان) نے اوس سے پھر وہی تذکرہ چھیڑا مگر اوس نے بھی پھر ویسی ہی بے

پروائی سے انکار کر دیا اور وہی پہلا عذر بیان کیا اس پر جُبیرؔ نے اوس سے کہا کہ اے (ابوعزہ) مجھے تو تیرے اوپر بڑا بھروسہ تھا اور مجھے اس بات کا گمان نہ تھا کہ میری زندگی میں کوئی ایسا نازک وقت بھی آوے گا جسمیں تیرے پاس کسی کام کی سفارش کے لئے آؤں اور تو اس سے انکار کر دے خیر جو کچھ ہونا ہو گا وہ تو ہو ہی گا مگر تیری یہ بات بھی ہمیں ہمیشہ یاد رہے گی (جُبیرؔ) کے شکوہ شکایت کا اس پر بہت زیادہ اثر پڑا اور آخر کو اوس کو یہی کہتے بن پڑا کہ اچھا تو خفا نہ ہو میں چلتا ہوں غرض یہ تیار ہو کر اپنے گھر سے نکلا اور سب قبائل کی تنظیم کے لئے عرب میں دورہ کرتا ہوا پھرنے لگا اور رَجزیہ شعروں میں لوگوں کے آباؤ واجداد کی اور خود ان کی بہادریاں بیان کر کر کے ان کو اُبھارنے لگا اور جنگ پر آمادہ کرنے لگا چنانچہ نمونہ کے یہ چند شعر ہیں۔

شعر

يَا بَنِي عَبْدِ مَنَاةِ الرِّزَامِ　　　أَنْتُمْ حُمَاةٌ وَأَبُوكُمْ حَامِ

ترجمہ۔ اے (عبد مناۃ) کی اولاد تم (تو خاندانی) بہادر ہو (اور) تم (تو ہمیشہ سے بیکسوں اور بے بسوں کے) حمایتی ہو اور تمہارا باپ (بھی ایسے لوگوں کا حمایتی اور پشت پناہ تھا)

لَا تُسْلِمُونِي لَا يَحِلُّ إِسْلَامُ　　　لَا تَعِدُونِي نَصْرَكُمْ بَعْدَ الْعَامِ

ترجمہ۔ مجھے بے یار (مددگار) مت چھوڑ دو (کہ) ایسے نرغہ کے وقت اس طرح) چھوڑ دینا درست نہیں۔ تم میری حمایت کرنے سے (بالکل) درگذر نہ کرو عام لوگوں کی (حمایت کرنی کے) بعد۔

(راوی) کہتا ہے کہ اس ملکی دورہ میں اس کے ساتھ اور بڑے بڑے آدمی بھی تھے چنانچہ یہ سب کے سب عرب کے باشندوں کے پاس آئے اور سارے ملک میں دورہ کر کے سب کو ایک نقطۂ خیال پر لے آئے اور ایک مرکز پر جمع کر دیا پھر قبیلہ بنی ثقیف میں پہونچے اور اون کو بھی اکٹھا کر دیا۔ غرضکہ جب تمام ملک میں گشت لگا چکے اور عرب کے سارے آدمی جو اُن کے طرفدار اور شریک کار تھے گرد و نواح سے حاضر اور جمع ہو گئے تو اس وقت قریش کا آپسمیں اس بات پر اختلاف ہو گیا کہ عورتوں کو بھی جنگ میں ساتھ لیجانا چاہیئے یا نہیں۔

ہمسے محمد نے اور اُن سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے بکیر بن مسمار نے اور ان سے حضرت سعد کے غلام مُسمّٰی زیاد نے اور ان سے نسطاس نے بیان کیا کہ اس اختلاف میں (صفوان بن اُمیّہ) نے تو یہ رائے دی کہ زنانی سواریوں کو ضرور بالضرور ساتھ لیجلنا چاہیئے اور سب سے پہلے میں خود ہی ایسا کرتا ہوں کہ اپنی زنانی سواریوں کو لیجلتا ہوں کیونکہ یہ تمہاری ہر قسم کی نگرانی بھی کریں گی کہ ہر وقت تمہارے زخمیوں وغیرہ کی مرہم پٹی میں لگی رہیں گی اور سب کو پانی وغیرہ معمولی معمولی چیزیں لیتی دیتی رہیں گی اور اس کے علاوہ رو دھو کر تمہیں بدر کے مقتولوں کو یاد دلاتی رہیں گی جس سے تمہارا جوش بڑھتا رہے گا اور تمہارے زخم ہرے کے ہرے رہیں گے اور ہم لوگ یہاں سے بالکل سر بکف ہو کر مرنیکے لئے جا رہے ہیں کچھ گھر واپس آنے کے لئے نہیں جا رہے ہیں بس اب دو ہی باتیں ہوں گی کہ یا تو ہم اپنے دشمنوں سے اپنا بدلہ لے لینگے اور سرخرو ہو کر آویں گے اور یا اپنی جانیں بھی کھو دیں گے اور وہیں مر جاویں گے لہذا ایسی صورت میں زنانی سواریاں لیجانے میں کیا پس وپیش ہے کیونکہ اگر ہم نے اپنے دشمن کو دبا لیا تو پھر ان کو کیا آنچ آ سکتی ہے اور اگر خدانخواستہ ہم خود دشمن سے دب گئے اور مر گئے تو پھر یہ ہمارے کس کام کی اور ایسی ہی یہاں ایسی ہی وہاں یہ سُنکر عکرمہ بن ابی جہل نے اس کی تائید کی اور یہ کہا کہ سب سے پہلے میں تیرے مدعا کو بسرو چشم قبول کرتا ہوں اس کے بعد عمرو بن عاص نے بھی اسی زور شور سے اوس کی تائید کی اور اوس کے مدعا کو خاطر خواہ قبول کر لیا مگر نوفل بن معاویہ نے اس بات میں چون و چرا کیا اور یہ کہا کہ اے قریش کی جماعت دیکھو یہ بات کچھ عقل کی بات اور قرین قیاس نہیں ہے کہ تم خود بخود دیدہ ودانستہ ہو نہ ہو اپنی عورتوں کو اپنے دشمنوں کے حوالے کر ہی دو آخر تمہارے سر پر ایسی کیا مصیبت پڑی ہے کہ تم اپنے ہاتھ ہی سے اپنی عورتوں کو دوسروں کے ہاتھ میں دئے دیتے ہو اور اپنے آپ ہی اپنی بے آبروئی کے آرزومند ہو رہے ہو کیونکہ ہار جیت کچھ اپنے بس کی بات نہیں بلکہ خدا کے بس کی ہے اس لئے مجھے یہ پورا بھروسہ نہیں ہے کہ خواہ مخواہ ہمارے دشمنوں ہی کی شکست ہوگی ممکن ہے کہ خدانخواستہ اولٹی ہماری ہی شکست

ہو جاوے سو ایسی صورت میں تم فضول اپنی عورتوں کے بارہ میں رسوا اور بے آبرو ہو گے اور (خود کردہ را چارہ چیست) کے مصداق بن جاؤ گے اور پھر اپنے بیگانے سب تمہارا ہی ٹھٹھا کریں گے اور مذاق اوڑائیں گے یہ رہا جدا اس لئے میرے نزدیک یہ بات ٹھیک نہیں ہے کہ تم اپنی زنانی سواریوں کو اپنے ساتھ لے چلو آگے تمہیں اختیار ہے (صَفْوان بن اُمَیَّہ) اس کی رائے سے جل گیا اور کہنے لگا کہ بس تو اپنی خرافات کو رہنے دے اب تو جو بات قرار پا چکی ہے اس کے خلاف کبھی نہ ہوگا نوفل اس بات کو سنکر اس کی طرف سے کچھہ مایوس اور نا امید سا ہو گیا اور اس خیال سے کہ شاید یہ بات کچھہ ابوسفیان ہی کی سمجھہ میں آجاوے اور یہ لوگ اوسی کے کہنے سے باز آجاویں اوس کے پاس گیا اور یہی بات جو اور لوگوں کے سامنے پیش کی تھی اوس کے سامنے بھی پیش کی وہاں اتفاق سے ابوسفیان کی بیوی (ہِنْد دختر عُتْبَہ) بھی موجود تھی اوس نے اس نوفل کی یہ بات سنکر ایک اودھم مچا دیا اور اُس کو طعنے تشنے دینے شروع کر دئے کہ تو بدر کے روز تو اپنی جان بچا کر اپنی عورتوں کے پاس بھاگ ہی آیا تھا اب کے بھی تیرے جی میں یہی ہو گی اور جن لوگوں نے بدر کے روز اپنی جان خاک میں ملا دی تجھے اون کی کیا پروا ہے تو تو خود اچھا بھلا اپنی عورتوں میں موجود ہے اور عیش و عشرت کر رہا ہے۔ اب تیری بلا سے کوئی مرے یا جئے ہاں ہم تو ضرور چلیں گے اور جنگ میں ساتھ رہیں گے تو اپنی بکواس کرتا پھر جا تیری کون سنتا ہے بدر کے روز ہمارے مایۂ ناز و فخر آدمی اسی لئے تو تہ و بالا ہو گئے کہ تمہارے جیسے کوتاہ اندیش آدمیوں نے گانیوالیوں کو جن کے گانے سے آدمی بیساختہ مارنے مرنے کو طیار ہو جایا کرتے ہیں اور لڑائی بھڑک جایا کرتی ہے اپنی بیوقوفی سے مقام (جُحْفَہ) کے پڑاؤ سے واپس کر دیا تھا ورنہ ان کے ہوتے ہوئے ایسا ہونا بالکل محال تھا کہ ایسے ایسے شہ زور اور بہادر آدمی ایک دم سب کے سب شکست کھا جائیں اور نہ تیغ ہو جائیں اور دشمنوں کو ایسی حیرت انگیز فتح نصیب ہو کہ جس کی نظیر آجتک دنیا میں کہیں نظر نہیں پڑتی غرضکہ ابوسُفیان نے بھی اپنی بیوی کے کہنے میں آکر نوفل کو صفاچٹ جواب دیدیا اور یہ کہدیا کہ بھائی میں قریش کی مخالفت نہیں کر سکتا کیونکہ میں بھی تو اونھیں میں سے

ہوں پھر اپنے آدمیوں کی بتلا کس طرح مخالفت کروں اور اون کو کیسے چھوڑ دوں جو کچھہ اونھوں نے طے کر لیا سو کر لیا ابتو لامحالہ مجھے بھی وہی کرنا پڑے گا بالآخر (نوفل) کی بات کو کسی نے نہ مانا اور نہ نائی سواریوں کو لشکر کے ساتھ لیچلے چنانچہ ابوسفیان بن حرب نے اپنی دونوں عورتوں کو ساتھ لیا ایک تو (ہند دختر عتبہ) اور دوسری (اُمیمہ دختر سعد بن وہب بن اشیم) جو قبیلہ بنی کنانہ سے تھی اور صفوان بن امیہ نے بھی اپنی دونوں عورتوں کو ساتھ لیا ایک تو (برزہ دختر مسعود ثقفی) جو صفوان کے بڑے بیٹے عبداللہ کی ماں تھی اور دوسری (بغوم دختر معذل) جو صفوان کے چھوٹے بیٹے عبداللہ کی ماں تھی اور قبیلہ بنی کنانہ سے تھی اور طلحہ بن ابی طلحہ نے اپنی بیوی مسمّاۃ (سلامہ دختر سعد بن شہید) کو ساتھ لیا جو قبیلہ بنی اوس سے تھی اور اس کو (اُمّ بنی طلحہ) یعنی (طلحہ کی اولاد کی ماں) کہتے تھے کیونکہ (طلحہ) کے چاروں بیٹے ایک مسافع ایک حارث ایک کلاب ایک جلاس اسی کے پیٹ سے تھے اور عکرمہ بن ابی جہل نے اپنی بیوی (اُمّ حکیم دختر حارث بن ہشام) کو اپنے ساتھ لیا اور حارث بن ہشام نے اپنی بیوی (فاطمہ دختر ولید بن مغیرہ) کو ساتھ لیا اور عمرو بن عاص نے اپنی بیوی (ہند دختر منبہ بن حجاج) کو ساتھ لیا اور یہ (اُمّ عبداللہ) یعنی (عبداللہ کی ماں) کر کے مشہور ہے اور مسمّاۃ (خناس دختر مالک بن مضرب) اپنے بیٹے ابوعزیز بن عمیر عبد ربی کے ساتھ چلی اور حارث بن سفیان بن عبدالاسد اپنی بیوی (رملہ دختر طارق بن علقمہ) کو ساتھ لیکر چلا اور کنانہ بن علی بن ربیعہ بن عبدالعزیٰ اپنی بیوی (اُمّ حکیم دختر طارق) کو اپنے ساتھ لیکر چلا اور سفیان بن عویف نے اپنی بیوی (قتیلہ دختر عمرو بن ہلال) کو اپنے ساتھ لیا اور نعمان بن مسک ذئب اور جابر بن مسک ذئب دونوں کے دونوں اپنی ماں مسمّاۃ (دغینہ) کو اپنے ساتھ لیکر چلے اور غراب بن سفیان بن عویف نے اپنی بیوی مسمّاۃ (عمرہ دختر حارث بن علقمہ) کو اپنے ساتھ لیا اور یہ (عمرہ) وہ عورت ہے کہ جس نے قریش کے جھنڈے کو جب شکست کے وقت اون کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا تھا تو خود دلیرانہ آگے بڑھکر اپنے ہاتھ میں اوٹھا لیا تھا اور جب تک قریش نے اپنے اوسان ٹھیک کر کے واپس آکر اس کے ہاتھ سے جھنڈا نہ لیلیا تب تک میدان

جنگ میں بڑے استقلال سے مردانہ وار ڈٹی رہی اور جھنڈے کو لہراتی رہی (کہتے ہیں) کہ سُفیان بن عُوَیف کے دس بیٹے تھے اور اس نے اس جنگ اُحُد کی روانگی کے وقت دسوں کے دس اپنے ساتھ لے لئے تھے اور قبیلہ (بنی کنانہ) کے آدمی بھی سب کے سب جمع ہو گئے تھے اور جس روز قریش مکہ سے روانہ ہونے لگے تو اون کے پاس تین جھنڈے تھے جو ایک چونک میں جس کا نام (دارُالنَّدوَہ) تھا طیار کئے گئے تھے اور اُن میں سے ایک جھنڈا تو (سُفیان بن عُوَیف) کے پاس تھا اور ایک جھنڈا جو متفرق قبائل کا تھا وہ اونھیں میں سے کسی ایک آدمی کے پاس تھا اور ایک (طَلحہ بن ابی طَلحہ) کے پاس تھا (اور) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب قریش مکہ سے روانہ ہوئے تو اونھوں نے تینوں جھنڈوں کو ایک جگہ لپیٹ رکھا تھا اور وہ سب کے سب لپٹے لپٹائے (طَلحہ بن ابی طَلحہ) کے پاس تھے (واقدی) فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ آخیر ہی کی بات درست ہے اور جسوقت قریش کے لشکر نے مکہ سے کوچ کیا تو اوسوقت اوس کی تعداد اون آدمیوں سمیت جو اور قبیلوں کے قریش میں آملے تھے تین ہزار تھی جن میں سے ایک سو آدمی تو صرف قبیلہ (بنی ثقیف) ہی کے تھے اور لشکر کے ساتھ حربی سازوسامان اور ہتھیار وغیرہ بہت کافی وافی تھا اور اس میں سات سو جوان زرہ پوش تھے اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ بھی اوس کے ساتھ ساتھ تھے اور جسوقت سب چلنے پر آمادہ ہو گئے تو اوسوقت عبّاس بن عبد المُطَّلِب نے ایک خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا اور اوس کو سر بمہر کر کے (قبیلہ بنی غِفار) کے ایک مزدور کے ہاتھ آپ کی خدمت میں ارسال کیا اور اوس سے تین رات دن میں آپ کے پاس پہونچ جانے کی شرط کر لی اس خط میں یہ خبر لکھی تھی کہ قریش نے تمسے لڑنے کے لئے ایک بڑا بھاری لشکر طیار کیا ہے اور ان کا ارادہ تمپر حملہ کرنے کا بالکل پختہ ہو گیا ہے چنانچہ اب عنقریب تمہاری طرف کو کوچ کیا چاہتے ہیں سو دیکھو ان کے آنے پر تم اون کی روک تھام کا جو کچھ بندوبست کرتے ہو وہ ابھی پہلے ہی سے کر لو کہ پھر عین وقت پر کہیں دقت میں نہ پڑ جاؤ اور اس ساری جمعیت میں تین ہزار آدمی ہیں جن میں سے سات سو آدمی زرہ پوش ہیں اور اون کے ساتھ دو سو گھوڑے ہیں اور تین ہزار اونٹ ہیں اور ہتھیار بھی بکثرت ہیں

غرض وہ شخص اس خط کو لیکر مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور کوشش کر کے شرط کے موافق تین رات دن میں مدینہ پہونچ گیا اور وہاں جاکر آپ کی دیکھہ بھال کی تو آپ اوس کو نہ ملے اور یہ پتہ چلا کہ آپ مقام (قبار) کی طرف تشریف لیگئے ہیں آخر یہ وہیں پہونچا اور ادھر اودھر دیکھنا بھالتا اتفاقاً قبار کی مسجد کیطرف بھی پہونچ گیا دیکھا تو وہاں حضور مسجد کے دروازہ کے سامنے موجود ہیں اور اپنی سواری پر سوار ہیں اس نے آگے بڑھکر حضور کی خدمت میں وہ خط پیش کیا آپ نے اس کے ہاتھ سے لیکر (اُبیّ بن کعب) کو دیدیا اور ارشاد فرمایا کہ ذرا اس کا مضمون پڑھکر سنادو چنانچہ اوس نے سارا خط پڑھکر سنادیا آپ نے سنکر اوس سے خط تو واپس لیلیا اور اوس کو تاکید فرمادی کہ دیکھو اس کا ذکر مذکور اور کسی سے نہ ہونے پاوے اس کے بعد آپ وہاں سے روانہ ہوکر حضرت سَعْد بن رَبِیع کے مکان پر تشریف لائے اور اُن سے فرمایا کہ اس گھر میں اور کوئی بھی ہے (سعد) نے عرض کیا نہیں حضور یہاں اور کوئی نہیں ہے آپ اپنا مُدّعا ارشاد فرمایئے چنانچہ آپ نے ان کو عبّاس بن عبد المطّلب کے خط کے مضمون سے آگاہ کیا اونھوں نے مضمون کو سنتے ہی حضور کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ مجھے اس میں انشاء اللہ خیر کی امید ہے اور خدا نے چاہا تو یہ ہمارے حق میں بہتر ہی ہوگا (راوی) کہتا ہے کہ اون دنوں میں مدینہ کے یہودی اور مُنافق آدمی اس بات کی بہت زیادہ کھود کُرید کرتے رہتے تھے کہ محمد کے پاس کوئی خوشخبری کی بات تو نہیں آئی سو حضرت (سعد) نے اون کی اس پوچھ گچھہ کو ایک نیک فالی سمجھکر حضور کی خدمت میں یہ عرض کردیا کہ اس میں ہو نہ ہو ضرور ہمارے لئے کچھہ نہ کچھہ بہتری ہے غرضکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت (سعد) کو اس بات کے پوشیدہ رکھنے کی تاکید فرماکر اون کے گھر سے باہر تشریف لے آئے اور مدینہ کو واپس چلدئے ادھر ایسا ہوا کہ حضرت (سعد) کی بیوی مکان کے ایک گوشہ سے نکلکر ان کے پاس آئی اور پوچھنے لگی کہ تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرمارہے تھے انھوں نے ذرا ناراضگی کے لہجہ میں اوس سے کہا کہ کمبخت تجھے ان باتوں سے کیا کام اوس نے لاڈ میں آکر اون سے کہا کہ تم نہ بتاؤ تمہارے نہ بتانے سے کیا ہوتا ہے میں تو کان لگائے تمہاری ساری باتیں سن رہی تھی یہ کہکر پھر ساری باتیں اون سے کہدیں

کہ دیکھو تم یہ یہ باتیں کر رہے تھے حضرت (سعد) کو اس کے سُن لینے سے بہت افسوس ہوا اور وہ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ) پڑھکر اوس سے کہنے لگے کہ کمبخت مجھے خبر نہیں تھی کہ تو کہیں کھڑی ہوئی ہماری باتیں سن رہی ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ گھر میں کوئی نہیں آپ اپنا مدعا بے تامل ارشاد فرمایئے تونے مجھے خدا اور خدا کے رسول کے سامنے جھوٹا کر دیا یہ کہکر اونھوں نے جُھنجل میں اوس کی چوٹی پکڑ لی اور اوس کو کھینچتے ہوئے حضور کی تلاش میں باہر کو چلدیئے آخر آپ کو پل پر جا کر پکڑا اور وہاں تک جاتے جاتے یہ عورت بہت زیادہ چور چورا اور خستہ ہو گئی تھی پھر آپ کی خدمت میں اوس کو پیش کر کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو باتیں آپ نے مجھ سے در پردہ اور پوشیدہ فرمائی تھیں یہ سن رہی تھی آپکے تشریف لانے کے بعد میری بیوی میرے پاس آئی اور مجھ سے دریافت کرنے لگی میں نے حضور کے ارشاد کے موافق اس کو نہ بتلائیں اور اس سے چھپائیں اسپر اس نے یہ کہا کہ تم نہ بتلاؤ تمہارے نہ بتلانے سے کیا ہوتا ہے میں نے تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری باتیں اپنے کان سے سن لی ہیں پھر اس نے وہ ساری باتیں بعینہ بیان بھی کر دیں پس یا رسول اللہ میں ہول گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں سے کوئی خبر ظاہر ہو جاوے اور آپ میری جانب گمان کریں کہ میں نے آپ کے بھید کو کھولدیا اس لئے میں فوراً ہی اسکو آپ کی خدمت میں گھسیٹکر لایا ہوں کہ یہ معاملہ ابھی طے ہو جاوے تو اچھا ہے ورنہ کہیں کل کو مجھے آپ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے آپ نے فرمایا خیر جانے دو کچھ حرج نہیں اور اس کو چھوڑ دو (راوی) کہتا ہے کہ آخر کار قریش کی روانگی کی خبر لوگوں میں پھیل گئی اور اسی عرصہ میں (عمرو بن سالم خُزَاعِیْ) قبیلہ (بنی خُزَاعَہ) کے اور چند آدمیوں سمیت مکہ سے قریش کی روانگی کے کچھ بعد چلے اور چلنے سے چوتھے روز اونھوں نے قریش کے لشکر کو مقام (ذِی طُوٰی) کے پڑاؤ میں جا کر پکڑا پھر اون سے آگے نکلکر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو قریش کی ساری کیفیت اور حالت سنادی اور قریش کے پہونچنے سے پہلے ہی پہلے مدینہ سے واپس لوٹ آئے اور واپسی میں قریش کے لشکر سے مقام (بَطْنِ رَابِغْ) میں اون کی ملاقات ہوئی اور جہاں اون کا پڑاؤ تھا

وہیں اونھوں نے بھی ایک کنارہ پر کو قیام کیا مگر اون سے ملے بالکل نہیں بلکہ الگ ہی الگ رہے (راوی) کہتا ہے کہ مقام (رائغ) مدینہ سے کئی رات کے فاصلہ پر ہے۔ ہمسے شیخ ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد رضی اللہ عنہ نے اور ان سے شیخ ابو محمد حسن بن علی جوہری نے محرم ۴۴۲ھ میں اور ان سے ابو عُمر محمد بن عباس نے اور ان سے ابو القاسم عبد الوہاب بن ابی حَیَّہ نے اور انسے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمرو واقدی نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرو بن زُہیر نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرو بن ابی حُکیمہ اسلمی نے بیان کیا کہ جب دوسرا دن ہوا تو ابو سُفیان اس (عمرو بن سالم وغیرہ خزاعی) کو دیکھکر قریش سے کہنے لگا کہ ہو نہ ہو خدا کی قسم مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ محمد کے پاس گئے تھے اور اوسے ہمارے آنے کی خبر دیکر آئے ہیں اور اوس کو ڈرا کر ہماری طرف سے خبردار کر آئے ہیں اور ہمارے لشکر کی تعداد وغیرہ سب کچھ اوسے بتلا آئے ہیں بس اب وہ اپنی گڑھیوں میں طیار ہوکر بیٹھ جائیں گے اور کیا تعجب ہے کہ ایسی صورت میں ہمیں اون سے کچھ نقصان پہونچ جائے اور ہمارا اونپر کچھ بس نہ چل سکے صَفوان نے کہا کہ یہ کچھ فکر کی بات نہیں ہے کیونکہ اگر وہ میدان میں نکلکر ہمارے مقابلہ میں نہیں ڈٹیں گے تو ہم اپنے لشکر کا دھاوا قبیلہ (اوس) اور قبیلہ (خزرج) کے نخلستان پر بول دیں گے اور اوس کا تہس نہس اوڑا کر اون کو بالکل بے زروبے پر کردیں گے اور اس سے اون کو اسقدر شدید نقصان پہونچ جائیگا کہ جس کی تلافی اون سے کبھی نہ ہوسکیگی اور اگر وہ میدان میں آکر ہمارے مقابلے میں ڈٹین گے تو تب بھی ہمیں کچھ فکر نہیں کیونکہ ہمارا لشکر بھی اون کے لشکر سے زیادہ ہے اور ہمارے ہتھیار بھی اون کے ہتھیاروں سے زیادہ ہیں اور ہمارے پاس بہت گھوڑے ہیں اون کے پاس ایک گھوڑا بھی نہیں اور ان سب باتوں کے علاوہ ہماری دلیری کی ایک بہت بڑی بات یہ بھی ہے کہ ہم اون سے اپنے حق پر لڑتے ہیں اور ہمیں اونپر اپنے خون کا دعویٰ ہے اور وہ ناحق لڑتے ہیں اون کا ہمارے ذمہ میں کوئی دعویٰ نہیں۔

(راوی) کہتا ہے کہ قریش اوّل تو ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خار خوردہ تھے اور اسی لئے ہمیشہ شور وشر کرتے تھے لیکن اس کے علاوہ بعضے بدمعاش اور شریر

آدمی بھی ان کے ساتھ ایسے لگے ہوئے تھے کہ جو ان کو ہمیشہ فتنہ پردازی کی اشتعالک دبتے رہتے تھے چنانچہ منجملہ اون کے ایک شخص (ابو عامر فاسق) بھی ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لاتے ہی فوراً فساد مچانا شروع کر دیا تھا اور لوگوں کو حضور سے برگشتہ کرنے کو اپنا مقصدِ زندگی قرار دے لیا تھا سو اوس نے سب سے پہلے اپنے قبیلہ (اوس) کو اوکسانا شروع کیا اور اون سے یہ کہا کہ دیکھو یہ (محمد) بہت خطرناک آدمی ہے اور ہم تم اس کے پلّہ کے نہیں ہیں اس لئے اگر تمہاری اس سے کبھی کچھ چھیڑ چھاڑ ہو گئی تو یہ ضرور تمہیں دبالیگا اور تم پر غالب آجائے گا اور جب تم بے بس ہو جاؤ گے تو پھر کیا خاک بندوبست کروگے جو کچھ کرنا ہے سو ابھی پہلے پہلے کرلو تاکہ عین وقت پر اوسکی روک تھام کرسکو اور اگر تم مانوں تو میری رائے تو یہ ہے کہ کسی زبردست قوم کے پاس چلکر اوس سے اپنی راہ و رسم بڑھاؤ اور اوس کو اپنا پشت پناہ بنالو تاکہ اس کے خطرہ سے بے فکری ہو جاوے غرضکہ اس قبیلہ کے آدمی اوس کی دور اندیشی کے متفق ہو گئے اور سب نے اتفاق کر کے پچاس آدمی اس کے ساتھ کر دئے اور یہ کہا کہ تو ان کو لیکر ایسے قوم کے پاس جا اور جس طرح ہو سکے اونھیں کو اپر چڑھالا تاکہ یہ بالکل ہی نیست و نابود ہو جاویں اور پھر کسی قسم کا فکر ذکر ہی نہ رہے چنانچہ یہ پچاس آدمیوں کو لیکر مدینہ سے روانہ ہوا اور مکہ میں جاکر قریش کے یہاں ٹھیر گیا اور چند روز کے بعد جب اون سے خوب بے تکلفی ہو گئی تو اون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھڑکانے لگا اور اوبھارنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ میاں حق پر تو تم ہی لوگ ہو اور محمد تو ویسے ہی ایران توران کے قصے کہانیاں اور خرافات کہتا پھرتا ہے میری رائے تو یہ ہے کہ تم ایک دفعہ ہی اوس کا پاپ کاٹ دو تاکہ ملک میں سے یہ روزمرہ کی کل کل جھک جھک بالکل ہی رفع دفع ہو جاوے۔ آخر بار بار کے کہنے سننے سے قریش کے جی میں یہ بات سما گئی اور وہ جنگ کی طیاری میں مصروف ہو گئے جب ساز و سامان مکمل ہو چکا تو وہ اپنا بہت زور شور کا لشکر لیکر بدر کی طرف بڑھے اور یہ خود اپنے آدمیوں سمیت (آگ لگا جمالو دور کھڑی) کی طرح مکہ ہی میں پڑا رہا اور وہیں پڑا پڑا اون کا تماشا دیکھتا رہا آخر وہ وہاں سے اپنے منہ کے بل کی کھا کے آئے مگر اس سے پھر ویسے کے ویسے ہی رلے ملے رہے اور

یہ بھی جنگ اُحد تک وہیں پڑا رہا اور اون سے وہی پہلی سی چلتر بازیاں کرتا رہا اور اون کو گھسے دیتا رہا چنانچہ جب قریش دوبارہ طیار ہو کر جنگ احد کے لئے روانہ ہوئے تو اوسوقت یہ بھی مرے مرے جی سے اون کے ساتھ ساتھ ہولیا اور اپنی سرخروئی کے لئے اون سے یہ کہنے لگا کہ میں کیا کروں میرے بس میں تو میری قوم نہیں ہے ورنہ میں تمہیں امداد کر کے دکھلاتا کہ یاں اس طرح کیا کرتے ہیں اور اگر ایسا ہوتا تو بھلا کسی کی میری قوم میں سے یہ مجال بھی نہ ہوتی کہ وہ بدر میں تمہارے سامنے آجاوے اور اب تو بھائی یہ میری قوم کے پچاس۵۰ اک آدمی میرے ساتھ ہیں سو یہی تمہارے پسینہ پر اپنا خون چھڑکنے کو طیار ہیں قریش کے لوگوں نے اس لالچ میں کہ یہ ہمارا ساتھ دے گا اور ہمارا طرفدار رہے گا اس کی سب بناوٹی باتوں پر صاد کیا اور کہنے لگے کہ ہاں بھائی تو ٹھیک کہتا ہے اور ہمیں تیری ذات سے یہی امید ہے (راوی) کہتا ہے اپنے لشکر میں عورتوں کیساتھ چنگ بھی تھے جن کو ہر پڑاؤ پر بجا بجا کر اور گا گا کر وہ لوگوں کو اُبھارتی تھیں اور اون کو لڑائی کے لئے طیش میں لاتی تھیں اور زیادہ بھڑکانے کے لئے اون کو بدر کے مقتولوں کی بھی یاد دلاتی تھیں اور قریش ہر پڑاؤ پر جہاں کہیں چشمہ ہوتا تھا اونٹ ذبح کر کر کے خوب کھاتے پیتے تھے اور بادیہ پیمائی کی قوت حاصل کرتے تھے اور جو کچھ اونکے پاس آگے پیچھے کا کھانے پینے کا سامان جمع تھا اوس سے خوب گڑ چھلے اُڑاتے تھے آخر اسیطرح کرتے کراتے جب مقام (اَبْوا) میں پہونچے تو وہاں آپسمیں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ میاں دیکھو تو تمہارے ساتھ زنانی سواریاں ہیں اور اگر خدانخواستہ تمہیں شکست ہوگئی تو پھر ان کی جان تو بہت نرغہ میں آجاوے گی اور معلوم نہیں پھر دشمن انکی کیا کیا گت کریں گے اس لئے آؤ ہم پہلے ہی سے اس کا بندوبست کرلیں کہ یہاں پر (محمد) کی ماں کی قبر ہے اوس کو کھودیں اور اوس کی ہڈیاں وغیرہ نکالکر اپنے ساتھ لیلیں اور عورتوں کی نگہداشت کی اس لئے زیادہ ضرورت ہے کہ یہ مردوں کے لئے عزت و آبرو کی چیز ہیں پس اگر وہ تمہاری عورتوں میں سے کسی پر قابو پالیگا اور اوس کو ستاوے گا تو تمہیں بھی یہ کہنے کی گنجائش رہے گی کہ دیکھو ہمارے پاس بھی تیری ماں کی پرانی ہڈیاں ہیں سو اس سے ایک تو ہماری بے آبروئی اور رسوائی کا بدلہ اُتر جائے گا دوسرے یہ کہ اگر وہ اپنے خیال کے موافق اپنی ماں کیساتھ نکوکار

ہوگا تو اپنی جان کی قسم وہ اس بات سے شرماکر ضرور اپنی ماں کی ہڈیوں کے بدلہ میں تمہاری عورتوں کے فضیحت کرنے سے درگذر کرے گا اور باز رہے گا اور اگر اوسکا تمہاری عورتوں پر قابو نہ چلا تو اپنی جان کی قسم تو بھی اوس کی ماں کی پرانی ہڈیاں تمہارے کام آویں گی کیونکہ اگر وہ اپنی ماں کے ساتھ نکوکار ہوگا تو ضرور اوس کی رسوائی سے شرماکر اور گھبراکر تم سے اس بات کی درخواست کرے گا کہ براہ کرم یہ ہڈیاں مجھے دیدو اور اون کے بدلہ میں مجھسے جتنا چاہے ونتا مال لیلو بس پھر تم بھی اوس کو خوب اچھی طرح شکنجہ میں کس دینا غرضکہ جب قریش کے عام آدمیوں کی یہ رائے ہوگئی تو ابوسفیان بن حرب نے اون سے یہ کہا کہ ابھی ذرا ٹھہر جاؤ میں قریش کے اور بڑے بوڑھوں سے بھی اس بات کو دریافت کرلوں چنانچہ یہ لوگوں سے یہ کہکر بڑے بڑے آدمیوں کے پاس گیا اور اون سے سارا قصہ سناکر کہا کہ آپ لوگوں کی اس میں کیا رائے ہے اونھوں نے اس بات سے بالکل انکار کیا اور اس سے یہ کہا کہ اس کارروائی کا کرنا تو درکنار اس کا تو ذکر مذکور بھی نہ کر کیونکہ قبیلہ (بنو بکر) اور قبیلہ (بنو خزاعہ) کو اگر اس کا ذرا بھی سراغ لگ گیا تو وہ ابھی ہمارے تمام مُردوں کی قبریں اوکھیڑ ڈالیں گے۔ (راوی) کہتا ہے کہ قریش مکہ سے کوچ کرکے اپنی روانگی سے دسویں روز صبح کے وقت ہجرت کے تیسویں مہینے شوال کی پانچویں تاریخ کو جمعرات کے روز مقام (ذوالحلیفہ) میں پہونچے اور اسوقت ان کے ساتھ تین ہزار اونٹ اور دو سو گھوڑے ساز و سامان سمیت طیار تھے اور جسوقت یہ مقام (ذوالحلیفہ) میں پہونچے تو قبیلہ (فرسان) ان کی پیشوائی کے لئے آیا اور اوس نے اونکو نہایت اعزاز و اکرام سے مقام (وطا) میں اوتارا اور ان کی خوب خاطر و مدارات کی ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جمعرات کی رات کو حضرت (انس بن فضالہ) او (مونس بن فضالہ) کو اون کی خیر خبر کے لئے جاسوس بناکر مدینہ سے روانہ کیا چنانچہ وہ آپ سے رخصت ہوکر مقام (عقیق) میں قریش کے ساتھ جاملے اور جب تک وہ مقام (وطا) میں جاکر اوترے تب تک اون کے ساتھ ساتھ رہے پھر وہاں سے اون سے الگ ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو قریش کے تمام حالات سے آگاہ کیا مدینہ کے پاس ایک جنگل ہے جس کو (عرض) کہتے ہیں اور یہ عرض مقام (وطا) اور (احد)

پہاڑ کے درمیان میں واقع ہے مگر بہ نسبت (وُطَا) کے (اُحُد) کے زیادہ متصل ہے اور اس جنگل کے قریب ایک اور میدان ہے جس کو آجکل (عَرْصَۃُ البُقُل) کہتے ہیں اور اس میدان میں ایک خود رو نالہ بہتا ہے اور اس جنگل اور اس میدان کا مالک تو صرف قبیلہ (بَنُو سَلِمہ) اور قبیلہ (بَنُو حَارِثہ) اور قبیلہ (بَنُو ظُفَر) اور قبیلہ (بَنُو عبدالاشہلُ) تھا مگر اس سارے جنگل کی کاشت اور اس میدان کی صرف نالہ تک عام مسلمانوں نے کر رکھی تھی اس جنگل کی آبپاشی اسی نالہ سے بذریعہ چرس ہوتی تھی مگر پانی بہت اوپر ہونیکی وجہ سے آبکشی میں نہایت سہولت تھی کہ اوس کے چرس کو اونٹ مقام (مَجلِس) اور (اُحَار) پہاڑ تک ذراسی دیر میں کھینچ کھینچکر لیجاتے تھے اور پھر آناً فاناً میں لوٹ آتے تھے مگر پھر جب اس کا پانی نہر (غابہ) میں جس کو مُعاویہ بن ابی سُفیان نے کھدوایا تھا چلا گیا تو اس میں یہ آسانی نہ رہی آخر سب کاشتکار اسی جمعرات کی رات کو اپنے انڑ اوزار زراعت بنیو گھر مدینہ میں پہونچانے گئے تھے کہ اون کے بعد میں اچانک مشرکوں کا لشکر وہاں آپہونچا اور اونھوں نے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو ان کھیتوں میں چھوڑ دیا یہ کھلے مہار اون میں خوب لوٹے بیٹھے اور چلے پھرے آخر وہ سب کھیت اسی میں روندے گئے اور اسی جنگل میں (اُسَید بن حُضَیر) کی ملکیت کے بیس اونٹ رہا کرتے تھے جو سب کے سب جو کے کھیت کو سینچا کرتے تھے اور ان کے علاوہ اور مسلمانوں کی بھی بہت سی چیزیں وہاں پر رہا کرتی تھیں اس لئے مسلمانوں کو اپنے اونٹوں اور چرواہوں اور کھیتی کے اوزاروں پر بہت زیادہ خطرہ تھا اور مشرکوں نے اپنے تمام جانور اسی جنگل میں چرنے کے لئے چھوڑ دئے تھے کہ وہ شام تک چرتے چراتے پھرتے رہے جب شام ہوگئی تو اونھوں نے اپنے سب جانوروں کو ایک جگہ جمع کر کے جمعہ کی رات کے لئے کھیت کاٹ کاٹ کر سب اون جانوروں پر لاد لئے پھر جب جمعہ کے روز صبح کا وقت ہوا تو اونھوں نے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں اور بیلوں کو پھر کھیتوں میں چھوڑ دیا اور اون کو یہاں تک چرایا کہ اوس خطہ میں سبزے کا نشان تک باقی نہ رہا پھر جب اون لوگوں نے اپنے خیمے وغیرہ سب نصب کر لئے اور سامان کھول دئے اور اطمینان سے مقیم ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حُباب بن مُنذر بن جَمُوح) کو انکا جائزہ لینے کے لئے ان کی طرف روانہ کیا چنانچہ وہ قریش کے

لشکر میں جا گھسے اور اون کے آدمیوں اور اونٹوں اور گھوڑوں اور ہتھیاروں وغیرہ کا اندازہ کرنے لگے اور اِدھر اودھر پھر اکر سب چیزوں کو بخوبی جانچ لیا پھر وہاں سے لوٹ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چونکہ حضور نے ان کو سب سے خفیہ خفیہ بھیجا تھا اور یہ تاکید کردی تھی کہ دیکھو اون کے حالات سے مسلمانوں کو آگاہ نہ کر دینا ہاں البتہ اگر اون کی جمعیت کچھہ تھوڑی جنچے تو پھر خبر کرنے میں کچھہ مضائقہ نہیں اس لئے جب یہ لوٹ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو تنہائی میں اون کے تمام حالات سے مطلع کیا چنانچہ حضور نے ان سے تنہائی میں دریافت فرمایا کہ تو نے کیا کیا دیکھا ہے انھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں نے اون کی جمعیت کا جو اندازہ لیا تو مجھے یہ اندازہ ہوا کہ وہ کچھہ کم وبیش تین ہزار ہیں اور اون کے ساتھہ دوسو گھوڑے ہیں اور ایک جگہ سب زرہیں رکھی ہوئی تھیں میں نے اون کو بھی جانچا تو وہ میرے اندازمیں سات سو ہوں گی آپ نے فرمایا کہ تو نے اون کے ساتھہ عورتوں کو بھی دیکھا یا نہیں انھوں نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ میں نے دیکھا تھا اون کے ساتھہ عورتیں بھی ہیں اور وہ اپنی ساتھہ گانے بجانے کا سامان یعنی چنگ اور باجا اور طبلے وغیرہ بھی لئے ہوئے تھیں آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ مردوں کو بھڑکانے اور ابھارنے کے لئے آئی ہیں اور اون کو بدر کے مقتولوں کو یاد دلا دلا کر طیش میں لاویں گی اور جوش دلاویں گی اس کے بعد حضور نے (حُباب) کو دوبارہ پھر تاکید فرمائی کہ خبردار ان باتوں میں سے جو مجھ سے بیان کیں ہیں ایک حرف بھی کسی دوسرے کے سامنے ذکر نہ کرنا پھر آپ نے یہ چند کلمے پڑھے (حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ) (ترجمہ) ہمیں (اپنی طرفداری کے لئے) اللہ کافی ہے اور وہ سب سے بہتر طرفدار ہے اے اللہ میری قوت تیری ہی بدولت ہے اور میری زور آوری بھی تیری ہی بدولت ہے۔ اور اسی جمعہ کے روز یہ قصہ پیش آیا کہ حضرت (سَلَمہ بن سَلَامَہ بن وَقش) اتفاقاً اپنے کھیت کی طرف جا نکلے اور جب (عرض) جنگل کے نزدیک پہونچے تو اون کو یکایک مشرکوں کے دس سواروں کی ایک ٹولی ملگئی اونھوں نے ان کو دیکھکر ان کی طرف گھوڑے دوڑائے یہ جان بچانے کی غرض سے بھاگ لئے اور وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے گھوڑے ڈالے چلے آئے یہ بھاگتے بھاگتے راستہ میں ایک پتھریلے ٹیلے پر چڑھ گئے اور اوپر کھڑے

ہوکر اون کی مدافعت کرنے لگے کبھی تیر اور کبھی پتھر اون کے مارنے لگے آخرکار وہ اسی
سے لاچار ہوکر وہاں سے ہٹ گئے اور یہ اون کے جانے کے بعد ٹیلے سے اوتر کر پھر اپنے
کھیت میں جو (عرض) جنگل کے قریب تھا آئے اور کھیت کے ایک کونہ میں سے اپنی تلوار
اور ایک آہنی زرہ جو زمین میں دبی ہوئی تھیں کھود کر نکالیں اور اون کو لیکر جھٹ پٹ
قبیلہ (بنی عبد الاشہل) کے پاس آئے اور اپنی قوم کو بلا کر اون سے اپنا سارا ماجرا کہا۔
(راوی) کہتا ہے کہ مشرکوں کا لشکر شوال کی پانچویں تاریخ کو جمعرات کے روز آیا تھا اور شوال
کی ساتویں تاریخ کو بار کے روز سے لڑائی شروع ہو گئی تھی اور جمعہ کی رات کو قبیلہ (اوس)
اور قبیلہ (خزرج) کے بڑے بڑے سردار اور سربرآوردہ آدمی جیسے سعد بن معاذ اور
اُسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ چند آدمیوں کو ساتھ لیکر مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے دروازہ پر رات بھر مسلح پہرا دیتے رہے کہ کہیں مشرک رات کو بیخبری میں چھاپہ
نہ مار بیٹھیں اور اس رات میں مدینہ پر بھی رات بھر مسلح پہرا رہا اور اسی رات میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا پھر جب صبح ہوئی اور سب مسلمان جمع ہوگئے تو آپ نے
خطبہ ارشاد فرمایا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور
ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمرو بن قتادہ
نے اور ان سے محمود بن لبید نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور
حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ اے لوگو میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ گویا میں ایک مضبوط
زرہ پہنے ہوئے ہوں اور میری تلوار نوک کے پاس سے ٹوٹ گئی ہے اور ایک گائے
ذبح کی جارہی ہے اور میں ایک مینڈھے کے پیچھے بھاگ رہا ہوں لوگوں نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ آپ نے اس سے کیا تعبیر لی ہے آپ نے فرمایا کہ زرہ سے مدینہ مراد ہے
پس تم لوگ اسی میں ٹھہرے رہو یہ تمہارے لئے زرہ کا کام دے گا اور میری تلوار کی نوک
ٹوٹنے سے یہ مراد ہے کہ مجھپر کوئی مصیبت آنیوالی ہے اور گائے کے ذبح ہونے سے یہ مراد
ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ آدمی شہید ہوں گے اور میرا مینڈھے کے پیچھے بھاگنا اس سے
یہ مراد ہے کہ ہم انشاء اللہ مشرکوں کے سرداروں کو قتل کریں گے۔ ہمسے محمد نے اور ان سے

عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عُمر بن عُقبہ نے اور ان سے سعید نے اور ان سے عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ میری تلوار کی نوک ٹوٹنے سے یہ مراد ہے کہ میرے اہل میں سے کوئی شخص قتل ہوگا۔ ہمسے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زُہری نے اور ان سے عُروہ نے اور ان سے مِسْوَر بن مَخرَمہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب میں یہ فرمایا تھا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا میری تلوار جھڑ گئی ہے اور مجھے یہ ناگوار گذرا۔ پھر حضرت مِسوَر نے اس کی خود ہی تعبیر بتلائی کہ اس سے وہ چوٹ مراد ہے جو جنگ اُحد میں آپ کے چہرہ میں لگ گئی تھی غرضکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب اور اس کی تعبیر بیان فرماکر لوگوں سے مشورہ طلب کیا اور کہا کہ اب تم بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے اور خود حضور کی مرضی اس خواب کی وجہ سے یہی ہوئی کہ لڑائی کے لئے مدینہ سے باہر نہ نکلا جاوے بلکہ یہیں شہر میں سے ان کی مدافعت کیجاوے اور آپ کی یہ خوشی تھی کہ اور لوگ بھی اس خواب اور اس تعبیر کی موافقت کریں اور انھیں کے بموجب عمل کریں چنانچہ آپ کے استفسار فرماتے ہی حضرت عبداللہ بن اُبیّ آپ کے سامنے کھڑے ہوئے اور آپ کی تائید کرتے ہوئے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم لوگ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں بھی اپنے دشمنوں سے یہیں مدینہ میں رہکر لڑا کرتے تھے اور یہ ترکیب کیا کرتے تھے کہ بال بچوں اور عورتوں کو ان ہی گڑھیوں میں بٹھا دیتے تھے اور ان کے پاس چھوٹے چھوٹے پتھروں کے ڈھیر لگادیا کرتے تھے اور خدا کی قسم یہ ترکیب اس قدر کارگر ہوتی تھی کہ اکثر ایک ایک مہینے تک ہمارے بال بچے نہایت اطمینان سے وہ بیشمار پڑے ہوئے پتھر ہمارے دشمنوں کے مارتے رہتے تھے اور اونکو اسی سے تنگ کرتے رہتے تھے اور ہم اس شہر مدینہ کے چاروں طرف مٹی کے تودے بھی بنا دیا کرتے تھے کہ جس سے یہ ہر طرف سے قلعہ جیسا ہو جاتا تھا بس لڑکے اور عورتیں تو اُن ٹیلوں اور کوٹھوں پر سے دشمنوں پر پتھر برسایا کرتے تھے اور ہم ان سے خوب

بے فکری سے گلی کوچوں میں اپنی تلواروں سے لڑا کرتے تھے اور یارسول اللہ ہمارا یہ شہر مدینہ
بالکل باکرہ لڑکی جیسا ہے کہ آجتک اسپر کسی کو دسترس نصیب نہیں ہوئی اور اس میں ہمپر کبھی کوئی
آفت نہیں پہونچی اور نہ اس میں رہتے ہوئے ہمیں کبھی شکست ہوئی اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم
مدینہ سے دشمن کیطرف باہر نکلے ہوں اور اوس نے ہمسے شکست نہ پائی ہو اور ہزیمت نہ اٹھائی ہو
اور جب کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ اسمیں دشمن خود ہمپر چڑھ آیا ہے تو ہمیں نے اسپر فتح پائی ہے
سو یارسول اللہ میری رائے تو یہی ہے کہ آپ ان مشرکوں کو بس پڑا ہی رہتے دیجئے اور ان سے
خود کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کیجئے کیونکہ اگر یہ لوگ یہاں پر پڑے رہیں گے تو یہ پڑا رہنا انھیں کے حق میں
منحوس ثابت ہوگا اور اگر آپ سے آپ ناامید و محروم ہوکر لوٹ جاویں گے تو پھر کبھی ان کو فلاح
و بہبودی نصیب نہ ہوگی اور یارسول اللہ میں آپ سے نہایت آرزومندی سے عرض کرتا ہوں
کہ آپ اس بات میں میری گذارش کو منظور فرما ہی لیجئے اور یقین جانئے کہ میں اس رائے اور تدبیر
کا اپنے آبا و اجداد اور اکابر قوم کی طرف سے وارث ہوں کچھ اپنی طرف سے نہیں کہتا ہوں بلکہ یہ
انھیں کی میراث مجھے پہونچی ہے اور وہ لوگ بڑے ہوشیار اور بڑے تجربہ کار اور جنگ کے
نشیب و فراز اور اس کے داؤگھات سے خوب واقفکار تھے لہذا آپ اس کو منظور فرما ہی لیجئے۔
چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز اور مرضی تو پہلے سے یہی تھی اس لئے آپ ان کی تقریر
کو سنکر بہت خوش ہوئے اور ان کی تدبیر کو فوراً منظور فرمالیا اور سب اکابر صحابہ کی بھی یہی رائے
ہوگئی غرض جب بالاتفاق یہ رائے پاس ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں
اسی بات کا اعلان کرادیا کہ سب لوگ یہیں مدینہ میں پناہ گزین رہیں اور سب بچوں اور عورتوں کو
ٹیلوں اور کوٹھوں پر چڑھادیں سو اگر وہ ہمپر چڑھ آویں گے تو ہم گلی کوچوں کے مورچوں پر
اون سے لڑیں گے کیونکہ گلی کوچوں سے ہم بہ نسبت ان کے زیادہ واقفکار ہیں اور ٹیلوں
اور کوٹھوں پر سے لڑکے اور عورتیں اونپر پتھر برساتے رہیں گے اور اس اعلان کے ہوتے
ہی فوراً بعض مسلمانوں نے تو انتظام کرنا شروع کردیا چنانچہ مدینہ کے چاروں طرف مٹی کے
ڈھیر اور تودے لگادیئے اور دیواریں چن دیں جس سے وہ قلعہ جیسا محفوظ ہوگیا اور بعض
نوجوان جو جنگ بدر میں حاضر نہیں تھے اور شہادت کی رغبت میں سرشار ہو رہے تھے

مسلمانوں کا شوق شہادت

حضور سے یہ درخواست کرنے لگے کہ آپ ہمیں دشمنوں کے مقابلے میں میدان ہی میں لیچلیے اور یا ہمیں اجازت دیدیجئے کہ ہم خود اونپر پیش قدمی کریں اور اس پر بہت زیادہ زور دیا اور بعض سن رسیدہ لوگوں نے (جن میں حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب اور حضرت سعد بن عُبادہ اور حضرت نعمان بن مالک بن ثعلبہ وغیرہ اور ان کے علاوہ قبیلہ (اوس) اور قبیلہ (خزرج) سے اور بڑے بڑے آدمی بھی شامل تھے) یہ درخواست کی کہ یارسول اللہ ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ اگر ہم اون کے مقابلے میں میدان میں نہیں جائیں گے یا اونپر پیش قدمی نہیں کریں گے تو اون کے دل میں ہماری طرف سے یہ بات بیٹھ جاوے گی کہ ہم لوگ ڈرپوک اور بزدل ہونے کی وجہ سے اون کے آگے میدان میں نہ بڑھ سکے اور اس خیال کا اثر بہت برا پڑے گا کہ ہمارے مقابلے کے لئے اون کی ہمت وجرأت ہمیشہ کے لئے بڑھ جائے گی اور پھر آئے دن ہمیں ستاتے رہیں گے سو یہاں رہکر لڑنا ہمارے نزدیک بالکل قرین عقل نہیں اور علاوہ اس کے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب ہم بدر میں سارے کے سارے صرف تین سو آدمی تھے اور جب بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اونپر فتح دی تو اب تو ماشاءاللہ ہم بہت سے آدمی ہیں سو اب اللہ تعالے کیوں نہ فتح دے گا اور یارسول اللہ ہم تو خود بہت دنوں سے اس دن کی آرزو کر رہے تھے اور اللہ سے اسی روز کی دعا مانگتے تھے سو خدا کا شکر ہے کہ اوس نے ہماری تمنا پوری کردی اور ہمیں یہ دن دکھایا اور ہمارے دشمنوں کو خود بخود ہمارے میدان میں اور ہماری زد میں ہانک لایا سو اب اون سے درگذر کرنا اور چشم پوشی کرنا نہ چاہیئے غرضکہ یہ لوگ پیشقدمی اور میدان میں جانے پر بہت زیادہ اصرار کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو پسند نہ فرماتے تھے اور آپ کو یہ بات ناگوار تھی اور ان لوگوں کے شوق کی یہ حالت تھی کہ انھوں نے سب ہتھیار اپنے اپنے بدن پر سجار کھے تھے اور تلواروں کو سوتتے ہوئے نوجوانوں کی طرح اکڑتے ہوئے پھر رہے تھے اور حضرت مالک بن سنان بن ابی سعید خُدری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ خدا کی قسم ہمیں ان لوگوں سے لڑنے میں کسی قسم کا نقصان نہیں بلکہ ہر طرح نفع ہی نفع ہے اور ہمارے لئے دو خوبیوں میں سے ایک خوبی ضرور ہے کہ یا تو اللہ تعالیٰ ہمیں اونپر فتحیاب کرے گا سو یہ تو ہماری مراد

ہی ہے اور اس سے وہ ہمارے آگے بالکل ذلیل وخوار ہو جاویں گے اور یہ جنگ جنگِ بدر
کی ایک نظیر ہو جاوے گی کہ جیسے وہاں ان کو ڈھونڈ ڈھونڈ کے مارا تھا یہاں بھی اسیطرح
ماریں گے اور ان میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑیں گے سوائے اون لوگوں کے جو میدان سے
جان بچا کر بھاگ جاویں اور یارسول اللہ دوسری خوبی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شہادت
نصیب کردے اور یارسول اللہ خدا کی قسم ہمیں کچھ پروا نہیں ہے کہ ان دونوں میں سے
کونسی ہو کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں خیر وخوبی اور بھلائی ہی بھلائی ہے۔

(راوی) کہتا ہے کہ جو لوگ میدان میں جانے کی اور پیش قدمی کی خواہش کر رہے تھے اون کی
نسبت ہمیں یہ خبر نہیں پہونچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن میں سے کسی کی بات کو
پھیرا ہو یا رد کیا ہو بلکہ ہر ایک کی بات پر آپ نے سکوت کیا اور خاموش رہے چنانچہ یہی رنگ
دیکھکر حضرت حمزہؓ بن عبد المطلبؓ نے حضور سے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں اُس خدا پاک
کی قسم کھاتا ہوں جس نے آپ پر قرآن اوتارا ہے کہ میں آج کھانا نہ کھاؤں گا جب تک
مدینہ سے باہر نکلکر اپنی اس تلوار سے ان مشرکوں کے ساتھ نہ لڑلوں (اور) یہ بھی کہا جاتا ہے
کہ حضرت حمزہ اس قسم کیوجہ سے جمعہ کو بھی روزہ سے رہے اور ہار کو بھی چنانچہ روزہ ہی
کی حالت میں جاکر مشرکوں سے مقابلہ کیا اور نعمان بن مالک بن ثعلبہ نے جو قبیلہ (بنی سالم)
کے عزیز تھے حضور کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ میں اس بات کی شہادت
دیتا ہوں کہ آپنے جو خواب میں گائے ذبح ہوتے دیکھی ہے بیشک اوس کی تعبیر یہی ہے
کہ اس جنگ میں کچھ آپ کے صحابی شہید ہوں گے اور میں بھی انھیں شہیدوں میں سے
ہوں سو اب آپ سے یہ گذارش ہے کہ بھلا آپ ہمیں جنت سے کیوں محروم رکھتے ہیں
خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ وہ مجھے ضرور جنت میں داخل کرے گا حضور نے
فرمایا کہ آخر کیوں داخل کرے گا اُنھوں نے عرض کیا کہ میں خدا اور خدا کے رسول سے محبت
رکھتا ہوں اور جنگ کے روز صف میں سے نکلکر نہ بھاگوں گا اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے چنانچہ یہ اُسی روز شہید ہو گئے اور اسی طرح (ایاس بن اوس
بن عتیک) نے کہا کہ یارسول اللہ ہم لوگ (عبد الاشہل) کی اولاد بھی انھیں لوگوں میں سے

ہیں جو اوس مذبوحہ گائے سے مراد ہیں اور یارسول اللہ ہمیں تمنا ہے کہ ہم اس قوم میں ذبح کئے جاویں اور وہ لوگ ہمارے درمیان ذبح کئے جاویں پھر ہم تو جنت میں داخل ہوں اور وہ دوزخ میں جاویں اور یارسول اللہ اس کے علاوہ مجھے یہ بھی اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ قریش یہاں سے پھر کر اپنی قوم کے پاس جاویں اور اون سے یہ کہیں کہ ہمنے محمد کو مدینہ کے کوٹھوں اور ٹیلوں پر گھیر لیا تھا اور وہ یہ سنکر اور زیادہ ڈھیٹ اور ہیکڑ ہو جاویں اور اسپر بھی غور فرمایئے کہ انھوں نے ہمارے تمام کھیتوں کو روند ڈالا ہے سو اگر ہم ان کو اپنے جنگل سے نہ بھگائیں گے تو ہماری کھیتیاں ہرگز ہرگز سرسبز نہیں ہوں گی اور یارسول اللہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں بھی ہمارا یہی دستور رہا ہے کہ عرب کے لوگ اسی قسم کی حرص وطمع کر کے ہمارے یہاں آتے تھے اور ہم سب اپنی اپنی تلواریں سونت سونت کر اونپر جا گرتے تھے بس پھر اُن کو بھگا ہی کر چھوڑتے تھے اور یارسول اللہ اب تو ہم اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ اپنے دشمنوں کو پل کی پل میں کائی کی طرح پھاڑ ڈالیں کیونکہ آپ کے طفیل سے اللہ کا ہاتھ ہمارے سروں پر ہے اور آپ ہی کے طفیل سے ہم اپنے انجام کار سے بخوبی واقفکار ہو گئے ہیں سو اب ہم اپنے گھروں میں ہرگز ہرگز محاصرہ نہ کئے جاویں گے۔ ان کے بعد پھر اسی طرح حضرت (خیثمہ ابو سعد بن خیثمہ) حضور کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ ذرا میری گذارش پر غور فرمایئے وہ یہ ہے کہ قریش بدر کے بعد سے لیکر اب تک جس کو ایک سال کا عرصہ ہو گیا ہے اپنی جمعیت کا بندوبست اور فوجی قوت کو درست کرتے رہے ہیں اور انھوں نے اسی اثنا میں عرب اور اون کی رعایا کو جو قریب قریب ہر قبیلہ سے ہے اپنی سرزمین میں کھنچوا بلایا ہے غرض خوب پختگی اور زبردست طیاری کے بعد اب یہ گھوڑوں کی باگیں تھامیں اور اونٹوں کو لادے ہمارے یہاں آئے ہیں بلکہ ہمارے سروں پر آچڑھے ہیں پس اگر اب یہ ہمیں ہمارے گھروں اور ہمارے کوٹھوں میں بھی گھیر لیں گے اور یہاں سے بے محنت اور بے مشقت بہت سارا مال لیکر جاویں گے تو یہ بات ان کو ضرور ہمپر بہت دلیر کر دیگی اور اون کے ایسے حوصلے بڑھا دیگی کہ پھر ان کو ہمارے اوپر زور وظلم کرنے کے لئے جمعیت اور گروہ بندی کی بھی ضرورت نہیں رہے گی بلکہ پھر تو ان کا ایسا حوصلہ کھل جاوے گا کہ